ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الخیر الکثیر

مترجم اردو

مصنف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ

مترجم

مولانا عابد الرحمن صدیقی کاندھلوی

ناشر

قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی

باہتمام:۔ محمد سعید اینڈ سنز

ناشر:۔ قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

مطبوعہ:۔ مطبع سعیدی، کراچی،

قیمت:۔ چھ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہم حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح کی مایۂ ناز تصنیف "خیر کثیر" کا اردو ترجمہ مع متن پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں،

اہل علم حضرات شاہ صاحب رح کے مقام اور ان کی علمی دسترس اور کمال سے اچھی طرح واقف ہیں، اور اس حقیقت کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب کے تمام علوم وہبی تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر علم و فن میں وہ کمال عطا فرمایا تھا، جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔

زیر نظر تصنیف میں بھی حضرت شاہ صاحب رح کا یہ وصف نمایاں طور پر نظر آرہا ہے جس میں آپ نے معرفت و طریقت کے وہ علوم ظاہر فرمائے ہیں جو آپ سے پہلے کسی نے ظاہر نہیں کئے، تصوف کا مذاق و سلیقہ رکھنے والے اور اس کی اصطلاحات سے واقف حضرات ہی اس کا صحیح اندازہ لگاسکیں گے کہ ان غامض اور دقیق مسائل کو اس نئے انداز سے حل کرنے کا حصہ صرف شاہ صاحب رح ہی کا تھا،

اصل کتاب چونکہ عربی زبان میں تھی جس سے اس کی افادیت ایک مخصوص طبقہ تک محدود ہو کر رہ گئی تھی، کتاب کی نافعیت کے اعتبار سے اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ اسے سلیس اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا جائے تاکہ اردو دان تعلیم یافتہ طبقہ بھی اس سے مستفید

ہوسکے۔ اس لئے ہم اس بے نظیر کتاب کو ایک کالم میں عربی متن مع اعراب اور دوسرے مقابل کالم میں سلیس اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس ناچیز کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور علوم دینیہ کی اشاعت کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے۔

طالب دعا

محمد سعید عفی عنہٗ

فہرست ابواب خیر کثیر مترجم اُردو

چھٹا خزانہ

ساتواں خزانہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث

دھلویؒ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ سرزمین ہند کے ان اکابرین سے ہیں، کہ جن کی نظیر نہ صرف اپنے عصر اور ہندوستان میں بلکہ بہت سے قرون اور ممالک اسلامیہ میں ڈھونڈھنے سے نہیں ملتی،

حضرت موصوف بقول حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند کے ان افراد امت میں سے ہیں، کہ سرزمین ہند میں اگر صرف شاہ ولی اللہ ہی پیدا ہوتے تو ہندوستان کے لئے یہی فخر کافی تھا،

حضرت شاہ صاحب کی زندگی اور علمی و عملی کمالات کے اتنے گوشے ہیں، کہ ان میں سے ہر ایک مستقل تصنیف کا محتاج ہے، مثلاً حضرت ممدوح کی جامعیت، تبحر، دقت نظر اور ظاہری و باطنی علوم کا حیرت انگیز اجتماع مکاشفات و کمالات، تصنیف و تالیف، ترجمۂ قرآن کی بنیاد، نصاب حدیث کی تاسیس، درس کی اصلاح اسرار شریعت کی دلنشین تشریح، کلام تصوف فلسفہ اخلاق اور نظام حکومت میں ان کے خاص خاص امور قابل قدر نظریات، اصول تفسیر و اصول حدیث میں خصوصی تحقیق جہاد کا

جوش حکومت اسلامیہ کی خلافت راشدہ کے اصولوں پر تشکیل وغیرہ وغیرہ لاتنے کمالات وخصائص ہیں، جو اہل نظر و فکر کے لئے اور اہل دل و اہل ذوق اور ارباب قلم کے لئے کافی جولانگاہ تحقیق و تدقیق ہیں، حضرت موصوف کیا تھے؟ خدا تعالیٰ کی ایک حجت قاطعہ، جو بارہویں صدی میں ہندوستان میں ظاہر ہوئی، اس مترجم کی بساط ہی کیا ہے، کہ ارباب نظر کے لئے شاہ صاحب کے کمالات کے کسی شعبہ پر قلم اٹھا سکے، اسلام کے جس فن کے بھی اعاظم رجال کی تاریخ لکھی جائے، حضرت شاہ صاحب کا تذکرہ اس میں خاص امتیاز کے ساتھ کرنا مصنف کا فرض ہوگا، جس میں کوتاہی اس کی نا قابلیت یا تصنیفی بددیانتی سمجھی جائے گی، مثلاً اگر مفسرین قرآن کی تاریخ لکھی جائے، تو شاہ صاحب کی خاص تفسیری تصانیف کا تقاضا ہوگا، کہ ان کے نام نامی کو ان میں نمایاں حیثیت دی جائے، علیٰ ہذا اگر محدثین اور شارحین حدیث نبوی پر کوئی کتاب تیار کی جائے، تو اس کے لئے ضروری ہوگا، کہ اس میں بھی اُن کا ذکر نمایاں کیا جائے، اور اگر فقہاء اسلام کی کوئی تاریخ مرتب ہو تو تفقہ میں حضرت شاہ صاحب کو جو ید طولیٰ حاصل ہے، اور جو بیش بہا اور نادر الوجود علمی ذخائر ہیں، ان کی قدر و قیمت سمجھنا ہو گی اور اگر علم کلام کی کوئی تاریخ مدون ہو، تو امام ابو الحسن اشعری اور امام غزالی اور امام ابن تیمیہ کے زمرہ میں شاہ ولی اللہ کا ذکر کرنا

مورخ پر فرض ہو گا، اور اگر صوفیہ دائمہ سلوک و معرفت کی کوئی جامع تاریخ لکھی جائے، تو اس باب کی شاہ صاحب کی مستقل تالیفات خیر کثیر، القول الجمیل، الطاف القدس وغیرہا کی بنا پر امام غزالی اور مجدد الف ثانی کے ساتھ ان کا بھی ذکر کرنا مورخ کا فرض ہوگا،

ایسے ہی اگر امت محمدیہ میں حقائق و اسرار الہی پر کلام کرنے والوں کی فہرست تیار کی جائے، تو حضرت شبلی اور شیخ ابن عربی کے ساتھ شاہ صاحب کے اس فن کے رسائل بھی نمایاں جگہ پر ہونگے،

بہر حال شاہ صاحب کا سب سے بڑا امتیازی کمال ان کی یہی جامعیت ہے، جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور اپنے جد اعلے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ سے انہیں میراث میں ملی ہے،

مقام مجددیت اور شاہ صاحب

حضرت شاہ صاحب کے اوصاف و کمالات کا جائزہ لیجئے تو معلوم ہو گا کہ حضرت شاہ صاحب اسلام کے بہترین مفکر حکیم اور زبردست عالم ربانی اور اسلامی فلاسفر تھے،

حضرت شاہ صاحب نے تفہیمات، الخیر الکثیر اور حجۃ اللہ البالغہ کے شروع میں جو کچھ اپنے متعلق لکھا ہے، ایک طرف آپ اسے دیکھئے، اور دوسری جانب آپ نے اپنی تصنیفات میں شریعت وطریقت کی تطبیق کی جو کوشش کی ہے، اس کو ملاحظہ فرمائیے

توصاف عیاں ہو جائیگا، کہ بے شک آپ اس مقام رفیع پر سرفراز تھے، جو مجددیت کا مرتبہ کہلاتا ہے،

حضرت شاہ صاحب خود اپنے اس مقام کا تفہیمات میں اس طرح اظہار کرتے ہیں "مجھ کو میرے رب نے یہ سمجھایا ہے کہ ہم نے تم کو اس طریقہ کا امام بنا دیا، اور حقیقت قرب تک پہونچنے کے تمام راستوں کو بند کر کے صرف ایک راستہ کھلا رکھا ہے، اور وہ تمہاری محبت اور اطاعت کا راستہ ہے، جو شخص تمہارا دشمن ہے، اس کے لئے آسمان آسمان نہیں، اور زمین زمین نہیں، پس اہل مشرق و مغرب تمہاری رعیت ہیں، اور تم ان کے بادشا اس غرض سے نہیں، کہ یہ لوگ جانتے ہیں، یا نہیں، اگر جانتے ہیں تو کامیاب ہوں گے ورنہ نقصان اٹھائیں گے، چنانچہ ہر زمانہ کے مفاسد کے لحاظ سے دین کے مجددین کا ہر عرصہ میں ظہور ہوتا رہا ہے، اور انہوں نے خداداد قوت عمل اور ربانی محبوبیت اور انسانی مقبولیت پاکر زمانہ کی مشکلوں کا پورا مقابلہ کر کے اصل دین کے چہرے سے زمانہ کے گرد و غبار کو صاف کیا ہے، اور پھر دین کی حقیقت کو بے غبار کر کے اس زمانہ سے رخصت ہو گئے سب سے پہلے حضرت امام احمد حنبل رح نے پہلی صدی کے خاتمہ کا مجدد حضرت عمر بن عبد العزیز رض المتوفی سنہ ۱۰۱ھ اور دوسری صدی کا مجدد امام شافعی رح المتوفی سنہ ۲۰۴ھ کو مانا ہے اور اسی زمانہ کے مجدد لؤلؤی رح

اصحاب امام ابو حنیفہ نعمان رضی اللہ تعالے عنہ ہیں، تیسری صدی میں امام ابو الحسن اشعریؒ اور پھر امام الحرمین، اور پھر امام غزالی کو بہتوں نے اس منصب کے قابل قرار دیا۔ اس کے بعد اہل حدیث نے حافظ ابن تیمیہؒ کو بھی ساتویں صدی کا مجدد بتایا (فیض القدیر)

ہندوستان میں دسویں صدی کے خاتمہ پر حضرت شیخ احمد سرہندی پھر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے بعد ایک جماعت نے مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کو مجدد تسلیم کیا ہے، یہاں ایک بات اہل نظر کو صاف نظر آئے گی، وہ یہ کہ دینی قطبیت کا مرکز دوسرے اسلامی ملکوں سے ہندوستان کو منتقل ہو گیا ہے چنانچہ دینی و مذہبی خدمت علوم و فنون کی خدمت حدیث و تفسیر کی خدمت اور ہدایت خلق و احیائے سنن اور رد بدعات کے لحاظ سے ہندوستان تمام دوسرے اسلامی ملکوں سے سبقت لے گیا ہے، چنانچہ ان صدیوں میں جو ہستیاں ہندوستان میں نمایاں ہوئیں ان کی نظیر دوسرے ممالک میں نہیں، مثلاً گیارہویں صدی کے آغاز پر حضرت شیخ احمد سرہندی المتوفی ۱۰۳۴ھ اور بارہویں صدی کے وسط میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور تیرہویں صدی کے وسط میں شاہ اسماعیل شہیدؒ شاہ ولی اللہؒ کے کارنامے سب کے سامنے ہیں، اور انہوں نے اپنے متعلق خود بھی اس چیز کا اشارہ کیا ہے، اور ایسے ہی شاہ اسمعیل شہید سے دین اسلام نے جو قوت اور توانائی پائی، اور عقائد

اسلام جس طرح رسوم اور بدعات سے پاک ہوئے اور بہت سی مردہ سنتیں جس طرح ان کے دم قدم سے زندہ ہوئیں، اور اب تک ہیں وہ محتاج دلیل نہیں،

بہرحال کسی مجدد کا مجدد ہونا یہ یقینی بات نہیں، مگر خواص امت کو اس کے دینی کارناموں کی بنا پر یا اس شخص کو اپنی کوششوں کی مقبولیت کے بنا پر یہ گمان ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے اسے اس صدی کا مجدد بنا کر بھیجا ہے تفصیل بالا اسی چیز کی شہادت دیتی ہے،

فلسفہ تشریع کی تدوین

حضرت شاہ صاحبؒ کی ایک اور امتیازی خصوصیت فلسفہ تشریع کی تدوین بلکہ اس کی ایجاد ہے۔ امت محمدیہ صلعم میں آپ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے کل نظام شریعت کا فلسفہ مدون فرمایا، اور شریعت اسلامیہ کے تمام کلی و جزئی احکام کو باہمدگر اس فلسفہ کے ساتھ اس طرح مرتبط اور منظم کر دیا، کہ دیکھنے والا، اب آپکی رہنمائی میں اسلام کی پوری شریعت کو ٹھیک اس طرح دیکھ سکتا ہے کہ گویا وہ ایک مشین ہے اور ہر ہر حکم اس کا ایک پرزہ ہے اور ان پرزوں کے ساتھ اس مشین کا تعلق ایسا چپاتا ہے کہ نہ تو وہ کسی ایک پرزہ کی علیحدگی ہی کو قبول کر سکتا ہے اور نہ کسی اجنبی پرزہ کے اضافہ کی اس میں گنجائش ہے،

نئی روشنی کے اس دور میں جبکہ ہر مسئلہ کی حکمت اور علم دریافت کی جاتی ہے اور فلاسفی دریافت کئے بغیر لقمہ بھی توڑا نہیں جاتا شاہ صاحب کی کتابوں کے ذریعہ مذہبی دنیا کے میدان مسابقت میں صرف مسلمان ہی بازی لے جا سکتے ہیں، شاہ صاحب کا یہ وہ کارنامہ ہے جس کی وجہ سے اسلام کے علمی خادموں میں ان کو بلا شرکت غیر ایک امتیازی خصوصیت حاصل ہے،

حجۃ اللہ البالغہ کے دیباچہ میں خود بھی تحریر فرماتے ہیں

اور اللہ تعالے کی تمام نعمتوں میں عظیم ترین نعمت مجھ پر یہ بھی ہے کہ اس نے مجھے اس علم (اسرار دین یا فلسفہ شریعت) کا وافر حصہ عطا فرمایا ہے "

حجۃ اللہ البالغہ اور بدور بازغہ اس فن کی مستقل کتابیں ہیں اور آپ نے تمام ابواب شریعت اور احکام اسلام کے مصالح کا کافی حصہ ان میں درج فرمایا ہے،

خیر کثیر اور اس کی اہمیت

شاہ صاحب کی تالیفات کا ایک ذخیرہ ہے جس میں انہوں نے مشائخ زمانہ صوفیائے عصر اور متکلم وقت کو چونکانے کی کوشش کی ہے تصوف کے خالص اسلامی حصہ میں زمانہ کی ضرورتوں سے مجبور ہو کر حضرات صوفیہ نے جن غیر چیزوں کو شریک کر لیا تھا، شاہ صاحب

نے اس کو کانٹ چھانٹ کر صاف کر دیا، اور مسائل تصوف کی ایسی توضیح اور تشریح فرمائی جو اساس اسلامی کے خلاف نہ ہو اور شرائع و احکام الٰہی کے اسرار اس قدر محکم دلائل سے بیان فرمائے، کہ اب اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہی، الخیر الکثیر کتاب خاص اسی مقصد کے لئے لکھی گئی ہے،

اسی سلسلہ میں اپنے زمانہ کے معقولی علماء کی اصلاح کو پیش نظر رکھا ہے حقیقت یہ ہے کہ شاہ صاحب کی یہ کتاب تصوف اور علم اسرار حقائق میں ایک بہت ہی بلند پایہ کتاب ہے خیر کثیر کے شاہ صاحب نے دو حصے کئے ہیں پہلے حصہ میں مسائل تصوف اور بعض ماوراء الطبیعاتی مسائل سے بحث کی ہے چنانچہ ان بحثوں میں شاہ صاحب نے تصوف کی اصلی حقیقت کو واضح کر دیا۔ تصوف کے بعض مشہور اختلافی مسائل پر تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے مثلاً ولایت کی حقیقت طریقہ اولیاء کا بیان اور ولایت کے اقسام وغیرہ اور اہل صفا کے مختلف طریقے اور پھر ان کے بعد عبادات کے اسرار و حقائق سے بحث کی گئی ہے مثلاً نماز روزہ، حج اور زکوٰۃ کی حکمتیں نہایت عجیب وغریب انداز میں بیان کی ہیں، خلاصہ یہ کہ الخیر الکثیر میں شاہ صاحب نے قرآن وحدیث کی کلیات سے خود ایک فلسفہ تیار کیا ہے، جسے اسلامی فلسفہ کہنا درست ہوگا، اور اس کتاب میں مسلمانوں کے

غور و خوض کے لئے ایک وسیع میدان پیش کر دیا ہے، غرضکہ تفاصیل بالا کو ملحوظ رکھتے ہوئے ناظرین کرام خود کتاب کی اہمیت سے بہرہ ور ہو جائیں گے، شاہ صاحب خود اس کتاب کے خاتمہ پر اپنی وصیت میں تحریر فرماتے ہیں،

کہ جو کچھ ہم نے اپنی اس تصنیف خیر کثیر میں لکھ دیا ہے اس کا انکار نہ کیا جائے، نہیں تو دنیا و آخرت میں ذلیل ہو گے، اس کا مضمون سراسر علم ربانی ہے جو باطل کی تمام برائیوں سے محفوظ ہے۔ اور مقدمہ کتاب میں فرماتے ہیں، کہ جو کچھ ہم نے اس کتاب میں لکھدیا ہے وہ سراسر علوم حکمت ہیں، چنانچہ جسے حکمت سے بہرہ ور کیا گیا اسے خیر کثیر عطا کیا گیا اور آخر میں فرماتے ہیں یہ کتاب حکمت ربانیہ قدسیہ پر مشتمل ہے اس لئے اس کی غلطیوں کو معمولی سمجھنا چاہیئے، ضرورت تھی کہ اس عظیم الشان کتاب کا اردو ترجمہ ہو جائے تاکہ ہمہ قسم کے حضرات مستفیض ہو سکیں سو الحمد للہ اللہ رب العزت نے اس احقر کو اس کے ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی، فللہ الحمد اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً و صلی اللہ علے رسولہ سرمداً ابداً۔

عابد الرحمن صدیقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ کتاب

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا عَزَّتْ
ذَاتُكَ فَتَعَالَيْتَ
فَلَكَ الْحَمْدُ جَلَّتْ
اَسْمَائُكَ فَتَبَارَكْتَ
فَلَكَ الْحَمْدُ عَمَّ
جُوْدُكَ فَبَرَأْتَ الْخَلْقَ
فَلَكَ الْحَمْدُ تَمَّ
نُوْرُكَ فَهَدَيْتَ
الْحَقَّ فَلَكَ الْحَمْدُ
لَكَ الْاَمْرُ وَالْخَلْقُ
لَكَ الْمُلْكُ وَالْمَلَكُوْتُ
لَكَ الْعَظَمَةُ وَالْقُدْرَةُ
وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْجَبَرُوْتُ
اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ
وَالْخَيْرُ
كُلُّهٗ

اے ہمارے پروردگار تیری ذات
عزیز ہے اور تو ہی برتر و عظیم ہے اور
حمد و ثنا کا مستحق ہے تیرے اسماء
پاکیزہ اور بزرگ ہیں اسی لئے تو بابرکت
ہے اور حمد و تعریف تیرے ہی لئے ہے
تیرا جود عام ہے اسی وجہ سے تو نے
کائنات کو پیدا کیا لہذا تو ہی ہر ایک
قسم کی حمد و ثنا کے لائق ہے تیرا نور
کامل ہے تو نے (اپنے بندوں کو) حق
کا راستہ بتلایا تیرے ہی لئے حمد و ثنا
ہے تو ہی حکم کرنے والا اور پیدا کرنے والا ہے
ظاہر و باطن کی بادشاہی سب تیرے
ہی لئے ہے عظمت قدرت اور کبریائی
اور تصرف کامل سب تیرے ہی شایان
شان ہے میرا سب کچھ تجھ سے ہے اور میرا رجوع تیری ہی طرف
ہے ہمہ قسم کی خیر و بھلائی تیرے قبضہ قدرت میں ہے

بَدِیْلٌ اَنْتَ الْاَوَّلُ	تو ہی اول ہے کہ تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں اور تو
فَلَا شَیْئَ قَبْلَكَ وَالْاٰخِرُ	ہی آخر ہے کہ جس کے بعد کوئی چیز نہیں تو ہی ایسا ظاہر
فَلَا شَیْئَ بَعْدَكَ وَالظَّاهِرُ	وغالب ہے کہ جس سے بالا کوئی ہستی نہیں اور تیری
فَلَا شَیْئَ فَوْقَكَ وَالْبَاطِنُ	ہی ذات اس قدر باطن ہے کہ کوئی چیز بھی
فَلَا شَیْئَ دُوْنَكَ	اس کے قریب نہیں۔
اَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ	میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں
سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ	کہ تو اس ذات پر درود اور رحمت نازل
شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ یَوْمَ	فرما کہ جسکا اسم گرامی محمدؐ ہے، اور جو
الدِّیْنِ صَلٰوةً تَكُوْنُ لِانْفِرَادِهٖ	اولین اور آخرین کا سردار ہے اور قیامت
مَنْ فِیْ جَلَالَتِهٖ كِفَاءً	کے دن گنہگاروں کی شفاعت کرنیوالا
لِاسْتِغْرَاقِنَا فِیْ لُجَّةِ مِنَنِهٖ	ہے یہ رحمت ایسی ہو جو اس کی یکتائی
جَزَاءً وَعَلٰی اِخْوَانِهٖ مِنَ	کی جلالت اور اسکی شان کے مناسب ہو
النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ	اور اسکے احسانات میں ہمارے مستغرق
وَاٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ	ہونیکی جزا ہو سکے نیز دوسرے انبیاء
وَاَصْحَابِهِ الْكَامِلِیْنَ الْمُكَمِّلِیْنَ	اور مرسلین پر جو کہ اسکے بھائی ہیں، اپنی
وَاَشْیَاعِهِ الْمُهْتَدِیْنَ	رحمتیں نازل فرما اور اسکی طیب وطاہر اولاد
الْهَادِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ	اور کامل ومکمل اصحاب اور ہدایت یافتہ
الرَّاحِمِیْنَ۔ اٰمِیْنَ	اور دوسروں کے رہنماؤں کو بھی اپنی

رحمت اور مہربانی سے اس میں شامل فرما، برحمتک یا ارحم الراحمین آمین

أَمَّا بَعْدُ فَيَقُوْلُ الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ الْمَدْعُوُّ بِوَلِيِّ اللهِ كَانَ اللهُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُوْلٰى وَأَتَمَّ عَلَيْهِ نِعْمَتَهُ الْكُبْرٰى وَرَحْمَتَهُ الْعُظْمٰى هٰذِهٖ عُلُوْمُ الْحِكْمَةِ الَّتِيْ مَنْ أُوْتِيَهَا فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا وَالَّتِيْ هِيَ ضَالَّةُ الْحَكِيْمِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا وَمَنْ لَمْ يُرْزَقِ الذِّهْنَ الْوَقَّادَ جِبِلَّةً وَلَا الْإِدْرَاكَ الْأَشْرَفَ مِنَ التَّعَقُّلِ كَسْبًا فَلْيَكُنْ مِنْ مُطَالَعَتِهَا عَلٰى حَذَرٍ حَاذِرٍ لِئَلَّا يَخْلِطَهَا وَإِنَّمَا هِيَ حِكْمَةٌ رَبَّانِيَّةٌ قُدْسِيَّةٌ فَيُخْطِئُ ۔

اما بعد بندہ عاجز ولی اللہ دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ہی اسکے حصہ میں آئے اور اپنی بڑی نعمتیں اور عظیم رحمتیں اس کے لئے کامل کرے یہ بیان کرتا ہے کہ جو کچھ میں نے اس کتاب میں لکھا ہے وہ سراسر علوم حکمت ہیں، چنانچہ جسے حکمت سے بہرہ ور کیا گیا، یقیناً اسے خیر کثیر عطا کیا گیا، اور یہی حکمت حکیم (مومن) کی گم شدہ چیز ہے جہاں اسے پائے وہی اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے، لیکن جس شخص کو فطرۃ ذہن وقاد نہ ملا ہو اور نہ ہی اس نے اپنی قوت تعقل کو صرف کرکے اکتسابی استعداد حاصل کی ہو اسے اس کتاب کے مطالعہ سے پرہیز کرنا چاہیئے تاکہ غلطیوں میں مبتلا ہو جائے، یہ کتاب حکمت ربانیہ قدسیہ پر مشتمل ہے اس لئے اس کی غلطیوں کو معمولی نہ سمجھنا چاہیئے (مشہور شعر ہے)

وَمَنْ وَضَعَ الْجُهَّالَ عِلْمًا أَضَاعَهُ — نااہل کے سامنے علم و حکمت

وَمَنْ مَنَعَ الْمُسْتَوْجِبِيْنَ فَقَدْ ظَلَمَ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَ سَمَّيْنَا الْكِتَابَ بِالْخَيْرِ الْكَثِيْرِ وَلَقَّبْنَاهُ بِخَزَائِنِ الْحِكْمَةِ صَانَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْ فِتْنَةِ الْمُتَعَسِّفِيْنَ الْاَغْبِيَاءِ وَمُكَابَرَةِ الْمُكَابِرِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاَحْجَاءِ

کے حقائق بیان کرنا اضاعت علم ہے اور اہل استحقاق کو علم سے محروم رکھنا ظلم ہے احسبی اللہ ونعم الوکیل لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اسی بنا پر ہم نے اس کتاب کا نام خیر کثیر رکھا اور لقب خزائن الحکمت اللہ تعالےٰ اسے کند ذہن کجروں کے فتنہ اور نامعقول جھگڑالوں کے تنازعہ سے محفوظ رکھے، آمین۔

اَلْخِزَانَةُ الْاُوْلٰى پہلا خزانہ

(وجود اور وجوب کی حقیقت)

اَلَمْ يَقْرَعْ سَمْعَكَ مَا سَمِعَهُ اَهْلُ النَّظَرِ بِاَقْصٰى هِمَمِهِمْ مِنْ اَنَّ الْوُجُوْدَ اَمْرٌ اِنْتِزَاعِيٌّ مُدْرَكُهُ

کیا کبھی تمہارے کانوں نے یہ بات نہیں سنی ہے کہ اہل نظر نے اپنی پوری ہمتیں صرف کرکے یہ اصول متعین کیا ہے کہ وجود امر انتزاعی ہے اور تم اس مفہوم کا ادراک صرف اپنی

بِرَدُعِكَ اِنَّمَا كُنْهُهُ	قوت عاقلہ کے ساتھ کر سکتے ہو اور
ذٰلِكَ الْاِدْرَاكُ ثُمَّ	یہی ادراک اسکی حقیقت ہے، پھر
اِنَّ بِاِزَائِهِ اَمْرًا مُتَحَقِّقًا	اس مفہوم انتزاعی کے بالمقابل عالم
فِي الْوَاقِعِ قَدِ اصْطَلَحَ	خارجی میں اسکا مصداق امر متحقق ہوتا
عَلَى التَّعْبِيْرِ عَنْهُ بِفِعْلِيَّةِ	ہے جس کو اصطلاح میں فعلیت اور
الْمَاهِيَّةِ وَتَقَرُّرِ الذَّاتِ ثُمَّ اِنَّهُ	ماہیت کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے،
قَدِ انْحَصَرَ التَّقْسِيْمُ فِيْ مَوْجُوْدٍ	اور تقرر ذات سے بھی اسے موسوم
مِنْ نَفْسِهِ اِنَّمَا مِصْدَاقُ	کرتے ہیں، بہرحال وجود کے مفہوم کی
حَمْلِ الْوُجُوْدِ وَمَنْشَاءُ	تقسیم کو (ان دونوں قسموں میں) منحصر
اِنْتِزَاعِهِ فِيْهِ ذَاتُهُ الصِّرْفَةُ	کیا گیا ہے (۱) سو موجود فی الذات جسکا
الْمَحُوْضَةُ مِنَ الْحَيْثِيَّاتِ	منشاء یہ ہے کہ وجود کا اطلاق اس پر
وَالْاِعْتِبَارَاتِ بِاَسْرِهَا	بذاتہ ہوتا ہو اور مفہوم انتزاعی کا منشا
فَلَا جَرَمَ اَنَّهُ نَفْسُ	صرف اس وجود کی ذات ہوتی ہے کسی
التَّحَقُّقِ وَعَيْنُ الْمَاهِيَّةِ	خاص حیثیت اور اعتبار کو ملحوظ نہیں رکھا
وَمَوْجُوْدٌ مِنْ غَيْرِهٖ اِنَّمَا	جاتا۔ لہذا اس کا مفہوم ہی نفس تحقیق
مِصْدَاقُ حَمْلِ الْوُجُوْدِ	اور عین ماہیت سمجھا جاتا ہے۔ اور
وَمَنْشَأُ اِنْتِزَاعِهِ فِيْهِ	دوسرا موجود من غیرہ اس قسم پر وجود
اِسْتِنَادُهٗ اِلٰى مَا هُوَ التَّحَقُّقُ	کا اطلاق براہ راست اور مفہوم انتزاعی
فِيْ نَفْسِهِ فَلَا تَخْرُجُ اَنَّهُ	کا منشا کسی دوسرے موجود متحقق فی

فَاقِدُ الذَّاتِ اِنَّمَا وُجُوْدُہٗ لِنَفْسِہٖ وُجُوْدُہٗ لِعِلَّتِہٖ ۔

نفسہ کے ساتھ منسوب ہوتا ہے اسے فاقد الذات کہنے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہوتا اس کا وجود بذات خود اس کی علت ہی کا وجود ہوتا ہے

وَاِنَّ الْفَصْلَ فِیْ بُقْعَۃِ الْاِمْکَانِ بَیْنَ الْمَاھِیَّۃِ وَالْفِعْلِیَّۃِ اَنَّ الشَّیْئَ اِذَا لُوْحِظَ اِلَیْہِ مِنْ حَیْثُ ھُوَ ھُوَ فَقَدْ لُوْحِظَ بِتِلْقَاءِ الْمَاھِیَّۃِ وَاِذَا لُوْحِظَ اِلَیْہِ مِنْ حَیْثِیَّۃِ اِسْتِنَادِہٖ فِیْ نَفْسِہٖ اِلَی الْجَاعِلِ فَقَدْ لُوْحِظَ بِتِلْقَاءِ الْفِعْلِیَّۃِ ۔

عالم امکان میں ماہیت اور فعلیت میں یہ فرق ہے کہ اگر کسی چیز کو اس حیثیت سے ملحوظ رکھا جائے، کہ کوئی حیثیت بھی ملحوظ نہ ہو تو گویا کہ اس کی ماہیت کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور اگر کسی شئے کو اس حیثیت سے دیکھا جائے کہ وہ فی نفسہ اس کی طرف منسوب ہے کہ جس نے اسے ہستی بخشی ہے تو اسے مفہوم فعلیت سے تعبیر کیا جاتا ہے،

(جعل بسیط اور مرکب)

وَاِنَّ الْجَعْلَ الْبَسِیْطَ اَثَرُہُ الشَّیْئُ بِنَفْسِہٖ لَوْلَاہُ لَکَانَ بَاطِلَ الذَّاتِ مَسْلُوْبًا صِرْفًا وَاِنَّ الْجَاعِلَ لَہٗ بِالنِّسْبَۃِ اِلٰی مَجْعُوْلِہٖ

اور جعل بسیط کا نتیجہ میں اثر خود بخود ہوتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کی ذات باطل اور معدوم محض ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ چیز بھی ہے کہ جاعل کو بالنسبت اپنے مجعول

خصوصیّةٌ فلا یستوجب
إلّا ذلك والمجعول لهٗ
بالنسبة إلی جاعله
خصوصیّةٌ فلا یصدر
إلّا منه فلا جرم أنّ
للجاعل جهةً هي نسخ
المجعول وکنهه کلّها
بجمله وإنّما هو تمثالها
وإنّه تامٌّ بنفسه في
درجته وإنّما یقتضي
المجعول جهةً تامّةً
وإنّه لمّا کان في طباع
الممکن استناده إلی
جاعله في أصل فعلیّته
وفي طباع کلّ مجعولٍ أن
یکون له جهةٌ راسخةٌ في جاعله
امتنع أن یکون في بقعة التحقّق
وأقلیم الفعلیّة أيّ تحقّقٍ کان
وأیّة فعلیّةٍ کانت أمرٌ ما لا یکون

کے ساتھ ایک خصوصیت ہوتی ہے جس
کی بنا پر جاعل ہی اس کے ظہور کا
موجب ہوتا ہے، اور اسی طرح مجعول
کو اپنے جاعل کے ساتھ خصوصیت ہوتی
ہے اسلئے وہی اس سے صادر ہو سکتا ہے
دوسرے الفاظ میں یہ سمجھو کہ جاعل (پیدا
کرنیوالا) میں ایک ایسی جہت ہے جو
مجعول کے ظہور میں آنے کی بنیاد ہے
اور اسکے تمام امور کی کنہ اور حقیقت
ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے پر
یکسر منطبق ہوتے ہیں، اگرچہ اپنے درجہ
وجود میں کامل بنفسہ ہوتا ہے اور مجعول
کی تکمیلی حیثیت اپنے جاعل کی مقتضی
ہوتی ہے اور چونکہ ہر ممکن کی طبیعت اور حقیقت
میں موجود ہے کہ وہ اپنی فعلیت میں اپنے جاعل اور
خالق کا محتاج ہو اور ہر ایک مجعول کی طبیعت یہ
ہے کہ جاعل ہی کی ایک حیثیت اس کے ظہور میں آنے
کی بنیاد ہو اسلئے عالم تحقق اور عالم فعلیت میں خواہ
کسی قسم کا تحقق اور کسی قسم کی فعلیت ہو کسی ایسی چیز

لَرجَعَتۡ فِی الۡوَاجِبِ جَلَّ مَجۡدُہٗ ظہور میں نا ممتنع اور نا ممکن ہے جس کی حیثیت ایجاد کی بنیاد واجب الوجود جل مجدہٗ کی ذات اقدس میں نہ ہو،

وَاِنَّ سَبِیۡلَ تَمۡجِیۡدِہٖ اور اللہ تعالی کی تمجید اور تقدیس
سُبۡحَانَہٗ اَنۡ یُقَالَ هُوَ مُحِیۡطٌ کے اظہار کا طریقہ یہ ہے کہ وہ غیر
بِمَا لَا یَتَنَاهٰی اِحَاطَتًا غَیۡرَ متناہی پر محیط ہے کہ اسکا احاطہ لا متناہی
مُتَنَاهِیَۃٍ اِلَّا اَنَّہٗ اَمۡرٌ مَا یُسۡتَنَدُ ہے اس بات کے کہنے میں کوئی مضائقہ
اِلَیۡہِ الۡمُمۡکِنَاتُ بِاَسۡرِهَا نہیں کہ برہان (منطقی) کا ضروری
بِالضَّرُوۡرَۃِ الۡبُرۡهَانِیَّۃِ بَعۡدَ اقتضاء یہ ہے کہ تمام ممکنات اپنی
اَنۡ فَرَضَ الۡعَقۡلُ خِلَافَ ہستی میں اس کے محتاج ہیں، چاہے
ذٰلِکَ فَهُوَ عَیۡنُ التَّقَرُّرِ وَلَا عقل نے اس کی نقیض کو ذہن میں
یُقَالُ اِنَّ وَرَاءَہٗ مَفۡهُوۡمًا مَّا فرض کر لیا ہو یہ تو عین تقرر ہے،
مِنَ الۡمَفۡهُوۡمَاتِ وَفِعۡلِیَّۃً اور اسی طرح یہ بھی نہ کہنا چاہیئے کہ
مَا مِنَ الۡفِعۡلِیَّاتِ اِذۡ کُلُّ اَمۡرٍ ذات اقدس کے علاوہ مفہومات میں سے کوئی مفہوم
لَیۡسَتۡ جِهَتُہٗ مِنۡکَ رِجۡهَتُہٗ فَهُوَ اور فعلیات میں سے کوئی فعلیت ہے کیونکہ ہر
مُمۡتَنِعٌ اِمۡتِنَاعًا ذَاتِیًّا سَرۡمَدًا، وہ چیز جس کی حیثیت ذات اقدس میں نہ ہو تو وہ ممتنع بالذات اور اسکا موجود ہونا ناممکن ہے۔

ذات اقدس کلی اور جزئی سے بری ہے

وَهُوَ مُنَزَّہٌ مِنۡ اَنۡ نیز اس کی ذات اقدس کلی اور

يَكُونُ كُلِّيًّا اَوْ جُزْئِيًّا اَمَّا اَنَّهٗ
لَيْسَ كُلِّيًّا فَلِمَا اَنَّهٗ لَا لَبْسَ
فِيْهِ وَلَا خِدَاجَ اَصْلًا اِنَّمَا
هُوَ لَيْسٌ بَحْتٌ وَتَمَامٌ
مَحْضٌ وَاللَّبْسُ وَالْخِدَاجُ
اَمْرٌ يَتَعَقَّلُهُ الْعَقْلُ اِذَا
لَاحَظَ مَا لَيْسَ لَهٗ وُقُوْعٌ
قَطُّ اَعْنِيْ عَدَمَ الْاِسْتِنَادِ
اِلَى الْجَاعِلِ فِيْ مَا يُعْقَلُ
وَيُعْلَمُ،

وَاَمَّا اَنَّهٗ لَيْسَ جُزْئِيًّا
فَلِمَا اَنَّهٗ لَا اَعَمَّ مِنْهُ وَلَا
شَيْءَ يَنْدَرِجُ مَعَهٗ فِيْ
اَمْرٍ مَا اِنَّمَا هُوَ الْوَاحِدُ الْحَقُّ
جَلَّ جَلَالُهٗ وَاَنَّ الْوَاحِدَ
مِنْ كُلِّ جِهَةٍ لَا
يَصْدُرُ عَنْهُ وَلَا يَلْزَمُهٗ اِلَّا
الْوَاحِدُ كَيْفَ وَلَا مَعْنٰى
لِلْوَاحِدِ اِلَّا مَا

جزئی ہونے سے بری ہے کلی کا اطلاق
تو اسلئے نہیں ہو سکتا کہ عدم اور نقص
کو اسکی ذات میں دخل نہیں اور یہ سراسر
عدم اور نقص ہے اور عدم اور نقص تو
ایسے امور ہیں کہ جنہیں عقل نے پیدا کر
رکھا ہے جس وقت وہ ایسی چیز کا تصور
کرتی ہے جو کہ کبھی وقوع میں نہ آئے،
یعنی جہاں تک تعقل اور علم کا تعلق ہے
وہ کسی جاعل کی طرف منسوب نہ ہو
(تو اسے ہم عدم اور نقص سے تعبیر کرتے ہیں اور [illegible])

اسی طرح ہم اس ذات کو جزئی
بھی نہیں کہہ سکتے اسلئے کہ جزئی کو
عموم نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی چیز
کسی بھی امر میں اسکے ساتھ مندرج
ہو سکتی ہے وہ تو واحد حق جل جلالہ
ہے، اور جو ہر حیثیت سے واحد ہو
اس سے ایک ہی چیز صادر اور اسے
ایک ہی چیز لازم ہو سکتی ہے کیونکہ
واحد کے معنیٰ ہی یہ ہیں، کہ اس کا

يَصْدُرُ عَنِ الْوَاحِدِ الْبَسِيْطِ مِنْ حَيْثُ اَنَّهُ وَاحِدٌ فَتَذَكَّرُوْا ثُمَّ تَدَبَّرْ۔	صدور واحد بسیط سے ہو اس حیثیت کے ساتھ کہ وہ واحد ہے اس بات کو خوب ذہن نشین کر لو،

واجب اور ممکن میں افتراق

اَوَلَمْ يَتَّضِحْ لَكَ مِنْ فَلْسَفَتِهِمْ اَنَّ الْعَوَارِضَ كُلَّهَا مِنْ فُوْعَةٌ اِلٰى مَا يَلْزَمُ الشَّيْئَ مِنْ حَيْثُ اِقْتِضَائِهٖ فِيْ جَوْهَرِهٖ وَسِلْسِلَةُ اللَّوَازِمِ تَنْصَرِمُ عِنْدَ لَازِمٍ وَاحِدٍ وَهُوَ كُلُّ مَا يَقْتَضِيْهِ الشَّيْئُ وَتَمَثَّلُ جِهَتِهٖ وَاَنَّ التَّقَرُّرَ اَوَّلُ تَمَثُّلٍ اِنَّمَا هِيَتُهُ الَّتِيْ اِنَّمَا تَقَدَّمَ مَا عَلَيْهِ بِالذَّاتِ وَالْاَشْيَاءُ الْمُتَاخِرَةُ عَنْهُ تَمَثُّلَاتٌ لَهٗ بِشَرْطِهٖ۔	کیا ان کے فلسفہ سے تم پر یہ بات واضح نہیں ہوئی کہ کسی شئے کے تمام عوارض کا مرجع اس کا لازم ذاتی ہے جو کہ اس کے جوہر کا تقاضہ ہے اور تمام لوازم کا سلسلہ ایک ہی لازم پہ ختم ہوتا ہے جو کہ اس کی ذات کا مقتضی ہو اور اس کی حیثیت ایجاد کا تجسم ہو، بیشک کسی چیز کا تقرر ماہیت کا اول ترین تمثل ہے، ماہیت پر اس کو تقدم صرف اس کی ذات کی وجہ سے اور جو اشیاء اس ماہیت کی اس سے متاخر ہیں ▪ اسکے تمثلات بشرطیں
وَاِنَّ الْفَصْلَ بَيْنَ الْمَاهِيَّةِ الْاِمْكَانِيَّةِ وَالْحَقِيْقَةِ الْوَاجِبَةِ	ممکن کی ماہیت اور واجب الوجود کی حقیقت میں بڑا فرق ہے،

مع اشتراكهما في وحدة
اللازم الأول وان سائر
اللوازم والعوارض اليه
هو ان الممكن انفعالي
انما لمانع في الدرجة
المتقدمة بالذات عن
تمثل فرائض الكمالات
ونوافلها لنقص الجوهر في
نفسه وفقدانه في ذاته
وانتظاره الذي هو اشد
من الموت وان الواجب
فعلي انما لمانع في
الدرجة المتأنية عن
فرائض الكمالات ونوافلها
هو امتلاؤه وسبقه وكبريائه
وعزه وانه قبل كل شيء
واستسلام كل خير لورد
انتمام كل فعلية به
وان الكلية والجزئية

گویا کہ یہ چیز ان دونوں میں مشترک ہے
کہ لازم ذاتی دونوں کا ایک ہوتا ہے
اور دیگر تمام لوازم اور عوارض کا
مرجع وہی ہوتا ہے، فرق اتنا ہے کہ
ممکن کی ماہیت انفعالی ہے درجہ تقدم
میں اس کے ضروری اور غیر ضروری
کمالات کے ظہور میں آنے سے خود اس
کی ذات مانع ہے کیونکہ وہ بذات
خود ناقص اور فاقد الذات ہے
اور اس کی یہ محتاجی اور دوسرے کا
انتظار موت سے بھی زیادہ سخت ہے
اور واجب الوجود کی حقیقت فعلی ہے
اسکے درجہ تقدم میں اسکے ضروری اور غیر
ضروری کمالات کے ظہور میں آنے سے
اسکا علو سبقت کبریائی اور عزت مانع
ہے اور وہ ہر ایک چیز سے پہلے ہے
ہر ایک قسم کی خیر و برکت اس کے
سامنے جھکتی ہے اور ہر ایک فعلیت
اس کی اقتدا کرتی ہے اور کلی اور جزئی

مِنْ بِدْعَاتِ تَعَمُّلِ الْعَقْلِ	کا مفہوم عقل کی اختراع ہے اور عاقلہ
وَصُنْعِ الْاِدْرَاكِ وَاَمَّا الشَّيْءُ	و مدرکہ کی صناعی ہے، کوئی بھی شئے
فِي نَفْسِهِ فَبَرِيٌّ مِنْهَا	ہو وہ فی نفسہ ان دونوں سے بری ہے
اِذْ كُنْهُ الْاَمْرِ وَدُخْلَةُ	کیونکہ کسی امر کی حقیقت اور اسکا
السِّرِّ جِهَةُ الْمَجْعُولِ فِي	راز مجعول کی وہ حیثیت ہے جو جاعل
جَاعِلِهِ وَهِيَ كُلُّهَا بِكُلِّهِ لَا	میں اسکے کلیات کے ظاہر ہونے کا
الْمَجْعُولُ اَعَمُّ مِنْهَا وَلَا	باعث ہے بایں طور کہ یہ مجعول نہ تو
اَخَصُّ وَلَا يَقَعُ هُنَالِكَ	اس سے عام تر ہے اور نہ اس سے اخص
بِحَسْبِهَا اَمْرٌ مَا غَيْرُهُ وَلَا	ہے، موطن جعل میں کوئی امر اور کوئی
مَفْهُومٌ مَا سِوَاهُ وَاِنَّ	مفہوم اس حیثیت مذکورہ سے قطع نظر
الْجِنْسَ وَالْفَصْلَ وَ	کرکے نہیں آتا، جنس اور فصل اور تعینات
التَّعَيُّنَ كُلَّهَا اِنَّمَا يَتَمَيَّزُ	ان سب کا مفہوم عقل انسانی کی اختراع
فِي الْعَقْلِ الْمَقْطُوْعِ عَمَّا	ہے، جنکا تعلق ان امور سے منقطع ہے
هُوَ عِنْدَ اللهِ سُبْحَانَهُ ؞	جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہیں
وَاِنَّ الْوُجُوْدَ خَيْرٌ صِرْفٌ	جو چیز بھی موجود ہے وہ خیر محض ہے
وَكُلَّ مَعْقُوْلٍ فِعْلِيَّةٌ مَحْضَةٌ	اور جو چیز عقل میں آتی ہے وہ محض
وَالشَّرِّيَّةُ وَالْعَدَمِيَّةُ اِنَّمَا	فعلیت ہے اور کسی شئے کا شر کا
تَنْشَاٰنِ فِي الْمُلَاحَظَةِ	مصداق ہونا اور اسکا معدوم ہونا
الْمُضِيْعَةِ اَحْوَى الْاِسْتِنَادِ	اس لئے کہ اسے جاعل کی طرف

إِلَى الْحَاجِرِ فَلَا جَرَمَ أَنَّهَا لَيْسَ لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۔

منسوب ہونیکا فخر حاصل نہیں ہی ہے وہ دعوت حق سے محروم ہے۔

وَإِنَّ التَّفَارُقَ بِالْعَدَدِ إِنَّمَا هُوَ نَصِيبُ الْحَادِثَاتِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَأَمَّا الْكَائِنَاتُ الْقُدُسِيَّةُ فَإِنَّمَا مَبْدَأُ التَّفَارُقِ فِيهَا لِمَاهِيَّتِهَا بِنَفْسِهَا ۔

عدد کی وجہ سے دو چیزوں کا آپس میں مختلف ہونا یہ حدوث کے ساتھ آلودہ ہونیکا ثبوت ہے برخلاف انکے جو کائنات قدسیہ ہیں ان میں افتراق اور اختلاف کا مبداء خود انکی ماہیت ہوتی ہے،

عالم علوی میں دنیا کی اشیاء کی مثال موجود ہے

وَإِنَّ الشَّيْءَ الْمُتَمَثِّلَ فِي النَّشْأَةِ الدُّنْيَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ لَهُ إِمَامٌ فِي النَّشْأَةِ الْعُلْيَا تَكُونُ قُدْوَتُهُ بِهِ فِي أُصُولِ الْكَمَالِ وَفُرُوعِهِ حَتَّى عَيَّنُوا لِلْأَفْلَاكِ أَعْيَتَهَا أَشْرَقَتْ إِشْرَاقِيَّتُهُمْ عِبَادَةَ النُّورِ وَالنَّارِ هُدًى وَجَهْلًا

جو شئے اس نشاۃ دنیا میں ظہور اور معرض وجود میں آتی ہے ممکن ہے کہ اس کی اصل جسکا وہ اپنے کمال کے اصول اور فروع میں اقتدار کرتی ہے، عالم بالا میں موجود ہو حتیٰ کہ فلاسفہ نے افلاک یعنی سورج چاند اور ستاروں کیلئے یہ نظریہ تسلیم کیا ہے اور اشراقیین نے اپنی جہالت اور دشمنی میں کچھ ایسے وجوہات پیش نظر رکھکر نور اور نار

وَاِنَّ السُّؤَالَ بِلِمَ فِي انْضِمَامِ اللَّوَازِمِ وَالذَّاتِيَاتِ لِشَيْءٍ مَا هَذَرٌ مِنَ الْقَوْلِ لَا يَسْتَحِقُّ الْجَوَابَ اَصْلًا فَلَا يُقَالُ لِمَ كَانَ الْاِنْسَانُ نَاطِقًا اَوْ مُتَعَجِّبًا وَلِمَ كَانَتِ النَّارُ حَارَّةً اِذْ نِسْبَةُ الْمَجْعُولِ فِي جَاعِلِهِ تَنْظِمُهَا فِي سِلْكٍ وَاحِدٍ وَيَاْتِيَانِ مِنْ حِمَا الْعَدَمِ مُتَعَانِقَيْنِ مُتَلَاصِقَيْنِ

کی عبادت کرنا شروع کر دی کسی چیز کے لوازم اور ذاتیات کے متعلق کیوں کا لفظ استعمال کرنا ہی قدر بیہودہ سوال ہے کہ وہ قطعاً اس لائق نہیں کہ اس سوال کا جواب دیا جائے بھلا یہ بھی کوئی معقول سوال ہے کہ انسان ناطق کیوں ہے؟ یا اس میں تعجب کرنے کی خاصیت کیوں رکھی گئی ہے؟ اور آگ جلاتی کیوں ہے؟ کیونکہ مجعول کی جو حیثیت جاعل میں موجود ہے وہ کسی مجعول اور اسکے لوازمات کو ایک دوسرے کے ساتھ ہو کر ظہور میں لاتی ہے،

وَاِنَّ اللَّازِمَ اِمَّا تَفْصِيلٌ لِاِجْمَالِ الْمَاهِيَّةِ وَشَرْحٌ لَهَا وَاِمَّا سَلْكُهُمَا فِي سِلْكٍ وَاحِدٍ جَاعِلُهُمَا لِاَمْرٍ يَجْمَعُهُمَا۔

اور کسی چیز کا لازم اجمال ماہیت کی تفصیل اور اسکی شرح ہوتا ہے اور جاعل ان دونوں کو ایک ہی لڑی میں پرو کر اسلئے ظہور میں لاتا ہے کہ ان میں کوئی امر جامع ہوتا ہے

وَاِنَّ الْجَوْهَرَ وَالْعَرَضَ اِنَّمَا سُلْطَانُ افْتِرَاقِهِمَا فِي مُخَيَّمِ التَّمَثُّلِ وَاَمَّا الْجِهَةُ فَكِلْتَا الطَّبِيعَتَيْنِ سَوِيَّتَانِ بِالنِّسْبَةِ اِلَيْهَا اَمَا تُنْكِرُ

اور جوہر و عرض میں جو فرق ہے وہ صرف تمثیل کے میدان میں ہے لیکن جس حیثیت کو ہم نے جاعل اور مجعول کی حیثیت قرار دیا ہے اسکے لحاظ سے دونوں کی نوعیت ایک سی ہے کیا تمہیں فلاسفہ کا وہ نظریہ معلوم

حَنِيفِيَّةِ هُمْ فِي الْتِزَامِ الْحَرَكَةِ
الدَّوْرِيَّةِ لِلْفَلَكِ ۔
فَتِلْكَ مَسَائِلُ يَرْتَضِيهَا
وَيَنْصُرُهَا الْحَكِيمُ الرَّبَّانِيُّ مِنْ
مَذْهَبِ اَهْلِ الْعَقْلِ وَحِزْبِ
الْبُرْهَانِ تَأَمَّلْ وَلَا تَغْفَلْ ۔

نہیں جو افلاک کیلئے حرکت دوریہ لازم
قرار دینے کیلئے یہ بیان کیا کرتے ہیں،
یہ وہ مسائل ہیں جو اگرچہ اہل عقل
و برہان کا مذہب ہیں مگر حکیم ربانی
انکو پسند کرتا اور انکی تنقیح و تخصیص کرتا
ہے کما حقہ ان مسائل کو سمجھ لو،

صادر اول دراصل اسم مقدس ہے

ثُمَّ اِنَّا ذَاكِرُوْنَ مَسْئَلَةً
هِيَ اَصْلُ الْحِكْمَةِ وَبَذْرُ التَّحْقِيقِ
اَمَا عَرَفْتَ اَنَّ الْاِسْمَ مَا كَانَ
عُنْوَانًا لِلشَّيْءِ وَلَا يَفْتَرِقُ عَنْهُ
اِلَّا بِالرَّقِيقِيَّةِ الشَّرْحِيَّةِ وَالْخُصُوْصِيَّةِ
التَّفْصِيلِيَّةِ ۔

اب اسکے بعد ہم ایک مسئلہ بیان کرتے
ہیں جو حکمت کی جڑ اور تحقیق کا تخم ہے یہ
تو تم جانتے ہو گے کہ کسی چیز کا نام اسی
شیئے کا نام ہوتا ہے۔ ہیئت شرح
اور خصوصیت تفصیل کے علاوہ اور کوئی
فرق نہیں،

فَاعْلَمْ اَنَّ الصَّادِرَ الْاَوَّلَ
اِنَّمَا هُوَ اِسْمٌ مِنْ اَسْمَائِهِ تَعَالٰى
لِوَجْهَيْنِ الْاَوَّلُ اَنَّ التَّفَارُقَ
بِالْاِجْمَاعِ بَيْنَ الْوَاجِبِ وَالصَّادِرِ
الْاَوَّلِ اِنَّمَا هُوَ بِالْمَاهِيَّةِ ثُمَّ

اب اسکے بعد یہ سمجھ لو کہ (فلاسفہ کا)
صادر اول اللہ تعالی کے اسماء حسنی میں سے
ایک اسم ہے اور اسکی دو وجہیں ہیں (۱) اس پر
اتفاق ہے کہ واجب وجود اور صادر اول
کے درمیان صرف ماہیت کا فرق ہے اسکے

نَقُولُ اَلَیسَ هُوَ عُنوَاناً	بعد ہم کہتے ہیں کہ کیا یہ صادر اول ایک
یُفضِی بِبَصَرِ رَائِیهِ اِلَی	عنوان نہیں ہے کہ جسے دیکھکر دیکھنے والے
الحَقِیقَةِ الوَاجِبَةِ وَالاِنسِلَاخِ	کی نظر میں واجب الوجود کی حقیقت تک
عَن ذٰلِكَ یُبَایِنُ طَبَائِعَ	نہ پہنچ جاتی ہوں اس سے علیحدہ اور جدا
الاِمکَانِ لَاسِیَّمَا فِی المُنَزَّهَاتِ	رہنا یہ امکان کی طبیعت کے منافی ہے خصوصاً
اَلَیسَت جِهَةٌ مُنْدَمِجَةٌ فِی الوَاجِبِ	منزہات میں (اور) کیا اسکی حیثیت
جَلَّ مَجدُهُ وَاَسمَاهُ وَشَرحُهَا	واجب الوجود جل مجدہ میں مندرج نہیں
وَمِثَالُهَا فَلَا جَرَمَ اَنَّهُ اِسمٌ	ہے؟ اور کیا وہ اس کی شرح اور تمثال

نہیں ہے تو پھر اسکے (باری تعالیٰ کے) اسم ہونے میں کیا مضائقہ ہے،

اَلثَّانِی اَلَیسَ اَنَّ الوَاجِبَ	دوسرے کیا یہ صحیح نہیں کہ واجب
کَیفَ کَانَ یَرجِعُ فِی وَحدَتِهِ الصِّرفَةِ	وجود کی خالص وحدت میں جملہ ممکنات
جِهَاتُ قَاطِبَةِ المُمکِنَاتِ	کی حیثیتیں پنہاں ہیں؟ خواہ انکا وجود
مَوجُودِهَا وَمَفرُوضِهَا وَکَذٰلِكَ	ہو یا نہ محض فرضی ہوں، صادر اول
الصَّادِرُ الاَوَّلُ اَمَا عَلِمتَ اَنَّ	کی بھی یہی کیفیت ہے اسکا اور واجب
کُلَّهُ یُجَلِّیهَا وَنَحنُ نُعَبِّرُ عَن	کا وجود ایک دوسرے پر یکسر منطبق ہے
ذٰلِكَ بِالاِطلَاقِ ۔	جسے ہم اطلاق کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں،
وَکُلُّ مَاسِوَی اللهِ سُبحَانَهُ	اور ما سویٰ اللہ کا وجود اللہ تعالیٰ
فَاِنَّ وُجُودَهُ مُستَهلَكٌ فِی اللهِ	کی ذات میں مستہلک ہے اور یہ اسلئے
وَذٰلِكَ لِاَنَّ اللهَ مُحِیطٌ بِکُلِّ فِعلِیَّةٍ	کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک حیثیت سے

مِنْ كُلِّ حَيْثِيَّةٍ وَالْامْتِيَازُ
إِنَّمَا هُوَ بِالْخُصُوصِيَّاتِ
اللَّازِمَةِ مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى ۔
وَكُلُّ مُسْتَهْلَكٍ فِي
شَيْءٍ إِذَا كَانَ مُطْلَقًا يَصِحُّ
أَنْ يُحْمَلَ عَلَيْهِ وَيَكُونُ
عُنْوَانًا لَهُ لَا امْتِيَازَ إِلَّا
بِالْخُصُوصِيَّةِ وَأَنَّهُ
غَيْرُ مُضَادٍّ لَهُ فِي إِطْلَاقِهِ
وَلَا فِي تَحَقُّقِهِ فَإِذَنْ
إِنَّمَا هُوَ التَّفْصِيلُ لِلْجِهَةِ
وَشَرْحٌ لَهَا ۔
وَيَمْتَازُ عَنْ سَائِرِ
اللَّوَازِمِ بِأَنَّهُ كُلَّهَا بِحَيْثِهِ
وَكُلَّهُ بِكُلِّهَا لَا يُغَادِرُ
صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا
أَحْصَاهَا مَا كَانَ فِي بُقْعَةِ
التَّحَقُّقِ فِي مَرْتَبَةِ اللُّزُومِ
إِلَّا هٰذِهِ الْخُصُوصِيَّةَ نَقُولُ

ہر ایک فعلیت پر محیط ہے، امتیاز تو
صرف خصوصیات لازمہ کی بنا پر ہے
جو مرۃً بعد اخریٰ ظہور پذیر ہوتی ہیں،
اور ہر ایک مستہلک چیز جو کسی میں
ہو جبکہ وہ مطلق ہو وہ اس پر محمول ہو
سکتی ہے اور اسکا عنوان بن سکتی ہے،
خصوصیت کے علاوہ اور کوئی امتیاز
باقی نہیں رہتا۔ اور بحالت اطلاق
دونوں میں کسی قسم کا تضاد نہیں پیدا
ہوتا اور نہ اسکے تحقق میں لہٰذا یہ اس
جہت کی (جو کہ جاعل اور مجعول میں
ہوتی ہے) شرح اور تفصیل ہوتی ہے
اور یہ دوسرے لوازم سے اس بات میں
ممتاز ہے کہ وہ اصل پر کلیتہً منطبق ہوتا
ہے اور اسکا اصل اس پر یکسر منطبق ہوتا
ہے صغیرہ اور کبیرہ ہر ایک کا اس میں
احاطہ ہوتا ہے عالم تحقق اور مرتبہ لزوم
میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا،
خواہ ہم اسکے خصوص کے قائل ہوں یا اسکے

اَوْ بِعُمُوْمِہٖ لَیْسَ ھُنَالِکَ	عموم کے اس مقام پر نہ خصوص ہے اور
خُصُوْصٌ وَلَا عُمُوْمٌ لَا کَمَا	نہ عموم اور نہ بعض کے اوہام کا وہاں
یَتَوَھَّمُہٗ بَعْضُھُمْ اَنَّہٗ	دخل ہے کہ اصل کو تقدم حاصل ہے
یَتَقَدَّمُ لِاَنَّہٗ یَلْزَمُ الْخَیْرَاتُ	اسلئے کہ اسے تمام خیرات لازم ہیں پھر
ثُمَّ اَنَّہٗ جُزْئِیٌّ اَمَامَ	انکا وہم یہ بھی ہے کہ صادر اول باعتبار
الْجُزْئِیَّاتِ مِنْ قِبَلِ الْمَاھِیَۃِ	ماہیت کے جزئیات میں سے ایک
وَذٰلِکَ ھَذَرٌ مِنَ الْقَوْلِ	جزئی ہے تو یہ خیال بیہودہ اور بکواس
بَاطِلٌ فِیْ حَقِّہٖ مُمْتَنِعٌ	ہے اسکے حق میں یہ خیال کرنا طبعاً
مِنْ طَبِیْعَتِہٖ فَلَیْسَ لَہٗ	باطل اور ممتنع ہے کیونکہ اس حیثیت کے
کُنْہٌ وَلَا حَقِیْقَۃٌ اِلَّا تِلْکَ الْجِھَۃُ	علاوہ اس کی اور کوئی کنہ اور حقیقت
فَحَسْبُ وَلَا یُمْتَازُ عَنْھَا اِلَّا	نہیں اور یہ اس سے تفصیلی ہئیت اور
بِالْھَیْئَۃِ التَّفْصِیْلِیَّۃِ وَالْخُصُوْصِیَّۃِ	خصوصیت شرعی کے علاوہ کسی اور طرح
الشَّرْعِیَّۃِ فَاِذَنْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ	ممتاز نہیں، سو اب یہ نتیجہ یہ ہوا کہ
الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا	جَاءَ الْحَقُّ الخ

صادر اول کی حد

وَاعْلَمْ اَنَّ ھٰذَا الْحُکْمَ	اسکے بعد یہ بھی جان لو کہ اسمائے
مُنْسَحِبٌ الذَّیْلِ فِیْ اِیْجَادِ	پاک کے دوسرے اور تیسرے ظہور
الثَّانِیْ وَالثَّالِثِ وَھَلُمَّ	کا بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح سلسلہ

أَجَلًا أَمَّا عَرْضًا فَلَا نِهَايَةَ لَهُ
بِحِذَاءٍ لِانْتِهَاءِ الْوَاجِبِ جَلَّ
مَجْدُهُ فِي ذَاتِهِ قَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَ
سَلَّمَ أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ
هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ
نَفْسَكَ أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي
كِتَابِكَ أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا
مِنْ خَلْقِكَ أَوِ اسْتَأْثَرْتَ
بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ
عِنْدَكَ وَأَمَّا طُولًا فَإِلَى
أَنْ يَنْتَهِيَ التَّمْثِيلَاتُ
الْمُجَرَّدَةُ الْأَصْلِيَّةُ وَتَتَوَحَّدُ
وَتَنْشَأُ الْإِرَادَةُ وَمِنْ
هُنَالِكَ يَنْشَأُ الْعَالَمُ
الْحَادِثُ الْمَقْهُورُ تَحْتَ
الْإِرَادَةِ فِي تَخَالِيطِ أَحْكَامِ
الْأَسْمَاءِ لَا يَكَادُ يُوجَدُ
هُنَالِكَ كُلٌّ بِكُلٍّ

چلتا رہتا ہے اور کیونکہ واجب الوجود
کی ذات میں قطعاً تناہی نہیں اسی لئے
صادر اول کا عرض بھی غیر متناہی ہے
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک
دعا کے یہ الفاظ منقول ہیں میں تیری
جناب میں ہر ایک ایسے اسم کا واسطہ لاتا
ہوں جو تیرا اسم مقدس ہے اور تو نے
اسے اپنے لئے مقرر کیا یا تو نے اسے
اپنی کتاب میں نازل کیا، یا اپنی
مخلوق میں سے کسی کو اس کا علم دیا یا
اپنے علم میں اسکا جاننا اپنے لئے مخصوص
فرمایا اور اسکے طول کی یہ حد ہے کہ
جہاں پر تمثیلات مجردہ اصلیہ منتہی ہو
کر ان میں وحدت پیدا ہوتی ہے،
اور ارادہ ظاہر ہوتا ہے اور اسی مقام
پر عالم حادث ظہور میں آتا ہے جو کہ
اسماء پاک کے احکام کے خلط ملط
ہونے میں ارادہ قاہر کے تابع ہے اس
مقام پر انطباق کلی مفقود ہو جاتا ہے

وَلَا تَقْدِیْسَ وَلَا عُنْوَانِیَّةَ	اور تقدیس اور عنوانیت کچھ باقی نہیں
فَلَاجَرَمَ اَنَّہُ الْغَیْرُ الْمُحْدَثُ	رہتی چنانچہ اسی بنا پر یہ مغایر اور
الْمَعْلُوْلُ ثُمَّ یَثْبُتُ فِیْ	حادث اور معمول ہے، پھر تصرفات
جَانِبِ مُضِیِّ الْعَالَمِ تَمَثُّلَاتٌ	عالم میں تمثلات مجردہ اور حقائق مقدسہ
مُجَرَّدَةٌ وَاِثْبَاتٌ مُقَدَّسَةٌ	کا اثبات کیا جاتا ہے جن کا افضاء اور
کَامِلَةُ الْاِفْضَاءِ تَامَّةُ	عنوان کامل اور تام ہوتا ہے چنانچہ
الْعُنْوَانِیَّةِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَی	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، الی اللہ المصیر
اللّٰہِ الْمَصِیْرُ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ	انا للہ وانا الیہ راجعون، الا الی
رَاجِعُوْنَ - اَلَا اِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ	اللہ ترجع الامور، چنانچہ یہ اللہ
الْاُمُوْرُ فَتِلْکَ اَسْمَاءُ اللّٰہِ تَعَالٰی	تعالیٰ کے وہ اسماء ہیں جنہیں اعدادیہ
الْعَدَدِیَّةُ وَمَنْ وُفِّقَ لِاِدْرَاکِ	کہا جاتا ہے کہ جسے اس سلسلہ عددیہ کی اس کے
ھٰذِہِ السِّلْسِلَةِ الْعَدَدِیَّةِ بِاَحْکَامِھَا	احکام کے ساتھ سمجھنے کی توفیق ہوئی تو ہر قسم کے
فَقَدْ وُفِّقَ لِلْخَیْرِ کُلِّہٖ ۔	خیر کے دروازے اس کے لئے کھل گئے ۔
وَالْکَلِمَةُ الْجَامِعَةُ عِنْدَ	حکمت والوں کے نزدیک جامع
حِزْبِ الْحِکْمَةِ ھِیَ اَنَّ الْعَالَمَ	کلمہ یہ ہے کہ تمام عالم غیر اللہ ہے اس
کُلَّہٗ غَیْرُ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ لَا	معنی کے اعتبار سے نہیں جو عوام کے
بِالْمَعْنَی الَّذِیْ یَتَصَوَّرُہُ	دماغ میں پیوست ہیں جنہیں وہ استقلال
الْعَامَّةُ مِنْ اِسْتِقْلَالِ	فعلیت اور اسکے مقابلے میں تحقق کے
الْفِعْلِیَّةِ وَاِحْیَازِ التَّحَقُّقِ	جمع ہو جانے کو تعبیر کرتے ہیں حاشا وکلا

بِحِبَالِهٖ كَلَّا بَلْ هُوَ مِثَالٌ لِلْجِهَةِ الْوَاجِبِ وَشَرْحٌ لِكَمَالِهٖ۔

بلکہ یہ ذات واجب الوجود کی تخلیق کی تصویر اور اس کے کمال کی شرح اور تفصیل ہے،

وَإِنَّمَا مَنَاطُ الْغَيْرِيَّةِ انْتِهَاءُهٗ فِيْ نَفْسِهٖ وَتَعَيُّنُهٗ فِيْ ذَاتِهٖ إِنَّمَا إِنْشَاءُهُمَا مِنْ سَعَةِ الْاِنْتِهَاءِ وَتَعَرِّي الْاِطْلَاقِ فِيْ شِدَّةِ الْاِحَاطَةِ وَلَوْ لَمْ يَشْمَلْهُ كَمَا كَانَ مِنْ غَيْرِ التَّنَاهِيْ فِيْ شَيْءٍ وَتَنَزُّهِهٖ فِيْ جَوْهَرِهٖ وَتَكَوُّنِهٖ فِيْ طَبِيْعَتِهِ الَّذِيْ إِنَّمَا هُوَ مِنْ كَمَالِ الْقُدُّوْسِيَّةِ وَتَمَامِ السُّبُّوْحِيَّةِ وَلَوْ لَمْ تَتِمَّهٗ لَمَا كَانَ مِنَ الْقُدُّسِ فِيْ شَيْءٍ وَلِيَسَ ادِ الْعُنْوَانِيَّةِ وَالْعَدَامِ الْاِقْتِضَاءِ الَّذَانِ ضُدُوْدُهُمَا مِنْ شِدَّةِ شَعْشَعَانِ الظُّهُوْرِ وَلَوْ لَمْ يَطُوْهِ لَمَا كَانَ مِنَ الظُّهُوْرِ فِيْ شَيْءٍ

غیریت کا مدار اس پر ہے، کہ وہ چیز اپنے نفس کے اعتبار سے متناہی اور باعتبار ذات کے متعین ہو، اور ان دونوں کا منشاء کامل درجہ کی وسعت ہے اور اسکا مطلق ہونا اور احاطہ کا ہمہ گیر ہونا ہے اور اگر یہ مشمول نہ ہو تو پھر کسی وجہ سے اسے غیر متناہی کہہ سکتے ہیں اور وہ چیز باعتبار اپنے جوہر و طبیعت کے بہرہ ور ہو کمال قدوسیت اور سبوحیت کے یہی معنیٰ ہیں اور اگر یہ نہ ہو تو پھر قدسیت کا کیا مفہوم باقی رہ جاتا ہے عنوان اور اقتضاء کا معدوم اور ختم ہو جانا یہ ان دونوں کے شدت ظہور کا ثمرہ ہے اگر انکا اس پر اطلاق نہ کیا جائے، تو پھر اس پر ظہور کا اطلاق کرنا بے سود ہے

لَیْسَ مِثْلُھُمَا اِلَّا مَثَلُ	ان دونوں کی مثال حیوان مطلق کے
الْحَیْوَانِ الْمُطْلَقِ لَا بِشَرْطِ	طریقہ پر ہے جو لابشرط شئ کے ساتھ
شَیْئٍ بِالنِّسْبَۃِ اِلَی الْحَیْوَانِ	موسوم ہے، اب اسکے ساتھ حیوان کلی
الْکُلِّیِّ بِشَرْطِ لَاشَیْئٍ وَالْحَیْوَانِ الْجُزْئِیِّ	بشرط لاشئ اور حیوان جزئی بشرط
بِشَرْطِ شَیْئٍ فَاِنَّہٗ اِنَّمَا اشْتَمَلَھُمَا	شئ کا موازنہ کرو، لیکن حیوان مطلق
بِشِدَّۃِ اِطْلَاقِہٖ وَاَمَّا	اپنی شدت اطلاق کے ساتھ ان دونوں
ذَالِکَ فَاِنَّھُمَا قَدْ سَدَّ	کے مفہوم کو شامل ہے برخلاف اس
مُتَنَاھِیْھِمَا فَصَلَّ تَدَنُّسُھُمَا	کے (کہ حیوان کلی اور حیوان جزئی) کا
عَنِ الْعُنْوَانِیَّۃِ وَاَنْ یَکُوْنَ	مفہوم متناہی اور متدنس ہونیکی وجہ
کُلُّھُمَا بِکُلِّہٖ فَنَجْعَلُکَ بَعْدَ ھَا	سے اس قابل نہیں کہ اسے عنوان
حَکَمًا ھَلْ یُمْکِنُ اَنْ یَکُوْنَ	قرار دیا جائے اور پھر دونوں ایک
الصَّادِرُ الْاَوَّلُ بِطَبِیْعَۃِ تِلْکَ	دوسرے پر یکسر منطبق ہوں اب ہم یہ
تَیْزَ لِیْسِیْ بِالْعَقْلِ حَاشَاہُ	فیصلہ تم پر ہی چھوڑتے ہیں، کہ کیا
عَنْ ذٰلِکَ ثُمَّ حَاشَاہُ ۔	صادر اول کو اس کی طبیعت کے لحاظ
سے بغیر کہ کر عقل اول موسوم کر	سکتے ہیں۔ حاشاو کلا ثم حاشا و کلا،
وَلَا یَھُوْلَنَّکَ صُدُوْرُ	اور رہی یہ بات کہ متدنس اور
الْکَائِنَاتِ الدَّنِسَۃِ مِنْ	غیر مقدس کائنات ظہور اور تمثل کے
سِنْخِ الْقُدُّوْسِیَّۃِ عَلٰی	طریقہ پر قدوسیت سے وجود میں آئی
سَبِیْلِ الظُّھُوْرِ وَالتَّمَثُّلِ	تمہیں ناگوار نہ ہونی چاہیئے کیونکہ ہر

فَاِنَّهٗ لِکُلِّ مُتَدَیِّنٍ	ایک متدین کی قدوسیت ہے اگرچہ
قُدُّوْسِیَّۃٌ هِیَ اَقْرَبُ مِنْ	وہ اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اسکے
حَبْلِ الْوَرِیْدِ وَهُوَ اَبْعَدُ	قریب ہے لیکن وہ اس ذات سے پھر بھی
مِنْهَا بِمَا هُوَ هُوَ کَبُعْدِ	اس قدر دور ہے، جیسے بعد المشرقین سے
الْمَشْرِقَیْنِ فَعَلَیْكَ بِالْمَثَلِ	تعبیر کرتے ہیں۔ اسلئے ہماری بیان کردہ
الَّذِیْ ضَرَبْنَاهُ ۔	بات پر ہی کاربند ہونا چاہیئے ۔

صفات مقدسہ کا طریقۂ تعبیر

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ	یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ اپنے علم
لَا یَعْلَمُ اَحَدًا وَّلَا یُرِیْدُهٗ وَلَا	اور ارادہ کے مطابق جس کسی کی بھی
یَخْلُقُهٗ اِلَّا مِنْ حَیْثُ هُوَ هُوَ اَیْ	تخلیق فرماتا ہے تو وہ تخلیق اسکی ذات
مِنْ حَیْثُ اَنَّهٗ خَیْرٌ مَحْضٌ وَوُجُوْدٌ	کی حیثیت سے ہوتی ہے جسکا مطلب
صِرْفٌ مِنْ عُکُوْسِ حَضَرَاتِ الْاَسْمَاءِ	یہ ہوتا ہے کہ اسکا وجود خیر محض ہے،
وَهٰذِهِ الْمَسْئَلَۃُ مِنْ عَمِیْقَاتِ	اور ذات اقدس کے اسماء پاک کا
الْمَسَائِلِ لَا یُدْرِکُهَا اِلَّا مَنْ جُبِلَ	پرتو ہے یہ ایک دقیق مسئلہ ہے جسے
لَهَا وَلَعَلَّ عَلَیْكَ تَنْبِیْهًا فِیْهِ اُسْوَۃٌ	وہی سمجھ سکتا ہے جو کہ اس سے فطری
لِتَصْنِیْفَاتِنَا فِی الْمُنَاخَرَاتِ بِاَجْمَعِهَا	مناسبت رکھتا ہو پھر بھی ہم اسکی کچھ

وضاحت کئے دیتے ہیں جس سے اور دیگر تمام مسائل بھی حل ہوسکیں،

اَلَیْسَ اَنَّ لِلزَّوْجِ اَرْبَعَۃً	کیا کبھی تم نے غور کیا ہے کہ زوج

اعتبارات الاول حين تقول
الزوج كن او تعني به اربعة
وتجعل عنوانا لها فالزوج في هذا
اللحاظ تجلي للاربعة والاسم لها
ليس يمكن ان يقال هو هو من
شدة الوحدة لاعتبار احق
الاعتبارات واحكامها في نفس
الامر وهو مذهب الحكماء
الربانيين في الالهيات فعندهم
ان العليم قبل العلم والسميع
قبل السمع واحق الكلامين
عندهم ان يقال العليم و
السميع والحكيم والقرآن وارد
على احق الكلامين عندهم
واحق الحكايات عندهم
ان يقال الاسم عين المسمى
باعتبار والاسم لا عين المسمى
ولا غيره باعتبار اخر۔

(جو فرد کے مقابل ہے) کیلئے چار
اعتبارات ہیں (۱) تم زوج کی تعریف
کرو اور تمہارے پیش نظر چار کا عدد ہو
اور تمہارا زوج کی تعریف کرنا اس کا
عنوان ہو تو زوج اس اعتبار سے
چار کے عدد کا مظہر اور اسکی تجلی ہے
اور اسی کا اسم ہے شدت اتحاد کی بنا
پر اس قسم کا اطلاق کرنا ناممکن ہے
زوج کے مفہوم کی بہ حیثیت تمام حیثیات
سے افضل اور حقیقت نفس الامر
کے زائد مطابق ہے حکماء ربانیین الہیات
میں اسی کے قائل ہیں اور انکے نزدیک
علیم علم سے مقدم اور سمیع سمع سے
مقدم ہے اور انکا مذہب یہ ہے کہ
اللہ تعالی کی شان کے لائق بہترین یہ کلام ہے
کہ وہ سمیع علیم اور حکیم ہے اور بقول ان کے قرآن
کریم نے بھی یہی طریقہ تعبیر اختیار کیا ہے اور انکے مذہب
کی بنا پر ایک لحاظ سے تو اسم کو
عین مسمی کہا جاسکتا ہے اور دوسرے لحاظ سے کہیں کہ اسم نہ عین مسمی ہے اور نہ غیر مسمی۔

الثانی حین تقول الاربعة
زوج فانك قد اخذت الزوج
مفهوما یصدق علی الاربعة
ومعنی قولك حیثیتان الاربعة
والزوج وان کانا مفهومین فانهما
متحدان فی لحاظ تعقله حین
هذا الحکم علما غیر شیء وهذا
الاعتبار اوکس من الاول .

وهو مذهب المتکلمین
فی الالهیات وعندهم ان
العلم قبل العلیم والحکمة
قبل الحکیم واحق الکلام
عندهم ان یقال صفة العلم
له وصفة الحکمة له لا انه العلیم
الحکیم وهم لا یعلمون العلیم و
الحکیم الا علما غیر شیء .

الثالث حین تلاحظ مظهریة
الاربعة فی خصوصیة الزوج و
تجعل الوحدة السابقة التی انما

دوسری شکل یہ ہے کہ جس وقت
تم اس بات کے قائل ہو کہ چار کا
عدد زوج ہے تو تم نے اسکا یہ مطلب
سمجھا کہ زوج کا مفہوم مختلف ہے لیکن
دونوں اس حیثیت سے متحد ہیں کہ چار کا
مفہوم زوج کے مفہوم میں شامل ہے
یہ حیثیت پہلے کی نسبت سے ناقص
ہے ۔

اور یہی متکلمین کا مذہب ہے
الہیات میں اور انکے نزدیک علم کا
درجہ علیم سے مقدم ہے اور ایسے ہی حکمت
کو حکیم پر تقدم حاصل ہے انکے نزدیک
بہترین تعبیر یہ ہے کہ باری تعالے صفت
علم اور صفت حکمت کیساتھ موصوف
ہے یہ وجہ نہیں کہ وہ علیم اور حکیم ہے وہ
علیم اور حکیم کو عین علم اور عین حکمت کہتے ہیں

تیسری صورت یہ ہے کہ ہم چار
کے مفہوم کو زوج کے خصوصی مفہوم میں
اس سے پہلے جو اتحاد تھا اور جسکا منشا

لِانْتِشَاؤُهَا مِنْ مُلَاحَظَةِ النَّظَرِ وَ	نفوذ نظر کی سرعت تھی اسے نظر انداز
سُرْعَةِ نُفُوْذِهَا ظَهْرِيًّا وَتَنْصَبُّ	کریں اور تخلیات ذہن کی بنا پر اس
دُوْنَهَا سُرَادِقُ هِيَ عُنْوَانُ تِلْكَ	وحدت کا جو عنوان تھا اس پر موٹے
الْوَحْدَةِ فِي تَخَالِيْطِ الذِّهْنِ وَ	موٹے پردے ڈال دیں یہ صوفیہ کا
هُوَ مَذْهَبُ الصُّوْفِيَّةِ وَاَحَقُّ	مذہب ہے اور انکے نزدیک تعبیر کی
التَّعْبِيْرَاتِ عِنْدَهُمْ اَنَّهُ	بہترین شکل یہ ہے کہ زوج کا عدد چار
تَعَيُّنٌ لِلْاَرْبَعَةِ وَمَظْهَرٌ لَهَا	کا ایک تعین اور اسکا مظہر ہے اور یہ
وَهُوَ بَرْزَخٌ بَيْنَ الْاِعْتِبَارَيْنِ	حیثیت پہلی دونوں حیثیتوں کے بین
السَّابِقَيْنِ ۔	بین ہے
اَلرَّابِعُ حِيْنَ تَقُوْلُ الْاَرْبَعَةَ	چوتھی شکل یہ ہے کہ چار کا عدد
وَتَحْفَظُ مَعْنَاهَا فِي ذِهْنِكَ	بول کر اسکے معنی اپنے ذہن میں محفوظ
ثُمَّ تَقُوْلُ الزَّوْجُ وَتَحْفَظُ	کرلو اور پھر زوج کے مفہوم کو ذہن کے
مَعْنَاهُ فِي جَانِبٍ اٰخَرَ مِنْ	کسی اور کونہ میں محفوظ کرلو پھر دیکھو
ذِهْنِكَ ثُمَّ تَنْظُرُ مَا النِّسْبَةُ	کہ ان دونوں میں کونسی نسبت ہے
بَيْنَهُمَا فَتُدْرِكُ اَنَّ	تو غور کے بعد معلوم ہوگا کہ پہلا مفہوم
الْاَوَّلَ عِلَّةٌ لِلثَّانِيْ وَالثَّانِيَ	علت اور دوسرا اسکا معلول ہے اگر یہ
مَعْلُوْلٌ لَهُ وَلَا لَا يَتَكَوَّنُ فِي بُقْعَةِ	علت نہ ہو تو معلول کا معرض وجود
الْاَيْسِيَّةِ اَصْلًا ۔	میں آنا محال ہے ،
وَهُوَ مَذْهَبُ الْفَلَاسِفَةِ	فلاسفہ کا یہی مذہب ہے اور

وَعِنْدَ هٰؤُلَاءِ أَنَّ الْعِلْمَ	بقول انکے اسکا علم اسکا معلول اور
مَعْلُولٌ لَهُ وَمُحْتَاجٌ إِلَيْهِ	محتاج ہے اور بہترین تعبیر کا طریقہ ان
وَأَحَقُّ التَّعْبِيرَاتِ عِنْدَهُمْ	کے نزدیک یہ ہے کہ اگر واجب الوجود
أَنْ يُقَالَ الْعِلْمُ لَوْ لَمْ يَكُنِ	نہ ہوتا تو علم بھی نہ ہوتا، یہ تو سراسر
الْوَاجِبُ لَمْ يَكُنْ وَإِنَّمَا كَانَ	اس کے سبب اور اقتضاء کی بنا
بِسَبَبِهٖ وَاقْتِضَاءِهٖ	پر ہے،
فَإِذَا قِيلَ لَكَ أَيُّهَا	اور اے سمجھ دار جسوقت تم سے
الْفَطِنُ إِنَّ الْعَالَمَ مُسْتَنِدٌ إِلَى	یہ کہا جائے کہ عالم حادث کی تخلیق
الْعَقْلِ الْفَعَّالِ فَصَدِّقْهُمْ	عقل فعال کی طرف منسوب ہے تو
فِيمَا حَكَمُوا وَخَطِّئْهُمْ فِي مَا	اسے غلط نہ سمجھو۔ لیکن اس قضیہ کا جو
عَنْوَنُوا بِهٖ مَوْضُوعَ قَضِيَّتِهِمْ	عنوان دیا گیا وہ باطل ہے اور عرضًا
وَحَقِيقَةُ كَلَامِهِمْ بَعْدَ	کا لباس اتارنے کے بعد انکے کلام
الْانْسِلَاخِ عَنِ الْمَلَابِسِ الْمُبْتَدِعَةِ	کی حقیقت کو دیکھا جائے، تو اس کا
هُوَ أَنَّ الْوَاحِدَ الْفَيَّاضَ الْخَلَّاقَ	مفہوم یہی ہے کہ واحد فیاض تعالے
الْجَوَادَ أَفَاضَ الْعَالَمَ وَأَوْجَدَهٗ	و تقدس نے جو خلاق جواد ہے عالم
وَأَخْرَجَهٗ مِنَ الْعَدَمِ وَمِثْلُ	پر اپنا فیض نازل کر کے اس کو
ذٰلِكَ حَيْثُ يَقُوْلُوْنَ الْوَحْيُ	نیست سے ہست کیا اور اسی طرح
مِنْ تَعْلِيمِ الْعَقْلِ الْفَعَّالِ	(یہ فلاسفہ) اپنی فلسفیانہ اصطلاح
فَالَّذِيْ هُوَ اصْطِلَاحُ	میں کہتے ہیں کہ وحی عقل فعال کی تعلیم

كَلَامُهُمْ اَنْ يُقَالَ الْوَحْيُ مِنْ اِفَاضَةِ الرَّبِّ الْمُتَكَلِّمِ الْجَوَادِ ۔	ہے اسکے بر خلاف یہ کہا جاتے اکر وحی اس پروردگار عالم کی جو متکلم جواد ہے افاضہ ہے،
وَبِالْجُمْلَةِ فَاعْلَمْ اَنْ حَدِيْثَ الْعُقُوْلِ مِنْ بِدْعَاتِ الْعُقُوْلِ وَاِنَّهُ لَيْسَ فِي مَنْصَبِ الْاِيْجَادِ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَهُ بِاَسْمَائِهٖ وَهٰذَا الْبُرْهَانُ الْمَتِيْنُ كَافٍ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۔	خلاصہ یہ کہ عقول عشرہ کا مسئلہ عقل کی ایک بدعت ہے حقیقت یہ یہ ہے کہ منصب ایجاد وتخلیق سوائے باری تعالےٰ کے اور کسی کے شایان شان نہیں ہی اسکے اسماء پاک کا جلوہ اور ظہور ہیں باقی لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ اس کیلئے یہ برہان قوی وقطعی انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہے،
وَيَجِبُ عَلَيْكَ اَنْ تَعْلَمَ اَنَّا لَا نُرِيْدُ بِالْاَسْمَاءِ مَفْهُوْمَاتٍ اِنْتِزَاعِيَّةً حَاشَا هَا مِنْ ذٰلِكَ بَلْ اِنِّيَّاتٌ مُقَدَّسَةٌ وَهُوِيَّاتٌ مُنَزَّهَةٌ وَتَجَلِّيَاتٌ وَاجِبِيَّةٌ وَاَنَّ	اور تم پر اس چیز کا جاننا بھی واجب ہے کہ حاشا وکلا ہماری مراد اسماء سے مفہومات انتزاعیہ نہیں بلکہ ہماری مراد ان کے حقائق مقدسہ اور منزہ ماہیات اور واجب الوجود تعالیٰ وتقدس کی تجلیات ہیں۔ اور ان تجلیات مقدسہ کیلئے

العدم الذي اثبته بعض
اهل الكشف وبعض
اهل النظر للاثبات
المقدسة ليس بشيء ذاته
اذا ثبت الاسماء حق
اثباتها فليس هناك عدم
الا بحسب الحكاية
العقلية الغير الواقعية
الا في اوهام العقل واذا
جعلت صفاتا او عقولا
فالعدم انما نشأ لانقطاعها
عن الواجب في نظرتهم
تلك ولله در الحكماء فيما
اصطلحوا من قضية
وجدانهم على انجاس
الاثبات المقدسة مسمى
بالاتصاف والموسومية انجاس
الاثبات الملوثة حقيق
بان يسمى بالخلق ولا يوصف

بعض اہل کشف اور بعض اہل نظر
جس عدم کا اثبات کرتے ہیں وہ قطعاً
باطل ہے کیونکہ اگر اسماء پاک کا کما
حقہ اثبات کیا جائے تو اس مقام پر
عدم باقی ہی نہیں رہتا مگر یہ کہ عقل
کسی امر غیر واقع کا تصور باندھتے ہوئے
اس کا بھی تصور کرے جو کہ اوہام عقل
کا نتیجہ ہے اور اگر ان کو صفات اور
عقول سمجھ لیا جائے تو عدم اندریں
صورت انکی نظروں میں اسکا تعلق
واجب الوجود سے منقطع ہو جائے گا
علماء کی یہ اصطلاح جو ان کی قضیہ
وجدان پر مبنی ہے قابل تعریف ہے
کہ یہ حقائق مقدسہ کے ظہور کو اتصاف
ذات کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں یا اس
بات کے قائل ہیں کہ باری تعالیٰ
اس سے موسوم ہے، اور غیر مقدس
حقائق کے ظہور میں آنیکو خلق کیساتھ
موسوم کرنا زیادہ بہتر ہے اور حادث

بالحدوث لانقهارها تحت
الارادة واختلاط احكام
الاسماء فيها بحيث لا يوجد
كلٌّ بكلٍّ وفي اختلاف المدرك
دون الادراك اذا اقيمت
البراهين فيوشك ان يصطلحوا
واما اختلاف الادراك فاعسر
اللهم الا ان ينبّهوا سبحانك
اللهم وبحمدك لا احصي ثناءً
عليك انت كما اثنيت
على نفسك۔

یکساں تھی اسے موسوم کرتے ہیں کیونکہ
اسکا ظہور ارادۂ قاہرہ کے ماتحت ہوا
ہے اور اسماء پاک کے احکام اس میں
مخلوط طور پر پائے جاتے ہیں اور انطباق
کلی اس میں نہیں ہوتا اور مدرک کے
اختلاف کی شکل میں جبکہ نفس ادراک
میں کوئی اختلاف نہ ہو تو براہین کے
قائم ہونے کے وقت ان اقوال میں تطبیق ممکن ہے
اور اگر نفس ادراک میں اختلاف ہو تو یہ مرحلہ
بہت مشکل ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو مطلع
کردے، سبحانک اللھم وبحمدک
لا احصی ثناءً علیک انت کما اثنیت علی نفسک

الخزانة الثانية — دوسرا خزانہ

(معرفت الٰہی اور تقدس)

ملاك الحكمة
عرفان ذات الله سبحانه

حکمت ربانی کی اصل اللہ تعالےٰ
کی ذات اقدس کی معرفت اسی کی

بِذَاتِہٖ ثُمَّ عِرْفَانُ اَسْمَائِہٖ	ذات کیساتھ کرنا ہے اس کے بعد اسکے
بِخُصُوْصِیَّتِہَا وَاَحْکَامِہَا ثُمَّ	اسماء پاک کی انکی خصوصیات اور
عِرْفَانُ النَّشْاَۃِ وَالْمُنْشَئَۃِ	احکام کے ساتھ معرفت حاصل کی جائے
وَظُہُوْرِ اَسْمَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی	اس کے بعد اس عالم ثانی کی حقیقت
سُبْحَانَہٗ فِیْہَا بِوَجْہٍ خَاصٍّ	کا علم کیا جائے اور یہ کہ اسماء پاک نے
ثُمَّ عِرْفَانُ الْاَسْمَاءِ الْعَوْدِیَّۃِ	کن خاص خاص حیثیتوں سے ظہور کیا
بِاَحْکَامِہَا وَاِفْضَائِہَا اِلَی	اسکے بعد اسماء عودیہ کے احکام
اللّٰہِ تَعَالٰی فَتِلْکَ التَّکْمِلَۃُ	اور ایصال الی اللہ تعالٰے کی
الدَّوْرِیَّۃُ مَنْ اُوْتِیَ عِلْمَہَا	معرفت کا درجہ ہے، سو یہ سلسلہ دوریہ
بِالذَّوْقِ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا	ہے کہ جس کسی کو اس کا علم ذوق اور
کَثِیْرًا وَنَحْنُ نُفَصِّلُہَا عَلٰی مَا	وجدان کے طور پر عطا کیا گیا فَقَدْ
وَفَّقَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ ۔	اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا اور ہم اللہ تعالٰے

کی حسن توفیق کے مطابق اس کی تفصیل کرتے ہیں،

اَمَّا ذَاتُ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ	اللہ سبحانہٗ وتعالٰے کی ذات اس
فَاَجَلُّ مِنْ اَنْ یُّحِیْطَ بِہَا	سے بہت بلند ہے کہ کوئی اپنے دراک
الْاِدْرَاکُ اِنَّمَا یُوْصَلُ اِلَیْہِ	سے اسکا احاطہ کر سکے اللہ تعالٰے
بِالتَّجَلِّی الذَّاتِیِّ الَّذِیْ لَیْسَ	تک پہونچنے کا ذریعہ صرف تجلی ذاتی
مِنَ الْاِدْرَاکِ فِیْ شَیْئٍ	ہے کہ جس میں کچھ بھی درجہ ادراک نہیں
اِنَّمَا ھُوَ حَیْرَۃٌ حَائِرَۃٌ	وہ تو سراسر حیرت ناہی حیرت ہے اور

وَاَنْ يُوْصَفَ بِالتَّعَيُّنِ اَىْ
تَعَيُّنٍ كَانَ اِنَّمَا هِىَ اِطْلَاقٌ
مَحْضٌ وَوَحْدَةٌ صِرْفَةٌ وَ
لَا نَعْنِىْ بِالْاِطْلَاقِ كَوْنُهَا
كُلِّيًّا فَنَحْنُ قَدْ اَبْطَلْنَا
الْكُلِّيَّةَ رَاْسًا بَلْ كَوْنُهَا
بِحَيْثُ يَنْدَرِجُ فِيْهَا كُلُّ
الْاِعْتِبَارَاتِ وَيَنْطَمِسُ فِيْهَا
كُلُّ الْجِهَاتِ اِنْدِرَاجًا صِرْفًا
لَا يُعِيْلُ كَلِمَةً وَلَا حَرْفًا وَ
يَكُوْنُ سَادًّا الْاُفُقِ الْفِعْلِيَّةِ
غَاشِيًا الْاِقْلِيْمَ التَّحَقُّقِ وَ
لَا بِالْوَحْدَةِ مَا يُقَابِلُ
الْكَثْرَةَ اِذِ الْكَثْرَةُ
مِنْ بِدْعَاتِ التَّجَلِّيَاتِ
الْمُتَاَخِّرَةِ فَكَذَا هٰذِهٖ
ضَابِطَةٌ كُلِّيَّةٌ اَجْمَعَ
عَلَيْهَا الْحُكَمَاءُ مِنْ اَنَّ التَّضَادَّ
بَيْنَ كُلِّ الْمُتَضَادَّيْنِ

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس کو کسی بھی تعین
کیساتھ موصوف کیا جائے، مگر وہ تو
اطلاق محض اور وحدت صرفہ ہے
اور لفظ اطلاق سے ہمارا مقصود اسکا
کلی ہونا نہیں کیونکہ کلیہ کا تو ہم سرے
ہی سے ابطال کر چکے بلکہ اطلاق تو
اسلئے بولا جاتا ہے کہ تمام اعتبارات
اور جہات اس ذات اقدس میں شامل ہو
کر ختم ہو جاتے ہیں بایں طور کہ نہ کلمہ
باقی رہتا ہے اور نہ کوئی حرف اور
وہ فعلیت کے افق پر ایک سرے
سے دوسرے تک چھا جاتا ہے، اور
اقلیم تحقق کو ہر طرف سے گھیر لیتا ہے
اور اسی طرح وحدت سے وہ مراد نہیں
کہ جس کے مقابلہ میں کثرت ہے کیونکہ
کثرت مابعد کی تجلیات کی تراشیدہ
بدعت ہے چنانچہ یہ ایک ضابطہ
کلیہ ہے کہ جس پر تمام حکماء کا اتفاق
ہے کہ اضداد کے درمیان جو تضاد پایا

مُسْتَنِدَۃٌ اِلٰی خُصُوْصِیَّتِہِمَا	جاتا ہے وہ ان دونوں کی خصوصیات
لَا اِلَی النَّفْسِ الرَّحْمَانِیِّ بَلْ	کا نتیجہ ہے ذات رحمانی کا اس میں
ھٰذَا اِصْطِلَاحُنَا عَلٰی اَنَّ کُلَّ	کوئی دخل نہیں، ہم سب نے متفقہ طور
مَا تَنَزَّہَ عَنِ الْوَحْدَۃِ وَالْکَثْرَۃِ	پر یہ اصطلاح متعین کی ہے کہ جو ذات
کِلَیْہِمَا اِنَّمَا ھُوَ وَاحِدٌ اَیْ	اقدس وحدت اور کثرت دونوں کے
مُسْتَحِقٌّ لِلْحَمْلِ وَاحِدٌ وَھِیَ بِمَا	مفہوم سے بالاتر ہے وہی واحد حق
ھِیَ ھِیَ مُنْفِیٌّ عَنْھَا الضِّدَّانِ	کہلانے کی مستحق ہے اور ہر ایک واحد
مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ	کی اصل وہی ہے اس کی ذات پاک
بِجَمِیْعِہِمَا عَلٰی اَنَّہُمَا اَمْرَانِ	ہر ایک دو اضداد سے مبرا اور منزہ
بِخُصُوْصِہِمَا وَھِیَ تَقْبَلُہُمَا فِیْ	ہے دونوں کے مفہوم اور حقیقت میں
مَرَاتِبِ الْاِتِّصَافِ بِجَمِیْعِہَا	جو اختلاف نظر آتا ہے وہ انکی خصوصیات

کا نتیجہ ہے اور اس سے قبل یہ دونوں مراتب اتصاف میں برابر ہیں،

اسماء و صفات کے مراتب

وَاَمَّا الْحَقَائِقُ الْاِمْکَانِیَّۃُ	اللہ تعالےٰ کی ذات بابرکت
فَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ یَجِلُّ عَنْھَا بِمَا	حقائق امکانیہ سے بہت بلند ہے،
ھِیَ تِلْکَ الْحَقَائِقُ وَکَوْنُہَا تِلْکَ	یہ حقائق سراسر عالم ارادہ کا ظہور اور
الْحَقَائِقِ مِنْ بَدَائِعِ عَالَمِ	تمام کائنات اسکے ماتحت مقہور
الْاِرَادَۃِ وَمِنْ مَقْدُوْرَاتِہَا وَھِیَ بِمَا	ہے ان ممکنات کو الوہیت محض کے

هِیَ تِلْكَ مَسْلُوبَةٌ عَنْهَا لِهَيْئَاتٍ بِأَجْمَعِهَا سَلْبًا بَسِيْطًا صِرْفًا لَا أَنَّهَا حَقَائِقُ أَوْ أَشْيَاءُ يَجِبُ سَلْبُهَا مِنْ تِلْكَ الْمَرْتَبَةِ الْمُنَزَّهَةِ إِنَّمَا هٰذَا الْإِدْرَاكُ مِنْ تَعَمُّلِ الْعَقْلِ فَقَطْ وَلٰكِنْ لَهَا أُصُولًا وَأَتِمَّةً هِيَ ظِلَالٌ لَهَا دَمُوتَمَّةٌ بِهَا إِذَا أَمْعَنَ فِي مَا وَرَاءَ الْإِرَادَةِ يَتَّصِفُ بِهَا الْبَارِي الْحَقُّ فِي مَرَاتِبِ الْاِتِّصَافِ۔	مرتبہ سے ہیت تصور سمجھیں اور سادہ طور پہ اسکی نفی کریں، یہ خیال کرنا درست نہیں کہ وہ ایسے حقائق اور موجودات ہیں کہ جنکا اس مرتبہ منزہہ سے نفی کرنا لازم ہے اس قسم کا ادراک تو فقط عقلی تعامل ہے البتہ ان ممکنات میں سے ہرایک کی اصل اور بنیاد ہے، کہ جس کیساتھ اس ممکن کو سایہ کی نسبت ہے اور اسکا مقتدی ہے اسکے متعلق اگر ارادہ سے آگے امعان کے ساتھ غور کیا جائے، تو معلوم ہوگا کہ باری

تعالےٰ کی ذات اقدس مرتبہ اتصاف میں ان کے ساتھ موصوف ہے

وَبِإِزَاءِ هٰذِهِ الْمَرْتَبَةِ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ أَمَّا اللّٰهُ فَمَوْضُوْعٌ لَهَا بِاعْتِبَارٍ لَا انْتَهَلُوْهَا وَإِنَّمَا سُلْطَانُ الْاِعْتِبَارِ فِي الْعُنْوَانِ دُوْنَ الْمُعَنْوَنِ وَأَمَّا لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَمَوْضُوْعٌ	اور اسی مرتبہ کے بالمقابل اللہ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ہے اللہ تعالےٰ کا اسم مقدس اس مرتبہ کیلئے اس لحاظ سے وضع کیا گیا ہے کہ وہ لا تنا ہی ہے اور اعتبار کی اصلیت عنوان ہی میں ہوا کرتی ہے معنون میں نہیں اور لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ کو اس مرتبہ کے لئے

عربی	اردو
لَهَا بِاِعْتِبَارِ اٰثَارِهَا هِيَ	وضع کیا گیا ہے تاکہ اعتبار کیا جائے
وَاَحَقُّ النَّاسِ بِمَعْرِفَتِهِ	کہ اسے من حیث ھی ھی لیا گیا ہے
الذَّاتِ رَجُلٌ مُقَرَّبٌ غَايَةَ	اور ذات اقدس کی معرفت سب سے
الْقُرْبِ سَلِيْمُ الْقَلْبِ مُنْسَلِخُ	زیادہ اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جو
الصُّوْرَةِ مُؤَيَّدٌ بِاِسْمِ الْمُطْلَقِ	غایت درجہ کا مقرب ہو اور قلب سلیم
نَشَاَ مِنْ صَدْرِهٖ وَهٰذَا الرَّجُلُ	رکھتا ہو اس کی صورت ختم ہو چکی
هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	ہو اور اسے اس اسم مطلق کی تائید
وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِمَامُ	حاصل ہو کہ جسکا منشاء اس کا سینہ
الْمُرْسَلِيْنَ وَاَمَّا سَائِرُ الْاَنْبِيَاءِ	مبارک ہے یہ شخص محمد رسول اللہ
فَبِحَسَبِ اِسْتِعْدَادَاتِهِمْ	صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جو خاتم النبیین
وَالْاَوْلِيَاءُ بِحَسَبِ صُوَرِهِ	امام المرسلین ہیں اور دیگر انبیاء کرام
الْمِزَاجِيَّةِ لَا يَتَحَيَّرُوْنَ فِيْ	کو یہ دولت استعداد کے موافق نصیب ہوتی ہے
قَامُوْسِ الْاِطْلَاقِ وَصُرَاحِ تَعْرِيَةِ	اور اولیاء اپنی صورت مزاجیہ کے مطابق اس سے
وَالْحُكَمَاءُ يَقِفُ عِلْمُهُمْ فِيْ	بہرہ ور ہوتے ہیں اور وہ اطلاق اور عدم تقیید
مَيَادِيْنِ قُرْبِ الْوُجُوْدِ ۔	کے دریا میں غوطہ زن ہو کر متحیر نہیں

ہوتے برخلاف انکے حکماء کا علم قرب وجود کے میدان تک محدود ہوتا ہے

عربی	اردو
اَلثَّانِي اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ	دوسرا مرتبہ الحی القیوم
الْحَقُّ النُّوْرُ وَهُوَ بِاِزَاءِ	الحق النور کا ہے سب سے پہلی
اَوَّلِ التَّجَلِّيَاتِ وَاَعْظَمِهَا	اور سب سے بڑی گرامی ترین تجلی کا

وَاَكْرَمِهَا وَاَبْسَطِهَا هُوَ كُلُّ اللَّازِمِ لِلْمَرْتَبَةِ الذَّاتِيَّةِ وَشَرْحٌ لَهَا بِجَمِيْعِهَا وَقَدْ غَلِطَ فِيْهِ كَثِيْرُوْنَ فَزَعَمُوْهُ ذَاتًا وَاِنَّمَا هُوَ شَرْحٌ لَهَا يَتَمَيَّزُ مِنْهَا بِالْهَيْئَةِ التَّفْصِيْلِيَّةِ اِذْ هُوَ عُنْوَانُ التَّقَرُّرِ الَّذِيْ هُوَ اَوَّلُ تَمَثُّلٍ لِلْمَاهِيَّةِ وَاِنَّمَا صَدَرَ عَنْهَا اِنْعَامُ كُلِّ خَيْرٍ لَهَا۔

مظہر بھی اسماء پاک ہیں اور سب سے سادہ اور بسیط ہیں اور مرتبہ ذاتیہ کا یہ لازم کل اور اس کی پوری شرح اور تفصیل ہے بہت سے لوگوں نے غلطی سے اسے عین ذات سمجھ لیا، بلکہ یہ ذات کی شرح ہے جو کہ ہیئت تفصیلیہ کیساتھ اسے ممتاز کر دیتی ہے اور تقرر کا وہ عنوان ہے جو کہ ماہیت کا اول ترین تمثل ہے اور ہر ایک قسم کی خیر کی اقتداء کا اسی سے صدور ہوتا ہے

اَلثَّالِثُ الْمَجِيْدُ الْعَظِيْمُ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ الْجَلِيْلُ وَهُوَ شَرْحٌ لِجِهَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ جِهَاتِ التَّقَرُّرِ وَحَقِيْقَتُهُ خُصُوْصِيَّةُ التَّحَقُّقِ بِنَحْوٍ مِنَ الْكِبْرِيَاءِ الَّذِيْ هُوَ رِدَاءُهُ۔

تیسرا مرتبہ المجید العظیم العلی الکبیر الجلیل کا ہے اور یہ عالم تقرر کی مختلف جہات میں سے ایک جہت کی شرح اور تفصیل ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ نفس تحقق کبریاء کی اسمیں خصوصیت پیدا ہو گئی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی چادر بتایا،

اَلرَّابِعُ الْغَنِيُّ الْوَاسِعُ الْقَوِيُّ ذُو الطَّوْلِ الْمُبَارَكُ

اور چوتھا مقام الغنی الواسع القوی، ذو الطول المبارک ہے یہ

وَهُوَ شَرْحٌ لِجِهَةٍ مِنْ جِهَاتِ الْكِبْرِيَاءِ ۔	کبریار کی جہات میں سے ایک جہت کی شرح اور تفصیل ہے،
اَلْخَامِسُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَلْبَرُّ الْقَادِرُ وَهُوَ تَمَثُّلُ الْفَنَاءِ مِنْ حَيْثُ الْاِفَاضَةِ الْاِضَافِيَّةِ ۔	پانچواں مرتبہ، الرحمٰن الرحیم البر القادر کا ہے اس میں افاضت کی شکل کو فنار کی صورت میں بنایا گیا ہے،
اَلسَّادِسُ اسْمُ الْمُرِيْدِ وَ لَهُ جُزْئِيَّاتٌ اَلْبَارِئُ الرَّازِقُ الْمُصَوِّرُ الْهَادِيُ الْغَفَّارُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْمُحْيِيْ الْمُمِيْتُ ۔	چھٹا اسم مرید ہے جس کی جزئیات، الباری۔ الرازق المصور الہادی، الغفار القابض، الباسط الخافض۔ الرافع۔ المبدی المعید المحیی الممیت ہیں،
وَبِالْجُمْلَةِ فَلِكُلِّ نَوْعٍ جِهَةٌ مُقَدَّسَةٌ يَتَضَمَّنُهَا اِسْمٌ مِنْ حَيْثُ الْاِفَاضَةِ الْاِضَافِيَّةِ وَهِيَ كُلُّهَا مِنْ جُزْئِيَّاتِ الْاِسْمِ الْجَامِعِ الْاِضَافِيِّ الْمُعَبَّرِ عَنْهُ بِالْمُرِيْدِ وَبِهَا تَمَّتِ السِّلْسِلَةُ الْبَدْئِيَّةُ وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ الْحَيَّ الْقَيُّوْمَ مَثَلًا	خلاصہ یہ کہ ہر ایک نوع کی ایک مقدس حیثیت ہوتی ہے، کہ جس پر کوئی اسم پاک باعتبار افاضۂ اضافیہ کے مشتمل ہوتا ہے اور یہ سب کے سب ایسے اسم پاک کی جزئیات ہیں جو ان سب کا جامع ہے یعنی المرید اسی پر سلسلہ بدئیہ تام ہوجاتا ہے میں یہ نہیں کہتا اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ مثلاً

انما شرحه بجميعه في أطوارها
العلي العظيم بل هو شرح
الجهة من جهاته وتضييق
حدقة العقل عن اكتناه
كنهها بأسرها وتحقق أعدادها
في أطوارها برمتها وقس
على هذا حكم الأسماء
بجميعها في طبقاتها لترسخ
قدمك في موقف العلم
فتدرك أن لكل اسم
خصوصية شرحية وهيئة
تفصيلية بالنسبة إلى ما
تقدم عنه فالتقرير الذي
يعنون عنها بالحيوة
التي هي حضور ذاته لذاته
بذاته فلا تعدد أصلا وبالعلم
الحضوري في لسان الصوفية
وبالتقوم والتحقق في لسان
الحكماء وبالنورية التي هي هيئة

تمام اطوار سے العلی العظیم اسکی شرح
ہے، بلکہ یہ اسکی جہات میں سے کسی
ایک جہت کی شرح اور تفصیل ہے
لیکن عقل دوربین کی آنکھ اس کی کنہ
اور حقیقت سمجھنے سے قاصر ہے اور اس
کے تحقق اعداد کو تمام اطوار میں کماحقہ
نہیں سمجھ سکتی اور تمام اسماء کے احکام
کو انکے طبقات کے مطابق اسی پر
قیاس کرو تمہیں مقام علم میں ثابت
قدم رہ کر یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہر ایک اسم
اسکے مقدم کی نسبت کے لحاظ سے
ایک خصوصی شرح اور تفصیلی ہیئت ہوتی
ہے چنانچہ وہ تقرر جیسے اس حیات سے
تعبیر کیا گیا جسکے معنی بغیر کسی قسم کے
تعدد کے اسکی ذات کیلئے ذات کیساتھ
حضور ذاتی کے ہیں اور جیسے صوفیاء کی
زبان میں علم حضوری کہتے ہیں اور حکماء
کی اصطلاح میں تقوم اور تحقق اور
کبھی نوریت سے تعبیر کرتے ہیں کہ جسکا

اِنْكِشَافِيَّةٌ تَمَثُّلٌ لِلْمَرْتَبَةِ الذَّاتِيَّةِ
وَشَرْحٌ لَهَا كُلُّهَا بِكُلِّهِ وَكُلُّهُ بِكُلِّهَا
لَا يَمْتَازُ عَنْهَا إِلَّا بِالْهَيْئَةِ التَّحْقِيقِيَّةِ
مَعَ شِدَّةِ الْإِجْمَالِ وَغَايَةِ الْاِنْطِمَاسِ
الْجِهَاتِ وَالْاِعْتِبَارَاتِ بِأَسْرِهَا.

مفہوم انکشافیہ ہے یہ مرتبہ ذاتیہ کا تمثل
اور اسکی شرح ہے دونوں ایک دوسرے
پر یکسر منطبق ہوتے ہیں باوجود شدت
اجمال کے ہیئت تحقیقیہ کے علاوہ ان
دونوں میں کوئی امتیاز نہیں اور یہاں
اگر تمام حیثیات اور اعتبارات کلی طور پر ختم ہو جاتے ہیں،

وَالْأَمْرُ الْمَعْنُوْنُ عَنْهُ
بِالْعَظَمَةِ وَالْعُلُوِّ وَالْكِبْرِيَاءِ
تَمَثُّلٌ لِجِهَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ
جِهَاتِ الْحَيِّ وَتِلْكَ إِطْلَاقُهُ
مِنْ حَيْثُ التَّعَرِّيْ تَمَثَّلَتْ
عَظَمَةً وَعُلُوًّا وَكِبْرِيَاءً
مِنْ حَيْثُ التَّمَثُّلِ وَ
الْخُصُوْصِيَّاتِ الْمُسَمَّاةِ
بِالْغِنٰى وَالسَّعَةِ وَالْبَرَكَةِ وَ
السُّبُوْغِ شَرْحٌ لِجِهَةٍ وَاحِدَةٍ
مِنْ جِهَاتِ الْعَظِيْمِ وَهِيَ شَامِلَةٌ
فِيْ نَفْسِهِ تَمَثَّلَتْ بَرَكَةً وَغِنًى
غَيْرَ أَنَّ الْغِنَاءَ وَالْبَرَكَةَ

اور وہ امر کہ جسکا عنوان عظمت
علو اور کبریاء ہے اسم پاک الحیّ
کی ایک ہی حیثیت کا تمثل ہے اس
کا اطلاق ایک خاص حیثیت کیساتھ
مقید ہو کر عظمت اور علو و کبریاء کی
شکل میں متمثل اور نمودار ہوتا ہے اسی
طرح وہ خصوصیات جن کو غنیٰ سعتہ
رحمت برکت اور اعطاء سے تعبیر کیا
جاتا ہے وہ اسم عظیم کی جہات میں
سے ایک جہت کی شرح اور تفصیل
ہے اور اسکا مفہوم بذات خود شامل
ہے کہ جس سے غنا اور برکت متمثل
ہوتی ہیں اگرچہ غنا اور برکت ہر ایک

مُنْبَعٌ لِهٰذِهِ الْاِفَاضَاتِ وَجَامِعٌ
لِشُئُوْنِهَا وَانْطَمَسَتِ الْمُنْبَعِيَّةُ
فِي الشَّامِلِيَّةِ وَالرَّحْمَةُ وَالْقُدْرَةُ
شَارِحَتَانِ لِجِهَةٍ مِنْ جِهَاتِ
الْمُتَبَارِكِ وَهِيَ هَيْئَةٌ اِسْتِعْدَادِيَّةٌ
لِكَمَالَاتِ الْاِفَاضِيَّةِ تَمَثَّلَتْ
مَلَكَةً لَهَا مَعَ التَّعَرِّيْ عَنِ
الْاِفَاضَةِ بِالْفِعْلِ الْمُسْتَنَدَةِ
بِالذَّاتِ وَالرَّحْمَةُ وَالْقُدْرَةُ وَاحِدَةٌ
وَكُلُّ مَقْدُوْرٍ اِنَّمَا قُدِّرَ عَلَيْهِ
بِرَحْمَتِهِ قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَ
رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ثُمَّ
رَاعٰى حَقَّ التَّمَثُّلِ فَكَتَبَهَا لِلَّذِيْنَ
يَتَّبِعُوْنَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ وَسَمّٰى مَا
وَرَاءَ ذٰلِكَ بِالْقُدْرَةِ فَسُلْطَانُ الْفَرْقِ
فِي الْعُنْوَانِ وَمَوْطِنِ التَّمَثُّلِ دُوْنَ
الْمَعْنُوْنِ وَحَيِّزِ الْاِطْلَاقِ •

قسم کے فیض کا منبع اور اسکے مختلف
احوال کی جامع ہے لیکن اس کا منبع
ہونا شمولیت میں آکر مٹ جاتا ہے
اور رحمت اور قدرت یہ دونوں
المتبارک کی جہات میں سے ایک
جہت کی شرح اور تفصیل کرنیوالی ہیں
اور یہ کمالات افاضیہ کیلئے بمنزلہ ہیئت
استعدادیہ کے ہیں جو کہ ملکہ کی شکل میں
ظاہر ہوتی ہیں مگر افاضہ بالفعل ممتد
بالذات سے عاری ہیں اور رحمت
وقدرت واحد ہیں اور ہر ایک چیز
پر قادر ہونا یہ رحمت کا نتیجہ اور ثمرہ
ہے ورحمتی وسعت کل شئی اس
کے بعد اس کے تمثل کے حق کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس چیز
کو ان لوگوں کے لیے جو کہ نبی امی کی اتباع کرتے ہیں
متعین کر دیا۔ اور اس کے علاوہ تمام چیزوں کو
قدرت سے تعبیر کیا جاتا ہے، تو فرق
صرف عنوان اور تمثل میں ہے معنون ۔ اور حیز اطلاق میں کوئی فرق نہیں،

ثُمَّ اِنَّ الرَّحْمَةَ تَمَثَّلَتْ

پھر جب کہ رحمت میں افاضہ بالفعل

إفاضته بالفعل وتسمى بالإرادة
وهي هيئة وحدانية كأنها
ختام مستغني لانتهاء و
الإطلاق فليس يحق لطامح أن
يطمح غيرها أولاً وبالذات
إنما الحري أرجاع الكل
إليها بانقضاء الأولي و
انعكست صور الأسماء
فيها وذلك لأن الأسماء
لشدة إطلاقها وسعة لا
انتهائها تصير كالمرآة
الصيقلية لحل ما فوقها
من أنفسها واستعداداتها
المنطبسة والظاهرة و
هذه مطردة في الأسماء
أجمعها غير أن عرفان العباد
ينتهي عند الصورة
المنعكسة في الإرادة.
وما أيسر أن تستبينها

کی شکل نمودار ہوتی ہے تو اسے ارادہ
کیساتھ موسوم کیا جاتا ہے اور یہ ایک
ہیئت وحدانیہ ہے جو انتہاء اور اطلاق
کیلئے ختام مسک ہے کسی بلند ارادہ
کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ اولاً اور بالذات
کسی دوسری طرف نظر اٹھائے اسکے
لئے مناسب یہی ہے کہ تمام امور کا مرجع
مقصد اول ہی کو قرار دے جس میں اسماء
حسنی کی صورتیں منعکس ہیں اور یہ اس
وجہ سے کہ اسماء پاک میں شدت اطلاق
اور وسعت لا انتہاہی پائی جاتی ہے
تو اسکی مثال صیقل کردہ آئینہ کے
طریقہ پر ہو جاتی ہے کہ اس میں تمام
مافوق نفوس اور استعداد ظاہرہ وغیرہ
ظاہر ہوتی ہیں اور تمام اسماء کیلئے
یہ نظریہ مسلم ہے، لیکن لوگوں کی معرفت
انہی تک محدود رہتی ہیں جو ارادہ
کے ضمن میں منعکس ہوتی ہیں،
اگر اطلاق اور اس کی حقیقت تمہارے

لو دریت معنی الاطلاق و
کنهه الیس ان الکاتب فی
متن الواقع انعکس فیه
صور متصادقة باسرها
فمن الکاتب الناطق و
الحیوان والجسم والجوهر
ومن الکاتب المتعجب
والضاحک والماشی وهلم
جرا علی ان لکل متصادق
حقیقة مستقلة قد اتحدت
اتحادا عرضیا بهذا الذی
نحن فیه فبهذا صدرت
جهات الانواع بل الاشخاص
وهی التی تسمی بالاعیان
الثابتة وبازاء کل
جهة اسم جزئی وتسمی
بالصفات الفعلیة کما ان التی
سبق ذکرها تسمی بالصفات
الذاتیة لشدة اطلاقها وکون

ذہن نشین ہو چکی تو اسکا سمجھنا تمہارے
لئے بہت آسان ہے کیا نفس واقع
میں کاتب کے مفہوم کے اندر وہ تمام
صورتیں عکس انداز نہیں ہوتیں کہ جن
کیساتھ اسے تصادق کی نسبت ہے
چنانچہ کاتب ہی کی شکلوں میں سے
ناطق حیوان جسم درجوہر متعجب ضاحک
اور ماشی وغیرہ ہیں کہ جن پر اسکا اطلاق
ہوتا ہے، حالانکہ ان میں سے ہر
ایک کا مفہوم ایک مستقل حقیقت ہے
اور کاتب کے مفہوم کے ساتھ جو اسے
اتحاد حاصل ہے وہ اتحاد عرضی ہے سو
اسی وجہ سے جہات انواع بلکہ اشخاص
صادر ہو گئیں اور انہیں کا نام اعیان
ثابتہ رکھا جاتا ہے اور ہر ایک جہت
کے مقابلہ میں ایک اسم جزئی ہے جو کہ
صفات فعلیہ کہلاتی ہیں جیسا کہ ہم نے
بیان کیا کہ مقدم الذکر صفات کو
بوجہ شدت اطلاق صفات ذاتیہ

كُلُّهَا بِجَلِّ الذَّاتِ فَهٰذَا أَصْلُ التَّكْوِيْنِ وَمَبْنَاءُ الْحِكْمَةِ ۔

کہا جاتا ہے اور ان کا مفہوم یکسر ذات اقدس پر منطبق ہوتا ہے یہ تکوین کی اصل اور حکمت کی جڑ ہے۔

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ كَمَا كَانَ مُحِيْطًا بِالْعَالَمِ مِنْ جَانِبِ إِتْيَانِ الْعَالَمِ وَمُضِيِّهٖ كِلَيْهِمَا ثَبَتَ لَهٗ إِتْيَانٌ عَوْدِيَّةٌ مُقَدَّسَةٌ أَزَلِيَّةٌ أَبَدِيَّةٌ تَامَّةُ الْإِطْلَاقِ ۔

اس کے بعد یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالےٰ اس عالم پر ہر طرح محیط ہے خواہ اتیان عالم کو ملحوظ رکھا جائے یا مضی عالم کو غرضکہ یہ سب کچھ حقائق مقدسہ ازلیہ ابدیہ کامل الاطلاق کا نتیجہ ہے جو انیات عودیہ کہلاتی ہیں

طبقات اسمائے پاک

فَالطَّبْقَةُ الْأُوْلَى الْعَلِيْمُ السَّمِيْعُ الْخَبِيْرُ الْبَصِيْرُ الشَّهِيْدُ وَكُنْهُهَا حُضُوْرُ الْعَالَمِ بِتَخَالِيْطِهٖ وَأَحْكَامِهٖ وَآثَارِهٖ رَاجِعًا إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِالْإِحَاطَةِ غَيْرِ الْإِحَاطَةِ الْأُوْلٰى عَلٰى أَنَّهَا غَيْرُ اللّٰهِ بَعْدَ نَحْوِ

پہلا طبقہ۔ العلیم، السمیع، الخبیر، البصیر، الشہید ہے اور انکی حقیقت یہ ہے کہ تمام عالم اپنی تخلیط، احکام اور آثار کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے علم میں حاضر ہیں اور وہ اس پر محیط ہے لیکن یہ احاطہ پہلے احاطہ سے مختلف ہے علاوہ ازیں کسی قدر تحلیل کے بعد یہ احاطہ غیر اللہ قرار پاتا ہے اور

مِنَ التَّخْلِيلِ حَتّٰى صَارَ ذَا نُفُوْذٍ شَفَّافًا بَرَّاقًا۔

اَلثَّانِيَةُ اَلْمَلِكُ الدَّائِمُ الْمُتَعَالِي الصَّبُوْرُ الشَّكُوْرُ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ الْحَمِيْدُ الْبَاقِي الْوَاحِدُ الْوَارِثُ وَكُنْهُهَا تَمَثُّلُ الطَّبَقَةِ الْاُوْلٰى فِيْ جَانِبِ التَّعَرِّيْ لَا اَقُوْلُ بَقَاءَهَا مُتَعَرِّيًا مُطْلَقًا كَمَا كَانَتْ اَوَّلًا اِذْ هِيَ بِعَيْنِهَا اَسْمَاءُ اللّٰهِ الْبَدَائِيَّةُ فَنَشَأَ بِاِزَاءِ كُلِّ تَخْلِيْطٍ تَقْدِيْسٌ هُنَالِكَ بِاَنْحَاءِ التَّقْدِيْسَاتِ بِتَفَاصِيْلِهَا۔

اَلثَّالِثَةُ اَلْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الصَّمَدُ السُّبُّوْحُ وَكُنْهُهَا التَّقْدِيْسُ التَّامُّ اَلَا فْضَاءُ الْعَمِيْقُ وَاِنَّمَا بَعْدَهَا ذَاتُ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَهٰذِهِ الْاَسْمَاءُ

شفاف وبراق دکھائی دیتا ہے جس کے آس پاس نظر بن نفوذ کرتی ہیں

دوسرا طبقہ، الملک، المتعالی الصبور، الشکور الحلیم، الرشید الحمید، الباقی، الواحد، الوارث کا ہے ان کی حقیقت طبقہ اولی کا تمثل ہے کہ جس میں تعری کا پہلو ملحوظ ہو اس سے میرا مقصود یہ نہیں کہ وہ اپنے پہلے اطلاق اور تعری پر باقی ہوں اسلئے کہ یہ تو بعینہ اللہ تعالے کے اسماء بدئیہ ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ایک تخلیط کے بالمقابل تقدیس ظہور میں آتی ہے تقدیسات کے اپنی تفاصیل کے ساتھ مائل ہونیکی وجہ سے،

تیسرا طبقہ ان اسماء حسنی کا ہے، القدوس، السلام، الصمد، السبوح ان کی حقیقت تقدس تام اور فضاء عمیق ہے اور انکے بعد ذات اقدس سبحانہ وتعالے کا مقام ہے اور ان

يَنحَلُّ اِلَيهَا التَّجَلِّي الذَّاتِيُّ
عَلَى الوَجهِ الَّذِي اَشَرنَا
اِلَيهِ بِحَسَبِ العُودِ كَمَا اَنَّ
الاَسمَاءَ الَّتِي مَرَّ ذِكرُهَا
يَنحَلُّ اِلَيهَا التَّجَلِّي بِحَسَبِ
البَدءِ اَمَّا الطَّبقَةُ الاُولٰى
فَحَضرَةٌ جَامِعَةٌ لِصُوَرِ
العَالَمِ كُلِّهَا وَذٰلِكَ يَكُونُ
مَرَّتَينِ مَرَّةً عِندَ تَفصِيلِ
الاِفَاضَةِ الاِضَافِيَّةِ وَسَيَرِدُ
عَلَيكَ مُلَقَّبًا بِالكَلَامِ وَمَرَّةً
عِندَ اِنعِكَاسِ النِّظَامِ
المُرَتَّبِ فِي الاِسمِ الَّذِي
حَمَلَهُ اللَّوحُ وَهُوَ المُرَادُ هٰهُنَا
وَنُسَمِّيهِ بِالعِلمِ الاِنفِعَالِي
وَاَمَّا القُدُّوسُ فَتَمَثُّلُ
لِجِهَةِ التَّعَرِّي عَن كُلِّ التَّمَثُّلَاتِ
المُنطَوِيَةِ فِي الحَيِّ القَيُّومِ
وَاَمَّا المَلِكُ الدَّائِمُ

ہی اسماء کیساتھ تجلی ذاتی کی اسی طرح
پر تحلیل کی جاتی ہے جیسا کہ ہم نے
پہلے بھی اشارہ کر دیا کہ اس میں عود کا
پہلو ملحوظ ہوتا ہے برخلاف ان اسماء
کے جن کا ذکر ہو چکا ان میں تجلی باعتبار
بدء کے ظاہر ہوتی ہے یا پہلا طبقہ تو وہ
تمام عالم کی مختلف صورتوں کا جامع
ہوتا ہے اور یہ دو مرتبہ ہوتا ہے ایک
افاضۂ اضافیہ کی تفصیل کے وقت اس
کی تشریح عنقریب آئے گی اور اسکا
لقب کلام ہے دوسرے اس وقت جبکہ
وہ نظام انعکاس کے طور پر ظاہر ہوتا
ہے جسکی ترتیب اس اسم پاک میں ہے کہ
جسکا متحمل لوح محفوظ ہے اس مقام پر یہی
مقصود ہے اور ہم اسے علم انفعالی کہتے ہیں،
اور اسم قدوس کے تمثل کی حقیقت یہ
ہے کہ جو تمثلات الحی القیوم کے ضمن
میں منطوی تھے ان سب سے اس کی
تجرید کی گئی ہو اور الملک الدائم کا

فَشَرْحُ لِلْقُدُّوْسِ بِحَسَبِ
التَّنَزُّلَاتِ النَّازِلَةِ فِیْ كُلِّ
مَرْتَبَةٍ مَرْتَبَةٌ وَالْحِكْمَةُ
تَبْتَدِیْ مِنَ الْحَيْرَةِ فِی الذَّاتِ
وَعِرْفَانِ الْاَسْمَاءِ الْبَدْئِیَّةِ
وَتَنْتَهِیْ اِلَی الْاَبَدِیَّةِ فَالْمَیْلُ اِلَی
الْاَسْمَاءِ الْعَوْدِیَّةِ وَیَحِقُّ لَهَا
ذٰلِكَ اِذِ الْعَالَمُ عَلٰی شَرَفِ
الْمُحِقِّ وَلِاَجْلِ ذٰلِكَ تَرٰی
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
یَجْعَلُ اسْمَ الْاَعْظَمِ تَارَةً اَللّٰهُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ بِحَسَبِ
الْبَدْءِ وَتَارَةً الْاَحَدُ الصَّمَدُ
الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَ
لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ بِحَسَبِ
الْعَوْدِ وَتَرَی اَكْثَرَ الْاَدْعِیَةِ
النَّبَوِیَّةِ اِبْتِهَالًا اِلَی الْاَسْمَاءِ
الْعَوْدِیَّةِ وَتَسْبِیْحًا وَتَقْدِیْسًا
لَیْسَ اِلَّا مِنَ الْاَسْمَاءِ

مفہوم مراتب مختلفہ کے تنزلات کے
مطابق ہر ایک مرتبہ میں القدوس کی شرح ہے
حکمت کی ابتداء ذات اقدس کی معرفت
کی حیرانی سے ہوتی ہے اور یہ کہ اسماء
بدئیہ کی معرفت اسے حاصل ہو اور انتہا
اس طریقہ پر ہوتی ہے کہ اسماء عودیہ
کی طرف منکسرانہ رجوع کیا جائے کہ جسکا
وہ مستحق ہے کیونکہ عالم خاتمہ کے قریب ہے
اسی بنا پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کبھی تو بدء کو ملحوظ رکھکر اَللّٰهُ لَا
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کو اسم
اعظم بتلاتے اور کبھی حالت عودیہ کو پیش
نظر رکھکر الاحد الصمد الذی
لم یلد ولم یکن له کفوا احد
کو اسم اعظم قرار دیتے چنانچہ تو دیکھے
گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر
دعاؤں میں اسماء عودیہ کی جانب
انکسار اور ابتہال پایا جاتا ہے اور
انکی تسبیح و تقدیس میں بھی یہ اسماء عودیہ

الْعُوْدِيَّةِ

رہتے تھے،

اسماء حادثہ

وَمِنَ الْأَسْمَاءِ أَسْمَاءٌ حَادِثَةٌ بِهَا نِظَامُ الْحَوَادِثِ وَتَحْقِيقُ الْقَوْلِ فِيهَا عَلَى مَا خَصَّنِيَ اللّٰهُ بِتَعْلِيمِهِ مِمَّا اسْتَخْرَجْتُ أَنَّ مِنْ أَنْوَاعِ الْقُرْبِ قُرْبَ الْفَرَائِضِ وَكُنْهُهُ تَجَلِّي اللّٰهِ سُبْحَانَهُ فِي أَعْيَانِ الْعِبَادِ بَعْدَ اقْتِرَابِهِمْ بِقُرْبِ الْوُجُودِ فَإِذَا تَجَلَّى فِيهَا تَحَقَّقَ تَحَقُّقًا لِمَا أَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ أَصْلُ التَّحْقِيقِ وَسِنْخُهُ وَمِثْلُ هٰذَا التَّحَقُّقِ مُعْتَمِدٌ عَلَى الْعَيْنِ فِي عَالَمِ الْغَيْبِ وَعَلَى النَّفْسِ النَّاطِقَةِ فِي عَالَمِ الشَّهَادَةِ مِثْلَ تَحَقُّقِ الرُّوْحِ مُعْتَمِدًا عَلَى أَمْشَاجِ الْبَدَنِ

اور بعض اسماء حادث ہیں، جو کہ نظام حوادث کا موجب ہیں اور اس قول کی حقیقت جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خاص طور سے تعلیم فرمائی ہے یہ ہے کہ قرب کے اقسام میں سے ایک قسم قرب بالفرائض ہے اور اسکی حقیقت یہ ہے کہ اسکے بندوں کو جو وقت قرب وجود حاصل ہوتا ہے تو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اعیان عباد میں تجلی فرماتے ہیں اس تجلی کے بعد ایک قسم کا تحقق ہوتا ہے اسلئے کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ تحقق کی اصلیت اور اسکی بنیاد ہیں اور اس تحقق کے تمثل کا انحصار عالم غیب میں عین پر ہوتا ہے اور عالم شہادت میں نفس ناطقہ پر جیسا کہ روح انسانی کے تحقق کا دارومدار اخلاط جسم پر ہوتا ہے

وَمِثْلُ تَعَلُّقِ هٰذَا الْاِسْمِ الْمُتَحَقِّقِ مِثْلُ تَعَلُّقِ هٰذَا النَّفْسِ بِالْبَدَنِ فَكَمَا اَنَّ النَّفْسَ شَيْئٌ مُجَرَّدٌ بَسِيْطٌ لَا يَمْنَعُهَا تَعَلُّقُهَا بِالْبَدَنِ مِنْ تَجَرُّدِهَا وَلَا بَسَاطَتِهَا كَذٰلِكَ هٰذَا الْاِسْمُ اَمْرٌ اِلٰهِيٌّ غَيْبِيٌّ لَا يَمْنَعُهُ تَعَلُّقُهٗ بِالتَّعَيُّنِ وَالنَّفْسِ مِنْ تَاَلُّهِهٖ وَتَقَدُّسِهٖ قَالَ اللّٰهُ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ وَمَعْنَى الْاٰيَةِ فِيْ مَذْهَبِ الْبَطْنِ الرَّابِعِ هٰذَا الْاِسْمُ الَّذِيْ حَقَّقْنَاهُ۔

اس اسم پاک کے تحقیق کی مثال بعینہ نفس انسانی کے بدن کیساتھ تعلق رکھنے کی ہے سو جیسا کہ نفس شئے مجرد اور بسیط ہے لیکن اسکا یہ تجرد اور بساطت بدن سے تعلق پیدا کرنیکے لئے مانع نہیں اسی طرح یہ اسم پاک باوجودیکہ امر الہی غیبی ہے مگر یہ تعین ثابت اور نفس ناطق سے تعلق پیدا کرنے میں مانع نہیں اور اس سے اللہ تعالے کی طرف منسوب ہونے اور تقدس میں فرق نہیں آتا، اللہ تعالے فرماتا ہے۔ یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق اس آیت کے معنی البطن رابع کے مطابق یہی اسم پاک ہے کہ جس کی ابھی ہم نے تحقیق بیان کی ہے،

ملائکہ کا مقام قرب اور اُن کے اسماء

وَمِنَ الْمَلَائِكَةِ قَوْمٌ قَرُبُوْا قُرْبَ الْوُجُوْدِ وَ

ملائکہ کی ایک جماعت کو قرب وجود کا درجہ حاصل ہوا ہے اور ان کے

سَبَغَتْ أَعْيَانُهُمْ فَاقْتَرَبُوا بِقُرْبِ الْفَرَائِضِ فَتَجَلَّى اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَحَقَّقَ تَحَقُّقًا إِلٰهِيًّا فَاقْتَضَى مِنْ قِبَلِ هٰذَا التَّحَقُّقِ تَأْثِيرًا تَكْوِينِيًّا فَانْقَادَتْ لَهُ نُفُوسُهُمُ الْمُجَرَّدَةُ وَأَرْوَاحُهُمُ الْأَمْشَاجِيَّةُ فَخَلَقَ وَكَوَّنَ بِوَسَاطَةِ نُفُوسِهِمْ وَأَرْوَاحِهِمْ

اعیان میں کمال آگیا تو انہوں نے قرب فرائض کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ نے ان پر تجلی فرمائی اور اسکی الوہیت متحقق ہوئی یہ تحقق تکوین اور اثر انداز ہونے کا مقتضی ہوا جسکے سامنے انکے نفوس مجردہ اور ان کے جسم پذیر روحیں طاعت کے طور پر جھک گئیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے تحقق کے ذریعہ نفوس اور ارواح کو پیدا فرمایا

مِنْهُمْ مِيكَائِيلُ وُكِّلَ عَلَى الْأَرْزَاقِ وَعَلَى كُلِّ تَكْوِينٍ تَكْوِينِيٍّ وَانْقَادَ لَهُ الْمَلَائِكَةُ فِي ذٰلِكَ مِنْهُمُ التَّصْوِيرُ فِي الرَّحِمِ وَإِنْبَاتُ الْأَشْجَارِ وَغَيْرُهُمَا وَعِزْرَائِيلُ وُكِّلَ عَلَى قَبْضِ الْأَرْوَاحِ وَإِسْرَافِيلُ يَعُمُّهُمَا وَكَأَنَّهُمَا مِنْ تَفَاصِيلِهِ وَمِنْهُ الْإِيجَادُ الْكُلِّيُّ وَالْإِعْدَامُ الْكُلِّيُّ تُنْسَبُ النَّفْخَتَانِ إِلَيْهِ نَفْخَةُ الْإِعْدَامِ

انہیں ملائکہ میں سے ایک میکائیل علیہ السلام ہیں جنہیں ہر ایک قسم کی تکوین اور ایصال رزق کا کام سپرد کیا گیا ہے بہت سے ملائکہ ان کے ماتحت اور مطیع ہیں جو رحم میں بچوں کی تصویر اور درخت وغیرہ اگانے کے کام انکے سپرد ہیں اور عزرائیل ع قبض ارواح کے فرائض انجام دینے پر مقرر کئے گئے ہیں اور اسرافیل کے کام ان دونوں سے عام ہیں گویا کہ ان دونوں کے کام ان کے کام کی شرح اور تفصیل ہے اور اسی سے ایجاد کلی اور

وَنَفْخَةُ الْاِيْجَادِ ۔ وَجِبْرِيْلُ هُوَصَاحِبُ
التَّرْبِيَةِ الْكَمَالِيَّةِ وَمِنْ
جُنُوْدِهٖ اَقْوَامٌ مِنْهُمُ
اللِّمَّةُ الْمَلَكُوْتِيَّةُ وَكُلُّ
رَسُوْلٍ فَاِنَّ لَهٗ اِسْمًا
يَتَجَلّٰى فِيْ صَدْرِهٖ بِهٖ
كَمَالُهٗ وَاِلَيْهِ مَآلُهٗ
وَاَعْنِيْ بِتَحَيُّزِ الْاَنْبِيَاءِ
فِيْ كَمَالِهِمْ عُمُوْمَ
الْاِسْمِ وَاِطْلَاقَهٗ وَسَيَرِدُ
عَلَيْكَ بَعْضُ التَّفْصِيْلِ
لِهٰذَا الْاِسْمِ فَتَعْرِفُ
وَبِتَذَكُّرِ مَا اَسْلَفْنَا
لَكَ مِنْ اَنَّا لَا نُرِيْدُ
بِالْاَسْمَاءِ مَفْهُوْمَاتٍ
اِنْتِزَاعِيَّةً وَاِنَّمَا نُرِيْدُ
اِنِّيَّاتٍ مُقَدَّسَةً

اعدام کی چنانچہ دونوں نفخات اسی کی
طرف منسوب ہیں نفخۃ الاولےٰ اعدام کیلئے اور نفخہ ثانیہ ایجاد کیلئے ہے،
اور جبرئیل علیہ السلام کے تربیت
کمالیہ کے کام سپرد کیئے گئے ہیں اسکے
لشکر میں بہت سے ملائکہ شامل ہیں
جو بنی آدم کے دلوں میں القاء خیر
کرنے میں مشغول ہیں اور تمام رسل ان
میں سے ہر ایک کیلئے ایک اسم پاک
ہوتا ہے جو اسکے قلب پر تجلی انداز
ہوتا ہے غرضکہ یہ تمام اسی کے کمال اور
ایصال سے فیض یاب ہیں، اس اسم
پاک کے دامن عاطفت میں جسکی
بعض تفصیلات میں تم سے عنقریب
بیان کروں گا تمام انبیاء کرام پناہ
گزیں ہوئے جسکا باعث اس اسم پاک
کا عموم اور اطلاق ہے اور جو کچھ ہم پہلے
بیان کرچکے وہ تو تمہیں معلوم ہوگا کہ ہماری
مراد اسماء پاک سے اسکا مفہومات انتزاعیہ
نہیں ہوتا، ہمارے پیش نظر تو حقائق

وَتَجَلِّيَاتٍ أَزَلِيَّةٍ وَاعْلَمْ أَنَّ مِنْ هٰذِهِ الْجِهَاتِ الَّتِي عَيَّنَّاهَا أُمُورًا اِنْتِزَاعِيَّةً اَقَمْنَا بِحِذَاءِ أُمُورٍ غَيْبِيَّةٍ هِيَ أُصُولُ التَّجَلِّيَاتِ وَاَنَا قَدْ تَرَكْنَا كُلَّ اِنْتِزَاعِيٍّ وَرَاءَ ظُهُوْرِنَا حِيْنَ خُضْنَا فِي بِحَارِ الْأَسْمَاءِ لٰكِنَّ اللِّسَانَ يَسْتَقِلُّ فِي بَيَانِهَا فَاضْطُرِرْنَا اِلٰى مَفْهُوْمَاتٍ اِنْتِزَاعِيَّةٍ۔

مقدسہ اور تجلیات ازلیہ ہوتی ہے، اور یاد رکھو کہ ان ہی جہات میں جنکا ہم نے تم سے تذکرہ کیا ہے، بعض کا مفہوم انتزاعی ہے کہ جسکو ہم نے امور غیبیہ کے مقابلے میں تعبیر کیا ہے جو تجلیات کی اصل ہیں، جو وقت ہم اسمار پاک کے متعلق گفتگو کرنے لگتے ہیں تو ہر ایک مفہوم انتزاعی کو پس پشت ڈال دیتے ہیں لیکن زبان اسکے بیان کرنے سے عاجز ہوتی ہے اسلئے ہمیں مجبوراً مفہومات انتزاعیہ کیطرف رجوع کرنا پڑتا ہے،

صفت علم

وَلْنَتَكَلَّمْ فِي الْعِلْمِ عَلٰى حِدَةٍ فَقَدْ كَثُرَتِ الْآيَاتُ فِيْهِ وَفِي الْاِرَادَةِ فَاِنَّهَا لَمُخْتَصٌّ عِرْفَانُهَا بِالْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَبِالْحُكَمَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَالْكَلَامُ فَاِنَّهُ اَصْلُ الشَّرْعِ وَسِنْخُ الْوَحْيِ

صفت علم کے متعلق ہمارا خیال علیحدہ بحث کرنیکا ہے جسکے متعلق کثرت سے آیات قرآنیہ وارد ہوئی ہیں اور ارادہ جسکی خصوصی معرفت انبیاء علیہم السلام اور حکماء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو حاصل ہوتی ہیں اور مثلاً کلام جو کہ شریعت اور وحی کی اصل اور بنیاد ہے اور وحدت الوجود کے متعلق بھی بحث

وَفِي وَحْدَةِ الْوُجُودِ إِذْ كَثُرَ النِّزَاعُ فِيهِ ۔

أَمَّا الْعِلْمُ فَيُطْلَقُ بِالْاِشْتِرَاكِ عَلَى مَعْنَيَيْنِ الْأَوَّلُ تَجَلِّي اللّٰهِ سُبْحَانَهُ بِمَا تَجَلَّى بِهِ وَهُوَ مِنَ السِّلْسِلَةِ الْبَدْئِيَّةِ وَكُنْهُهُ انْدِرَاجُ الْفِعْلِيَّاتِ تَحْتَ فِعْلِيَّتِهِ سُبْحَانَهُ فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتُهُ حَاضِرَةً عِنْدَهُ سُبْحَانَهُ اِسْتَلْزَمَ ذٰلِكَ حُضُورَ الْكُلِّ عِنْدَهُ بِتَمَايُزَاتِهِمْ وَخُصُوصِيَّاتِهِمْ وَأَحْكَامِهِمْ وَآثَارِهِمْ وَإِنَّمَا عِلْمُهُ تَرْتِيبُ نَفْسِهِ بِحَسْبِ ذٰلِكَ الْحُضُورِ الْمُقَدَّسِ وَلَا يَمْتَازُ عِلْمُهُ بِوَاحِدٍ مِنْهُمْ لَا بِذٰلِكَ الْوَاحِدِ بِعَيْنِهِ وَعَلَيْكَ بِالتَّأَمُّلِ الصَّادِقِ فَإِنَّ

کریں گے اسلئے کہ یہ ایک معرکۃ الآراء بحث ہے

اشتراک کے طور پر علم کا اطلاق دو معنی پر ہوتا ہے ایک تو اللہ سبحانہ و تعالےٰ کی تجلیات میں سے وہ تجلی جس کا تعلق سلسلۂ بدئیہ سے ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ تمام فعلیتیں اللہ سبحانہ و تعالےٰ کی فعلیت میں مندرج ہیں اور کیونکہ اسے اپنی ذات اقدس کا علم حضوری حاصل ہے اسلئے یہ ضروری ہے کہ تمام اشیاء کا علم حضوری اسے حاصل ہو انکے تمام امتیازات اور خصوصیات اور احکام اور آثار ہر وقت اسکے علم میں حاضر رہتے ہیں اسکا علم ایک حضور مقدس ہے جسکا تعلق اس کی ذات اقدس کے نفس علم کے لحاظ سے یکساں ہے اور ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی اسکا علم اس واحد بعینہٖ کے علاوہ ممتاز نہیں ہوتا اس پر خوب اچھی طرح سے غور کرنا

المسئلة عميقة وهي مفوضة
الى ذوق الحكيم لا تذكر
في الوحي لما سبق منا
الاشارة اليه آنفا
الاحاطة العودية على انها
حاضرة عند الله ومشرفة
على الانحلال فهو من
سلسلة العودية و
كنهه ان الله سبحانه
محيط بكل فعلية من
كل حيثية تفرض
سرا في ذلك المجئ
والمضي ورسول الله
صلى الله تعالى عليه واله
وسلم حل العقدة
في مسئلة التقدير بما
قال جف القلم بما هو
كائن واعتذر ادم عليه
السلام لعلم الله سبحانه فيه

چاہیئے کیونکہ یہ ایک دقیق مسئلہ ہے اور
جسے صحیح طور پر حکیمانہ ذوق سلیم حاصل
نہ ہو وہ اس کی تہ تک نہیں پہنچ سکتا
جسکی طرف ہم پہلے ہی اشارہ کر چکے ہیں
علم کے دوسرے معنی احاطہ عودیہ کے
ہیں بایں شرط کہ سب اشیاء اللہ تعالے
کے علم میں حاضر ہیں لیکن وہ عنقریب
زائل ہونیوالی ہیں اسکا تعلق سلسلہ
عودیہ سے ہے اور جسکی حقیقت یہ ہے
کہ اللہ تعالے ہر ایک حیثیت سے
ہر ایک فعلیت پر محیط ہے قطع نظر
اس سے کہ وہ حیثیت مفروضہ ہو کسی
فعلیت کا ظہور میں آنا اور اسکا زائل
ہونا اس میں برابر ہے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تعدیہ کا مسئلہ
حل کرتے ہوئے یہ الفاظ فرمائے تھے
کہ جو کچھ ہونیوالا ہے قلم اسے لکھکر خشک
ہو گئے اور آدم علیہ السلام نے یہی
بات بیان کی کہ اللہ تعالے کو انکے

إِنَّهُ مُذْنِبٌ فَارْجِعًا الْعِلْمَ
إِلَى الْمَبْدَأِ بِصِيغَةِ الْمَاضِي
عَلَى سَبِيلِ الْوُجُوبِ فَلَا
جَرَمَ أَنَّهُ الْمَبْدِئُ وَقَالَ
اللّٰهُ سُبْحَانَهُ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ
فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِينَ
صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ
فَجَعَلَهُ السَّبَبَ الْغَائِيَّ فِي
ذٰلِكَ بِصِيغَةِ الْمُسْتَقْبِلِ عَلَى
سَبِيلِ التَّعْقِيبِ فَلَا جَرَمَ
أَنَّهُ الْمَعُودِيُّ وَقَدْ أَشَارَ
اللّٰهُ سُبْحَانَهُ إِلَى انْتِهَاءِ
لُقْمَانَ فِي حِكْمَتِهِ بِمَا حَكَى
عَنْهُ يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ
مِثْقَالَ حَبَّةٍ الْآيَةُ وَبِالْجُمْلَةِ
فَكُلَّمَا نَزَلَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ
ذِكْرِ الْعِلْمِ فَإِنَّمَا هُوَ الْعَوْدِيُّ
وَهٰذِهِ ضَرُورَةٌ مِنْ طَبِيعَةٍ
بِحَسَبِ دَلَالَتِهِ دُونَ نَفْسِهِ

گناہ کرنیکا علم تھا، غرضکہ ہمارے رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آدم علیہ السلام
نے مبدأ کی طرف رجوع کرنے کے لئے
وجوبی طور پر ماضی کا صیغہ استعمال کیا
کہ جس سے یہ بات ثابت ہوگئی، کہ
اسی وحدہٗ لاشریک کی ذات مبدی ہے
اور اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے قرآن عظیم
میں فرمایا فلیعلمن اللہ الخ یعنی
اللہ تعالےٰ جھوٹوں اور سچوں کو ضرور
جان لے گا اس آیت میں فاء تعقیب
کے بعد مستقبل کا صیغہ استعمال فرمایا ہے
اور ذات اقدس کو علت غائیہ قرار دیا
ہے تو اسے عودی تعبیر کرنے میں کسی
قسم کا کوئی مضائقہ نہیں اور اللہ تعالےٰ نے لقمان
علیہ السلام کی حکمت کے کمال کو بیان کرنے کیلئے
جو اشارہ فرمایا ہے اس میں ہے یا بنیّ انہا ان تک
مثقال حبۃ الخ خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن
کریم میں جہاں بھی علم کا ذکر آیا ہے اس سے
عودی مراد ہے اور یہ ضرورت وحی کے

مِنْ حَیْثُ اِنْجَاسِہٖ فَتَعْرِفُ وَ	انقفار کی وجہ سے باعتبار اس کی دلالت
تَاَخُّرُ الْعِلْمِ الْاِنْفِعَالِیِّ هُوَ التَّاَخُّرُ	کے نفس کے ظاہر ہونے کی بنا پر نہیں بعد
الْاِنْطِبَاعِیُّ فَلَا یُنَافِی اَزَلِیَّتَہٗ	میں تم اس کی مراد سمجھ لوگے اور علم انفعالی

کا تاخر یہ تاخر انطباعی ہے جو اس کی ازلیت کے منافی نہیں۔

صفت ارادہ

وَاَمَّا الْاِرَادَۃُ فَنَشَأَتْ	اور صفت ارادہ کا ظہور اللہ
مِنْ تَوَحُّدِ اللّٰهِ سُبْحَانَہٗ	سبحانہ تعالے کے اس نظام مقدم
بِذٰلِكَ النِّظَامِ الْمُقَدَّمِ	میں اس افاضہ کی بنا پر ہوا جو کہ وحدت
عَلَیْهَا مِنْ حَیْثُ الْاِفَاضَۃِ	کو قائم رکھنا چاہتا ہے اور یہ اس لیے
وَذٰلِكَ لِاَنَّ كُلَّ حَالَۃٍ	کہ ہر حالت سابقہ حالت لاحقہ کی
سَابِقَۃٍ تَقْتَضِی الْحَالَۃَ	مقتضی ہے اور ہر حالت لاحقہ میں
اللَّاحِقَۃَ فَكُلُّ حَالَۃٍ لَاحِقَۃٍ	حالت سابقہ متوحد ہو کر رہ جاتی ہے
تَتَوَحَّدُ فِیْهَا السَّابِقَۃُ وَ	اور یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے تاآنکہ یہ
هَلُمَّ جَرًّا حَتّٰی انْتَهٰی ذٰلِكَ	سلسلہ ارادہ ہی پر منتہی ہو جاتا ہے،
اِلَی الْاِرَادَۃِ الَّتِیْ هِیَ الْاِفَاضَۃُ	جسکا مفہوم افاضہ بالفعل ہے تو لیس
بِالْفِعْلِ فَلَا جَرَمَ اَنَّهَا	ہر نظام میں وحدت پیدا ہونے میں
تَوَحَّدَ فِیْهَا كُلُّ النِّظَامِ وَ	کوئی مضائقہ نہیں اب اس سے جو اشیا
اِنَّهَا لَا تَقْتَضِیْ اِلَّا الْمُرَادَ	ظہور میں آتی ہے وہ قید امکان سے

المُقَيَّدَ المَعلُولَ الَّذِي لَيسَ
كُلُّهُ بِحَلِّ المُتَدَنِّسِينَ
بِالمُتَدَنِّسَاتِ المُتَرَاكِمَةِ الَّتِي
صَدَّتهُ أَن تَرجِعَ إِلَى اللهِ
سُبحَانَهُ وَلِذَا فَاستَلزَمَ مِن
جَوهَرِهَا انتِهَاءَ السِّلسِلَةِ
الاِطلَاقِيَّةِ بِهَا لَا بِمَا أَنَّهَا
انتِهَاءٌ وَاحِدٌ وَمُتَغَايِرٌ بَل
بِمَا أَنَّهَا شَامِلَةٌ نَافِذَةٌ
نُفُوذَ الرَّبِّيَّاتِ الاِطلَاقِيَّةِ
فِي الكَائِنَاتِ المُتَعَيِّنَةِ
أَمَا تَرَى أَنَّ الاِنسَانَ
يَحصُلُ لَهُ أَوَّلًا صُورَةٌ
ذِهنِيَّةٌ بِتَزيِينِهَا فَتَتبَعُ
كَيفِيَّةٌ شَوقِيَّةٌ عَلَى
سَبِيلِ الوُجُوبِ ثُمَّ
تَحدُثُ صِفَةٌ وَحدَانِيَّةٌ
هِيَ الاِرَادَةُ وَهِيَ الاِفَاضَةُ
بِالفِعلِ وَهِيَ مُتَّبَعٌ

مقید اور ارادہ قاہرہ کی معلول ہوتی ہیں
متدنسات متراکمہ میں سے ہر اس
تدنس کیساتھ جو کہ اللہ تعالےٰ کیطرف رجوع
کرنے سے مانع ہو اور ارادہ کا اصل
جوہر اس بات کا مقتضی ہے کہ سلسلہ
افاضیہ کا اختتام اس پر ہو جائے اس
بنا پر نہیں کہ وہ انتہاء واحد اور اسکے
متغائر ہے بلکہ اس کا شمول اور نفوذ
ایسا ہی رہتا ہے جسطرح دوسری صفات
الہیہ اطلاقیہ کا شمول اور نفوذ تعین
پذیر کائنات میں پہنچ کر قائم رہتا ہے
کیا یہ چیز نہیں دیکھی کہ انسان
کے ذہن میں اولاً کوئی صورت ذہنیہ
حاصل ہوتی ہے جو اسکے حسن اور زینت
کو قائم کر دیتی ہے پھر اسکے بعد لازمی
طور پر کیفیت شوقیہ پیدا ہوتی ہے
اور اسکے بعد صفت وحدانیہ
جو کہ ارادہ ہی ہوتا ہے جسکا مفہوم افاضہ
بالفعل کے مرادف ہے اور یہی ارادہ

الحركة القولية والفعلية فاعلمن ان هذه الصفة الازلية الافاضية الفائضة من الاسماء المتقدمة عليها يحق لها ان تسمى بالارادة في التمثلات النازلة الكلامية وان لا يستند مستندٌ اولاً وبالذات الا اليها واما ثانيًا وبالعرض فانما يستنده الى الاسماء المتقدمة بازاء استناد هذا المجعول الى الصور المعلومة في المثل الذي ضربناه +

حرکات قولیہ اور فعلیہ کا منبع ہے، اسلئے یاد رکھو کہ اس صفت ازلیہ افاضیہ کو ان اسماء پاک کا فیض ہے اس سے متقدم ہیں یہ حق حاصل ہے کہ اسکو تمثلات کلامیہ میں ارادہ سے موسوم کیا جائے اور اولاً بالذات اسکے علاوہ کسی اور کی جانب منسوب نہ کیا جائے البتہ ثانیاً ان کی نسبت ان اسماء متقدمہ کی طرف کی جاسکتی ہے جو کہ اس نسبت کے موافق ہوں جو اس مجعول کو صور معلومہ کیساتھ ہے جسکی مثال ہم پہلے بیان کر چکے۔

ولذلك لما كان علم الامكاني حضور صورة انطباعية على سبيل الاحاطة من شيء لغيره حتى ان يسمى الطبقة الاولى من الاسماء العودية بهذا الاسم في التمثلات الكلامية وليكن هذا

اور جبکہ علم انفعالی کا مفہوم یہ ہے کہ کسی چیز کی صورت انطباعیہ اسطرح حاضر ہو کہ وہ حضور اس پر محیط ہو کہ جسطرح کوئی چیز کسی کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے اسلئے مناسب ہے کہ اسماء عودیہ کے پہلے طبقہ کو تمثلات کلامیہ میں اسی نام سے موسوم کیا جائے یہ ایک لطیف

السِّرُّ اللَّطِيْفُ مَحْفُوْظًا عِنْدَكَ فَسَيَنْفَعُكَ فِيْ مَا يَاتِيْكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ۔	راز ہے اسے اپنے پاس محفوظ رکھو ما بعد کے مباحث ہیں اس سے تم کو بڑا فائدہ حاصل ہوگا
ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ بِمَا هُمْ اَنْبِيَاءُ قَدْ زَالَتْ عَنْهُمُ الْجِنَايَةُ الْمُبْتَدِءُ عَنْهُ وَصَارُوْا فِيْ تَوْحِيْدِهِمُ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ بِاَسْمَائِهٖ وَصِفَاتِهٖ فَلَا جَرَمَ اَنَّهٗ لَيْسَ لَهُمْ مَطْمَحٌ دُوْنَ الْاِرَادَةِ فِي السِّلْسِلَةِ الْبَدْءِ وَلَا دُوْنَ الطَّبَقَاتِ الثَّلٰثِ الْعَوْدِيَّةِ وَاِنَّهٗ يُلْغِيْ مِنْ حَيْثُ طَبِيْعَةِ كَلَامِهِمْ تَفَاصِيْلَ الْعِلَّةِ الْفَاعِلِيَّةِ وَالْعِلَّةِ الْقَابِلِيَّةِ اَمَّا الْعِلَّةُ الْفَاعِلَةُ فَظَاهِرٌ اَنَّ التَّوْحِيْدَ يَابَاهُ وَاَمَّا الْقَابِلَةُ فَتَفَاصِيْلُهَا اِنَّمَا تُبْحَثُ لَا سِيَّمَا فِيْ نَظَرِ الْحَكِيْمِ مِنَ الْعِلَّةِ الْفَاعِلَةِ	پھر اسکے بعد یہ بھی سمجھو کہ انبیاء کرام علیہم السلام انبیاء ہونے کی وجہ سے عقل کی بدعتوں سے محفوظ ہیں اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی توحید اسماء اور صفات کیساتھ انکے سامنے جلوہ گر ہوتی ہے اس لئے سلسلہ بدئیہ میں ارادہ کے علاوہ انکا اور کوئی مطمح نظر نہیں ہوتا اور سلسلہ عودیہ میں ان کی نظر طبقات ثلثہ پر بھی نہیں ہوتی اور انکے فطری کلام کا تقاضا یہ ہے کہ وہ علت فاعلیہ اور علت قابلیہ کی تفاصیل کو بھی ملحوظ نہیں رکھتے یہ بات تو ظاہر ہے کہ علت فاعلیہ کو ملحوظ رکھنے سے تو توحید منافی ہے اور علت قابلیہ کی تفاصیل کو اسلئے کہ نظر انداز کر دیتے ہیں کیونکہ درحقیقت حکیم کی نظر میں وہ بھی علت فاعلہ

ومن الارادة ارادة متجددة
اليها تستند الحوادث
اليومية وكنهها افاضة
الاسماء الحادثة بالفعل من
صدور تمام المقربين
وكلوا على تدبير الخلق
فاذن ما حق ما يتفصى به
الامام ابو الحسن الاشعري
في المضائق من
الاعتصام بالارادة
لا يسئل عما يفعل
وهم يسئلون الآية
ويقول ان الارادة
مخصصة بنفسها
وليست افعال الله
سبحانه معللة بالاغراض
يعني ان التخصيص
انما يفور من نفسها
من حيث انها جامعة

وابستہ ہے ارادہ کی ایک قسم ارادہ متجددہ
ہے جس کی جانب حوادث یومیہ منسوب
ہوتے ہیں اس کی حقیقت یہ ہے کہ
وہ ملائکہ مقربین کہ جنہیں تدبیر کائنات
سپرد کی گئی ہے انکے سینوں میں اسمائ
حادثہ بالفعل کا افاضہ ہونا ہے،
اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جسوقت امام ابو
الحسن اشعری رح اعتراضات سے تنگ آ
گئے تو انہوں نے صفت ارادہ کو
مضبوطی کے ساتھ پکڑ کر خصم سے پیچھا
چھڑایا اور یہ استدلال کیا دلا یسئل
عما یفعل الخ کہ اللہ تعالے سے اس
کے افعال کے متعلق کوئی دریافت نہیں
کرسکتا اور ان سے پوچھا جاتا ہے،
امام موصوف فرماتے ہیں، کہ ارادہ
بذات خود مخصص ہوتا ہے اور نیز یہ کہ
اللہ تعالے کے افعال معلل بالاغراض
نہیں ہوتے یعنی تخصیص کا منبع بذات
خود ارادہ کی صفت ہے جو کہ دیگر

لِلْاَسْمَاءِ اَجْمَعِهَا وَاَهْلُ	تمام اسماء پاک کی جامع ہے، اور
الْحَقِّ يَعْنُوْنَ بِالْقَدْرِ اِقْتِضَاءَ	اہل حق اقتضاء ارادۂ قدیمہ کو قدر
الْاِرَادَةِ الْقَدِيْمَةِ وَبِالْقَضَاءِ	اور اقتضاء ارادۂ متجددہ کو قضا سے
اِقْتِضَاءَ الْاِرَادَةِ الْمُتَجَدِّدَةِ	تعبیر کرتے ہیں، حدیث نبوی صلی اللہ
وَفِي الْحَدِيْثِ اِذَا قَضَى اللّٰهُ	علیہ وسلم میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آسمانوں
تَعَالٰى فِي السَّمَاءِ اَمْرًا ضَرَبَتِ	میں کسی امر کا فیصلہ فرما لیتا ہے تو ملائکہ
الْمَلَائِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا	اسکے سامنے سر تسلیم خم کرنے کو اس کے
خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ كَاَنَّهَا	سامنے اپنے پروں کو پھیلا دیتے ہیں
سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ	اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی صاف
فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ	پتھر پر لوہے کی زنجیر گر پڑی ہے جب
قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ	انکے دلوں کی گھبراہٹ ختم ہو جاتی ہے
قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ	تو آپس میں کہتے ہیں تمہارے پروردگار نے
الْكَبِيْرُ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ	کیا حکم صادر فرمایا تو جواب میں کہتے ہیں
وَالتِّرْمِذِيُّ فَالْكَائِنُ	اسکا حکم اور ارشاد حق ہے وَهُوَ الْعَلِيُّ
رِيْثَمَا بِهٖ اِسْتِنْزَالُ	الْكَبِيْرُ (بخاری۔ ترمذی)
الْمُقَرَّبِيْنَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ	مطلب یہ ہے کہ جسطرح انبیاء کرام
صُوْرَةً قَضَائِيَّةً مِّنْ	علیہم السلام اپنے علوم کو وحی شرعی کے
مَنْبَعِ الْقَدْرِ كَمَا	منبع سے اخذ کرتے ہیں اسی طرح ملائکہ
يَسْتَنْزِلُ الْاَنْبِيَاءُ عُلُوْمًا	مقربین صور قضائیہ کے احکام قدر

مِنْ مَنْبَعِ الشَّرْعِ وَقَالَ
اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا
اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ
كُنْ فَيَكُوْنُ وَيَشْتَبِهُ عَلَى
الْاَذْهَانِ الْمَشْهُوْرَةِ تَفْسِيْرُهَا
مِنْ حَيْثُ اِنَّهُمْ مَا دَرَوْا
سِرًّا لِلتَّكْوِيْنِ وَنَحْنُ
نَقُوْلُ التَّكْوِيْنُ هُوَالْاِرَادَةُ
وَتَعَلُّقُهَا اَزَلِيٌّ اِذَا الْاَزَلُ
لَيْسَ بِحَدٍّ يَكُوْنُ بَعْدَهُ
الزَّمَانُ وَاِنَّمَا هُوَ
ظَرْفٌ مَفْرُوْضٌ لِلْكَائِنَاتِ
الْعَالِيَةِ مِنَ الزَّمَانِ وَ
الْمَكَانِ بِتَجَرُّدِهَا وَ
تَقَدُّمِهَا وَاِنَّمَا الزَّمَانُ
بِطُوْلِهٖ شَخْصٌ وَاحِدٌ
حَاضِرٌ عِنْدَهٗ يَفْعَلُ
فِيْهِ فِعْلًا مُقَدَّسًا
مَا يَشَاءُ

کے منبع سے اخذ کرتے ہیں،
اور اللہ تعالٰے فرماتا ہے اِنَّمَا اَمْرُهٗ
اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ
كُنْ فَيَكُوْنُ اکثر لوگوں کے اذہان
اس آیت کی تفسیر سمجھنے سے قاصر
رہے، کیونکہ وہ تکوین کے راز کو نہ سمجھ
سکے اور ہم تو یہ کہتے ہیں کہ تکوین تو
ارادہ ہی ہے اور اسکا تعلق ازلی ہے
اسلئے کہ ازل کسی محدود وقت کو
نہیں بولتے کہ جسکے بعد زمان کا مفہوم
ظہور میں آئے وہ تو کائنات کے لئے
ایک ظرف مفروض کے طور پر مستعمل
ہوتا ہے جسکا وجود بلحاظ انکے تجرد
اور قدامت کے متعالی عن الزمان
والمکان ہوتا ہے، زمان کے مفہوم
میں وسعت ہے اور وہ ایک حدث
شخصی ہے جو ہمہ وقت اللہ تعالٰے کے
حضور میں حاضر ہے اور اسمیں اپنے
حسب ارادہ اپنا مقدس تصرف فرماتا

فَلَا تَجَدُّدَ وَلَا تَقَضِّيَ إِلَّا بِنِسْبَتِنَا فَانْمَحَقَ الْمُحَالُ مِنْ حَيْثُ حُدُوثِ الْعَالَمِ

رہتا ہے تجدد اور فنا کا مفہوم اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب ہم اسکی نسبت اپنے ساتھ کرتے ہیں اسلئے حدوث عالم کو مستلزم محال سمجھنا غلط ہے،

حدوث عالم

وَنَحْنُ نَقُوْلُ الْعَالَمُ مَعَ زَمَانِهٖ وَمَكَانِهٖ وَهَيُوْلَاهُ حَادِثٌ بِمَعْنَى أَنَّهٗ مَعْلُوْلٌ بِالْإِرَادَةِ مُتَدَنِّسٌ بِالْأَدْنَاسِ يَقْتَضِيْ بِنَفْسِهٖ الْاِنْتِقَالَ وَالْحَرَكَةَ وَالزَّمَانِيَّةَ وَالْمَكَانِيَّةَ مَسْبُوْقٌ بِبُعْدٍ مَوْهُوْمٍ مُمْتَدٍّ إِنَّمَا تَوَهُّمُهٗ بِإِزَاءِ الْبُعْدِيَّةِ الْمُقَدَّسِ فِيْ تَمَثُّلَاتِ الْوَهْمِ فَانْقَطَعَ النِّزَاعُ وَفَصْلُ الْخِطَابِ أَنَّ الْحُدُوْثَ حُدُوْثَانِ حُدُوْثٌ إِنَّمَا

ہم تو اس بات کے قائل ہیں کہ تمام عالم اپنے زمان ومکان وہیولی سمیت حادث ہے بایں معنی کہ وہ ارادہ کا معلول اور متدنس بالادناس ہے اس کی ذات میں حرکت وانتقال اور ایسی زمانیت اور مکانیت کا اقتضاء موجود ہے کہ جس سے پہلے ایک موہوم بعد کا تصور کیا جاتا ہے وہ بعد جو اس عالم کو ذات اقدس سے حاصل ہوا ہے اسکا تصور قوت واہمہ کے تمثلات میں سے ہے اب اسکے بعد کوئی نزاع باقی نہیں رہتا،

اور قول فیصل یہ ہے کہ حدوث کی دو قسمیں ہیں ایک حدوث لذاتہ ہے

مناطه التقييد والتعيين
ويسمّى حدوثاً الٰهيّاً لتأخّره
في سلسلة الكون عن
الالٰهيات وهو عامٌ على
قاطبة الممكنات و
الحدوث الزماني انّما
يحيط بما في الزمان لا
الزمان ولا الاشياء المعاصرة
معه واهل السنّة لا
يمارون فيها تلوّناً اذ
الحدوث عندهم امرٌ ما
من تماثيل الاوّل ولذلك
جعلوا ظرفه الوهم
فادراكهم ذلك يشابه
ادراك الفلاسفة الماهيات
فانها بذواتها وهميات
ولكنها بازاء الصور النوعية
والجنسية المتحققة في
الواقع او بازاء خصوصيات

کہ جسکا مدار تعین اور تقید ہے اس کو
حدوث اسلئے کہتے ہیں کہ تکوین کے سلسلہ
میں اسکا درجہ الٰہیات سے متاخر ہے
اور اس حدوث کا مفہوم تمام ممکنات
کو شامل ہے اور دوسرا حدوث زمانی
ہے اسکا وجود کیونکہ زمان کو محیط ہوتا
ہے اسلئے نفس زمان اور وہ اشیاء جو
اسکے معاصر ہیں اس سے خارج ہیں،
اہل سنت اس سے کسی قسم کا اختلاف
نہیں کرتے اسلئے کہ انکے نزدیک
حدوث کا مفہوم اولی ترین تمثلات
میں شامل ہے اسلئے وہ وہم کو اسکا
ظرف قرار دیتے ہیں ان کا یہ ادراک
فلاسفہ کے ادراک ماہیات کے مشابہ
ہے کیونکہ ماہیات بھی اپنی ذات کے
اعتبار سے واہمہ ہیں مگر انواع اور
اجناس کی صور مختلفہ پر جنکو واقع
اور نفس الامر میں تحقق حاصل ہے صادق
آتی ہیں یا انکو اطلاق ان خصوصیات

الْفِعْلِيَّاتِ مُنْسَلٌّ سَبِيلُهَا	فعلیات پر ہوتا ہے جنکا حقائق فعلیات
إِلٰى حَقَائِقِ الْفِعْلِيَّاتِ	کے کوچہ میں گزر نہیں اسے اچھی طرح
فَتَدَبَّرْ فَإِنَّ الْمَسْئَلَةَ	سمجھ لو یہ ایک دقیق مسئلہ ہے،
عَمِيقَةٌ وَإِكْسِرْ سَوْرَةَ	اب اگر کسی قسم کا انکار تمہارے ذہن میں
إِنْكَارِكَ بِأَنَّ أَئِمَّةَ	پیدا ہو تو اسے اسطرح زائل کردو، کہ
أَهْلِ السُّنَّةِ تَجَشَّمُوا	علماء اہل سنت نے بہت سی ایسی
أُمُوْرًا لَمْ يُبَيِّنْهَا الصَّحَابَةُ	باتیں بیان کی ہیں کہ جن کے متعلق صحابہ
وَالتَّابِعُوْنَ وَمَا	اور تابعین سے کچھ منقول نہیں اور یہ
صَدَّ ذٰلِكَ عَنْ	چیز انکے اہل سنت ہونیکے معارض نہیں
سُنَّتِهِمْ فَكَذٰلِكَ	سو اسی طرح ہم نے باعتبار ذوق کے
تَجَشَّمْنَا بِحَسَبِ	ایسی باتیں بیان کی ہیں کہ جنکے متعلق
الذَّوْقِ أُمُوْرًا سَكَتُوْا	قرون اولی نے سکوت اختیار کیا ہے
عَنْهَا أَوْ أَجْمَلُوْهَا لِمَا	یا اجمال سے کام لیا ہے کیونکہ ابھی
لَمْ يَأْنِ لَهُمْ أَنَّ	تک ایسی باتوں کے بیان کا موقع
التَّحْقِيْقَ لَا يُصَادِمُ	نہیں آیا تھا تو اس سے ہماری سنیت
سُنِّيَّتَنَا.	میں کوئی فرق نہیں آتا،

کلام الٰہی

وَأَمَّا الْكَلَامُ فَحَضْرَةُ	کلام مقدس بھی صفت ارادہ

مِنْ حَضَرَاتِ الْاِرَادَةِ الْاِجْمَالِيَّةِ
مِنْ حَيْثُ الْاِفَاضَةِ فِيْ
مَوْطِنِ الْعِلْمِ وَفِيْهَا بِاِزَاءِ
كُلِّ فِعْلِيَّةٍ سَابِقَةٍ عَلَيْهَا
صُوْرَةٌ مُقَدَّسَةٌ وَبِاِزَاءِ
كُلِّ فِعْلِيَّةٍ لَاحِقَةٍ اَيْضًا
غَيْرَ اَنَّهُ اِنَّمَا ذٰلِكَ مِنْ حَيْثُ
اِنْدِرَاجِهٖ تَحْتَ الْفِعْلِيَّاتِ
السَّابِقَةِ وَهِيَ الْحُرُوْفُ وَ
الصُّوَرُ بِمَعْنٰى اَنَّ الْحُرُوْفَ
تَمَاثِيْلُهَا فِيْ مَوَاطِنِ التَّخَالِيْطِ
تُسَايِنُكَ فِيْمَا بَعْدُ اَنَّ اللّٰهَ
تَعَالٰى خَلَقَ اللِّسَانَ حَاكِيًا
لِمَا فِي النَّفْسِ مِنَ الصُّوَرِ
الْعِلْمِيَّةِ بِحِكَايَةٍ لَا يَكْتَنِهُهَا
اِلَّا الْحَكِيْمُ وَمِنَ الْكَلَامِ كَلَامٌ
مُتَجَدِّدٌ بِاِزَاءِ مَا حَقَّقْنَاهُ فِي
الْاِرَادَةِ وَالشَّرْعِ وَغَيْرِهِمَا بِهٖ نِظَامُ
الْوَحْيِ وَفِيْهِ تَمَثُّلُ الْحُرُوْفِ

کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے موطن
علم میں افاضہ کے لحاظ سے ارادہ مجمل
ہوتا ہے اور افاضہ کلامیہ میں ہر ایک
فعلیت کی ایک صورت ہوتی ہے خواہ
وہ فعلیت اس سے سابق ہو یا لاحق ہو
مگر یہ فعلیتیں فعلیات سابقہ میں مندرج
ہوا کرتی ہے اور یہ حروف اور صور ہوا
کرتی ہیں، جیسا کہ تم عنقریب جان لوگے
کہ مواطن تخلیط میں یہ کلام نفسی انکی
اشکال میں ظاہر ہوتا ہے اور تعالیٰ
نے زبان کو اسلئے پیدا کیا کہ وہ نفس
انسانی کے تصورات کی صورت علمیہ
میں نقل اتارے حکیم اور دانا کے علاوہ
اسکی حقیقت کا ادراک کوئی اور نہیں کر سکتا
اور کلام کی ایک قسم کلام متجدد ہے
جیسا کہ ارادہ اور شریعت وغیرہ کی اس
تحقیق کے مقابلہ میں جو کہ ہم نے بیان
کی ہے اسی کیساتھ نظام وحی ہے اور
اس میں ارادہ حروف کی صورت متمثل

تَمَثُّلًا عَيْنِيًّا وَجْدَانِيًّا تَتَأَمَّلُ جِيِّدًا ۔	ہوتی ہے جسکا مفہوم وہ وجدانی طور پر محسوس کرتے ہیں ،
فَاعْلَمْ اِذَنْ اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ اِنَّمَا يَتَكَلَّمُ بِاِفَاضَةِ تِلْكَ الصُّوَرِ الْعُنْوَانِيَّةِ فَيَتَمَثَّلُ فِيْ نَفْسِ السَّامِعِ كَلَامًا سَوِيًّا حُرُوْفًا مَسْمُوْعَةً وَهٰذَا مَعْنٰى كَلَامِ الشَّيْخِ اَبِيْ الْحَسَنِ الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ كَلَامَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ هُوَ الْكَلَامُ النَّفْسِيُّ	یہ بات بھی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا یہ مفہوم ہے کہ وہ صور عنوانیہ کا اسطرح افاضہ فرماتا ہے کہ وہ سامع کے نفس میں ایسے کلام مستوی کے ساتھ متمثل ہوتا ہے جو حروف سے مرکب ہو کر مسموع ہوتا ہے اور یہی معنی ہیں شیخ ابوالحسن اشعری کے کلام کے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام درحقیقت کلام نفسی ہے ،

اقسامِ وحی

ثُمَّ يَسُوْغُ اِطْلَاقُ كَلَامِهٖ سُبْحَانَهٗ عَلٰى هٰذِهِ الْاَصْوَاتِ وَالْحُرُوْفِ الْمَلْفُوْظَةِ الْمُوْحِيَةِ لِلتَّمْثِيْلِيَّةِ وَيَخْتَلِفُ الْوَحْيُ بِاخْتِلَافِ الْمُخَاطَبِ ۔	پھر اللہ تعالیٰ کے کلام کا اطلاق ان اصوات اور حروف ملفوظ پر جو کہ وحدت تمثیلیہ کے لئے ہیں جائز ہے اور وحی بھی مخاطب کے اختلاف کی بنا پر مختلف ہو جاتی ہے ،
وَاِنَّمَا نَعْنِيْ بِالْوَحْيِ تَمَثُّلَ الْكَلَامِ الْمُقَدَّسِ تَمَثُّلًا	وحی سے ہماری مراد یہ ہے کہ کلام مقدس کو تمثل حاصل ہو ، اور کسی حکیم کو جو ذوق

مُسَلَّمًا وَالَّذِیْ لِلْحَکِیْمِ	(القاء) حاصل ہوتا ہے اس میں تمثل
ذَوْقٌ لَیْسَ فِیْهِ تَمَثُّلٌ وَ	نہیں ہوتا اولیاء کے الہام میں اگرچہ
الَّذِیْ لِلْوَلِیِّ تَمَثُّلٌ مُتَرَاکِمٌ	تمثل پایا جاتا ہے لیکن اسمیں سخت
شَدِیْدُ التَّرَاکُمِ وَلَا یُوْحٰی	ترین کثافت ہوتی ہے وحی کا ورود نبی
اِلَّا اِلَی النَّبِیِّ لِاَنَّهٗ فَرَغَ	کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوتا اسلئے کہ اسے
لِانْسِلَاخِ التَّامِّ وَزَوَالِ	کامل انسلاخ حاصل ہوتا ہے بدنما عقل
الْجِنَایَةِ الْمُبْتَدِعَةِ وَنُفُوْذِ	کی جنایت سے وہ محفوظ ہوتا ہے اور
الْعِرْفَانِ الْاَعَمِّ ۔	اسکی معرفت شامل نہ ہوتی ہے،
وَمِنْهُمْ مَنْ یُوْحٰی اِلَیْهِ	رسول کے علاوہ بھی بعض حضرات کو
عَلٰی وَهْنٍ فِی التَّمَثُّلِ	وحی ہوتی ہے لیکن اسکا تمثل ضعیف
کَصُغْرَی الرُّسُلِ ۔	ہوتا ہے،
وَمِنْهُمْ مَنْ یُوْحٰی اِلَیْهِ	اور ان میں سے بعض کو وحی آتی ہے
عَلٰی صَلَابَةٍ فِیْهِ وَهُمُ	لیکن اسمیں صلابت ہوتی ہے اور
الرُّسُلُ ۔	وہی رسول ہیں،
وَمِنْهُمْ مَنْ یُوْحٰی اِلَیْهِ	اور بعض افراد ایسے بھی ہیں کہ جن کی
عَلٰی مَلَاسَةٍ بَعْدَ الصَّلَابَةِ	وحی میں صلابت کے بعد ملائمت
وَهُمُ الَّذِیْنَ اَنْشَاْنَا کَمَا لَهُمْ	ہوتی ہے یہ وہ اصحاب ہیں کہ جنہیں
نَشْاَۃً اُخْرٰی کَمَا	اپنے رتبہ کمال میں دوبارہ ارتقاء حاصل
سَیَاْتِیْکَ ۔	ہوتا ہے،

ومنهم من یوحی الیه علی	اور ان میں سے بعض افراد ایسے بھی ہیں
فصاحة بعد السلامة	کہ جن کی وحی میں صلابت اور ملائمت
وهو رسولنا خاتم النبیین	کے علاوہ فصاحت بھی ہوتی ہے اور یہ
وامام المرسلین وقد من	ہمارے رسول خاتم النبیین امام المرسلین ہیں
الله سبحانه علی عباده بالآیات	اور اللہ سبحانہ وتعالے نے اپنے بندوں
البینات المحکمات البلیغة	پر آیات بینات محکمات کے نازل
المعجزات غیر المختلفات و	کرنے کیساتھ احسان فرمایا ہے جن کی
فرع رسول الله صلی الله علیه	فصاحت اور بلاغت حد اعجاز تک
وسلم دوام شرعه وعموم	پہنچی ہوئی ہے کیونکہ قرآن کریم آپ کا
دینه علی معجزته قرآن	متلو دائمی اور زبردست معجزہ ہے سلیے
متلو یعنی بذلك ملزوم	جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
وهو سعة الارشاد و خاتمیة	شریعت اور دین کو بھی دوام اور عموم حاصل ہوا جس
الرسل وهکذا ایراد باللازم	سے لازمی طور پر ہدایت اور ارشاد میں وسعت پیدا
ملزوم فی اکثر الآیات والاحادیث	ہوئی اور آپ خاتم الرسل قرار پائے اور اکثر آیات
فلیکن علی ذکر منك ٭	و احادیث میں لازم کو ذکر کرکے

ملزوم مراد لیا جاتا ہے اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے

الہام اور وحی میں فرق

وفرق فارق بین الالهام	الہام اور وحی میں یہ بڑا فرق

وَالْوَحْيُ اَنَّ تَعَيُّنَاتِ الْكَلِمَاتِ
بَلْ تَعَيُّنَاتِ الْمَلَابِسِ
الْمَعْنَوِيَّةِ مِنْ بَدْعَاتِ
الصُّوَرِ الْمِزَاجِيَّةِ فِي الْاَوَّلِ
دُوْنَ الثَّانِيْ وَالْوَحْيُ حَقٌّ
كُلُّهٗ لَا يَشُوْبُهٗ بَاطِلٌ دُوْنَ
الْاِلْهَامِ وَعَسٰى اَنْ يَنْقَدِحَ
عَمَّا ذَكَرْنَا لِذِيْ فِطْنَةٍ سِرُّ
الْاَحْرُفِ السَّبْعَةِ رُخْصَةٌ مِّنَ
اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى
لِسَعَةِ قَلْبِ مَنْ
اُفِيْضَتْ عَلَيْهِ الْاٰيَاتُ
وَنُفُوْذِ نَظَرِهٖ فِيْ
شُئُوْنِ التَّمَثُّلَاتِ وَمِنَ
الْوَحْيِ مَا يَتَنَزَّلُ بِهٖ
جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لِلْاِعْتِلَاقِ بِالْمَلَكُوْتِ
وَالْوَحْيُ قَدْ يُطْلَقُ بِاِزَاءِ مَا
هُوَ اَعَمُّ مِنْ ذٰلِكَ سَوَاءٌ

ہے کہ اول الذکر جو معنوی لباس پہنایا
جاتا ہے اور جو یقین اسے کلمات کی
شکل میں حاصل ہوتا ہے وہ صورت
مزاجیہ کا اختراع ہے برخلاف دوسری
قسم کے اور وحی تو سراسر حق ہے اور
باطل اس تک پہنچنے سے قاصر ہے
برخلاف الہام کے ایک ذی عقل سمجھدار
انسان اس کی تہ تک پہنچ سکتا
ہے کہ جس میں قرآن کریم کو سات
مختلف طریقوں میں پڑھنے کی اللہ
سبحانہ وتعالے کی طرف سے اجازت
دی گئی ہے کہ جس پر آیات قرآنی کا نزول
ہوا اس کے قلب میں وسعت ہوتی ہے اور
اسکی نظر نافذ فنون تمثلات پر حاوی تھی
وحی کی ایک قسم وہ ہوتی ہے کہ جسکے
امین جبرئیل علیہ السلام ہوتے ہیں
جسکو عالم ملکوت سے تعلق حاصل ہے
اور بسا اوقات وحی کا اطلاق اسکے
مقابلہ میں عام ہوتا ہے خواہ اس میں

تتشكل أم لا ومن هذا الاصطلاح وحي موسى فيما نرى والله تعالى أعلم وأعم من هذا أيضا سواء كان متشكلا أم لا ومن هذا الاصطلاح وحي النحل ووحي أم موسى.

متمثل ہو یا نہ ہو ہمارے خیال میں اسی اطلاق کی بنا پر مریم علیہا السلام کیلئے وحی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم اور بسا اوقات وحی کا مفہوم اس سے بھی عام تر ہوتا ہے عام ازیں کہ اس میں انسلاخ (عن المادہ) ہو یا نہ ہو چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور شہد کی مکھی کے حق میں وحی کا لفظ اسی اصطلاح کی بنا پر آیا ہے

اسماء متجددہ

ولنكرر لك التنبيه على حقيقة الأسماء المتجددة ألم تدر أن في كل نشأة كلية أو جزئية تماثيل قاطبة الالهيات فذات الله تعالى الصرفة أولى بذلك وإن لم يمكن إلا بلون ما كانت النشأة من

ہم دوبارہ تمہیں اسماء متجددہ کی حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں کیا تم یہ نہیں جانتے کہ ہر ایک نشأۃ میں خواہ وہ کلی ہو یا جزئی تمام الہیات کا تمثل پایا جاتا ہے تو محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات تو اس کی زیادہ مستحق ہے اگرچہ یہ ضروری ہے کہ یہ تجلی ذاتی اس تمثل کے رنگ میں جلوہ گر ہو کر جس سے

تَمَاثِيلِهِ وَاَنَّ مِنَ النَّشْأَةِ
مَا هِيَ مُطْلَقَةٌ مُنَزَّهَةٌ وَ
مِنْهَا مَا هِيَ مُقَيَّدَةٌ
مُتَدَنِّسَةٌ وَاَنَّ التَّمَثُّلَ
فِي النَّشْأَةِ الْمُطْلَقَةِ اِذَا
كَانَ تَجَلِّيًا ذَاتِيًّا فَمَا
اَحَقَّ اَنْ يُسَمّٰى بِالْاِسْمِ
دُوْنَ التَّمَثُّلِ فِي النَّشْأَةِ
الْمُتَمَثِّلَةِ الْمُتَدَنِّسَةِ
كَالْخَيَالِ وَالْوَهْمِ
الْاِدْرَاكِ وَاَنَّهٗ مَعَ
اِنْسِلَاخِهٖ عَنِ الْاِسْمِيَّةِ
اِذَا لَاذَ بِهٖ لَائِذٌ وَجَدَ
الرَّحْمَةَ الْاِلٰهِيَّةَ اَقْرَبَ
اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ وَرِيْدِهٖ ۝
اَيْضًا فَاِذَنْ مَا اَيْسَرَ اَنْ
تَجْزِمَ بِاَنَّ التَّجَلِّيَ الذَّاتِيَ
فِي النَّشْأَةِ الْعَيْنِيَّةِ لَا
يُدَانِيْهِ اِسْمٌ مِنَ الْاَسْمَاءِ

یہ ارتقاء تخلیقی ظہور میں آیا بجز اسکے
اسکا ظہور نا ممکن ہے اور یہ نشاہ یعنی
ارتقاء تخلیقی یا تو مطلق اور منزہ ہوگی
یا مقید اور متدنس۔ اور تمثل نشاۃ
مطلقہ میں جس وقت تجلی ذاتی ظہور پذیر
ہوتی ہے اسے بجا طور پہ اسم پاک
سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن جو تجلی متمثل
اور متدنس ہو کر اس درجہ انتقال میں
خیال اور وہم کے طور پہ ادراک میں
آتی ہے تو وہ اس قابل نہیں کہ اسم
پاک سے اسے تعبیر کیا جائے لیکن باوجودیکہ
اس پہ اسم پاک کا اطلاق نہیں کیا جاتا
مگر پھر بھی اگر کوئی اسکا دامن تھام
لے تو یقیناً وہ اللہ تعالے کی رحمت
کو شہ رگ سے زیادہ قریب پائیگا ۔
(یہ سمجھنے کے بعد) اب تمہارے لئے
یقین کرنا بہت آسان ہے کہ ارتقائے
عینی میں جو تجلی ظہور میں آتی ہے
وہ باری تعالے کا اسم پاک ہے جس

يصدر منه آثار الهية
في كون من الحدوث و
ذلك لأن اتساعها من
تحت كما ان اتساع النفس
الناطقة من تحت وهذا
ما رمناه بالتجدد لا التجدد
الزماني ولعل السلف
انما لم يخصوها اما
بضمها بالاسماء الفعلية
او للاكتفاء بتاثير العباد
بما هم عباد ولكن اعمال
هذا التحقيق يلكم الفصيح
ويفحم البليغ عند محاولة
تفتيش الحقائق كما هي.
وشيخ السنة قد
شهد به عند قاضي الحكمة
حيث حكم بالكلام النفسي
وحدوث تعلقات الارادة
وغيرها فعليك بالتامل

سے حدوث کے رنگ میں آثار الٰہیہ صادر
ہوتے ہیں کیونکہ اسکے ماتحت اتنی
وسعت پائی جاتی ہے جیسا کہ نفس ناطقہ
کے ماتحت وسعت ہے تجدد سے ہماری یہی
مفہوم ہے تجدد زمانی سے ہمیں کوئی
سروکار نہیں سلف صالحین نے اسکے
متعلق کوئی جامع تصریح نہیں بیان کی
ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ وہ انکو اسماء فعلیہ
کے ضمن میں شامل سمجھتے تھے یا انہوں نے
خاص افراد کے افراد ہونے کی وجہ سے ان
کی تاثیر پر اکتفا کیا ہے لیکن اس تحقیق کے
اعمال جبکہ کما حقہ حقائق کی خوب تفتیش
کی جائے تو وہ فصیح اور بلیغ پر گرہ لگا
دیتے ہیں۔

شیخ السنۃ (امام ابوالحسن اشعری) نے حکمت
کی عدالت میں اسکی گواہی دی ہے یہاں
اگرچہ وہ کلام اللہ سے کلام نفسی اور ارادہ
وغیرہ کا تعلق کیساتھ حادث ہونے
کو بیان کرتے ہیں اس کو خوب اچھی

الصّادقؒ طرح سمجھ لو،

مسئلہ وحدت الوجود

اَمَّا وَحْدَةُ الْوُجُوْدِ
عَلٰی ذَوْقِ الْحَکِیْمِ نَغَیْرُهَا
عَلٰی رَأیِ غَیْرِہٖ فَعِنْدَہٗ
اَنَّ کُلَّ مُمْکِنٍ مَوْجُوْدًا
کَانَ اَوْ مَفْرُوْضًا لَّهٗ
فِعْلِیَّةٌ وَمَاهِیَّةٌ اَمَّا
فِعْلِیَّتُهٗ فَنَحْوُ تَقَرُّرِہٖ
وَهَیْئَتُهٗ تَحَقُّقُهٗ وَهِیَ
الَّتِیْ امْتَازَ بِهَا عَنِ الْعَدَمِ
الصِّرْفِ الْبَسِیْطِ فِیْ نَفْسِ
الْاَمْرِ وَاَمَّا الْمَاهِیَّةُ
فَاَمْرٌ یَعْتَبِرُهُ الْوَهْمُ
الظُّلْمَانِیُّ مُنْسَلِخًا عَنِ التَّقَرُّرِ
بِهَا یَمْتَازُ عَنِ الشَّیْءِ الْمُغَایِرِ لَهٗ
قَبْلَ الْعِلْمِ بِرَبْطِہٖ بِاللّٰہِ
تَعَالٰی وَالْحَکِیْمُ یَقْضِیْ

رہا مسئلہ وحدت الوجود تو ایک
حکیم کے ذوق اور وجدان کے مطابق اس
کا جو مفہوم ہے وہ دوسروں کے عندیہ
سے مختلف ہے چنانچہ حکیم کے نزدیک
ہر ایک ممکن خواہ وہ موجود ہو یا مفروض
ایک فعلیت اور ایک ماہیت ہے
فعلیت سے مراد اسکا تقرر اور ہیئت
تحقق ہے اسی حیثیت سے وہ نفس
الامر میں عدم صرف بسیط سے امتیاز
حاصل کر لیتا ہے اور ماہیت کا مفہوم
وہ امر ہے جسکو ملحوظ رکھکر انسان کی
ظلمانی قوت واہمہ اس سے تحقق کے
قطع نظر کرنیکا تصور باندھتی ہے جسکی
بنا پر وہ اپنے مغائر سے ممتاز ہو جاتا
ہے لیکن یہ اللہ تعالے کے علم کیساتھ
ارتباط سے قبل ہوتا ہے حکیم کا فیصلہ یہ

بِاَنَّ الْمَاهِيَّةَ لَا تَلَبُّسَ بِهَا
وَلَيْسَتْ مُطَابِقَةً لِلْوَاقِعِ
وَيَتْرُكُهَا وَرَاءَ ظَهْرِهِ
ثُمَّ اِنَّ كُلَّ فِعْلِيَّةٍ لَا
يَكُوْنُ جِهَةُ صُدُوْرِهَا
وَقُدْرَةُ تَكْوِيْنِهَا فِي الْوَاجِبِ
جَلَّ ذِكْرُهُ فَهِيَ مُمْتَنِعَةٌ
خَارِجَةٌ عَنْ دَائِرَةِ
الْفِعْلِيَّةِ تُشْبِهُ الشَّيْءَ
الْمَسْلُوْبَ عَنْهُ ذَاتِيَاتُهُ
فَاِذَنْ كُلُّ فِعْلِيَّةٍ
لَهَا جِهَةٌ فِي الْوَاجِبِ
كُلُّهُ بِكُلِّهَا اِنَّمَا
هِيَ شَرْحٌ لِاِجْمَالِهَا
وَتِمْثَالٌ لِعَيْنِهَا ثُمَّ
اِنَّا لَا نَشُكُّ اَنَّ
هُنَاكَ اُمُوْرٌ ثَلَاثَةٌ
اَحَدُهَا الْاَمْرُ الْمُشْتَرَكُ
الْجَامِعُ بَيْنَ

ہے کہ ماہیت میں ثبات نہیں ہوتا
اور وہ واقع کے مطابق نہیں اسلئے
وہ اسے پس پشت ڈالدیتا ہے اب
یہ بھی یاد رکھو کہ جس فعلیت کے صادر
ہونے کی حیثیت اور اسکی تکوین پر قدرت
رکھنے کی اصل واجب تعالیٰ کی ذات
اقدس میں نہ ہو تو وہ ممتنع الوجود ہے
فعلیت کے دائرہ سے خارج ہے اور
اسے ایک ایسی چیز کے مشابہ کہا جاسکتا
ہے جس سے اس کی تمام ذاتیات سلب
کرلی جائیں خلاصہ یہ کہ ہر ایک فعلیت
کی حیثیت واجب تعالیٰ کی ذات اقدس
میں ہے جن میں ہر ایک دوسرے پر
کلی طور پر منطبق ہے اتنی بات ہے
کہ اول الذکر اسکے اجمال کی شرح
ہے یا اسکے عین کا تمثل ہے،
پھر اس میں بھی شک نہیں کہ اس مقام
پر تین باتیں ہوتی ہیں ایک وہ امر
مشترک ہے کہ جو اس حیثیت اور اک

الوجه والصادر لولاه	صادر ہونیوالی شئی کا جامع ہوتا ہے اگر
لكان خصوص الصادر	یہ بیچ میں نہ ہوتا تو اس چیز کے خصوصیت
بهذا الوجه دون غيره	کیساتھ اس خاص جہت سے صادر ہونا کسی
رجحانا بلا مرجح وهو	اور چیز کا صادر نہ ہونا ترجیح بلا مرجح
المسمى بالنفس الرحماني	ہونا یہ صادر اگر مخلوق اور معلول ہے تو اس
إذا كان هذا الصادر	وجہ جامع کو نفس رحمانی کیساتھ موسوم کیا جاتا
مخلوقا معلولا وبالنفس	ہے اور اگر وہ صادر واجب تعالیٰ کا کوئی
العيني إذا كان هذا الصادر	اسم پاک ہے تو اس کو نفس عینی کے
اسما واجبا ۔	ساتھ تعبیر کرتے ہیں ،
وثانيهما الأمر المختص بالوجه	دوسرا وہ امر جو اس حیثیت کے ساتھ
في انطماسها وتعريها عن	اسلئے مخصوص ہے کہ وہ حیثیت تمثل سے
التمثل ولما لم يعرض لها	عاری ہے کیونکہ اس امر کا کوئی خاص
حكم بخصوصها أعرضنا	حکم نہیں تو اسلئے ہم اسے کسی خاص نام
عن تعيينها باسم	کے ساتھ موسوم نہیں کرتے ،
وثالثها الأمر المختص	اور تیسرا وہ امر ہے جو اس صادر کیساتھ
الصادر في اعتباره وتلبسه	مخصوص ہے کہ جس سے اسکی صورت
بالصورة الصادرة وهذا	صادرہ کا اظہار ہوتا ہے اس امر خصوصی
الأمر الاختصاصي مسمى	کو ہم خصوصیات موطن کے ساتھ موسوم
بخصوصيات الموطن ۔	کرتے ہیں ،

ثُمَّ إِنَّ تَعَدُّدَ الْجِهَاتِ فِي
حُدُوْدِ الْعَالَمِ عِنْدَهَا
لِتَعَدُّدِ الْأَسْمَاءِ وَهِيَ إِثْبَاتٌ
مُقَدَّسَةٌ فَلَاجَرَمَ إِنَّ لَهَا
جِهَاتٍ وَاللَّوَازِمُ تَنْصَرِمُ
عِنْدَ لَازِمٍ وَاحِدٍ وَالْجِهَاتُ
تَنْقَرِضُ عِنْدَ جِهَةٍ وَاحِدَةٍ
لَا تَمْتَازُ عَنِ الْوَاجِبِ إِلَّا
فِي الْعُنْوَانِ وَالْحِكَايَةِ دُوْنَ
الْمُعَنْوَنِ وَالْمَحْكِيِّ عَنْهُ فَإِنَّ
كُلَّ فِعْلِيَّةٍ يُحِيْطُ مَا مِنْ كُلِّ
حَيْثِيَّةِ الْوَاحِدِ الْبَسِيْطِ
الْوَاجِبِ جَلَّ مَجْدُهُ وَذٰلِكَ
لِأَنَّ تَشَخُّصَهَا مُسْتَنِدٌ
إِلَيْهِ كَمَا عَلِمْتَ وَكَذٰلِكَ
نَوْعِيَّتُهَا أَمْرٌ فِي جِهَةِ الْعِلَّةِ
الْقَابِلَةِ وَقَدْ سَمَّيْنَاهَا
بِالْوَاقِعِ فِي كِتَابِنَا هٰذَا مَرَّةً
وَبِالْمِرْآةِ أُخْرٰى فَلَاجَرَمَ إِنَّ

عالم کے حدود کی حیثیتیں اسلئے متعدد ہیں
کہ اسماء حسنیٰ بے شمار ہیں اور یہ مقدس
حقائق ہیں اسلئے انکی جہتیں مختلف
ہیں اور لوازم ایک ہی لازم پر منتہی
ہوتے ہیں اور تمام جہات کی انتہا
ایک ہی جہت پر ہوتی ہے جو کہ واجب
الوجود سے عنوان اور حکایت ہی کے
اعتبار سے مختلف ہے معنون اور محکی
عنہ کی وجہ سے کوئی اختلاف نہیں
تو واحد بسیط واجب الوجود جل شانہٗ
ہر ایک فعلیت پر ہر ایک حیثیت سے
احاطہ کئے ہوئے ہے،
اور یہ اسلئے کہ ان فعلیتوں کا تشخص اسی
ذات اقدس کی طرف ہے جیسا کہ تم
جانتے ہو اور اسی طرح ان کی نوعیت
کا موجب علت قابلہ کی حیثیت میں
پنہاں ہے جیسے ہم نے اپنی کتاب میں
کبھی واقع اور کبھی مرآۃ سے موسوم کیا
ہے ان فعلیتوں کے انتساب کو بھی

لَهَا اِسْتِنَادٌ كَاِسْتِنَادِ
التَّشَخُّصِ وَقِسْ عَلَيْهَا
جِنْسِيَّتَهَا وَجَوْهَرِيَّتَهَا وَ
الْهَيْئَةُ الْجَامِعَةُ فَاِذَنْ
سِوَى اللهِ زُوْرٌ وَبَاطِلٌ
وَمِنْ هٰذِهِ الْحِكْمَةِ يَتَقَيَّدُ
التَّجَلِّيُ الذَّاتِيُّ فَتَدَبَّرْ

تشخص کے انتساب پر قیاس کریں،
اسی طرح ان کی جنسیت اور جوہریت
اور ہیئت جامعہ کی بھی یہی کیفیت ہے
خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جو بھی ہے
وہ بجز جھوٹ اور باطل ہے، اسی حکمت
سے تجلی ذاتی کا ظہور ہوتا ہے خوب
اچھی طرح سمجھ لو،

شیخ صدرالدین قونوی کا نظریہ

قَالَ الشَّيْخُ صَدْرُ الدِّيْنِ
الْقُوْنَوِيُّ الْحَقُّ سُبْحَانَهُ مِنْ
حَيْثُ وَحْدَةِ وُجُوْدِهِ لَمْ
يَصْدُرْ مِنْهُ اِلَّا الْوَاحِدُ
لِاِسْتِحَالَةِ اِظْهَارِ الْوَاحِدِ
وَاِيْجَادِهِ مِنْ حَيْثُ كَوْنِهِ
وَاحِدًا غَيْرَ الْوَاحِدِ وَ
ذٰلِكَ الْوَاحِدُ عِنْدَنَا هُوَ
الْوُجُوْدُ الْعَامُّ الْمُفَاضُ عَلٰى
اَعْيَانِ الْمُكَوَّنَاتِ مَا وُجِدَ

شیخ صدرالدین قونوی فرماتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ کی وحدت وجود کو ملحوظ
رکھتے ہوئے ہم اس بات کے قائل ہیں، کہ
احد حق سے واحد ہی صادر ہو سکتا ہے
کیونکہ واحد کی حقیقت کو پیش نظر رکھتے
ہوئے یہ تصور کرنا ناممکن ہے کہ اس سے
سوائے واحد کے اور کچھ صادر ہو،
اس واحد حق کا مفہوم ہمارے نزدیک
وجود عام ہے جو اعیان کائنات پر
فائض ہوا، خواہ وہ موجود ہو گئے

مِنْهَا وَمَا لَمْ يُوجَدْ مِمَّا
سَبَقَ الْعِلْمُ بِوُجُودِهِ ۝
وَهٰذَا الْوُجُودُ مُشْتَرَكٌ
بَيْنَ الْعَالَمِ الْأَعْلَى الَّذِي
هُوَ أَوَّلُ مَوْجُودٍ الْمُسَمّٰى
بِالْعَقْلِ الْأَوَّلِ أَيْضًا وَ
بَيْنَ سَائِرِ الْمَوْجُودَاتِ
لَيْسَ كَمَا ذَكَرَهُ أَهْلُ
النَّظَرِ مِنَ الْفَلَاسِفَةِ
فَإِنَّهُ لَيْسَ ثَمَّةَ عِنْدَ
الْمُحَقِّقِينَ إِلَّا الْحَقُّ وَالْعَالَمُ
لَيْسَ بِشَيْءٍ زَائِدٍ عَلَى مَعْلُومِهِ
لِلّٰهِ تَعَالَى أَوَّلًا الْمُتَّصِفَةُ
بِالْوُجُودِ ثَانِيًا انْتَهٰى كَلَامُهُ
ثُمَّ أَبْطَلَ مَجْعُولِيَّةَ
الْمَاهِيَاتِ فِي أَنْفُسِهَا وَمَفَادُ
كَلَامِهِ أَنَّ الْوُجُودَ عَامٌّ
مُشْتَرَكٌ بَيْنَ الْمَوْجُودَاتِ
وَهِيَ تَمَثُّلٌ لِلْحَقِيقَةِ

وں یا ابھی تک موجود نہ ہوئے ہوں
بشرطیکہ انکا موجود ہو جانا اسکے علم میں ہو
اس وجود عالم کا مفہوم اس عالم اعلیٰ تک کو
شامل ہے جو سب سے پہلے وجود میں آیا اور
جسے عقل اول سے تعبیر کیا جاتا ہے نیز تمام
موجودات اسی کے مفہوم میں داخل ہیں وحدت
وجود کا وہ مفہوم نہیں جسکا ذکر اہل نظر
فلاسفہ نے کیا ہے کیونکہ محققین کے نزدیک
سوائے واجب حق شانہٗ کے اور کوئی بھی
ہستی میں جلوہ گر نہیں اور عالم کا مفہوم
اس سے زائد نہیں کہ وہ پہلے اللہ تعالیٰ
کے علم میں داخل تھا پھر اسے دوبارہ وجود
کیساتھ متصف کیا گیا۔ انتہی کلامہ،
پھر اسکے بعد اس نے اس چیز کا ابطال
کیا کہ ماہیات کو فی نفسہا مجعولیت
سے موصوف کیا جاتا ہے اور اسکے کلام
کا حاصل یہ ہے کہ وجود کا مفہوم عام
تمام موجودات کے درمیان مشترک ہے
اور یہ کائنات کی حقیقت واجب تعالیٰ

الواجبیة وصادرة منها.
قال مولانا عبد الرحمن
الجامی بعد ما فصّل القول
فی تسویة کون الوجود
العام المنبسط علی
هیاکل الموجودات عین
الواجب جلّ مجده بهذه
الالفاظ الصوفیون القائلون
بوحدة الوجود لما ظهر
عندهم ان حقیقة الواجب
هو الوجود المطلق لم یحتاجوا
الی اقامة الدلیل علی توحده
ونفی الشریك عنه فانه لا یمکن
ان یتوهم فیه اثنینیة تعدد
من غیر ان یعتبر فیه تعین و
تقید فکل ما یشاهد او یتعقل
او یتخیل من المتعدد فهو الموجود
بالوجود الاضافی لا المطلق
نعم یقابله العدم وهو

کا تمثل اور اسی حیثیت سے صادر ہوتی ہے
مولانا عبد الرحمن جامی نے اس
مسئلہ پر بہت تفصیل کے ساتھ
بحث کی ہے کہ وجود عام کہ جسکا
مفہوم تمام اشیاء کو شامل ہے وہ
عین واجب جل مجدہ ہے اس کے بعد
لکھتے ہیں کہ یہ صوفیاء وحدت الوجود کے
قائل ہیں جب یہ بات انکے سامنے یہ حقیقت
ظاہر ہوئی کہ واجب تعالی بعینہ وجود مطلق ہے
تو پھر انہیں اس بات کی حاجت نہ پیش
آئی کہ وہ اس کی وحدانیت اور نفی شریک
پر دلائل قائم کرتے اسلئے اسمیں اثنینیت
اور تعدد کے تصور تک کا بھی امکان نہیں
بجز اسکے کہ تعین اور تقید کو ملحوظ رکھا
جائے سو جس چیز کا بھی تم مشاہدہ کرتے
ہو یا عقل و قوت متخیلہ میں آ سکتی ہے
اور جسکے تصور سے تمہارے ذہن میں تعدد
کا مفہوم پیدا ہوتا ہے تو ایسی چیز وجود
اضافی کیساتھ موجود ہے وجود مطلق سے نہیں

لَيْسَ بِشَيْءٍ اِنْتَهٰى كَلَامُهٗ
وَهُوَ كَالنَّتِيْجَةِ لِمَا
مَهَّدَهٗ وَمُفَادُ كَلَامِهٖ اَنَّ
الْوُجُوْدَ عَامٌّ مُشْتَرَكٌ بَيْنَ
الْمَوْجُوْدَاتِ وَهُوَ عَيْنُ حَقِيْقَةِ
الْوَاجِبِيَّةِ وَنَفْسُ ذَاتِهَا وَلَا
يَنْبَغِيْ اَنْ يُظَنَّ بِهٰؤُلَاءِ الْاَعْلَامِ
اَنَّهُمْ يَجْعَلُوْنَ بِكُلِّيَّتِهٖ سُبْحَانَهٗ وَ
تَعَالٰى بَلْ مَرَامُهُمْ بَيِّنٌ لَكَ مَا قَدْ
اَسْلَفْنَا مِنْ اَنَّهٗ سَادٌّ لِاُفُقِ
الْفِعْلِيَّةِ غَاشٍ لِاَقَالِيْمِ التَّحَقُّقِ
اَعْنِيْ بِهٖ اَنَّ التَّحَقُّقَ لَا يَسَعُ
طَبِيْعَتَهٗ اِلَّا الْوَاجِبُ وَالْمُمْكِنُ
مُسْتَنِدٌ اَوَّلًا وَثَانِيًا اِلَى الْوَاجِبِ
فَجِهَةُ اِيْجَادِهٖ وَقُدْرَةُ تَكْوِيْنِهٖ اَوْ
مَا شِئْتَ فَسَمِّهٖ مُنْدَرِجَةٌ فِيْ
حَقِيْقَتِهٖ بِالْفِعْلِ وَاِنَّمَا تَحَقُّقُهٗ
مُسْتَنِدٌ اِلَيْهِ سُبْحَانَهٗ لَا يَتَسَلَّطُ فِيْهِ
شَاكٌّ وَتَحَقُّقُ الْمُمْكِنِ لَا جَرَمَ اَنَّ

ہے اور وہ لاشیٔ محض ہے، انتہی کلامہ
یہ اسکے کلام ماقبل کا نتیجہ ہے
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ وجود عام کا مفہوم
تمام کائنات میں مشترک ہے اور وہ حقیقت
واجب تعالیٰ کا عین اور اسکا نفس ذات
ہے ایسے علماء اعلام کے متعلق یہ خیال
نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ذات اقدس باری
تعالیٰ کو کلی سمجھتے ہیں بلکہ ان کا مقصود
اس سے جیسا کہ ہم پہلے ہی بیان کرچکے
ہیں یہ ہے کہ اس کا مفہوم افق فعلیت کو گھیرے
ہوئے اور اقلیم تحقق کو ہر طرف سے محیط ہے
میرا مقصود یہ ہے کہ تحقق اور اسکا وجود
اولاً اور ثانیاً ذات اقدس ہی کی طرف
منسوب ہے پس اسکے ایجاد کی جہت اور اس کے
تکوین کی قدرت یا جن الفاظ کے ساتھ
تم تعبیر کرنا چاہو وہ بالفعل واجب
تعالیٰ کی حقیقت میں مندرج ہیں اور
اسکا تحقق باری تعالیٰ کی طرف منسوب
ہے اس میں کسی شک کرنے والے

كنهه تمثل تلك الجهة ،
فاذن اصل التحقق
وسنخه هو الواجب لا
انه مما اكتنفه التحقق
من فوق وهو مرتد
برداء الكبرياء برئ عن
كل تمثل ثم ان التمثلات
مظاهر كماله وتماثيل
جماله وشروح جلاله و
هذا مما لا يمارى فيه
الحكيم واما ان الماهيات
غير مجعولة وان الصادر
الاول هو الوجود المنبسط
على هياكل الموجودات
وان الوجود البسيط هو
الله وان الوجود شئ يلحق
الماهيات فامور ممنوعة قد
سبق تاسيس منعها

کے لئے شک کی گنجائش نہیں تحقق
ممکن کی حقیقت یقیناً اسی جہت کا تمثل ہے،
تو تحقق کی اصل اور اسکا منبع واجب
تعالیٰ کی ذات ہے اس طور پر نہیں
کہ تحقق نے اسے فوق کی جانب سے گھیر
رکھا ہے اور کبریاء کی چادر اوڑھے ہوئے
ہر قسم کے تمثل سے بری ہے، پھر تمام
تمثلات اسکے مظاہر کمال اور آئینہ ہائے
جمال ہیں اسکی عظمت اور جلال کی
شرح اور تفصیل ہیں یہ ایسی بات ہے
کہ جسمیں کوئی حکیم بھی اختلاف نہیں کرتا،
یہ بات قابل تسلیم نہیں کہ ماہیات مجعول
نہیں یا یہ کہ صادر اول اس وجود کا نام
ہے جو تمام کائنات کو اپنے مفہوم میں
لئے ہوئے ہے اور وجود بسیط صرف
اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وجود ایسی
چیز ہے جو ماہیات سے آکر ملجاتی ہے ان
نظریوں کی تردید کے متعلق ہم پہلے
بحث کر چکے ہیں یا یہ کہ ان کے اقوال

أَوْ هِيَ مَا وَلَهُ وَالَّذِي أَنْهُمْ اِكْتَفَوْا بِالتَّغَايُرِ الْاِعْتِبَارِيِّ الَّذِي بَيْنَ الْمَاهِيَّةِ وَالْفِعْلِيَّةِ وَلَمْ يَنْكَشِفْ لَهُمْ أَنَّ سُلْطَانَ الْفَرْقِ إِنَّمَا هُوَ فِي مَوْطِنِ اللِّحَاظِ فَقَطْ ۔

تا دیل پر مبنی ہیں میرے خیال میں انہوں نے اس تغایر اعتباری کو ملحوظ رکھنے پر اکتفاء کی ہے جو ماہیت اور فعلیت کے درمیان پایا جاتا ہے مگر ان پر یہ عقدہ نہ کھل سکا کہ یہ فرق صرف حیثیت اور جہت ملحوظ رکھنے تک ہے ۔

وجود اور ماہیت ایک ہیں

وَالْحَقُّ أَنْ يُقَالَ الْوُجُودُ هُوَ الْمَاهِيَّةُ وَالْحَقِيقَةُ هِيَ التَّقَرُّرُ كَمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ إِمَامُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَبِالْإِطْلَاقِ الْعَامِّ الشَّامِلِ يَجِيءُ إِلَّا انْتِهَاءِ الْوَاجِبِ فِي ذَاتِهِ تَزْعُمُوهُ مُؤَدِّيًا لِلْوَاجِبِ أَنْ يَكُونَ كُلُّهُ بِجُمْلَتِهِ وَلَمْ يَتَفَطَّنُوا بِأَنَّ الْعَالَمَ بِأَسْرِهِ مُتَعَيِّنٌ

اور حق بات یہ ہے کہ وجود اور ماہیت ایک ہی چیز ہے اور حقیقت بعینہ تقرر ہے جیسا کہ امام اہل سنت نے اس کی تشریح کی ہے اور کیونکہ وجود کا مفہوم بلحاظ اسکے اطلاق عام کے واجب تعالیٰ کی لا انتہا ہی کو شامل ہے، جس سے ان کو یہ غلطی ہوئی کہ وہ عین واجب ہے اور وہ دونوں ایک دوسرے پر کلی طور پر منطبق ہیں اور اس نکتہ کو نہ سمجھ سکے کہ تمام عالم کلی طور پر متعین ہے اس میں ہر چند کہ

لَا نِسْبَةَ لِإِطْلَاقِهٖ إِلَى إِطْلَاقِ الْوَاجِبِ إِلَّا نِسْبَةٌ شُعُورِيَّةٌ تَكْوِيْنِيَّةٌ ۔	اطلاق کا تصور کیا جائے مگر واجب تعالیٰ کے اطلاق سے اسے کوئی نسبت نہیں، مگر صرف اتنی نسبت

لہٰذا اس کے علم اور تکوین سے معرضِ وجود میں آیا۔

وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ الْوُجُوْدَ الْمُنْبَسِطَ بِعَيْنِهٖ الْوَاجِبُ فَقَدِ اشْتَبَهَ عَلَيْهِ الْأَمْرُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يُمَيِّزِ الظَّاهِرَ مِنَ الْمَظَاهِرِ ۔	اور جس شخص کا یہ خیال ہے کہ وجود جو اس عالم میں پھیلا ہوا ہے وہ عین واجب ہے تو اسے بڑا اشتباہ پیش آیا ہے کہ جس سے وہ ظاہر اور مظاہر میں تمیز نہ کر سکا،
اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ أَنْ تَجْعَلَنِيْ لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا وَلِلْحُكَمَاءِ عِصَامًا ۔	اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے ہر ایک اسم پاک کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے متقیوں کا امام اور حکماء ربانیین کے لئے جائے پناہ بنائے ؛

الخزانة الثالثة — تیسرا خزانہ

انجاس کی حقیقت اور اسکے معانی

أن تعرف كنه الانجاس
هو ان الجاعل يجب منه
مجعول بخصوصه كما يقتضيه
أصل تحققه من هيئة مختصة
بذلك وهذه الجهة كنه
المجعول وقوامه في نفسه و
تستتبع هذا الوجوب تحققه
وتجوهره وتقرره والفحص
يكشف ان تحققه هو تحققه
لجاعله وان تجوهره هو استناده
ازلا وابدا الى فاعله وان تقرره انما
هو سبوغه من مبدئه فلاجرم انه
شرح لتلك الجهة تفصيل لاجمالها
ولما لم يتميز قبل هذا في المرآتية

انجاس کی حقیقت یہ ہے کہ
جاعل اپنے مجعول خصوصی کے لئے وجو
طور پر ظہور کا باعث ہو جیسا کہ ہیئت
مخصوصہ کا اصل تحقق اس بات کا تقاضا
کرتا ہے یہی جہت کسی مجعول کی حقیقت
اور اسکا فی نفسہ قوام ہوتی ہے اور اس
تحقق وجوب مذکور کا نتیجہ جوہر اور تقرر
ہوتا ہے تحقیق اور تفتیش کے بعد یہ بات
واضح ہوئی ہے کہ تحقق مجعول کے یہ معنی
ہیں کہ اسکا تحقق جاعل کیلئے ہے اسکی ذات
کا انحصار اس پر ہے کہ وہ ازل سے
ابد تک اپنے فاعل کی طرف منسوب
رہے اور اسکے تقرر کا منبع اسکا مبدا
ہوتا ہے، اور اسکا وجود اس جہت

الخصوصية هذه التميز لشدة — خصوصی کی شرح اور اسکے اجمال کی
اعتلائهما وغاية تسبقهما — تفصیل ہوتی ہے اور اس مرتبہ جہت
سے پہلے عدم امتیاز کی وجہ اس جہت کا علو شان اور اسکی انتہائی سبقت ہے،

والانبجاس نوعان احدهما — انبجاس کی دو قسمیں ہیں ایک تو مطلق
انبجاس مطلق من مطلق — سے مطلق کا ظہور میں آنا اور اسکی حقیقت
وحقيقته انحياز مفهوم — کسی مفہوم کا اسطرح متمثل ہونا ہے کہ
براسه يصح له التصادق و — دونوں کا تصادق اور عنوانیت صحیح
العنوانية كالمتعجب بالنسبة — ہوسکے جیسا کہ متعجب ناطق کیطرف نسبت
الى الناطق وان كان بالاتحاد — کیساتھ اگرچہ اسکا اتحاد عرضی ہے جیسا کہ
العرضي وقد عرفت كيفيته — اسکی کیفیت تم خزانہ دوم میں معلوم کر چکے ہو
في الخزانة الثانية ثانيهما — دوسرے متعین اور مقید کا مطلق سے
انبجاس متعين مقيد من — ظہور میں آنا اور اسکی حقیقت یہ ہے
المطلق وحقيقته انتهاء — کہ انجباس اطلاقی ختم ہو کر ایسی حد تک
الانبجاس الاطلاقي الى حد — پہنچ جائے کہ جس کے بعد صرف یہی
لا يقتضي بعد ذلك الا انحياز — رہ جاتا ہے کہ مختلف مفہومات اپنی اپنی
المفهومات المتخالفة بجهاتها — جہات میں اسطرح تمثل حاصل کریں کہ
فيه بحيث لا يصح التصادق ولا — اس مقام پر نہ تو تصادق صحیح ہوتا ہے
العنوانية كالحيوان بشرط شيء — اور نہ عنوانیت جیسا کہ حیوان بشرط شی
والحيوان بشرط لا شيء) — اور حیوان بشرط لاشی۔ اس حیوان مطلق

بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْحَیَوَانِ الْمُطْلَقِ الَّذِیْ هُوَ نَفْسُ الْحَیَوَانِ فَقَطْ ۔

کی طرف نسبت کرنے کے ساتھ جو کہ فقط نفس حیوان ہے،

عرش اور ماء

وَنَحْنُ نُرِیْدُ اَنْ نُفِیْدَکَ فِیْ هٰذِهِ الْخِزَانَةِ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُتْلٰی عَلَیْكَ بِصِمَاخِ یَقِیْنِكَ لَمَّا اَرَادَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَنْ یَّخْلُقَ الْخَلْقَ اَفَاضَ اٰدَةً مِنْ صِرْفِ التَّجَرُّدِ وَعَیْنِ الْاِطْلَاقِ وَاِنَّمَا اَعْنِیْ بِهٖ جِسْمًا تَامًّا مُحَدِّدًا لِلْجِهَاتِ غَیْرَ قَابِلٍ لِلْخَرْقِ وَالْاِلْتِیَامِ وَهُوَ الْعَرْشُ الْعَظِیْمُ وَهُوَ وَاِنْ کَانَ جِسْمَانِیًّا وَلٰکِنَّهٗ رُوْحَانِیٌّ مِنْ حَیْثُ الْاِقْتِرَابِ الْاَتَمِّ وَالتَّدْبِیْرِ الْاَعَمِّ وَلَهٗ رُوْحٌ تَامٌّ کُلِّیٌّ تَحَقَّقَ لَهٗ اَنْ یُقَالَ اَنَّهُ اسْتَوٰی

ہم چاہتے ہیں کہ اس خزانہ میں اس امر کی تشریح کریں اسلئے جو تمہارے سامنے بیان کیا جائے اسے گوش ہوش سے سنو جب اللہ تعالےٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نے خالص تجرد اور عین اطلاق سے عرش عظیم کو پیدا کیا اور ہمارے نزدیک اسکا مفہوم ایک جسم کامل ہے کہ جس نے تمام جہات کو گھیر رکھا ہے اور اس میں خرق والتیام نہیں (یہی وہ عرش عظیم ہے) اور اسے اگرچہ ہم نے جسم سے تعبیر کیا ہے لیکن وہ اقتراب اتم اور تدبیر اعم کا مظہر ہونیکی وجہ سے روحانی ہے اور اسمیں ایک روح کلی ہے جس کی بنا پر یہ کہنا مناسب ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ

عَلَيهِ اللهُ سُبحانَهُ وَتَعالیٰ وَ	عرش پر مستوی ہے اور اسکے بعد یک جسم
جِسمًا غَيرَ تامٍّ مُحَدَّدًا مِنَ	غیر تام ہے جو محدد من الجہات ہے
الجِهاتِ عَلیٰ صِيغَةِ اسمِ	اور قابل خرق والتیام ہے اور ہمارا
المَفعُولِ قابِلَ الخَرقِ وَالالتِيامِ	مقصود یہ ہے کہ جو حالت بھی اس پر طاری
مُطلَقًا وَاِنَّما اَعنِي بِهِ اَنَّهُ	ہوتی ہے اسے قبول کر لیتا ہے اور جون
قابِلٌ لِكُلِّ ما يَطرَءُ عَلَيهِ وَ	سی بھی صورت اسکے لئے فرض کی جائے
لا يَابیٰ اَيَّ صُورَةٍ فُرِضَت	اس سے انکار نہیں اور یہ ثانی جسم پانی
وَهُوَ المَاءُ وَهُوَ جِسمانِیٌّ	ہے اور یہ وہ جسم محض ہے کہ جسے کسی
مَحضٌ لا اِقتِرابَ لَهُ وَلا تَدبِيرَ	قسم کا قرب حاصل نہیں اور تدبیر الٰہی
وَلا رُوحَ وَلا استِيلاءَ وَقَد	اور روح کا مظہر نہیں اور نہ اس پر استواء
عَبَّرَ عَنهُ بِالماءِ لِمُشابَهَتِهِ	ثابت آتا ہے اور اس جسم کو پانی کیساتھ
اِيّاهُ فِي الاِطلاقِ وَالقابِلِيَّةِ	اسلئے تعبیر کیا گیا کہ یہ اطلاق اور قابلیت
كَما عَبَّرَ عَنِ العَرشِ بِهِ	میں اسی کے مشابہ ہے جیسا کہ عرش سے
لِمَعنَى الاِستِيلاءِ وَالتَّحَدُّدِ	تعبیر کرنا اللہ تعالے کے استیلاء اور
التّامِّ هٰذا ذَوقُ الحَكِيمِ وَلا مَحِيدَ	استوی اور تحدد تام کے معنی کو شامل
عَنهُ فِي التَّحقِيقِ وَما اختَلَفُوا اِلّا	ہے یہ ایک حکیم کا ذوق ہے کہ جس کی
عَن جَهلٍ بِحَقِيقَةِ السِّرِّ ۔	تحقیق میں کوئی شائبہ نہیں اور اس

میں وہی اختلاف کر سکتا ہے جو اس راز کی حقیقت سے ناواقف ہے

وَقَد تَظاهَرَتِ الاٰياتُ وَ	آیات اور احادیث اس سلسلہ میں بکثرت

الاحادیث علیہ قال اللہ
سبحانہ فی محکم کتابہ و
ھو الذی خلق السموات و
الارض فی ستۃ ایام و
کان عرشہ علی الماء لیبلوکم
ایکم احسن عملا وفسرھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فیما رواہ البخاری
عن عمران بن حصین انہ
قال کان اللہ ولم یکن
قبلہ شیء وکان عرشہ
علی الماء ثم خلق السموات و
الارض وکتب فی الذکر کل
شیء وفی روایۃ وخلق من الماء
السموات والارض وھذا المقدار
ذوق الانبیاء والحکماء۔
واما الفلاسفۃ الذین یشتغلون
بما لا یعنیھم فاذا نحن اجلنا
النظر بحذاء اولئک قلنا

وارد ہوئی ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے
کہ یہ وہ خدائے قدوس ہے کہ جس نے
آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا
کیا اور اسکا عرش عظیم پانی پر تھا، تاکہ
آزمائے کہ کون تم میں سے بلحاظ عمل
کے سب سے بہتر ہے اور امام بخاریؒ نے
عمران بن حصینؓ سے جو روایت نقل کی
ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسکی تفسیر بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ
موجود تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی
اور اسکا عرش پانی پر تھا کہ جسکے بعد اس
نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور
لوح محفوظ میں ہر ایک چیز لکھدی اور
ایک روایت میں ہے کہ آسمانوں کو
اور زمین کو پانی سے پیدا کیا، انبیاء کرام
اور حکماء کا ذوق بس اتنا ہی ہے،
لیکن فلاسفہ جو لایعنی مباحث میں
مصروف رہتے ہیں جب ہم انکے نظریہ
کی طرف غور کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں

اِنْ نَقُوْلَ الْعَرْشُ مُوْجُوْدٌ	کہ عرش موجود ہے اسکا ہیولی اسکی صورت
کَمَا هُوَ هَیُوْلَاهُ یَقِفُ عَلٰی	پر اور اسکی صورت اسکے ہیولی پر موقوف
صُوْرَتِهٖ وَصُوْرَتُهٗ یَقِفُ	ہے اور پانی ایسا جسم ہے جو ہیولی اور
عَلٰی هَیُوْلَاهُ وَالْمَاءُ جِسْمٌ	اس صورت عامہ سے مرکب ہے جو کہ ہر
مُرَکَّبٌ مِنَ الْهَیُوْلٰی وَالصُّوْرَةِ	اس صورت کو قبول کرتی ہے جو اس
الْعَامَّةِ الْقَابِلَةِ لِکُلِّ صُوْرَةٍ	پر پیش آتی ہے جیسا کہ یہ لوگ ہیولی
تَاْتِیْ عَلَیْهَا کَمَا یَقُوْلُوْنَ فِی الْهَیُوْلٰی	ثانیہ اور صورت نباتیہ کے متعلق بیان
الثَّانِیَةِ وَالصُّوْرَةِ النَّبَاتِیَّةِ ۔	کرتے ہیں ،

زمان اور مکان

وَقَدْ اَحَاطَ الْجِسْمَانِیَّةَ	تمام جسمانی اشیاء پر ایک ایسا
بِجَمِیْعِهَا جَوْهَرٌ مُمْتَدٌّ	جوہر احاطہ کئے ہوئے ہے جو امتداد
بِذَاتِهٖ وَهُوَ الزَّمَانُ وَجَوْهَرٌ	ذاتی کیساتھ موصوف ہے اور وہ زمان
مُتَّسِعٌ بِذَاتِهٖ وَهُوَ الْمَکَانُ	ہے اور ایک جوہر ہے جو متسع بذاتہ
وَهُوَ اَمْرَانِ مُشْتَرَکَانِ فِی	ہے اس کو مکان بولا جاتا ہے، ان
الْجِسْمَانِیَّاتِ قَاطِبَةً حَالَّانِ	دونوں کا تمام جسمانیات کیساتھ ایسا
فِیْهَا فَتَحَقُّقُ الزَّمَانِ هُوَ	تعلق ہے کہ ایک دوسرے کو علیحدہ نہیں
تَحَقُّقُهٗ فِی الْجَسَدِ	کر سکتے اور دونوں کا وہ محل کہ جسمیں وہ
تَحَقُّقُ الْمَکَانِ هُوَ تَحَقُّقُهٗ	حلول کئے ہوئے ہیں ہر ایک ایسی چیز

فِی الْجِسْمِ وَاِنْ اَنْ زَعَمُوْا اَنَّهُمَا عَرَضَانِ وَلٰكِنْ ذَوْقُ الْحُكَمَاءِ اٰبٍ عَنْهُ۔

ہے کہ جسکی بناپر زمان اور مکان دونوں کا تحقق جسم میں ہے اسی لیے بعض حضرات نے یہ خیال کیا کہ یہ دونوں عرض ہیں لیکن حکماء کا ذوق اس کے تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے،

وَالزَّمَانُ كَمَا كَانَ اِمْتِدَادُهٗ غَيْرَ مَالُوْفِ التَّصَوُّرِ عِنْدَهُمْ عَسُرَ عَلَيْهِمْ تَصَوُّرُهٗ۔

اور کیونکہ زمان میں اس قدر امتداد ہے کہ اس کا تصور نہیں کیا جاسکتا اسلئے اسکے تصور کو مشکل سمجھا گیا ہے،

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ جَعَلَ كُلًّا مِنْ هٰذِهٖ مُتَعَانِقًا مَعَ الْاٰخَرِ وَلَوْلَا التَّعَانُقُ لَذَهَبَ الْهَيُوْلٰى اِلَى الْاِطْلَاقِ الصِّرْفِ الَّذِيْ هُوَ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَذَهَبَ الصُّوْرَةُ اِلٰى اِسْمٍ هِيَ مُمَاثِلُهَا بِحِكْمَتِهِ الْبَاهِرَةِ عَلَّقَ كُلًّا مِنْهُمَا بِالْاٰخَرِ لِيَثْبُتَ بِذٰلِكَ الْعَالَمُ۔

یاد رکھو کہ ان میں سے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو ایک دوسرے کیساتھ وابستہ پیدا فرمایا ہے اگر یہ توافق اور وابستگی نہ ہو تو ہیولی اطلاق صرف کے ساتھ مل جاتا جو اللہ تعالیٰ کے اسمائے پاک میں سے ایک اسم ہے اور صورت اس حکمت کیساتھ ملجاتی جسکا وہ مثل ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے ساتھ دونوں کو ایک ساتھ اسطرح پیدا فرمایا کہ جسکی وجہ سے عالم ثابت رہا،

حدوث عالم

وَالْعَالَمُ حَادِثٌ كُلُّهُ	تمام عالم حادث ہے، زمان
أَمَّا الزَّمَانُ وَمُعَاصِرَاتُهُ	اور اسکے معاصرات کا حدوث تو تقییدی
فَبِالْحُدُوثِ التَّقْيِيدِيِّ وَأَمَّا	ہے لیکن دوسری اشیاء حدوث کے
غَيْرُهَا فَبِالْحُدُوثَيْنِ كِلَيْهِمَا	دونوں معانی کی بنا پر حادث ہیں،
وَمَنْ تَجَشَّمَ إِثْبَاتَ	جنہوں نے زمان اور اسکے معاصرات
الْحُدُوثِ الزَّمَانِيِّ لِلزَّمَانِ	کے لئے حدوث زمانی کے ثابت کرنے
وَأَخَوَاتِهِ فَقَدْ رَكِبَ	میں سعی لاحاصل کی ہے اور وہ ایک
شَطَطًا وَلَا يَكَادُ يَجِدُ	ناممکن چیز کو ممکن بنانا چاہتے ہیں
مِنَ الْآيَاتِ وَالْأَحَادِيثِ	آیات قرآنی اور احادیث نبوی میں
عَلَيْهِ دَلِيلًا .	ان کیلئے کوئی دلیل نہیں،
ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ لِكُلِّ	ہر ایک اسم پاک کی خصوصیت سے
خُصُوصِيَّةٍ مِنَ الْأَسْمَاءِ	عالم امکان میں صورت خصوصیہ ظہور
تَسْتَتْبِعُ صُورَةً بِخُصُوصِهَا	میں آتی ہے کیونکہ ان دونوں کے
فِي عَالَمِ الْإِمْكَانِ لِخُصُوصِيَّةٍ	درمیان ایک قسم کی خصوصیت ہوتی ہے
بَيْنَهُمَا وَاقِعَةٍ عِنْدَ اللهِ	جو اللہ تعالے کے نزدیک ایک امر
تَعَالَى كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ	واقع ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے نے

خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ ۔	نے انسان (آدم) کو ان کی صورت پہ پیدا کیا،
فَبِهٰذَا صُوْرَةُ الْاَفْلَاكِ وَالْعَنَاصِرِ بِصُوَرِهَا وَمِنَ النَّشْأَةِ الْجُزْئِيَّةِ فِيْ كُلِّ عُنْصُرٍ عُنْصُرٌ وَفَلَكٍ فَلَكٌ ۔	سو اسی طرح افلاک اور عناصر کی بھی صورتیں ہیں اور ارتقاء جزئی میں ہر ایک عنصر کیلئے عنصر اور فلک کیلئے فلک موجود ہے،
اَلْمَعْدِنُ وَهُوَ اَمْرٌ جِسْمَانِيٌّ مَحْضٌ لَهٗ رُوْحٌ ضَعِيْفٌ اِنَّمَا شَأْنُهٗ حِفْظُ صُوْرَتِهٖ وَطَبِيْعَتِهٖ غَيْرَ وَاَنَّ مَعْدَنَ الْاَفْلَاكِ اَتَمُّ مِنْ مَعْدِنِ الْعَنَاصِرِ وَالْعَامَّةُ تَخْتَصُّهٗ بِالْاَرْضِ وَالْحُكَمَاءُ يُعَمِّمُوْنَهٗ مِنْ مُقْتَضٰى ذَوْقِهِمْ فِيْ كُلِّ الْمَاءِ ۔	معدن صرف جسمانی چیز ہے جس کی روح نہایت کمزور ہے اسکا کام صرف اپنی صورت اور طبیعت کا محفوظ رکھنا ہے علاوہ ازیں معدن افلاک معدن عناصر سے کامل تر ہیں، اور معدن کو عام طور پر ارضیات سے مخصوص سمجھا جاتا ہے لیکن حکماء اپنے ذوق کے مطابق تمام معدنیات کیلئے پانی کی طرح عموم ثابت کرتے ہیں،
وَالنَّبَاتُ وَهُوَ جِسْمٌ لَهٗ رُوْحٌ شَأْنُهٗ التَّغْذِيَةُ وَالتَّنْمِيَةُ مَعَ الْحِفْظِ وَهُمَا	اور نبات ایک ایسا جسم ہے کہ جس میں روح ہے جسکا عمل یہ ہے کہ فقط صورت کے علاوہ تغذیہ اور نشوونما کے نظام کو بھی قائم رکھتی ہے حیوان

قَدْ يَلْتَبِسَانِ بِاَحْكَامِ
الْحَيَوَانِ اَوِالنَّاطِقِ بِقَسْرٍ
وَلٰكِنْ هٰذَا الْكَلَامُ فِيْ مُقْتَضَى
الطَّبَائِعِ وَالْحَيَوَانُ وَهُوَ
جِسْمٌ لَهٗ رُوْحٌ شَانُهٗ
الشُّعُوْرُ مِنَ الْاِحْسَاسِ
وَالتَّخَيُّلِ وَالتَّوَهُّمِ وَالْاِدْرَاكِ
وَالرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ وَغَيْرِهَا
وَالنَّاطِقُ وَهُوَ جِسْمٌ لَهٗ رُوْحٌ
شَانُهُ التَّعَقُّلُ اَيِ اللُّحُوْقُ
بِاُصُوْلِ الْعَوَالِمِ مِنَ الْاَسْمَاءِ
لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ عِلْمًا وَعَمَلًا۔
وَالنَّاطِقُ الَّذِيْ غَلَبَ
عَلَيْهِ الْاَرْضُ كَمِّيَّةً
وَاعْتَدَلَتِ الْاَرْبَعُ
كَيْفِيَّةً لَا اعْتِدَالًا
حَقِيْقِيًّا بَلْ مَشْهُوْرِيًّا
هُوَ الْاِنْسَانُ۔
وَالنَّاطِقُ الَّذِيْ غَلَبَ

بلکہ حیوان ناطق کے احکام کے ساتھ
بھی اس کو التباس حاصل ہے۔ گو
بعض حالتوں میں ہو لیکن ہر وقت
ہم نفس طبائع سے بحث کر رہے ہیں،
اور حیوان ایسا جسم ہے کہ جسکی روح
ہے اس کا عمل احساس تخیل توہم
ادراک اور رضا اور غضب وغیرہ کے
احوال کو سمجھنا ہے اور ناطق ایسا روح
والا جسم ہے کہ جسکی شان اور حالت
تعقل یعنی بلحاظ علم اور عقل کے وہ
اصول عوالم یعنی اسماء حسنی تک رسائی
حاصل کر سکتی ہے،
اور وہ ناطق کہ جسمیں بلحاظ مقدار کے
ارضی جزو غالب ہو لیکن کیفیت کے
لحاظ سے اسکے عناصر اربعہ میں اعتدال
حقیقی نہیں ہوتا بلکہ صرف اسکے نام
سے مشہور ہے اس قسم کا (حیوان ناطق)
انسان کہلاتا ہے
اور وہ ناطق جس میں کمیت کے لحاظ

عَلَیْہِ الْھَوَاءُ کَمِّیَّۃً وَاسْتَوَتِ
الْاَرْبَعُ کَیْفِیَّۃً ھُوَ الْمَلَکُ
السُّفْلِیُّ وَمِنْھُمْ رِدْءُ
الْمَلَائِکَۃِ الْعُلْوِیَّۃِ
وَتِمْثَالُھُمْ وَھُمُ الْمُوَکَّلُوْنَ
وَھُمْ اَقْرَبُ اِلَی الْعِفَّۃِ
مِنَ الْاِنْسَانِ وَغَیْرِہٖ وَ
اَقْوٰی نَفْسًا۔

سے ہوا کا عنصر غالب اور کیفیت کے
لحاظ سے چاروں عناصر میں استواء
اور برابری ہو، تو یہ ملائکہ سفلیہ ہیں جو
ملائکہ علویہ کے اعوان ہیں اور ان کا
تمثال ہیں اور یہی ملائکہ موکل ہیں اور
یہ عفت و عصمت کے اعتبار سے انسان
سے زیادہ قریب ہیں اور باعتبار نفس
کے زیادہ قوی،

وَالنَّاطِقُ الَّذِیْ غَلَبَ
عَلَیْہِ الْمَاءُ کَمِّیَّۃً وَ
وَاسْتَوَتِ الْاَرْبَعُ کَیْفِیَّۃً
ھُوَ الْاِنْسَانُ الْمَائِیُّ وَلَمْ
یُسْمَعْ لَہٗ ذِکْرٌ اِلَّا مَا یَسْرُدُہٗ
فَاحِصُ الذَّوْقِ۔

اور وہ ناطق کہ جس پہ باعتبار کمیت کے
پانی کا عنصر غالب ہو اور کیفیت کے
لحاظ سے عناصر اربعہ اس میں برابر ہوں
وہ انسان آبی ہے لیکن اہل ذوق
واعظین کے علاوہ ان کا تذکرہ اور
کہیں نہیں سنا،

وَالنَّاطِقُ الَّذِیْ غَلَبَ
عَلَیْہِ النَّارُ کَمِّیَّۃً
وَاسْتَوَتِ الْاَرْبَعُ
کَیْفِیَّۃً ھُوَ الْجِنُّ
وَیَتَیَسَّرُ لَھُمْ مِنَ

اور وہ ناطق کہ جس پہ باعتبار کمیت کے
آتش اور آگ کا غلبہ ہو اور کیفیت
کے لحاظ سے عناصر اربعہ اس میں برابر
ہوں، تو یہ قوم جن ہے، نسمہ کے لحاظ
سے جو اثرات ان سے ظہور پذیر ہوتے

النشآت النسمية ما لا يتيسّر للانسان الا بعد تجشّم كسب ثقيل .

ہیں انسان انکے اظہار سے قاصر رہتا رہتا ہے، البتہ سخت ریاضتوں کے بعد ممکن ہے کہ اس سے بھی کوئی کارنامہ ظاہر ہو،

والناطق المتكوّن من الافلاك هو الملك العلوي .

اور ایک وہ ناطق جس کا تکون عناصر فلکیہ سے ہوا یہ ملائکہ علویہ ہیں

ملائکہ کی حقیقت

والملائكة تماثيل الاسماء في نفوس اتمّ من نفوس الانس و امشاج الطف من امشاج الانس فلا جرم انهم وحي كلهم علم كلهم مؤتمون باصولهم انّما ما تاما ومنهم كليّون امرهم كلي وتاثيرهم كلي اما في النشأة الطبيعة واما

ملائکہ کی حقیقت یہ ہے کہ ان کے نفوس نفوس انسانیہ سے کامل تر ہوتے ہیں اس لئے ان میں اسماء پاک کا تمثل اور ظہور کامل تر ہے اور ان کا مادہ تخلیق انسان کے مادہ تخلیق سے لطیف تر ہوتا ہے جس کی بنا پر وہ سراپا وحی اور علم ہیں اور اپنے اصول کی کامل طور پر اقتدار کرنے والے ہیں، بعض ملائکہ ان میں سے کلیین ہیں، جو تدبیر کلی کو انجام دینے پر مامور ہیں، اور اس تاثیر کلی کا اظہار کبھی تو نشأۃ طبعیہ

وَ اَمَّا فِی النَّشْاَۃِ الْعِلْمِیَّۃِ
وَمِنْھُمْ جُزْئِیُّوْنَ وُکِّلُوْا
عَلَی الْجِبَالِ وَالْبِحَارِ وَالسَّحَابِ
وَکُلِّ شَیْءٍ وَبِالْجُمْلَۃِ
فَلَمَّا کَانَتْ حَقَائِقُھُمْ
وَسِیْعَۃً اَقْرَبَ مِنْ حَضْرَۃِ
الذَّاتِ فُوِّضَ اِلَیْھِمْ
تَدْبِیْرُ الْخَلْقِ مِنْ بَعْدِھِمْ
اَعْنِیْ اِلَی الْاَسْمَاءِ الطَّالِعَۃِ
فِیْ صُدُوْرِھِمْ وَذَوْقُ الْحَکِیْمِ
یُفَضِّلُھُمْ عَلَی الْاِنْسِ مُطْلَقًا
اَللّٰھُمَّ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ مِنْ وَجْہٍ
جُزْئِیٍّ وَمِنَ الْمَلٰئِکَۃِ مَنْ لَّمْ
یَتَجَلَّ فِیْہِ اِسْمُ الْمُطْلَقِ
فَالْاَنْبِیَاءُ اَفْضَلُ مِنْھُمْ
بِلَا مُشَاحَّۃٍ وَاَمَّا الْمُطْلَقِیُّوْنَ
فَھٰذَا الْوَجْہُ الْجُزْئِیُّ
کَادَ اَنْ یَّکُوْنَ شِعْرِیًّا
بِنِسْبَتِھِمْ فَتَدَبَّرْ۔

نہیں ہوتا ہے اور کبھی نشاۃ علمیہ میں اور
بعض ملائکہ جزئیین ہیں جو پہاڑوں
دریاؤں، بادلوں اور ہمہ قسم کی اشیاء
پر موکل ہیں، خلاصہ یہ کہ جب ان کے
حقائق میں وسعت پائی جاتی ہے اور
انہیں ذات اقدس سے قرب حاصل
ہے اسلئے ان اسماء پاک کے بعد جن کا
ظہور ان کے سینوں میں ہوا ہے انہیں
کو کائنات کی تدبیر سپرد کی گئی ہے اور
ایک حکیم کا ذوق تو انہیں مطلقاً
انسان پر فضیلت دیتا ہے ہاں جزئی
فضیلت دیجائے تو اور بات ہے،
اور بعض ملائکہ اسم مطلق کی تجلی سے
محروم ہیں تو ان سے انبیاء کرام یقیناً
افضل ہیں لیکن جن ملائکہ کو یہ شرف
حاصل ہوا ہو کہ کوئی اسم پاک کلی ان میں
جلوہ نما ہوا ہے تو ان کے لئے جزئی
وجوہات تلاش کرنا استدلال شعری
کی اقسام سے ہیں،

آدم علیہ السلام کو کون سے ملائکہ نے سجدہ کیا

وَاَمَّا سُجُوْدُ الْمَلٰئِكَةِ لِاٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّمَا كَانَ عِنْدَنَا مِنَ الْعُنْصُرِيِّيْنَ الَّذِيْنَ مِنْهُمْ اِبْلِيْسُ لَا الْفَلَكِيِّيْنَ وَبِهٖ يَنْفَكُّ الْعُقْدَةُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ وَالْاِسْتِثْنَاءُ مُتَّصِلٌ فَتَعَرَّفْ ۔	جن ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا وہ ہمارے نزدیک ان ملائکہ عنصریین میں سے تھے کہ جن میں سے ابلیس بھی تھا یہ ملائکہ فلکیین نہ تھے بس وہ عقدہ بھی حل ہو جاتا ہے جو اس آیت کے پڑھنے سے پیدا ہوتا ہے کہ وہ جن کی قوم سے تھا اسلئے اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرتابی کی تو الا ابلیس میں استثنا متصل ہے ۔

لوح و قلم

اَلْقَلَمُ جَوْهَرٌ مُجَرَّدٌ اَوْ كَالْمُجَرَّدِ مِنْ تَمَاثِيْلِ الْعِلْمِ الْفِعْلِيِّ وَاللَّوْحُ مِنْ تَمَاثِيْلِ الْعِلْمِ الْاِنْفِعَالِيِّ وَالْقَلَمُ جَامِعُ الْجِهَاتِ قَاطِبَةِ الْمُمْكِنَاتِ كَاللَّوْحِ وَعَبَّرَ فِيْ لِسَانِ الشَّرْعِ بِالْكِتَابَةِ	قلم ایک جوہر مجرد عن المادہ ہے یا علم فعلی کے تمثل میں سے مجرد کی طرح ہے اور لوح علم انفعالی کا تمثل ہے اور یہ قلم لوح کی طرح تمام ممکنات کی جہات کو جامع ہے زبان شرع میں کتابت کا لفظ اسلئے استعمال کیا گیا کہ

تَأْدِيَةً لِحُوْقِ الْفِعْلِيَّةِ
بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْاِنْفِعَالِيَّةِ ٭
وَمِنْ جُزْئِيَّاتِ الْقَلَمِ فِيْ
عَالَمِ التَّخْلِيْطِ قَوْمٌ يُسَمُّوْنَ
بِالْكَتَبَةِ وَالْحَفَظَةِ وَمِنْ
جُزْئِيَّاتِ اللَّوْحِ اُمُوْرٌ
تُسَمّٰى بِالْاَلْوَاحِ وَصِفَةُ
اللَّوْحِ اَنَّ كُلَّ اِسْمٍ مِّنْ اَسْمَاءِ
اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهِ اٰيَةٌ
عَلٰى حِدَتِهَا رُسِمَتْ فِيْهَا
صُوَرُهٗ وَاُبِيِّنَتْ فِيْهَا
جِهَاتُهُ الْمُتَعَدِّدَةُ بِحَسَبِ
الْقَابِلِ وَالْفَاعِلِ فَالصُّوْرَةُ
وَاحِدَةٌ وَالْجِهَاتُ مُخْتَلِفَةٌ
وَهُوَ جَامِعٌ لِجَمِيْعِ الْكَائِنَاتِ
اَللّٰهُمَّ اِلَّا اَنْ يَخْفٰى اَمْرٌ مِنْ
تِلْكَ الْجِهَاتِ عَلٰى رَجُلٍ وَشَانُ
الصُّحُفِ اَنْ يُحْفَظَ فِيْهَا بِحِذَاءِ
كُلِّ قَوْلٍ وَفِعْلٍ صَدَرَ

انفعالیت کے بہ نسبت علم فعلی کیساتھ
اسے زیادہ مناسبت ہے،
اور عالم تخلیط میں قلم ہی کی جزئیات
میں سے ایک قوم ہے کہ جنہیں کتبہ
اور حفظہ کہا جاتا ہے اور لوح کی
جزئیات میں سے بعض امور کو الواح
کیساتھ موسوم کیا جاتا ہے اور لوح کی
حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالے کے اسماء
میں سے ہر ایک اسم پاک میں ایک
جداگانہ آیت ہے کہ جسمیں اسکی صورت
لکھی ہوئی ہے اور جسمیں قابل اور فاعل
کی جہات متعددہ ظاہر کی گئی ہیں چنانچہ
صورت ایک ہے اور اسکی جہتیں مختلف
ہیں اور لوح کا مفہوم تمام کائنات
کو شامل ہے مگر یہ ایک جدا بات ہے کہ
کسی شخص پر ان جہات کا امر مخفی رہے
اور صحیفوں کی شان یہ ہے کہ ہر وہ
قول اور فعل جو کہ انسان سے صادر
ہوتا ہے کہ اسمیں اسکی صورت محفوظ ہو

مِنَ الْاِنْسَانِ مُسَوَّدَةٌ تُبْدِیْ فِیْہَا جِہَاتُ نَشْأَۃِ الْاُخْرَوِیَّۃِ وَعِلْمُ الْاَلْوَاحِ مِنْ اَذْوَاقِ الْحَکِیْمِ وَالْاَنْبِیَاءِ فَقَطْ ۔

جاتی ہے جسمیں جہات مختلفہ نشاءۃ اخرویہ کے لحاظ سے نمایاں ہو جاتی ہیں اور الواح کا علم فقط انبیاء کرام اور حکماء ربانیین کے ذوق کا نتیجہ ہے،

اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ کی حقیقت

وَاعْلَمْ اَنَّہٗ کَمَا اَنَّ بَدَنَ الْوَلَدِ مُتَوَلِّدٌ مِنْ بَدَنِ وَالِدَیْہِ عَلٰی مَا تَکَرَّرَ صِفَتُہٗ فِیْ کَلَامِ اللہِ سُبْحَانَہٗ وَفَسَّرَہَا رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَدِیْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ سَلَامٍ فَلِذٰلِکَ نَفْسُ الْوَلَدِ مُتَوَلِّدٌ مِنْ نَفْسِ الْوَالِدَیْنِ وَاَمْرُ الْمُوَلِّدَۃِ الرُّوْحَانِیَّۃِ فِی الْمُصَوِّرَۃِ الْقُدْسَانِیَّۃِ کَاَمْرِ الْمُوَلِّدَۃِ الْجِسْمَانِیَّۃِ وَالْمُصَوِّرَۃِ الْجِسْمَانِیَّۃِ وَقَدْ یَتَخَلَّفُ اَمْرُہُمَا عَنِ الْقِیَاسِ لِمَانِعٍ قُدْسِیٍّ اَوْ مَرَضٍ رُوْحِیٍّ ۔

یاد رکھو کہ جس طرح اولاد کا بدن انکے والدین کے بدن سے بنتا ہے، جیسا کہ کلام اللہ میں اسکا ذکر بار بار آیا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعودؓ اور ابن سلام رضؓ کی حدیث میں اس کی تشریح فرمائی ہے، اسی طرح اولاد کا نفس بھی والدین کے نفسوں سے متولد ہوتا ہے۔ اور تولید روحانی اور قوت مصورہ قدسیہ بھی تولید جسمانی اور صورت جسمانی کی طرح ہے اور اگر کسی مقام پر ان دونوں کا معاملہ از روئے قیاس مختلف نظر آئے تو وہاں مانع قدسی یا مرض روحی موجود ہوگا،

وَقَدْ يَظْهَرُ فِي نَفْسِ الْمَوْلُودِ مَا كَانَ مُسْتَبْطِنًا تَحْتَ الْإِجْمَالِ فِي نَفْسِ الْوَالِدَيْنِ وَقَدْ يَنْقَلِبُ أَمْرٌ إِلَى أَمْرٍ مَعَ بَقَاءِ النَّفْسِ الرَّحْمَانِيِّ عَلَى صِفَتِهَا كَمَا أَنَّ الْوَالِدَيْنِ قَدْ يَكُونَانِ مِنْ أَصْلَبِ النَّاسِ فِي الْغَضَبِ وَالْجُرْأَةِ وَيَكُونُ الْوَلَدُ مِنْ أَصْلَبِهِمْ فِي الْحِكْمَةِ وَالْمَعْرِفَةِ مَثَلًا وَقَدْ يَكُونَانِ مِنْ أَصْحَابِ الْوَقَاحَةِ الْخَيَالِيَّةِ أَوِ الْقَوْلِيَّةِ دُونَ الْفِعْلِيَّةِ ثُمَّ يَكُونُ الْوَلَدُ ذَا وَقَاحَةٍ فِعْلِيَّةٍ.

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو بات نفس والدین میں اجمالاً پوشیدہ ہو جاتی ہے وہ نفس مولود میں ظاہر ہو جاتی ہے اور کبھی نفس رحمانی کے اپنی کیفیت پر باقی رہنے کی بنا پر ایک امر دوسرے امر کی صورت میں تبدیل ہو جاتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ان کے والدین غصہ اور جلال میں ترقی پذیر ہوتے ہیں، لیکن ان کی اولاد حکمت و معرفت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہوتی ہے بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ والدین میں مخفی طور پر بے شرمی کا مادّہ موجود ہوتا ہے جو صرف قولی تک محدود رہتا ہے فعلی صورت نہیں اختیار کرتا لیکن ان کی اولاد میں بالفعل صفت خبیثہ نمایاں ہو جاتی ہے،

وَوَسِيعُ النَّفْسِ يَتَوَلَّدُ مِنْهُ وَسِيعُ النَّفْسِ وَكُلٌّ مِنْ صُلْبِ النَّفْسِ

اور جو شخص کہ وسیع النفس ہوتا ہے، تو اس کی اولاد بھی وسیع النفس ہوتی ہے اور علیٰ ہذا القیاس غلیظ النفس

وَلَطِيفُهَا يَتَوَلَّدُ مِنْهُ مَا	اور لطیف النفس سے اسی صفات کا عامل
يُمَاثِلُهُ وَمَنْ شَاءَ مِنَ الْحُكَمَاءِ	پیدا ہو گا اور جو حکیم بھی یہ پسند کرے کہ
أَنْ يَجْعَلَ وَلَدَهُ مِنْ تَمَاثِيلِ	اسکا لڑکا الحی القیوم کی صفات کا
الْحَيِّ الْقَيُّومِ فَلْيَجْعَلْ نَفْسَهُ	مظہر ہو تو وہ پہلے اپنے آپ کو قانون
مِنْ تَمَاثِيلِهِ عَلَى مَا يُوضِحُهُ قَانُونُ	حکمت مطابق ایسا کہ نیکی کوشش کرے
الْحِكْمَةِ ثُمَّ لِيُوَلِّدْ فَالْوَلَدُ مِنْ	انشاء اللہ تعالیٰ اس کا لڑکا بھی ان ہی
تَمَاثِيلِهِ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى ،	صفات کا مظہر ہو گا ،
وَاعْلَمْ أَنَّ هٰذِهِ الصُّوَرَ	اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ صورت جوہریہ
الْجَوْهَرِيَّةَ تَسْتَتْبِعُ صُوَرًا	دوسری صور عرضیہ کی شکل میں آنے کی
أُخْرَى عَرَضِيَّةً وَتَحْقِيقُ الْقَوْلِ	متقاضی ہوتی ہے ہمارے نزدیک تحقیقی
عِنْدَنَا أَنَّ الصُّورَةَ الْحَالَّةَ	بات یہ ہے کہ وہ صورت جو کسی سفید
فِي الْجِسْمِ هُوَ الْأَبْيَضُ لَا	چیز میں حلول کئے ہوئے ہے اس کو
أَبْيَاضٌ كَمَا يَتَوَهَّمُهُ الْمُتَوَهِّمُونَ	اگرچہ واہمین بیاض کہتے ہیں مگر ہم اسے
وَالْأَبْيَضُ اِخْتَصَّ بِنَوْعٍ مِنَ	ابیض کہیں گے اور ابیض میں خصوصی
التَّحَقُّقِ وَهٰذَا النَّوْعُ هُوَ	طور پر ایک نوع کا تحقق پایا جاتا ہے
السِّرُّ مَا بِهِ امْتِيَازٌ عَنِ الْجَوَاهِرِ	اور یہی چیز اسے جواہر اور انتزاعیہ سے
وَعَنِ الْإِنْتِزَاعِيَاتِ أَلَيْسَ	ممتاز بناتی ہے کیا تم نے غور نہیں کیا
أَنَّ الْجِسْمِيَّةَ أَمْرٌ اِخْتَلَطَ	کہ جسمیت کا مفہوم کسی شخص کے ساتھ
بِالشَّخْصِ اخْتِلَاطًا	تو اسطرح گھل ملجاتا ہے کہ اس پر اسکا

يَصِحُّ بِهٖ حَمْلُهٗ عَلَيْهِ فَنَحْنُ نُدْرِكُ اَنَّ الْبَيَاضَ اِخْتَلَطَ مِثْلَ هٰذَا الْاِخْتِلَاطِ اِلَّا اَنَّهٗ مُمْتَازٌ عَنِ الْجَوْهَرِيَّاتِ بِاَمْرٍ يَخْتَصُّ بِهٖ ۔

محمول کرنا صحیح ہو جاتا ہے، سو ہم کہتے ہیں، کہ بیاض کا مفہوم بھی کسی چیز کے ساتھ اسی طرح مختلط ہو جاتا ہے مگر وہ اپنے امر تخصیصی کی بنا پر جوہریات سے ممتاز ہو جاتا ہے،

سورج عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا ہے

وَالْمَذْهَبُ فِي الْفَلَكِيَّاتِ اَنَّهَا عُنْصُرِيَّاتٌ وَاَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَسَائِرَ السَّائِرَاتِ يَسْبَحُوْنَ فِيْهَا عَلٰى حِسَابٍ قَدَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى سُبْحَانَهٗ بِحَسْبِ طَبَائِعِهَا وَاَنَّهَا ذَوَاتُ اَرْوَاحٍ وَعُلُوْمٍ وَاَنَّ الشَّمْسَ تَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ سَجْدَةً تُنَاسِبُهَا ۔

فلکیات کے بارے میں صحیح مذہب یہ ہے کہ وہ عنصری ہیں سورج اور چاند اور جملہ اجرام فلکیہ اپنے اپنے مدار پر اس نظام کے مطابق گردش کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کی طبائع کیلئے مقدر فرما دیا ہے اور یہ بھی ذوات ارواح ہیں اور صاحب علوم ہیں اور اسی طرح سورج عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا ہے مگر اس سجدہ کی نوعیت اسی کے مناسب حال ہے،

وَفِي الْمَعْدَنِيَّاتِ وَالْجَوِّيَّاتِ وَالنَّبَاتِيَّاتِ وَالْحَيْوَانِيَّاتِ اَنَّ

معدنیات، جویات، نباتات حیوانات ان میں سے ہر ایک تعلق جو ان فلاسفہ

كُلَّ مَا فَصَّلَهُ الَّذِيْنَ يَشْتَغِلُوْنَ بِمَا لَا يَعْنِيْهِمْ فَإِنَّهُ صَادِقٌ بِحَسْبِ نِظَامِ الطَّبَائِعِ وَأَمَّا بِحَسْبِ الْأَسْمَاءِ الْمُنْعَكِسَةِ فَإِنَّ لَهَا أَسْبَابًا أُخَرَ يَعْسُرُ تَفْصِيْلُهَا ۔

وَالْعُقُوْلُ بَاطِلَةٌ وَالْأَعْيَانُ عُكُوْسُ الْأَسْمَاءِ الْخَاصَّةِ النَّاشِئَةِ مِنَ الْإِرَادَةِ وَكُلُّ عَيْنٍ يَظْهَرُ فِي الْمَظَاهِرِ الْمُتَعَدِّدَةِ وَيَلْحَقُ لَهُ فِيْ كُلِّ مَظْهَرٍ أَحْكَامٌ عَلَيْحِدَتُهَا فَقَدْ يَكُوْنُ جَوْهَرًا وَقَدْ يَكُوْنُ عَرَضًا فَلِهٰذَا نَقُوْلُ الْعَوَالِمُ عَلٰى تَعَدُّدِهَا وَسَعَتِهَا مُتَحَاذِيَةٌ بَعْضُهَا لِبَعْضٍ وَالْأَنْوَاعُ خُصُوْصِيَّاتُ الْأَعْيَانِ وَالْأَعْيَانُ الظَّاهِرَةُ تُشَخِّصُهَا وَتَجْعَلُهَا أَفْرَادًا ۔

نے ذکر کیا ہے جو لایعنی مباحث میں مشغول رہتے ہیں وہ نظام طبائع کے لحاظ سے تو صحیح ہے، لیکن اسماء پاک کی تجلیات کے لحاظ سے تو انکے ظہور میں آنے کیلئے کچھ دوسرے اسباب ہیں کہ جن کی تفصیل مشکل ہے،

تمام عقول باطل ہیں، اور اعیان ان اسماء خاصہ کا عکس ہیں، جو کہ صفت ارادہ سے ظہور میں آنیوالے ہیں اور ہر ایک عین کا ظہور متعدد مظاہر میں ہوتا ہے اور ہر ایک مظہر کیلئے جداگانہ احکام ہوتے ہیں چنانچہ کبھی وہ جوہر اور کبھی عرض ہوتا ہے اسی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ عوالم اپنے تعدد اور وسعت کے لحاظ سے ایک دوسرے کے متحاذی ہیں اور انواع کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ان اعیان کی خصوصیات ہیں اور اعیان ظاہر ان میں تشخص پیدا کرتے اور ظہور افراد کا باعث ہوتے ہیں،

تمثلات کی تقسیم

وَرَأْيُ الْحَكِيمِ تَقْتَضِي بِتَقْسِيمِ التَّمَثُّلَاتِ إِلَى ثَلٰثَةِ أَقْسَامٍ قِسْمٌ هُوَ تَمَثُّلٌ فِي خُصُوصِيَّةِ الْجَوْهَرِ يَتَرَمَّنْهَا انْطِبَاقِيَّاتٌ وَهِيَ النُّفُوسُ وَالْأَجْسَامُ الْمُتَوَحِّدَةُ بِوَحْدَةٍ حَقِيقِيَّةٍ كَهٰذَا الْإِنْسَانِ وَذَالِكَ وَمِنْهَا انْدِرَاجِيَّاتٌ كَالْأَعْضَاءِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلَا يَضْرِبُ وَجْهَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ وَجْهَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ وَهٰذَا الْبَصَرُ مِنْ تَمَاثِيلِ الْبَصِيرِ وَهٰذِهِ الْيَدُ مِنْ تَمَاثِيلِ الصَّانِعِ وَقِسْمٌ هُوَ تَمَثُّلٌ فِي خُصُوصِيَّةِ الْعَرَضِيَّةِ وَ

اور حکیم کی رائے تمثلات کی تین قسمیں کرنیکی مقتضی ہے ایک قسم کا تو وہ تمثل ہے جو کسی جوہر کی خصوصیت میں واقع ہوتا ہے اسی قسم میں سے انطباقیات ہیں اور وہ نفوس اور اجسام متوحدہ ہیں کہ جن میں وحدت حقیقیہ پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً یہ انسان اور وہ انسان اور ان ہی میں سے ندراجیات ہیں، جیساکہ اعضاء، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس وقت تم کسی سے لڑو تو اسکے منہ پر نہ مارو، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے (آدمی) کے چہرہ کو اپنی صورت کے مطابق پیدا کیا اور یہ بصر بصیر کا تمثل اور یہ ہاتھ صانع کا تمثل ہے،

اور دوسری قسم کا وہ تمثل ہے جو کسی عرض کی خصوصیت میں واقع ہو، اور

مِنْهَا انْطِبَاقِيَاتٌ وَهِيَ
اللَّوْنُ وَالشَّكْلُ وَالشَّجَاعَةُ
وَالسَّخَاوَةُ فَمَا لَا يَخْتَصُّ
بِعُضْوٍ وَاحِدٍ مِنَ الْأَعْضَاءِ
إِنَّمَا طَرَيَانُهَا عَلَى الْكُلِّ مِنْ
حَيْثُ أَنَّهُ هُوَ كُلٌّ وَمِنْهَا انْدِرَاجِيَّاتٌ
كَالصَّوْتِ فِي الْحَلْقِ وَالْبَصَرِ فِي
الْبَاصِرَةِ وَالسَّمْعِ فِي السَّامِعَةِ
وَقِسْمٌ هُوَ تَمَثُّلٌ فِي عَالَمِ
الْوُجُودِ الذِّهْنِيِّ سَتَعْرِفُ
أَنَّهُ عَالَمٌ وَرَاءَ الذِّهْنِ عِنْدَ
حِزْبِ الْحِكْمَةِ وَمِنْهَا
انْطِبَاقِيَاتٌ كَالْإِذْعَانِ وَ
مِنْهَا انْدِرَاجِيَّاتٌ
كَالتَّصْدِيقَاتِ الْجُزْئِيَّةِ
فِي الْأَحْكَامِ الْخَاصَّةِ .
وَالْبَحْثُ عِنْدَنَا فِي أَحْكَامِ
الْمُعَيَّنِ مِنْ حَيْثُ
عَيْنِيَّتِهِ فَقَدْ يَكُوْنُ

اس قسم میں بھی انطباقیات ہیں جیسا کہ
رنگ، شکل، شجاعت اور سخاوت
جن کو عضو میں سے کسی خاص عضو کے
ساتھ خصوصیت حاصل نہیں وہ تو کل
پر من حیث الکل طاری ہوتے ہیں
اور انہیں میں سے اندراجیات ہیں
جیسا کہ حلق میں آواز اور باصرہ میں بصر
اور قوت سامعہ میں سمع ہے،
اور تیسری قسم کا وہ تمثل ہے جو کہ عالم
وجود ذہنی میں ظاہر ہوتا ہے، اور
عنقریب تمہیں معلوم ہوگا کہ یہ عالم اہل
حکمت کے نزدیک ذہن کے پرے
واقع ہے اور اس میں بھی انطباقیات
ہیں جیسا کہ اذعان اور اسی طرح
اندراجیات جیسا کہ تصدیقات جزئیہ کہ
جنکا تعلق احکام خاصہ سے ہے،
اور احکام عین کے متعلق ہمارے نزدیک
ان کی عینیت کی حیثیت سے بحث
کرنا مناسب ہے سو کبھی یہ حیثیت

جَمَالِيَّةٌ تَقْتَضِيْ طَبِيْعَةً
اَفَاضَةَ الْجَمَالِيَاتِ فِيْ
اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَقَدْ يَكُوْنُ
جَلَالِيَّةً تَقْتَضِيْ اَفَاضَةَ
الْجَلَالِيَاتِ وَمِنْهُ الْيُمْنُ
وَالشُّوْمُ ٭
وَالتَّمَثُّلُ الْاَقْرَبُ اِلَى
التَّعَرِّيْ هُوَ النَّفْسُ الْاِنْسَانِيْ
وَالْحَيْوَانِيُّ وَالنَّبَاتِيُّ وَ
الْمَعْدَنِيُّ وَقَدْ طَوٰى
ذِكْرُهَا فِيْ مَوَاطِنِ الْوَحْيِ
لِاَنَّهَا عِنْدَ الْاَنْبِيَاءِ وَ
الْحُكَمَاءِ صُوْرَةٌ جَامِعَةٌ
لِشَتَاتِ التَّمَثُّلَاتِ لَا يَتَعَلَّقُ
بِهَا حُكْمٌ شَرْعِيٌّ بِاسْتِقْلَالِهَا
وَلِاَنَّهَا خَلِيْفَةُ الْاَعْيَانِ فِيْ
عَالَمِ الْحُدُوْثِ فَصَمَتَ
عَنْهُ كَمَا صَمَتَ عَنِ

جمالی ہوتی ہے کہ جسکا طبعی اقتضاء
اہل و اولاد اور مال و اصحاب کے
بارے میں اس سے سراسر جمالیات
کا ظہور ہو اور کبھی یہ حیثیت جلالی
ہوتی ہے جو کہ جلالیات کے ظہور
کو مقتضی ہوتی ہے یمن اور نحوست کا
ظہور اسی سے ہوتا ہے،
اور جو تمثل تجرد کے زیادہ قریب ہے
وہ نفس انسانی حیوانی نباتی اور معدنی
ہے، وحی کے مقامات میں اسکے ذکر
سے اسلئے اعراض اختیار کیا جاتا ہے
کہ انبیاء کرام اور حکماء کے نزدیک یہ
متفرق تمثلات کی وہ صورت جامعہ
ہے کہ جن پر مستقل طور پر کوئی حکم
شرعی متعلق نہیں ہوتا اور نیز یہ صورتیں
عالم اعیان میں حدوث کے قائم مقام
ہیں، تو جیسا کہ اعیان سے سکوت
اختیار کیا گیا ان سے بھی سکوت اختیار
کر لیا اور پھر یہ کہ اسکا تعلق مسئلہ

الاعیان ولانھا من سر القدر ۔ تقدیر کے اسرار سے ہے (جسکا اظہار ممنوع ہے)

مثال اور اسکے اقسام

وبعد ھا عالم المثال | اب اسکے بعد عالم مثال ہے اور
ولفظ المثال عندنا یقع | مثال کا اطلاق ہمارے نزدیک تین
علی ثلاثۃ معان الاول | معانی پر ہوتا ہے ایک تو مثال مقید
المثال المقید وھی صورۃ | اس سے مراد وہ صورت ہے، جو وہم یا خیال
تنطبع اما فی الوھم واما | یا ادراک میں منطبع ہو، یہ انطباع نشاۃ
فی الخیال واما فی الادراک | علمیہ کا ایک جزئی ارتقاء ہے کہ جس
وھی نشاۃ جزئیۃ من | میں اسماء کی صورتیں منقوش ہوتی ہیں،
النشاۃ العلمیۃ ینطبع فیھا | دوسرا مثال مطلق ہے یہ قسم اجسام کی
صور الاسماء الثانی المثال | مثل ہے اسکا انطباع پانی اور ہوا میں
المطلق وھو امر مثل الاجسام | ہوتا ہے، تو اسلئے اسے اسماء پاک میں
ینطبع فی الماء والھواء فیکون | سے امر متحقق سمجھا جاتا ہے یہ مثال جسم
امر احقا من الاسماء وھو الطف | سے لطیف تر ہوتی ہے کیونکہ اس کیلئے
من الجسم حیث لہ صورۃ ھیولانیۃ | صورت خیالی ہوتی ہے، اور تیسرا
فحسب الثالث المثال المحقق | مثال متحقق ہے اور وہ ایک امر جسمانی
وھو امر جسمانی یظھر فی الخارج | ہے جو کہ خارج میں ظاہر ہوتا ہے یا یہ

يَحْيَثُ يَتَأَكَّدُ وَيَتَرَسَّخُ وَيَسْتَقِلُّ ۔ طور کہ اسے تاکدثبات اور استقلال حاصل ہوتا ہے،

وجود دنیوی و اخروی میں باہم امتیاز

وَهُوَ الْجِسْمُ الْأُخْرَوِيُّ وَيَمْتَازُ عَنِ الْجِسْمِ الدُّنْيَاوِيِّ بِوَجْهَيْنِ الْأَوَّلُ أَنَّ الرُّسُوخَ فِيهِ أَتَمُّ فَيَكُونُ مُتَجَسِّدُ الْوُجُوهِ الْمُنْطَوِيَةِ فِيهِ أَكْثَرَ وَالثَّانِي أَنَّ فِي هٰذَا الْعَالَمِ الْأَحْكَامَ الصَّادِقَةَ عَلَى الْإِنْسَانِ صِنْفَانِ صِنْفٌ يَسْتَقِلُّ بِهِ النَّفْسُ وَلَا حَظَّ لِلْبَدَنِ فِيهِ كَالْإِدْرَاكَاتِ الْعَقْلِيَّةِ السَّاذَجَةِ وَصِنْفٌ يَسْتَقِلُّ بِهِ الْبَدَنُ وَلَا حَظَّ لِلنَّفْسِ فِيهِ كَالْقِيَامِ وَالْقُعُودِ وَالتَّحَيُّزِ وَتَفْتَرِقُ الصِّنْفَانِ بِأَنَّ الْأَوَّلَ لَا يَتَّصِفُ الْبَدَنُ

اور یہی جسم اخروی ہے جو کہ جسم دنیاوی سے دو طریقہ پر ممتاز ہوتی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اجسام اخرویہ کمال بدرجہ اتم ہوتا ہے اور وجوہ مشمولہ کا کمال اکثر ہوتا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس عالم میں جو احکام انسان پر صادق آتے ہیں وہ دو قسم کے ہیں ایک قسم تو وہ ہے جو صرف نفس کے ساتھ مستقل ہے، کہ اس میں بدن کا کوئی دخل نہیں جیسا کہ ادراکات عقلیہ سادہ طور پہ اور دوسری قسم وہ ہے کہ جسکا تعلق صرف بدن کے ساتھ ہے نفس کا اس میں کوئی دخل نہیں جیسے کہ اٹھنا بیٹھنا اور تحیز اور دونوں قسموں میں فرق یہ ہے کہ پہلی قسم کو بدن کیسا

بِهٖ قَطُّ لَا فِیْ مَذْهَبِ الْعَامَّةِ وَلَا فِیْ مَذْهَبِ الْخَاصَّةِ فَلَا يُقَالُ بَدَنِیْ يَعْقِلُ وَجِسْمِیْ يَعْقِلُ بَلْ نَفْسِیْ يَعْقِلُ وَ قَلْبِیْ يَعْقِلُ وَالثَّانِیْ يَتَّصِفُ بِهِ النَّفْسُ فِیْ كِلَا الْمَذْهَبَيْنِ يُقَالُ أَنَا قَائِمٌ وَمُهْجَتِیْ قَائِمَةٌ وَ نَسَمَتِیْ قَائِمَةٌ كَمَا يُقَالُ بَدَنِیْ قَائِمٌ وَجِسْمِیْ قَائِمٌ ۔

کسی بھی حالت میں موصوف نہیں کیا جا سکتا نہ عوام کے مذہب اور نہ خواص کے مسلک میں سو یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ میرا بدن تعقل کرتا ہے اور میرا جسم ادراک کرتا ہے بلکہ یہ کہیں گے کہ میرا نفس اور قلب تعقل اور ادراک کرتا ہے دوسری قسم میں ہم ان دونوں مذہبوں کی بنا پر نفس کو اس کے ساتھ موصوف کر سکتے ہیں کہا جا سکتا ہے کہ میں کھڑا ہوں میرا نفس کھڑا ہے اور میرا نسمہ قائم ہے جیسا کہ بدنی قائم وجسمی قائم بول سکتے ہیں،

وَاَمَّا فِیْ ذٰلِكَ الْعَالَمِ الْاَعْلٰی فَكُلُّ الْاَحْكَامِ سَوَاسِيَةٌ فِیْ اَنَّهٗ يَصِحُّ اتِّصَافُ اَحَدِهِمَا بِالْاٰخَرِ يُقَالُ هُنَاكَ بَدَنِیْ يَعْقِلُ كَمَا يُقَالُ قَلْبِیْ يَعْقِلُ وَبَعْضُ الصُّوْفِيَّةِ يُسَمِّیْ هٰذَا الْعَالَمَ مِثَالًا عَلٰی حِذَاءِ مَا سَمَّتْهُ الْفَلَاسِفَةُ مِنْيُوْلَسَ مُشْتَقًّا مِنْ لَفْظَةِ مِنْيَا بِمَعْنَی الصُّوْرَةِ الْمَرْئِيَّةِ فَاِنَّ

اور عالم اعلیٰ میں سب احکام برابر ہیں ایک کو دوسرے کیساتھ موصوف کرنا صحیح ہے چنانچہ اس مقام پر جیسا کہ قلبی یعقل کہہ سکتے ہیں بعینہ اسی طرح بدنی یعقل بول سکتے ہیں بعض صوفیہ اس عالم کو مثال بولتے ہیں، جیسا کہ فلاسفہ نے اسکا نام مینو رکھدیا ہے جو لفظ مینیا سے مشتق ہے اس شیشے کو بولتے ہیں کہ جس میں منہ دیکھا جاتا ہے

فَاِنْ كَانَ مُرَادُهُمْ هٰذَيْنِ الْفَرِيْقَيْنِ
فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَاِلَّا نَقُوْلُ
اَخْطَئُوْا سَبِيْلَ الرَّشَادِ وَلَا
نَقُوْلُ اِنَّ الْمِثَالَ الْاَوْسَطَ
يَجِبُ اَنْ يَكُوْنَ فِيْ كُلِّ جِسْمٍ
كَمَا يَتَبَادَرُ مِنْ كَلَامِ بَعْضِهِمْ
وَاَبْعَدُ الْمِثَالَاتِ عَنِ التَّجَرُّدِ
هُوَ الْجِسْمُ الْحَقِيْقِيُّ وَاَبْعَدُهَا
الْعَنَاصِرُ ثُمَّ الْاَفْلَاكُ ثُمَّ
الْمَعْدِنِيَّاتُ ثُمَّ النَّبَاتِيَّاتُ
ثُمَّ الْحَيْوَانَاتُ ثُمَّ الْاِنْسَانُ

اب اگر ان کی مراد یہی دو فریق ہیں
تب تو درست ہے ورنہ بہیرہ سید ھے
راستہ سے بھٹک گئے، بعض کے کلام
سے متبادر ہوتا ہے کہ مثال وسط کیلئے
یہ ضروری ہے کہ وہ ہر ایک جسم کیلئے
پائی جائے سو ہم اسکے قائل نہیں اور
وہ مثل جو سب سے زیادہ تجرد سے بعید
وہ جسم حقیقی ہے چنانچہ ان میں سب سے
بعید عناصر ہیں ان کے بعد افلاک پھر
معدنیات پھر نباتات پھر حیوانات
اور اسکے بعد انسان کا درجہ ہے،

عوالم مختلفہ

وَاعْلَمْ اَنَّ حِزْبَ الْحِكْمَةِ
يَجْزِمُوْنَ بِاَنَّهٗ كَمَا اَنَّ فِي الْخَارِجِ
عَالَمًا لَا يُدْرِكُهٗ اِلَّا الْبَصَرُ
وَهُوَ الْاَضْوَاءُ وَالْاَلْوَانُ
وَالْاَشْكَالُ وَاٰخَرُ لَا
يُدْرِكُهٗ اِلَّا السَّمْعُ وَهُوَ

یاد رکھو کہ اہل حکمت یقین کے
ساتھ کہتے ہیں کہ جس طرح خارج میں
ایک عالم ہے جسکا ادراک صرف آنکھ
کر سکتی ہے، یعنی روشنی رنگ اور
اشکال اسی طرح ایک اور عالم ہے کہ
جسکا ادراک کان تک محدود ہے

لأصوات وآخر لا يدركه إلا
للنس وآخر لا يدركه إلا
لشم وآخر لا يدركه إلا
لذوق فكذلك ههنا عالم
يناله إلا الحس المشترك
عالم لا يناله إلا الوهم
عالم لا يناله إلا الإدراك
هؤلاء الثلاثة من
خصائص البدن الهوائي
كما ستعرف ؛

جیسا کہ اصوات ایک اور عالم ہے کہ
جسکا ادراک قوت لامسہ کیلئے مخصوص
اور اسی طرح قوت شامہ اور قوت
ذائقہ کیلئے بھی عالم ہیں اور اسی طرح
اس مقام پر ایک اور عالم ہے کہ جسکا
ادراک حس مشترک کے علاوہ اور کوئی
نہیں کر سکتا اور دوسرا عالم ہے کہ جس
کا ادراک وہم ہی کر سکتا ہے اور ایک
تیسرا عالم ہے کہ جسکا ادراک قوۃ مدرکہ
کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا، ان
ن عوالم کا بدن ہوائی کے خصائص سے ہے جیسا کہ عنقریب تمہیں معلوم ہوگا

حزب الحكمة لما أدركوا
ن وراء النفس المجردة
وحا آخر تنشأ من أمشاج
لبدن وهي حجاب وسترة
لى وجه النفس المجردة
لباس سابغ عليها فلا جرم
نها تعم جانبي العلم و
لعمل كليهما حكموا بأنها

اہل حکمت کو جس وقت یہ معلوم ہوا، کہ
نفس مجرد عن المادہ کے علاوہ ایک اور
روح ہے جسکا ظہور اخلاط بدن سے
ہوتا ہے اور وہ نفس مجردہ کیلئے حجاب
اور پردہ اور اس پر لباس پڑا ہوا
ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ علم
اور عمل دونوں پہلوؤں کو شامل ہو تو
انہوں نے اس بات کا فیصلہ کر دیا

مَوجُودَةٌ فِی الخَارِجِ كَوُجُودِ المَحسُوسَاتِ ۔	کہ وہ محسوسات کے وجود کی طرح خارج میں موجود ہے،
اَمَّا المَوجُودَاتُ الَّتِی لَا يَنَالُهَا اِلَّا الحِسُّ المُشتَرَكُ فَمِنهَا الجِنُّ وَيَشتَبِهُ عَلَى الاَذهَانِ المَشهُورَةِ فَيَخبِطُ الحِسُّ المُشتَرَكُ وَيُصَوِّرُهُ بِصُورَةٍ مَخزُونَةٍ عِندَهُ مِنَ المُبصَرَاتِ وَاَمَّا الاَقوِيَاءُ فَيُدرِكُونَهُ كَمَا هُوَ مِن غَيرِ خَبطٍ ۔	جن موجودات کو حس مشترک کے علاوہ اور کوئی چیز ادراک نہیں کر سکتی، تو ان میں سے جنات ہیں اور یہ بات اکثر اذہان مشہورہ پر مشتبہ ہو جاتی ہے اور ان کی حس مشترک میں خبط سا واقع ہو جاتا ہے اور وہ ان کو ان صورتوں میں مشکل دیکھتے ہیں جو آنکھ سے ادراک کرنیکے ذریعہ ان کے پاس محزون ہیں اور اقویاء تو بغیر ضبط کے ان کا ادراک کر لیتے ہیں،
وَمِن هٰذَا العَالَمِ نُورُ الوُضُوءِ وَالغُسلِ وَظُلمَةُ الحَدَثِ وَالجَنَابَةِ فَاِنَّا نَعلَمُ اَنَّهُ قَبلَ نُزُولِ الشَّرعِ كَانَ لِلوُضُوءِ وَالغُسلِ نُورٌ تَاكَّدَ اِمَّا نَزَلَ بِهِ الشَّرعُ فِی عَالَمِ سَيَرِدُ عَلَيكَ وَلٰكِن لِذٰلِكَ كَانَ لِلحَدَثِ وَالجَنَابَةِ	وضو اور غسل کا نور اور بے وضو اور جنابت کی تاریکی اور ظلمت اسی عالم سے ہے، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ نزول شرع سے قبل بھی وضوء اور غسل کیلئے نور پایا جاتا تھا، کہ جسکی شرع نے اس عالم میں نازل ہو کر مزید تاکید کر دی اور اسی طرح بے وضو رہنے اور جنابت

وضو اور غسل کا اسیر

ظلمة قبل الشرع و لذلك كان حكماء ذلك الزمان يتعاطون الوضوء والغسل ويتقيضون عن الحدث والجنابة من مقتضى عصمتهم.

واما الموجودات التي لا ينالها الا الوهم فهي امور عرضية وجدانية كالجوع والغضب والمحبة وطرائق الابرار ويسمى كل منها نسبة عندهم واذا جلس الذكي الى مهموم مغموم تعدى الهم والغم فمن ذلك السبيل ثبت امران احدهما ان الهم لا يعرض على القوة العاقلة فقط بل على العاملة والعاقلة كليهما

کی ظلمت نزول شرع سے قبل ہی ادراک کی جاتی تھی، اسی بنا پر اس زمانہ جاہلیت میں دانشمند اور حکماء وضو اور غسل کے عادی تھے اور حدث اور جنابت سے پرہیز کرتے تھے، یہ ان کی فطری عظمت کا مقتضی تھا،

اور جن موجودات کا ادراک قوۃ واہمہ کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا وہ امور عرضیہ وجدانیہ ہیں جیسا کہ بھوک غصہ اور محبت اور طرائق ابرار کہ ان کے نزدیک ان میں سے ہر ایک کا نام نسبت رکھا جاتا ہے اور جب وقت ذکی مغموم اور پریشان انسان کے پاس بیٹھتا ہے تو اس پر بھی غم اور پریشانی کے اثرات نمایاں ہونے لگتے ہیں، تو اس سے دو امر ثابت ہوئے ایک تو یہ کہ صرف قوت عاقلہ پر پریشانی کا اثر نہیں پڑتا بلکہ قوت عاملہ اور اور عاقلہ دونوں پر اس کا اثر پڑتا ہے

وَلِذٰلِكَ يَسْقُطُ شَهْوَتُهٗ وَيَصْفَرُّ لَوْنُهٗ وَثَانِيْهِمَا اَنَّ هٰذَا الْعَرَضَ اَمْرٌ مَوْجُوْدٌ اِنَّمَا يُدْرِكُهُ الْوَهْمُ فَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ هُنَاكَ عَالَمًا يَثْبُتُ بِاِدْرَاكِ الْوَهْمِ هٰذَا بِحَسَبِ اِدْرَاكِ الْعَامَّةِ ۔

وَاَمَّا الْحُكَمَاءُ فَيَجِدُوْنَ فِيْهَا اَيْضًا اَنْوَارَ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَغَيْرِهَا وَقَدْ يُمَيِّزُ الْحَكِيْمُ بَيْنَ اَنْوَارِ الْعِبَادَاتِ فِيْ نُوْرِ التِّلَاوَةِ فَيَرٰى نُوْرَ الصَّلٰوةِ غَيْرَ نُوْرِ الصَّوْمِ وَغَيْرَ نُوْرِ التِّلَاوَةِ وَهٰكَذَا ۔

وَاَمَّا الْمَوْجُوْدَاتُ الَّتِيْ لَا يَنَالُهَا اِلَّا الْاِدْرَاكُ اَيِ الْقُوَّةُ الْمُدْرِكَةُ فَفِيْ هٰذَا الْعَالَمِ الْهَيُوْلٰى وَالصُّوْرَةُ الْعَامَّةُ وَالزَّمَانُ وَالْمَكَانُ فَهٰذِهٖ اَرْبَعَةُ اَشْيَاءَ

اسی بنا پر مسموم کی اشتہا ختم ہو جاتی ہے اور اس کا رنگ زرد ہو جاتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ یہ عرض ایک امر موجود ہے کہ جس کا ادراک قوت واہمہ ہی کر سکتی ہے سو اس مقام پر ایک عالم ہے جسکا ذریعہ ادراک وہم ہے اور یہ چیز عوام کے ادراک کے مطابق ہے۔

اور حکماء کو تو نماز اور روزہ وغیرہ ہی کے انوار کا تجدد حاصل ہوتا ہے اور حکیم روحانی عبادات اور تلاوت کے انوار میں فرق محسوس کر لیتا ہے چنانچہ جو وہ نماز کا نور محسوس کرتا ہے وہ روزہ اور تلاوت قرآن کریم کے نور سے مختلف ہوتا ہے اور علی ہذا۔

اور جن موجودات تک ادراک یعنی قوت مدرکہ ہی کی رسائی ہوتی ہے تو ان میں سے عالم ہیولی صورت عامہ زمان اور مکان میں عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے، کہ یہی چار چیزیں ہیں

يُدْرِكُهَا الْقُوَّةُ الْمُدْرِكَةُ
فِي مَجَارِي الْعَادَاتِ بَلْ إِنْ
شِئْتَ الْحَقَّ فَلَا يُدْرِكُ هٰذَا
التَّشَخُّصَ الصِّرْفَ وَلَا الصُّوْرَةَ
الْإِنْسَانِيَّةَ وَلَا الصُّوْرَةَ الْحَيَوَانِيَّةَ
إِلَّا الْقُوَّةُ الْمُدْرِكَةُ وَإِنَّمَا يُدْرِكُ
الْبَصَرُ أَضْوَاءً وَأَلْوَانًا لَا غَيْرَ.
وَاعْلَمْ أَنَّ الشَّرْعَ لَمَّا
بَلَغَ غَايَةَ التَّحَقُّقِ وَالتَّقَرُّرِ
بِحَسَبِ الْاِسْمِ الْحَادِثِ
الْمُجَرَّدِ ثَبَتَ لَهُ عَائِمَةُ وُجُوْدٍ
فِي هٰذَا الْعَالَمِ مِنْ حَيْثُ
تَشْرِيْعِيَّتِهِ وُجُوْدًا عَرْضِيًّا وَ
هٰذَا أَصْلُ التَّحَقُّقِ بِإِزَاءِ
التَّحَقُّقِ الرَّاسِخِ فِي الْبَدَنِ ثُمَّ
نَشَأَ مِنْهُ التَّحَقُّقُ الْوَهْمِيُّ وَ
التَّحَقُّقُ الْحِسِّيُّ كَمَا أَشَرْنَا إِلَيْهِمَا.

کہ جن کا ادراک قوت مدرکہ کرتی ہے
لیکن حقیقت یہ ہے، کہ یہ تشخص جزئی
اور یہ صورت انسانیہ اور یہ صورت
حیوانیہ ان سب کا ادراک قوت
مدرکہ ہی کرتی ہے آنکھ تو صرف ان
کی ظاہری شکل و صورت کا احساس
کر سکتی ہے،
اور یاد رکھو کہ شرع کا تحقق اور تقرر
اسم حادث مجرد کے مطابق جبکہ انتہام
درجہ پہنچ گیا تو اس عالم میں اسکو تشریع
کی حیثیت سے ثبات استقرار حاصل
ہو چکا ہے کہ جسکا وجود عرضی ہے اور یہ
اصل تحقق اس تحقق کے بالمقابل ہے
کہ جیسے بدن میں رسوخ حاصل ہے
اور جیسا کہ ہم اس کی طرف اشارہ
کر چکے ہیں کہ اسی سے تحقق وہمی
اور تحقق حسی ظہور میں آئے ہیں،

کون وفساد

وَمُطْلَقُ اَسْبَابِ الْكَوْنِ
وَانْفَسَادِ مُنْحَصِرَۃٌ فِیْ
سَبَبَیْنِ اَحَدُهُمَا اِنْعِكَاسُ
صُوَرِ الْاَسْمَاءِ فَقَدْ عَلِمْتَ
اَنَّ فِیْ كُلِّ نَشْاَۃٍ مُنْبَجِسَۃٍ
صُوْرَۃٌ مُخْتَصَّۃٌ بِكُلِّ اِسْمٍ
اِسْمٍ لَا تُوْجَدُ لَهُ فِیْ غَیْرِهَا
وَثَانِیْهِمَا لِخُصُوْصِیَّۃِ النَّشْاَۃِ
فَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّ فِیْ كُلِّ
نَشْاَۃٍ اَمْرٌ مَوْجُوْدٌ یَخْتَصُّ
بِخَوَاصٍّ لَا تُوْجَدُ فِیْ غَیْرِهٖ
كَالْجَوْهَرِ وَالْعَرَضِ بَلْ كُلُّ
نَوْعٍ نَوْعٌ فَیَتَخَصَّصُ الْاَنْوَاعُ
بِلَوَازِمِهَا وَخُصُوْصِیَّاتِهَا
بِتَشَخُّصَاتٍ شَتّٰی بِحَسَبِ
الْاَسْمَاءِ فَهٰذَا سِرُّ اِنْتِشَارِ
الْجُزْئِیَّاتِ بِتَشَخُّصَاتِهَا ؕ

کون وفساد کے مطلق اسباب کی دو قسمیں ہیں ایک تو صور اسماء کا منعکس ہونا تمہیں معلوم ہے کہ ہر وہ نشأۃ جو ظہور میں آئی اس کی صورت مخصوصہ کا تعلق ایک خاص اسم پاک سے ہوتا ہے کہ وہ صورت کسی اور اسم میں نہیں ہو سکتی دوسرے اس نشأۃ کی خصوصیت ہے کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ ہر ایک نشأۃ میں ایک ایسا سبب ہوتا ہے جو کہ ایسے خواص کے ساتھ مختص ہوتا ہے جو کسی اور میں نہیں پائے جاتے جیسا کہ جوہر اور عرض بلکہ ہر ایک نوع نوع ہوتی ہے چنانچہ تمام انواع اپنی خصوصیات اور لوازمات کیساتھ اسماء کے مطابق مختلف طریقوں پر متشخص ہوتے ہیں جزئیات کا اپنے تشخصات کیساتھ منتشر ہونیکا یہی راز ہے ۔

حوادثات یومیہ اور اس کے اسباب

وَاَمَّا الْحَوَادِثُ الْیَوْمِیَّۃُ	حوادثات یومیہ کے بھی چند
فَسَبَبُہَا اُمُوْرٌ مِنْہَا ظُہُوْرُ	اسباب ہوتے ہیں منجملہ ان کے ان
اِسْتِعْدَادَاتٍ کَانَتْ	استعدادات کا ظہور ہے جو کسی نوع میں
مُنْطَوِیَۃً فِی النَّوْعِ مَثَلًا اَلنَّارُ	موجود ہیں جیسا کہ آگ کہ اسمیں جلانیکا
قَدْ اُوْدِعَ فِیْہِ مَعْنَی الْاِحْرَاقِ	مادہ موجود ہے چنانچہ جو اسے ہاتھ لگائے
فَلَاجَرَمَ اَنَّہَا تُحْرِقُ مَا تَمَاسُّہٗ	اسے جلادیتی ہے اس قسم کو قوی طبعیہ
وَھٰذَا الْقِسْمُ یُسَمّٰی بِالْقُوٰی	کیساتھ موسوم کیا جاتا ہے اور اسی میں
الطَّبْعِیَّۃِ وَمِنْہَا خَوَاصُّ الْاِسْمِ	سے اسم متمثل کے خواص ہوتے ہیں،
الْمُتَمَثِّلِ مَثَلًا ظُہُوْرُ الْحَیِّ	جیسا کہ الحیّ اسم پاک کے ظہور کا یہ تقاضا
یَقْتَضِیْ اَنْ یَتَلَبَّسَ مَظْہَرُہٗ	ہے کہ جو چیز اسکا مظہر ہو اسمیں کسی نہ
بِنَوْعٍ مِنَ الْحَیَاۃِ کَمَا تَخُصُّہٗ	کسی قسم کی حیات ضرور ہو گی جو کہ اس
بِنَوْعٍ وَظُہُوْرُ الْوَلِیِّ یَقْتَضِیْ	نوع کیساتھ خاص ہے اور اَلْوَلِیُّ کا
اَنْ یَکُوْنَ مَظْہَرُہٗ مَوْدُوْدًا	ظہور اس بات کا مقتضی ہے
بِوُدٍّ مُقَدَّسٍ لَا بِحُسْنِ	کہ اس کے مظہر کو جب مقدس کیساتھ
شَمَائِلَ وَفَضَائِلَ فَاِنْ	لوگ چاہتے ہوں، اسکے شمائل اور
اُبْتُلِیَ بِعَدَاوَۃِ النَّاسِ	فضائل محبوب نہ ہوں اگرچہ انسان اس
فَلَاجَرَمَ اَنَّہُمْ	سے عداوت بھی رکھتے ہوں، لیکن ان

مَحَبَّتُهُ فِي تَجْوِيفِ مِنَ الْقَلْبِ	کے صمیم قلب میں اسکی محبت موجود ہو
وَتَبَعًا دُونَهُ فِي تَجْوِيفٍ آخَرَ	اور اس سے کسی اور نظریہ کے پیش نظر عداوت
الْمُقْتَضَى لِلْإِسْمِ ؛	رکھتے ہوں جو کہ اس اسم کا تقاضا ہے،
وَمِنْهَا تَحْرِيكٌ قَاصِرٌ	منجملہ ان امور کے کسی صاحب ارادہ کی
مِنْ ذَوَاتِ الْإِرَادَةِ أَوْ غَيْرِهَا	وہ تحریک قاصر ہے جو نفس مجرد یا غیر
نَفْسًا مُجَرَّدَةً كَانَتْ أَوْ	مجرد سے صادر ہو اگر اسکا ظہور نسمہ سے
غَيْرَهَا فَإِنْ كَانَ مِنَ النَّسَمَةِ	ہوا ہے جس سے مراد وہ نفس انسانی ہے
وَهِيَ النَّفْسُ الْمُتَلَبِّسَةُ بِلِبَاسِ	جو لباس ادراک میں ملبوس ہو تو اسے
الْإِدْرَاكِ كَمَا سَيَأْتِي وَهِيَ الْهِمَّةُ	ہمت کہیں گے اور اگر اس کا ظہور کسی
وَإِنْ كَانَ مِنَ النَّفْسِ مِنْ	ایسے نفس سے ہوا ہے جو متخلق باخلاق
حَيْثُ تَخَلَّقَتْ بِأَخْلَاقِ اللهِ	اللہ تعالےٰ ہے تو اس کو خرق عادت
سُبْحَانَهُ فَهُوَ الْخَرْقُ ؛	کہتے ہیں،
وَمِنْهَا تَمَثُّلُ صُورَةٍ	منجملہ ان امور کے کسی ایسی صورت کا
إِنْدَرَجَتْ فِي الصُّحُفِ مِنْ	تمثل جسکا اندراج صحیفہ اعمال میں ہو
دُعَاءٍ أَوْ عَمَلٍ حَسَنٍ أَوْ سَيِّئٍ	جیساکہ دعاء عمل صالح یا قبیح ساتھ ہی
مَعَ رِعَايَةِ مَا تَمَثَّلَتْ فِيهِ مِنَ	تمثل نوعی اور معدات سابقہ اور اس
النَّوْعِ رِعَايَةَ الْمُعَدَّاتِ السَّابِقَةِ	شخص کے کمال اور عدم کمال کی بھی
وَرِعَايَةَ سُلُوكِ الرَّجُلِ أَوْ لَاسُلُوكِهِ	رعایت کی جاتی ہے اس تمثل میں اس قسم
فَفِي تَمَثُّلِهَا امْتِزَاجَاتٌ	کے امتزاجات پائے جاتے ہیں جیساکہ

تَجَامُتَزَاحِمَ الرَّدُوْ يَا وَلِذٰلِكَ	عالم رؤیا میں ہوتے ہیں اسی بنا پر نبی کریم
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگ
وَسَلَّمَ اَلنَّاسُ نِيَامٌ فَاِذَا	سوئے ہیں جب وہ مریں گے تب بیدار
مَاتُوْا انْتَبَهُوْا ۔	ہوں گے ،
وَلَوْلَا اَنَّ السَّبَا كَانَتْ عَلٰى	اور اگر قوم سبا ساحل بحر ہند پر آباد نہ ہوتی
شَطِّ الْهِنْدِ لَمَا عُذِّبَتْ	تو وہ غرق نہ ہوتے بلکہ اور کسی قسم کا
بِالْغَرَقِ بَلْ بِنَحْوٍ آخَرَ وَكَذٰلِكَ	عذاب ان پر آتا اور اسی طرح قوم
قَوْمُ لُوْطٍ وَشُعَيْبٍ وَغَيْرِهِمَا	لوط اور شعیب علیہما السلام کو جس
اِخْتَصُّوْا بِعَذَابٍ مَخْصُوْصٍ	عذاب مخصوص کیساتھ ہلاک کیا گیا،
لِمُعَدَّاتٍ اُعِدَّتْ لَهُ ۔	وہ انکی معدات ہی کا تقاضا تھا ،

اعمال کی حفاظت کے لئے علیحدہ عالم کی حاجت ہے

وَاِنْ اَرَدْتَ كَشْفَ السِّرِّ	اور اگر تم چاہتے ہو کہ اس بات
فَاعْلَمْ اَنَّهُ لَا بُدَّ مِنْ عَالَمٍ	کا راز تم پر منکشف ہو جائے تو یہ بات
هُوَ ظَرْفٌ حَافِظٌ لِاَعْمَالِ	یاد رکھو کہ ایک ایسے عالم کا ہونا ضروری
النَّاسِ مُجَرَّدًا اَوْ كَالْمُجَرَّدِ	ہے کہ جس میں لوگوں کے اعمال محفوظ
فَمِنْهُ مَا هُوَ حَافِظٌ لِلْاَعْمَالِ	ہوں یہ عالم مجرد ہو یا مجرد کی طرح ہو
رُحِلَ رَحْلٍ وَهِيَ الصُّحُفُ	تو اسی کا وہ جز ہے کہ جسمیں ایک ایک
الَّتِيْ اَسْنَدَ اللّٰهُ كِتَابَتَهَا	فرد کے اعمال محفوظ رہتے ہیں، یہ وہ

إِلَى الْمَلَائِكَةِ لِأَنَّ لَهُمْ مَدْخَلًا فِي ذٰلِكَ وَمِنْهُ مَا هُوَ حَافِظٌ لِأَعْمَالِ قَوْمٍ قَوْمٍ أَوْ أَقْلِيمٍ أَقْلِيمٍ وَمِنْهُ مَا هُوَ حَافِظٌ لِأَعْمَالِ النَّاسِ أَجْمَعِهِمْ۔

صحیفے ہیں کہ جن کی کتابت کو اللہ تعالے نے فرشتوں کے سپرد کیا ہے کیونکہ یہ کام ان ہی کے سپرد ہے اور اسی میں سے ایک وہ حصہ ہے جس میں ایک ایک قوم اور ایک ایک ملک کے اعمال محفوظ کئے گئے ہیں اور اسی طرح ایک وہ حصہ ہے۔ جو انسانوں کے تمام اعمال کا محافظ ہے۔

فَمِنَ الْأَوَّلِ الْفِتَنُ الْجُزْئِيَّةُ وَإِلَيْهِ الْإِشَارَةُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ وَمِنَ الثَّانِي عَذَابُ قَوْمِ شُعَيْبٍ وَلُوطٍ وَصَالِحٍ وَهُودٍ وَالنَّاقَةُ فِي ثَمُودَ كَانَتْ تِمْثَالًا لِشُرُورِهِمْ فَلَمَّا قَتَلُوهَا تَرَوَّجَتْ وَعَمَّ الْفَسَادُ وَمِنَ الثَّالِثِ الدَّجَّالُ فَإِنَّهُ كَانَ أَعْمَالَ قَوْمِ نُوحٍ وَهُودٍ وَصَالِحٍ

پہلی قسم کے اعمال کا ثمرہ فتن جزئیہ ہیں کہ جن کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے کہ جو مصیبت بھی تم پر نازل ہوتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے اور اللہ تعالے بہت باتوں کو معاف بھی کر دیتا ہے، اور دوسری قسم کی مثال حضرت شعیب لوط صالح اور ہود علیہم السلام کی اقوام پر عذاب کا نازل ہونا ہے قوم ثمود کی اونٹنی ان کی شرارتوں کا ایک مجسمہ تھی جب انہوں نے اس کو قتل کر دیا تو ان کی یہ بدترین حرکت فساد کے پھیل جانیکا باعث ہوئی تیسری قسم کی وضاحت وہ دجال کا

ولوط وشعیب وغیرهم
محفوظة في الصحيفة العامة
فلما كثرت سيئات بني
إسرائيل وهي قبيلة كلية
فيهم الأنبياء المطلقون و
فيهم حافظ وقائم بالأمر
في كل زمان فساق السوء
وتمثل رجلا ولحق به
الشرور إلى يوم القيامة
ثم مات فخرج الفساد
وعم الشر وجاءت القيامة
فهذا سر أخبار نوح عليه
السلام بالدجال فتعرف

واقعہ ہے اسلئے کہ قوم نوح، ہود، صالح
لوط اور شعیب اور دیگر اقوام معذبہ
کے اعمال ایک صحیفہ میں محفوظ کیے
گئے تو جسوقت بنی اسرائیل میں برائیاں
پھیل گئیں کیونکہ یہ ایک بہت بڑی
قوم تھی اور جس میں بکثرت انبیاء کرام
مبعوث ہوئے تھے اور ان کی قوم
میں ایک دور میں حافظ شریعت اور قائم بالامر
آتے رہے تو اس لئے وہ شرور جمع ہو کر ایک آدمی
کی شکل میں متمثل ہو گئے اور قیامت کے فسادات اس
کے ساتھ ساتھ لاحق ہو گیا اس کے مرنیکے بعد فسادات
اور علامات و حادثات قیامت برپا ہو
جائیں گی، سو نوح علیہ السلام نے جو
اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے اس کا یہی راز ہے۔

وبالجملة فلما تشاهد العالم
الحادث نشأ بضرورتها
عالم مجرد بإزائه يتحفظ
فيه أعمالهم وأخلاقهم وهذه
المسألة ركن عظيم من

خلاصہ کلام یہ کہ جب عالم حادث
ظہور میں آیا تو اس کے ساتھ ضرورۃً
ایک عالم مجرد کا بھی ظہور ہوا، جس
میں اس عالم حادث کے لوگوں کے
اعمال اور اخلاق محفوظ کیے جاتے ہیں

اَدْرَكَاتِ التَّكْوِيْنِيَّاتِ وَالنَّاسُ عَنْهَا فِيْ غَفْلَةٍ عَرِيْضَةٍ ؛	یہ مسئلہ علم تکوینیات کا رکن عظیم ہے، مگر لوگ اس سے کلی طور پر غافل ہیں،

تقدیر کے اقسام

وَالتَّقْدِيْرُ تَقْدِيْرَانِ مُبْرَمٌ وَمُعَلَّقٌ اَمَّا الْمُعَلَّقُ فَاسْتِعْدَادُ كُلِّ عَيْنٍ وَبِحَسْبِهِ يَنْفَعُ الدُّعَاءُ وَالتَّدْبِيْرُ وَاَمَّا الْمُبْرَمُ فَاسْتِعْدَادُ كُلِّ الْعَالَمِ جُمْلَةً وَاحِدَةً وَهُوَ لَا يَتَخَلَّفُ قَطُّ	تقدیر کی دو قسمیں ہیں، مبرم اور معلق، تقدیر معلق کا موجب استعداد شخصی ہے اور اسی میں دعا اور تدبیر نافع ثابت ہوتی ہے اور تقدیر مبرم کا باعث تمام عالم کی مجموعی استعداد ہے کہ اس میں کسی قسم کا تخلف واقع نہیں ہوتا،
وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَّ بِالنُّطْفَةِ ثِنْتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً بَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْهَا مَلَكًا فَصَوَّرَهَا وَخَلَقَ سَمْعَهَا وَبَصَرَهَا وَجِلْدَهَا وَلَحْمَهَا وَعِظَامَهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ	حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نطفہ پر چالیس دن گذر جاتے ہیں تو اللہ تعالےٰ اسکے پاس اپنا ایک فرشتہ بھیجتا ہے تاکہ جنین کی تصویر بندی کرے اسکے کان اور آنکھیں اسکا گوشت پوست اور ہڈیاں بنائے جب وہ یہ فرائض انجام دے چکتا ہے، تو بارگاہ الٰہی میں عرض کرتا ہے، خدایا یہ

اَذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰى فَيَقْضِىْ رَبُّكَ	جنیں مذکر ہو گا یا مونث ، ؟ اسکے متعلق
مَا شَاءَ وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ وَ	اللہ تعالٰے جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا
يَقُوْلُ يَا رَبِّ اَجَلُهٗ فَيَقْضِىْ	ہے اور فرشتہ اسی کے مطابق لکھتا ہے
رَبُّكَ مَا شَاءَ وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ	پھر وہ عرض کرتا ہے کہ اسکی عمر کیا ہو
ثُمَّ يَخْرُجُ الْمَلَكُ	گی تو اسکے متعلق بھی اللہ تعالٰے اپنے ارادہ
بِالصَّحِيْفَةِ فِىْ يَدِهٖ فَلَا	کے مطابق فیصلہ صادر فرماتا ہے اور
يَزِيْدُ عَلٰى اَمْرِهٖ وَلَا يَنْقُصُ	فرشتہ اسے لکھ لیتا ہے پھر فرشتہ اس
رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔	لکھے ہوئے صحیفہ کو لے کر نکلتا ہے اور جو کچھ

اللہ تعالٰے نے مقدر فرمایا ہے اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کرتا ۔ (رواہ مسلم)

عین ثابتہ کے متعلق بعض صوفیوں کی غلطی

اِعْلَمْ اَنَّ الْعَيْنَ الثَّابِتَةَ	یاد رکھو کہ عین ثابتہ اگرچہ تمام
وَاِنْ كَانَتْ مُنْطَوِيَةً عَلٰى	جہانات مختلفہ پر مشتمل ہے ، مگر اس کے
قَاطِبَةِ الْجِهَاتِ لٰكِنْ لَا يَظْهَرُ	امکانات اسوقت نمایاں ہوتے ہیں
اِمْكَانُهَا اِلَّا بِحَسْبِ النَّشْاَةِ	جبکہ اسکا ظہور اس نشاۃ میں ہوتا
الظَّاهِرَةِ فِيْهَا فَالَّذِىْ يُقَالُ فِىْ	ہے اسلئے ہمارے نزدیک بعض صوفیوں
مَذْهَبِ الصُّوْفِيَّةِ مِنْ اَنَّ كُلَّ	کا یہ کہنا غلط ہے کہ جن باتوں پر عین
مَا تَضَمَّنَهُ الْعَيْنُ لَا جَرَمَ اَنَّهٗ	ثابتہ کے احکام اسماء پاک کے آثار
سَيَظْهَرُ لَيْسَ بِشَيْءٍ عِنْدَنَا	ہیں جو اس عین ثابتہ کے قوام کا موجب

بَلْ لِلْعَيْنِ اَحْكَامٌ هِيَ اٰثَارٌ وَ	ہیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ان
اَسْمَاءٌ تِلْكَ دَعَائِمُ الْعَيْنِ فَلَا	احکام کا ظہور ان استعدادات حادثہ
جَرَمَ اَنَّهَا تَتَوَقَّفُ عَلَى اسْتِعْدَادَاتٍ	اور معدات لاحقہ پر موقوف ہو، جو
حَادِثَةٍ وَمُعَدَّاتٍ لَاحِقَةٍ	عین ثابتہ کے ہر مظہر میں نمایاں ہوتے
تَظْهَرُ فِي كُلِّ مَظْهَرٍ مِنْ مَظَاهِرِ	ہیں، علیٰ ہذا ظہور کے طریقے مختلف ہیں
الْعَيْنِ هٰذَا مَعَ اَنَّ الظُّهُوْرَ عَلٰى	اور وہ احکام جو اسماء پاک کے آثار
طُرُقٍ شَتّٰى وَاَحْكَامٌ هِيَ اٰثَارُ	ہیں اور عین ثابتہ میں مخفی رہتے ہیں
اَسْمَاءٍ تِلْكَ الْمُنْطَوِيَةِ فِي الْعَيْنِ	بہ صورت اطلاقیہ کے مشمول کے علاوہ
لَمْ يَشْمَلْهَا اِلَّا بِالصُّوْرَةِ الْاِطْلَاقِيَّةِ	اور کچھ نہیں اسی بنا پر ہم کہتے ہیں،
فَلَا جَرَمَ اَنَّهَا تَتَوَقَّفُ عَلَى اسْتِعْدَادَاتٍ	کہ ان کا ظہور استعدادات حادثہ
حَادِثَةٍ وَمُعَدَّاتٍ لَاحِقَةٍ	اور معدات لاحقہ پر موقوف ہے،
فَاعْلَمْ مِنْ هٰذَا السَّبِيْلِ اَنَّ الدُّعَاءَ	اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکماء کی دعا
مِنَ الْحُكَمَاءِ اِنَّمَا يَظْهَرُ مِنْ شِدَّةِ	انکے اشراق علمی کا نتیجہ ہے اگرچہ اس
شُرُوْقِ الْعِلْمِ وَلَوْ بِالْعَيْنِ الثَّابِتَةِ	کی تفصیل کا درجہ عین ثابتہ ہے نصوص
مُفَصَّلًا لَا كَمَا يَتَبَادَرُ مِنَ النُّصُوْصِ	کے متبادر کے طریقہ پر نہیں،
وَاعْلَمْ اَنَّ مِنَ الْاَشْيَاءِ مَا	یاد رکھو کہ بعض اشیاء ایسی ہیں کہ ان
تَعَيَّنَ صُوْرَتُهٗ قَبْلَ اَنْ يَكُوْنَ	کی صورت کا تعین ان کے وجود سے پہلے
وَمِنْهَا مَا يَكُوْنُ الْاَمْرُ فِيْهِ	ہوجاتا ہے برخلاف اسکے کہ بعض
اِلْقَاءً اَيْ مُتَشَابِهًا لِلْمُؤْتَنِفِ	دوسری اشیاء میں ایسا نظر آتا ہے گویا

وَمِنْ هٰذَا السَّبِيْلِ يَحِلُّ	کہ یہ امر متاثق ہے اسی طرح وہ عقدہ
الْعُقْدَةُ فِي قَوْلِهٖ عَلَيْهِ	بھی حل کیا جا سکتا ہے جو کہ اس حدیث
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَوْ	کے سننے سے پیش آتا ہے جو کہ رسول
لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ اِلَّا	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
يَوْمًا لَبَعَثَ اللّٰهُ رَجُلًا	کہ اگر بقاء دنیا کا ایک دن بھی باقی
مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يَمْلَأُهَا	رہ جائیگا تو اس ایک دن کے اندر اللہ
عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا	تعالےٰ میرے خاندان نبوت سے
اَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاوُدَ فَالَّذِيْ	ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائیگا، جو
يُنَمَّ بِهٖ هُوَاَنَّ خُرُوْجَ	زمین کو عدل و انصاف سے اسطرح بھر
مَهْدِيٍّ مِمَّا لَا بُدَّ مِنْهُ	دیگا جس طرح وہ ظلم وستم سے لبریز ہو
وَاَمَّا وَقْتُ وُجُوْدِهٖ فَهُوَ	گئی تھی (سنن ابوداود) اس حدیث کا ماحصل یہ ہے کہ
مُفَوَّضٌ عَلَى الْمُعَدَّاتِ	مہدی علیہ السلام کا ظہور بہر حال ہونے والا ہے
وَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ	(یہ ایک ناگزیر واقعہ ہے) البتہ اس کے ظہور
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِاُمِّ حَبِيْبَةَ	میں آنے کا وقت گردوپیش کے حالات اور معدات
لَا تَسْاَلِي اللّٰهَ مَا فُرِغَ	حاضرہ پر موقوف ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مِنْهُ وَاسْاَلِيْهِ دَرَجَاتِ	کا یہ فرمان بھی جو آپ نے ام المؤمنین ام حبیبہؓ
الْجَنَّةِ ۔	سے فرمایا تھا اسی قبیل سے ہے کہ اللہ تعالےٰ

سے ایسی باتوں کا سوال نہ کرو کہ جن سے وہ فارغ ہو چکا ہے اس سے تو درجات جنت مانگو۔

وَاِذَا مَهَّدْنَا هٰذَا نَقُوْلُ	اس تمہید کے بعد پھر ہم بیان

إِذَا مَضَى عَلَى الْجَنِينِ هٰذِهِ	کہتے ہیں کہ جسوقت جنین پر یہ مدت
الْمُدَّةُ وَتَعَيَّنَ مِزَاجُ امْتِزَاجِ	گذر چکتی ہے اور اسکے اخلاط بدن کا
بَدَنِهِ اَمَرَ اللهُ سُبْحَانَهُ	مزاج متعین ہوجاتا ہے تو اللہ سبحانہ
بِحَسَبِ تَجَلِّيهِ فِي صَدْرِ	وتعالیٰ اس فرشتہ کے سینہ میں جسکے
الْمَلَكِ اَنَّهُ ذَكَرٌ اِنْ كَانَ	متعلق اس جنین کی تدبیر ہے تجلی فرماتا
غَلَبَ عَلَيْهِ مَاءُ الرَّجُلِ	ہے مثلاً یہ کہ یہ بچہ مذکر ہو اور یہ اس
وَاَنَّهُ اُنْثٰى اِنْ غَلَبَ عَلَيْهِ	وقت ہوتا ہے جبکہ صحبت کے وقت
مَاءُ الْاُنْثٰى وَلُوحِظَ فِي	شوہر کا مادۂ تولید غالب ہو اور اگر بیوی
طَبِيعَةِ الْجَنِينِ مِنْ شِدَّتِهَا	کا مادۂ تولید غالب ہو تو پھر جنین مونث
وَصَلَابَتِهَا وَلِينِهَا وَ	ہوتا ہے اور جنین کی طبیعت مادہ تخلیق
ضُعْفِهَا تَعَيُّنُ اللهِ الْمُتَجَلِّي	کی شدت اور ضعف اور صلابت اور
فِي صَدْرِ الْمَلَكِ لَهُ عُمْرٌ	ملائمت کو ملحوظ رکھکر اللہ تعالیٰ فرشتہ
وَذٰلِكَ لِاَنَّ كُلَّ شَيْءٍ فَاِنَّ	کے سینہ میں تجلی فرماکر اس کی عمر کا تعین
لَهُ وَزْنًا يَتَكَوَّنُ فِي وَقْتٍ ثُمَّ	کرتا ہے یہ اسلئے کہ ہر ایک چیز ایک
يَتَرَقّٰى فِي مَعَارِجِ كَمَالِهِ ثُمَّ	خاص وقت میں مقدار مخصوص پر ظہور
يَتَحَدَّرُ ثُمَّ يَفْنٰى وَيَفْسُدُ	میں آتی ہے پھر معارج کمال میں ترقی کرنیکے بعد

انحطاط شروع ہوتا ہے بالآخر فساد اور زوال کے مرحلہ کو پہنچ جاتی ہے ۔

وَهٰذَا الْوَزْنُ مَحْدُودٌ حَدًّا	اس مقدار مخصوص کو انواع میں سے
كُلِّيًّا فِي كُلِّ نَوْعٍ نَوْعٍ	ہر ایک نوع کیلئے تحدید کلی کے طور پر

وَحَدًّا جُزْئِيًّا فِي كُلِّ شَخْصٍ	اور ایک نوع کے افراد کیلئے تحدید جزئی
شَخْصٍ مُنْطَبِعٍ فِي مِرْآةِ النَّوْعِ	کے طور پر محدود کر دیا گیا ہے چنانچہ ہر
فَاِذَا عُيِّنَ لِلْجَنِيْنِ عُمُرٌ فِي	ایک جزئیت میں ایک شخصیت نوع
هٰذَا الْوَقْتِ فَهٰذَا الْاَجَلُ	کے آئینہ میں عظیم ہوتی ہے سو جو عمر اس
الْمُسَمّٰى الَّذِيْ يَبْلُغُهٗ لَا	وقت جنین کیلئے متعین کیجاتی ہے تو وہ
مُحَالَةَ لَوْلَا الْبَوَاعِثُ وَالْمَوَانِعُ	اَجَلٌ مُّسَمّٰی ہے اور اس عمر کو وہ لامحالہ
الْخَارِجَةُ وَمِنَ الْبَوَاعِثِ	پورا کر کے رہیگا بشرطیکہ خارجی بواعث
الْبِرُّ وَالصِّلَةُ فَاِنَّهُمَا يَزِيْدَانِ	اور موانع اسکے مخالف نہ ہوں بواعث
فِي الْعُمُرِ كَمَا سَتَعْرِفُ وَمِنَ	میں سے نیکی کرنا اور صلہ رحمی کرنا ہے
الْمَوَانِعِ الظُّلْمُ وَالْقَتْلُ	چنانچہ یہ دونوں اس کی عمر میں اضافہ
فَاِنَّهُمَا يَنْقُصَانِ فِي الْعُمُرِ	کرتے ہیں اور موانع میں سے ظلم اور
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَجَلٌ مُسَمًّى	قتل ہیں یہ دونوں اسکی تنقیص عمر کا باعث
عِنْدَهٗ وَقَالَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ	ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
وَاَطِيْعُوْنِ يَغْفِرْ لَكُمْ	اجل مسمی کا علم اس کے پاس ہے اور دوسرے مقام پر
مِنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰى	نوح علیہ السلام کا مقولہ نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ
اَجَلٍ مُسَمًّى ۔	سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اللہ تعالیٰ

تم کو بخش دے گا اور میعاد مقررہ تک تم کو مہلت دے گا

ثُمَّ يُكْتَبُ اَنَّهٗ سَعِيْدٌ	پھر اسکے بعد باعتبار آخرت جنین
اَوْ شَقِيٌّ بِحَسَبِ الْاٰخِرَةِ	کی سعادت اور شقاوت لکھدی

وَتَشْتَمِلُ هٰذِهِ السَّعَادَةُ	جاتی ہے اور یہ سعادت اعمال اخلاق
الْاَعْمَالَ وَالْاَخْلَاقَ وَالْخَاتِمَةَ	اور حسن خاتمہ کو شامل ہے، اور یہ
وَهٰذِهِ السَّعَادَةُ اَوِ الشَّقَاوَةُ	سعادت مکتوبہ ہو یا شقاوت اس مقام
الْمَكْتُوبَةُ هُنَاكَ اَمْرٌ كُلِّيٌّ لَا	پر اس سے امر کلی مراد ہے اور انکا تشخص
يَتَشَخَّصُ اِلَّا بِالْمُعَدَّاتِ .	معدات پر ہی منحصر ہے
ثُمَّ يُكْتَبُ اَنَّهُ وَاسِعُ	پھر اسکے بعد اسکے رزق کے متعلق لکھا
الرِّزْقِ اَوْ ضَيِّقُهُ لَا	جاتا ہے کہ یہ واسع الرزق ہے، یا
تُعَيَّنُ هُنَاكَ اِلَّا بِحَسَبِ	ضیق الرزق اور یہ کتابت بھی ایک
النَّوْعِ الْكُلِّيِّ .	نوع کلی ہے،

مومن کی موت میں تردد کا سبب

وَاعْلَمْ اَنَّ مِنَ الْاُمُوْرِ	یاد رکھو کہ بعض باتیں ایسی آسان
مَا هُوَ سَهْلُ بِتَكَوُّنٍ	ہوتی ہیں کہ معمولی سے اسباب پیدا
بِاَسْهَلِ الْاَسْبَابِ اَوْ	ہونے پر وہ پیدا ہو جاتی ہیں اور بعض
صَعْبٌ اِنَّمَا يَتَكَوَّنُ بِاَصْعَبِ	امور کے تکوین کے اسباب بہ مشکل پیدا
الْاَسْبَابِ فَهٰذَا مَعْنَى	ہوتے ہیں چنانچہ اس حدیث کے یہی معنی
الْحَدِيْثِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى	ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى	فرمایا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، میں نے
مَا تَرَدَّدْتُ فِيْ شَيْءٍ مِثْلَ	کسی چیز میں اتنا تردد نہیں کیا جتنا کہ

تَرَدُّدِیْ فِی الْعَبْدِ الصَّالِحِ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَہُ اِسَاءَتَہٗ وَلَا بُدَّ لَہٗ مِنْہُ مَعْنَاہُ عِنْدَنَا یَرْجِعُ اِلٰی تَصَادُمِ الْاَسْمَاءِ وَحَقِیْقَتُہٗ اَنَّ کُلَّ اِسْمٍ یَطْلُبُ فِیْ مَظْہَرِہٖ ظُہُوْرَ الْاَحْکَامِ فَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ فِیْ ضِمْنِ حُبِّ الْعَبْدِ کَمَا سَتَعْلَمُہٗ فِی الْوَجَاھَۃِ الْمُوَافِقَۃِ لِرَاْیِہٖ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَلَا بُدَّ لَہٗ مِنْہُ بِحَسَبِ الْاِسْمِ الْاَعَمِّ الشَّامِلِ لِنَوْعِ الْاِنْسَانِ

تردد مجھے کسی عبد صالح کی روح قبض کرنے کے متعلق پیش آتا ہے وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ ناخوش ہو اسکے معنی ہمارے نزدیک یہ ہیں کہ اسمائے پاک کے تقاضوں میں تصادم ہوتا ہے اور اسکی حقیقت یہ ہے کہ ہر ایک اسم پاک کا تقاضا یہ ہے، کہ اسکے مظہر خاص میں اس کے احکام کا ظہور ہو اور چونکہ اللہ تعالےٰ کو اپنے عباد صالحین سے محبت ہے جیساکہ ہم عنقریب تمہیں وجاہت اور موافقت کی بحث میں بتلادیں گے، اسلئے وہ مومن کو اس کی مرضی کے خلاف موت دینا نہیں چاہتا لیکن اس کے اسم اعم کلی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کے تمام افراد موت کا ذائقہ چکھیں اس لئے موت دینا لازمی ہے۔

کیا خیر سے بھی شر پیدا ہوتا ہے

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ فِیْمَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ اَنَّ النَّبِیَّ

ابو سعید خدری رض کی روایت سے صحیح بخاری میں حدیث منقول ہے فرماتے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ
ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَ
جَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ إِنَّ مِمَّا
أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي
مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِينَتِهَا
فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ
أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقِيلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
آلِهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُكَلِّمُكَ
فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ
فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ
وَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ
وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ
فَقَالَ إِنَّهُ لَا يَأْتِي
الْخَيْرُ بِالشَّرِّ
وَإِنَّ مِمَّا

ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک
روز منبر پر تشریف فرما تھے اور ہم آپ
کو حلقہ میں لئے ہوئے تھے، آپ نے
ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ خوف
مجھے اس بات کا ہے کہ ملکوں کو فتح
کر کے تم دنیا کی شادابی اور اس کی
رونق پر اترانے لگو گے ایک شخص نے
عرض کیا کیا خیر اور بھلائی سے بھی شر
پیدا ہو سکتا ہے؟ یہ سن کر آپ خاموش
ہو گئے صحابہ کرام نے اس شخص کو ملامت
کی کہ تم نے یہ کیا حرکت کی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو کر خاموش ہو گئے
اسی اثناء میں ہم نے دیکھا کہ آپ پر وحی
نازل ہو رہی ہے چنانچہ آپ نے اپنی
پیشانی مبارک سے پسینہ پونچھتے ہوئے
دریافت کیا کہ وہ سائل کہاں ہے گویا
کہ آپ نے اسکے سوال کو بنظر استحسان
دیکھا بہر حال آپ نے فرمایا کہ یہ سچ
ہے کہ خیر سے شر پیدا نہیں ہوتا اور

يُنبت الربيع يقتل
أو يلم إلا آكلة الخضرة
أكلت حتى إذا امتدت
خاصرتاها استقبلت
عين الشمس فثلطت
وبالت ورتعت إلى
آخر الحديث وتوجيه
السؤال والجواب
كما هو حقه لا
يتأتى إلا على مذهب
الحكمة وأما السؤال
فمعناه كيف تكون
نعمة الله التي لا
جرم أنها من تماثيل
الجماليات موجبا
للجلاليات باعثا
على الخوف فإنما
التمثال على صورة
ذي التمثال

فرمایا (جیسا کہ) جو سبزہ موسم بہار میں
اگتا ہے جانوروں کا اس سے چرنا وبال
جان ہو جاتا ہے کہ جس سے وہ ہلاک
یا ہلاکت کے قریب ہو جاتے ہیں مگر
وہ محفوظ رہتا ہے جو تر و تازہ سبزہ کھاتا
ہے اور ہضم کرنا جانتا ہے وہ اسوقت
تک چرتا ہے کہ اسکی کوکھیں باہر نکل
آتی ہیں اس حالت پر پہنچ کر وہ دھوپ
سینکنے لگتا ہے جس سے اسے خوب
کھل کر پاخانہ آجاتا ہے اور وہ پیشاب
بھی کر لیتا ہے اسکے بعد وہ پھر چرنے
لگتا ہے الخ یہ سوال اور جواب جسکا
تذکرہ اس حدیث میں ہے اہل حکمت
ہی کے مسلک پر ٹھیک بیٹھ سکتا ہے،
سوال کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالے کی
نعمت جو اسکی صفت جمال کا تمثل ہے
کس طرح جلالیات کے ظہور میں آنے
کا موجب ہو سکتی ہے اور خوف کا
باعث ہو سکتی ہے کیونکہ تمثل ہمیشہ تمثل

وَاَمَّا الْجَوَابُ فَاِنَّهٗ اِنَّمَا
اَلْمُحَالُ اَنْ يَفُوْرَ الْجَلَالُ
مِنْ صُلْبِ هٰذَا التِّمْثَالِ بَلْ
هُوَ خَيْرٌ كُلُّهٗ وَاِنَّمَا الشَّرُّ شَرَّةٌ
وَحِرْصٌ هُمَا فِي الْقَابِلِ
بِحَسَبِ اِسْمٍ هُوَ مِنْ تَمَاثِيْلِهٖ
اَوْ بِحَسَبِ اُمُوْرٍ اُخَرَ وَكَذَا
حُكْمُ مَعَاشِرِ الْحُكَمَاءِ وَاَنَّ
الْوُجُوْدَ خَيْرٌ كُلُّهٗ لَا شَرَّ
فِيْهِ لِاَنَّهٗ مِنْ مَنْبَعِ
الْخَيْرَاتِ اِنَّمَا الشَّرُّ نَاشٍ
مِنْ تَرَاكُمِ الْعَدَمَاتِ فِي
الصُّوَرِ الْمِزَاجِيَّةِ وَعَالَمِ
التَّخْطِيْطِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ
عَلَيْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ
مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلٰى فِطْرَةِ
الْاِسْلَامِ ثُمَّ اَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ

والے کے مطابق ہوتا ہے۔ اور جواب یہ ہے
کہ یہ بیشک نا ممکن ہے کہ عین اس جمالی
تمثل سے جلالیت کا ظہور ہو۔ بلکہ وہ
سراسر خیر ہے۔ لیکن جو حرص و شرارت
شخص قابل میں ہے۔ اس سے شرارت
کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ ظہور یا تو اس اسم پاک کے
تقاضا کے مطابق ہوتا ہے۔ کہ جس کا وہ تمثل
ہے۔ یا اور کوئی سبب ہوتا ہے جماعت حکماء
کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ وہ سراسر خیر و برکت ہے
اس میں کسی قسم کی برائی نہیں۔ کیونکہ وجود ہی
ہر ایک طرح کی خیر کا منبع ہے۔ شر کا ظہور
تو ان عدمات کا نتیجہ ہے۔ جو صور مزاجیہ
میں پائی جاتی ہیں۔ اور عالم تخلیق میں اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس فطرت
پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہو۔ کہ جس پر اس
نے تمام انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر
ایک بچہ فطرت اسلام پر پیدا کیا جاتا ہے
اس کے ماں باپ ہی اسے یہودی اور عیسائی

وَيُنَصِّرَانِهِ وَيُمَجِّسَانِهِ.

اور آتش پرست بنا لیا کرتے ہیں۔

اِعْلَمْ اَنَّ الصُّورَةَ الْاِنْسَانِيَّةَ تَقْتَضِيْ بِذَاتِهَا هَيْئَةً مُخْتَصَّةً فِي الْبَدَنِ الْعُنْصُرِيِّ فَلَاجَرَمَ اَنَّهُ مُسْتَوِي الْقَامَةِ بَادِي الْبَشَرَةِ عَرِيْضُ الْاَظْفَارِ مُدَوَّرُ الْهَامَةِ نَاطِقٌ ضَاحِكٌ مُبْصِرٌ لِلْاَلْوَانِ وَالْاَشْكَالِ سَمَّاعٌ لِلْاَصْوَاتِ ذُوْجُوْعٍ وَعَطَشٍ وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِنَ الْخُصُوْصِيَّاتِ الَّتِيْ هِيَ بِحَسَبِ النَّوْعِ وَهَيْئَةٌ مُخْتَصَّةٌ فِي الْبَدَنِ النَّسَمِيِّ فَلَاجَرَمَ اَنَّ لَهُ غَضَبًا وَرِضَاءً وَتَدْبِيْرًا لِعَوَاقِبِ الْاُمُوْرِ وَاِدْرَاكًا لِخَفِيَّاتِ الْاَسْرَارِ وَهٰذَا الْقَدْرُ يَنَالُهُ الْعَامَّةُ وَالْخَاصَّةُ.

یاد رکھو کہ صورت انسانیہ کا اقتضاء ذاتی یہ ہے کہ جسم عنصری میں اس کی مخصوص ہیئت ہو اسکا مستوی القامت ہونا ناخنوں کی چوڑائی اور اس کی کھوپڑی کی گولائی اسکا نطق اور ضحک الوان اور اشکال کو دیکھنا آوازوں کا سننا بھوک اور پیاس وغیرہ کا لگنا اور اسکے علاوہ اس کی تمام وہ خصوصیات کہ باعتبار نوعیت اور ہیئت مخصوصہ کے انکا تعلق اسکے جسم سے ہے اب کوئی مضائقہ نہیں کہ اسکے لئے غضب اور رضا عاقبت بینی اور بواطن اشیاء کی کیفیت کا ادراک کرنا بھی ثابت ہو اور یہ قدر عوام اور خواص سب میں برابر ہے،

وَالْخَاصَّةُ تُدْرِكُ اَيْضًا اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَذٰلِكَ اَوْدَعَ فِيْ نَسَمَةٍ عِفَّةً وَفِرَاسَةً وَ

اور خواص یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی طرح ہر ایک نسمہ کے اندر عفت اور فراست اور تقرب الی اللہ

وَتَقَرُّبًا وَهٰؤُلَاءِ يَنْدَرِجُ	تعالیٰ کی قسم کے اوصاف بھی ولعینہ
فِيهَا قَاطِبَةُ الشَّرْعِيَّاتِ	رکھتے ہیں اور تمام احکام شرعیہ بالاجمال
اِجْمَالًا وَاِنَّمَا قُرْبُ الْوُجُوْدِ	اسی قسم میں داخل ہیں اور قرب الوجود کا
شُيُوْعُ لِهٰؤُلَاءِ مِنْ جِهَةِ	مفہوم یہ ہے کہ قدوسیت کی جہات کو
الْقُدُسِ وَالْاِيْمَانُ	ملحوظ رکھکر ان امور کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا
شُيُوْعُ لِهٰؤُلَاءِ مِنْ	جائے اور ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ اس
جِهَةِ النَّشْاَةِ	نشاۃ تخلیطیہ کی حیثیت سے اس میں
التَّخْلِيْطِيَّةِ •	کمال حاصل کیا جائے،

خصوصیات نوعیہ سے جدا ہونیکے اسباب

وَالْاِنْسِلَاخُ عَنْ هٰؤُلَاءِ	ان خصوصیات نوعیہ سے جدا ہونے
الْخُصُوْصِيَّاتِ النَّوْعِيَّةِ لَهٗ	کے دو سبب ہیں ایک یہ کہ مادہ قابلہ
سَبَبَانِ الْاَوَّلُ قُصُوْرُ	میں نقص پیدا ہو جانیکی ناقص صورتوں
الصُّوَرِ النَّاقِصَةِ بِسَبَبِ	کا اس پر اضافہ ہو، جیسا کہ تم دیکھتے
قُصُوْرِ الْمَادَّةِ كَمَا	ہو کہ انسان کے بعض افراد ولادت کے
تَرٰى اَنَّ بَعْضَ النَّاسِ	وقت ماں کے پیٹ سے اندھے یا گونگے
يُوْلَدُ اَكْمَهَ اَوْ اَصَمَّ اَوْ	پیدا ہوتے ہیں یا ان کے دم لگی ہوئی ہوتی
لَهٗ ذَنَبٌ اَوْ لَهٗ خُرْطُوْمٌ	ہے یا ناک کی بجائے لمبی سونڈ سی
اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَكَذٰلِكَ	ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ اسی طرح بلحاظ

يُولَدُ مُنْغَمِسًا فِي	صفات باطنہ کے پیدائشی طور پر
اللَّذَّاتِ مُنْكِرًا لِرَبِّهٖ	لذات میں ڈوبے ہوئے اپنے رب کا
جَاهِلًا بِحَقِيْقَةِ السِّرِّ وَمِنْ	انکار کرنیوالے اور اس راز کی حقیقت
هٰذَا الْقَبِيْلِ النَّسَمَةُ الَّتِيْ	سے نا واقف ہوتے ہیں اور جس لڑکے کو خضرؑ نے
قَتَلَهَا الْخَضِرُ۔	قتل کیا تھا وہ اسی طریقہ کا تھا،
وَالثَّانِيْ مُعَاوَقَةُ	دوسرے یہ کہ اسکے اپنے افعال کج کا یہ
اُمُوْرٍ قَسْرِيَّةٍ كَمَا	نتیجہ ہوتا ہے کہ اسکے اقتضاء نوعی کو پورا
تَرٰى اَنَّ بَعْضَ النَّاسِ	نہیں ہونے دیتا جیساکہ تم دیکھتے ہو کہ
يَتْرُكُ الْمَاءَ قَطْعًا	بعض آدمی ارادہ ریاضت کے طور
بِرِيَاضَةٍ يَتَجَشَّمُهَا	پر پانی پینا قطعاً چھوڑ دیتے ہیں جس کا
وَيَعْتَرِيْهِ مَرَضٌ	نتیجہ ہوتا ہے کہ اسکے مزاج میں غیرمعمولی
فَيَعْوَجُّ قَامَتُهٗ	بے اعتدالی پیدا ہوکر وہ خمیدہ قامت
وَيَنْكَسِرُ رَاْسُهٗ	ہوجاتا ہے اسکا سر جھک جاتا اور اس کی
وَيَعْشٰى عَيْنُهٗ	آنکھوں کی بصارت زائل ہوجاتی ہے اسی
وَكَذٰلِكَ يُهَوِّدَاهُ	طرح ایک شخص کو اس کے والدین یہودیت کی
اَبَوَاهُ فَيَكْبُرُ اَمْرًا	تعلیم دیتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں ایک ایسی
اُوْدِعَ فِيْ ضَرُوْرَةِ	ذہنیت پیدا ہوجاتی ہے جو ضرورت
عِلْمِهٖ۔	علم سے پھیر دیتی ہے،
وَيَنْفَتِحُ هٰهُنَا مُقَدِّمَتَانِ	اور اس مقام پر دو جلیل القدر مقدمے

جَبِلّیَّتَانِ اَنّ طَرِیْقَ النَّظَرِ وَالْاِسْتِدْلَالِ بِدْعَۃٌ اِبْتَدَعَھَا مُخْدِجُو الْخِلْقَۃِ وَتَصْدِیْقُ الْاَنْبِیَاءِ اِنَّمَا ھُوَ بِاِلْھَامٍ بَاطِنِیٍّ مِزَاجِیٍّ لَا کَمَا زَعَمَہٗ اَھْلُ الْکَلَامِ اَنَّ مِنَ الْبَدِیْھَاتِ الْحَاضِرَۃِ عِنْدَ النَّاسِ مَا یُنْکِرُوْنَہٗ کَالْوُجُوْدِ وَالْعِلْمِ وَغَیْرِھِمَا

نکل سکتے ہیں ایک یہ کہ نظر اور استدلال کا طریقہ بدعت ہے، جسے ناقص الخلقت انسانوں نے ایجاد کیا ہے دوسرے یہ کہ انبیاء کرام کی تصدیق الہام باطنی اور نوعیت مزاج کا نتیجہ ہے متکلمین کا یہ کہنا غلط ہے کہ لوگ بعض ایسی بدیہات کا بھی انکار کر لیتے ہیں جو ان کے سامنے حاضر اور موجود ہیں، جیسا کہ وجود اور علم وغیرہ،

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیَّامُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ

اَلْخِزَانَۃُ الرَّابِعَۃُ   چوتھا خزانہ

فِی النَّشْاَۃِ الْعَامِیَّۃِ وَالنَّشْاَۃِ الْکَمَالِیَّۃِ بِالْقَوْلِ الْکُلِّیِّ

نشأۃ عامیہ اور نشأۃ کمالیہ کے متعلق اصول کلیہ

اَلْعَامَّۃُ حَصَرُوْا مُطْلَقَ
الْعِلْمِ فِیْ اَرْبَعَۃِ اَقْسَامٍ اَلْاَوَّلُ
الْاِحْسَاسُ بِاِحْدَی الْحَوَاسِّ
الْخَمْسِ وَھُوَ مِنَ اللَّطِیْفَۃِ
الْقَالِبِیَّۃِ وَالثَّانِیْ اَلتَّخَیُّلُ
وَھُوَ مِنَ اللَّطِیْفَۃِ الْخَیَالِیَّۃِ
وَشَاْنُھَا الْاِلْتِفَاتُ اِلٰی اَمْرٍ
مُتَلَوِّنٍ مُتَشَکِّلٍ غَائِبٍ وَالثَّالِثُ
اَلتَّوَھُّمُ وَھُوَ مِنَ اللَّطِیْفَۃِ الْوَاھِمَۃِ
وَشَاْنُھَا اِدْرَاکُ مَعَانٍ جُزْئِیَّۃٍ
یَتَلَبَّسُ بِالْمَحْسُوْسَاتِ وَحِفْظُھَا
وَاِبْقَاؤُھَا وَالرَّابِعُ التَّعَقُّلُ وَھُوَ

عام طور پر مطلق علم کو چار اقسام میں
منحصر سمجھا جاتا ہے (۱) حواس خمسہ میں
سے کسی کے ذریعہ جو احساسات حاصل
ہوں ان کا نام لطیفۂ قالبیہ رکھا جاتا
ہے (۲) تخیل جسکا تعلق لطیفۂ خیالیہ سے
ہے اسکا کام یہ ہے کہ کسی امر غائب
کو رنگ و شکل کے قالب میں ظاہر کرنے
کیطرف متوجہ ہو (۳) توہم اسکا تعلق
لطیفۂ واہمہ سے ہے اسکا کام وہ جزئی
ادراکات ہیں کہ جنکا تعلق محسوسات
سے ہے ان کا ادراک اور اسکی حفاظت
اسکے لئے ضروری ہیں (۴) تعقل اس کا

مِنَ اللَّطِيفَةِ النَّفْسِيَّةِ وَشَأْنُهَا	تعلق لطیفہ نفسیہ سے ہے اور اسکا کام
إِدْرَاكُ الْكُلِّيَاتِ الطَّبِيعِيَّةِ	کلیات طبیعہ اور امور مجردہ کا ادراک
وَالْأُمُورِ الْمُجَرَّدَةِ وَنَحْنُ نَجْحَدُ	ہے لیکن ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ تعقل کا تعلق
أَنْ يَكُونَ هٰذَا التَّعَقُّلُ مِنَ	نفس سے ہے بلکہ اسکا تعلق اس لطیفہ
النَّفْسِ بَلْ هُوَ مِنْ لَطِيفَةٍ إِدْرَاكِيَّةٍ	ادراکیہ سے ہے جو عالم تحیز میں نفس کی
هِيَ خَلِيفَةُ النَّفْسِ فِي عَالَمِ التَّحَيُّزِ	خلیفہ اور تمام جسمانیات میں اسکے قریب تر
وَأَقْرَبُ الْجِسْمَانِيَّاتِ إِلَيْهَا وَ	ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر تعقل
الْبُرْهَانُ عَلَيْهِ أَنَّ التَّعَقُّلَ بِهٰذَا	کے یہی معنی لئے جائیں تو بعض اوقات
الْمَعْنٰى قَدْ يَكْذِبُ وَلَا شَيْءَ مِنَ	اسکا مفہوم کاذب ثابت ہوگا حالانکہ مجردات
الْمُجَرَّدَاتِ بِكَاذِبٍ ۔	میں کذب کا دخل نہیں
وَكُلٌّ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ وَإِنْ	اور علم کے یہ چاروں اقسام اگرچہ ایک
كَانَ مَخْصُوصًا بِمَكَانٍ مَخْصُوصٍ	مکان خاص کے ساتھ اختصاص رکھتے
وَلٰكِنَّهُ عِنْدَ التَّحْقِيقِ سَابِغٌ	ہیں لیکن حقیقت میں وہ ایسی چیز ہے
يَعُمُّ النَّفْسَ كُلَّهَا فَلَا جَرَمَ	جو تمام نفس کو گھیرے ہوئے ہے اور
أَنَّهُ يَعُمُّ الْبَدَنَ كُلَّهُ وَالْبُرْهَانُ	کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ تمام بدن کو
عَلَيْهِ انْهِمَادُ جُيُوشِ الطَّبِيعَةِ	عام ہو جائے اسکا ثبوت یہ ہے کہ جیوش
تَحْتَ الْخَيَالِ أَوِ الْوَهْمِ مَثَلًا	طبیعہ خیال اور وہم سے مغلوب ہوتے ہیں
كَمَا فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَاءِ	جیسا کہ غضب رضاء اور حب اور گھبراہٹ
وَالْحُبِّ وَالْفَزَعِ	وغیرہ کے طاری ہونے کیوقت ہم دیکھتے

وَغَيْرِهَا وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى	ہو اسی معنی کو ملحوظ رکھتے ہوئے امام اہل
اَنْكَرَ اِمَامُ اَهْلِ	سنت (ابوالحسن اشعری) نے اس بات
السُّنَّةِ تَخَصُّصَهَا	سے انکار کیا ہے کہ ان کا تعلق خاص
بِاَمْكِنَتِهَا۔	خاص مقامات سے ہو،
وَالْحَاصِلُ اَنَّهُمْ خَصُّوا	خلاصہ یہ کہ انہوں (فلاسفہ) نے
الْمُدْرِكَةَ وَالْوَهْمَ وَالتَّخَيُّلَ	مدرکہ وہم اور تخیل کو قوت عاقلہ کیساتھ
بِالْقُوَّةِ الْعَاقِلَةِ وَنَحْنُ	مخصوص سمجھا ہے لیکن ہم نے قوت
عَمَّمْنَاهَا عَلَى الْعَاقِلَةِ وَالْعَامِلَةِ	عاقلہ اور عاملہ دونوں کیساتھ اس کو عام
كِلَيْهِمَا وَاَنَّهُمْ جَعَلُوا النَّفْسَ	سمجھا ہے اسی طرح انکے نزدیک نفس
الْمُجَرَّدَةَ عَاقِلَةً لِلْكُلِّيَّاتِ وَ	مجردہ تمام کلیات کا ادراک کر سکتا
عِنْدَنَا لَا تُدْرِكُ النَّفْسُ اِلَّا نَفْسَهُ	ہے لیکن ہمارے نزدیک نفس کو علم
بِالْعِلْمِ الْحُضُوْرِيِّ لَا غَيْرُ	حضوری کے ذریعہ صرف اپنے نفس کا
وَلٰكِنَّهَا اُمُّ الْعَاقِلَاتِ وَ	ادراک حاصل ہوتا ہے لیکن وہ تمام امور
الْعَامِلَاتِ بِاَسْرِهَا۔	عاقلہ اور عاملہ کی جڑ اور بنیاد ہے،
وَاِنْ شِئْتَ كَشْفَ السِّرِّ فِيْ ذٰلِكَ	اور اگر راز کی حقیقت معلوم کرنا چاہو تو
فَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمَّا خَلَقَ	یہ بات یاد رکھو کہ اللہ تعالٰے نے جس
الْخَلْقَ اَفَاضَ عَلَى الْمَاءِ صُوَرًا	وقت کائنات کو پیدا کرنا چاہا تو پانی
فَمِنْ تِلْكَ الصُّوَرِ صُوْرَةٌ	پر مختلف صورتیں افاضہ فرمائیں جن میں
نَوْعِيَّةٌ وَصُوْرَةٌ شَخْصِيَّةٌ	بعض صور نوعیہ ہیں، اور بعض شخصیہ

فالصورة الشخصية التي	صورت شخصیہ سے وہ مراد ہے جو کسی
انطبعت في الصورة	صورت نوعیہ وغیرہ میں منقوش ہوتی
النوعية وغيرها وهي	ہے اس سے مراد ایک فرد معین ہے
هذا الشخص وهي باقية	یہ صورتیں اس شخص کے ظہور میں آنیکے
من تولد الشخص الى	وقت سے ازل تک باقی رہتی ہیں اور
الازل ولها خلفاء امد الله	انکے قائم مقام دوسری صورتیں ہوتی ہیں
تعالى بها .	کہ جنکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے

أجسام کے اقسام

فمن خلفاء البدن الذي	من جملہ ان قائم مقام صورتوں کے
يتكون من العناصر تكونا	ایک تو وہ جسم ہے جسکا تکون محسوس
محسوسا ومن خلفاء البدن	طور پر عناصر سے ہوتا ہے اور بعض وہ
الذي يتكون من العناصر	جسم ہیں کہ جن کا تکون غیر محسوس طور پر
تكونا غير محسوس وهذا	عناصر سے ہوتا ہے تشخص کا انحصار پہلے
هو الذي يعتمد عليه	حالت حیات میں اور ثانیاً حالت
التشخص اولا في حال الحيوة	ممات میں اسی پر ہے اس انحصار کا باعث
ويقف عليه في حال الممات	یہ ہے کہ کوئی ایسی دوسری چیز موجود نہیں
وسبب الوقوف عليه فقدان	کہ جسکی جانب سے منسوب کیا جائے اور
ما ينتسب له فقد علمت	یہ تم جانتے ہو کہ اسکا اقتضاء ذاتی یہ

اَنَّهُ يَطْلُبُ بِذَاتِهٖ مَا يُعْتَمَدُ
عَلَيْهِ وَلَا يَتَجَاوَزُ شَيْئًا
اِلَّا اِذَا اَحْدَثَ بَدَلَهٗ شَيْءٌ
اٰخَرُ وَلَا حُدُوْثَ فَلَا
تَبَدُّلَ وَهٰذَا الْبَدَنُ الَّذِيْ
لَا يُحِسُّ مُتَّحِدٌ اِتِّحَادًا مَعَ
الْبَدَنِ الْمَحْسُوْسِيِّ ۔
وَمِنَ الْخُلَفَاءِ مَجْمُوْعُ
الْاَعْرَاضِ الَّتِيْ بِهَا يُدْرِكُ
الْبَصَرُ هٰذَا الشَّخْصَ بِخُصُوْصِهٖ
فَهٰهُنَا اَبْدَانٌ ثَلَاثَةٌ كُلٌّ
مُتَبَدِّلٌ حِيْنًا فَحِيْنًا بِبَدَلٍ
تُنَاسِبُهٗ وَالصُّوْرَةُ الشَّخْصِيَّةُ
بَاقِيَةٌ بِحَالِهَا كَمَا اَنَّ الْهَيُوْلٰى
بَاقِيَةٌ بِحَالِهَا وَيَعْتَمِدُ
عَلَى الصُّوْرَةِ الْمُتَبَدِّلَةِ
وَهٰذَا الْبَدَنُ يَتَوَقَّفُ
عَلَى الْبَدَنِ الْعَرْضِيِّ اَوْ
يَسْتَلْزِمُهٗ ۔

ہے کہ کسی دوسری چیز پر اس کا اعتماد
ہو اور یہ تشخص اس وقت تک کسی چیز
سے تجاوز نہیں کرتا تاوقتیکہ کوئی دوسری
چیز اس کے بدلے ظہور میں نہ آئے تو
پھر اس میں بھی کسی قسم کا حدوث اور
تبدل نہیں ہوگا اور یہ بدن غیر محسوس
بدن محسوس کی ساتھ متحد ہے،
اور من جملہ ان قائم مقام صورتوں کے
ان اعراض کا مجموعہ ہے جن کے ذریعے
آنکھ اس مخصوص شخص کا ادراک کرتی
ہے سو اس مقام پر تین بدن ہیں اور وقتاً
فوقتاً ایک ان میں سے دوسرے کیساتھ
تبدیل ہوتا رہتا ہے جو اسکے مناسب
حال ہو، لیکن صورت شخصیہ بحال خود
باقی رہتی ہے جیسا کہ ہیولی بحال خود باقی
رہتا ہے اور اسکا اعتماد اسی صورت متبدلہ
پر ہوتا ہے اور یہ بدن بھی بدن عرضی
پر موقوف ہے یا دونوں لازم اور
ملزوم ہیں،

وَهٰذِهِ الصُّوْرَةُ الشَّخْصِيَّةُ هِيَ النَّفْسُ النَّاطِقَةُ وَهِيَ غَيْرُ مُتَجَرِّدَةٍ حَقَّ التَّجَرُّدِ وَلٰكِنْ سَمَّيْنَاهَا مُجَرَّدَةً فِيْ كِتَابِنَا هٰذَا احْتِرَازًا عَنْ هٰذِهِ الْاَبْدَانِ الثَّلَاثَةِ

اور یہ صورت شخصیہ بعینہ نفس ناطقہ ہے لیکن اس میں کامل طور پر تجرد نہیں پایا جاتا لیکن ہم نے اپنی اس کتاب میں اسے مجرد کہا ہے تاکہ ابدان ثلثہ سے احتراز ہو جائے،

وَاَمَّا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ خُلِقَتِ الْاَرْوَاحُ قَبْلَ الْاَجْسَادِ بِاَلْفَيْ عَامٍ يَعْنِيْ بِهَا الْاَعْيَانَ الثَّابِتَةَ وَبِاَلْفَيْ عَامٍ تَصْوِيْرَ الْبُعْدِ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ لِلْعَيْنِ تَعَيُّنًا بَسِيْطًا عَنٰى بِهَا ذٰلِكَ ۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ روحوں کو اجسام سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا گیا اس سے مراد اعیان ثابتہ ہیں دو ہزار کے لفظ سے صرف مدت طویلہ کا اظہار مقصود ہے اور تجھے کیا معلوم کہ عین ثابتہ کو کوئی تعین بسیط حاصل ہوا ہو اور یہاں پر وہی مراد ہے،

مرنے کے بعد کی حالت

فَاِذَا مَاتَ الْعَبْدُ لَحِقَ النَّفْسُ بِالْبَدَنِ الْغَيْرِ الْمَحْسُوْسِ وَلَزِمَتْهُ بِهَا فَلَا يَكُوْنُ هُنَاكَ اِدْرَاكٌ اِلَّا بِحَسَبِ الْمُدْرَكَاتِ الْبَاطِنَةِ الْحِسِّيِّ الْمُشْتَرَكِ

جس وقت انسان مر جاتا ہے تو اسکا نفس غیر محسوس بدن کیساتھ لاحق ہو جاتا ہے اور اسکے ساتھ لاحق ہو جاتا ہے تو اس حالت میں اسکے ادراک کا ذریعہ باعتبار مدرکات باطنہ کے حسن

عربی	اردو
وَاَلُوْهُمْ وَالْاِدْرَاكُ وَاِذَا قَامَتِ	مشترک وہم اور ادراک رکھتے ہیں جب
الْقِيَامَةُ تَعَلَّقَتْ بِالْاَبْدَانِ	قیامت قائم ہوگی تو کون و فساد کے
الْمَحْسُوْسَةِ بِسَبَبِ بَعْضِ	بعض اسباب مقدرہ کی وجہ سے وہ ابدان
الْاَسْبَابِ الْمُعَدَّةِ مِنَ	محسوسہ کیساتھ تعلق پیدا کریگا، یوم الحساب
الْكَوْنِ وَالْفَسَادِ وَاِذَا جَاءَ	کے آنے پر روح سے اسکی تکمیل ہوگی
يَوْمُ الْحِسَابِ اِسْتَبْعَثَ	اور عین اس نفس سے ارتقاء کے طور پر
بِالرُّوْحِ فَتَنْشَأُ مِنْ صُلْبِهَا بَدَنٌ	جسم معرض وجود میں آئیگا تو پھر وہ بدن
فَرَفَضَتِ الْبَدَنَ الْعُنْصُرِيَّ	عنصری کو دور پھینک دیگا،
ثُمَّ يَدْخُلُ اِمَّا فِي الْجَنَّةِ وَاِمَّا	جس کے بعد یا تو جنت میں داخل ہوگا
فِي النَّارِ وَاَمَّا الْعُلُوْمُ الْمُجَرَّدَةُ	یا دوزخ میں اور وہ علوم مجردہ جو اس
الَّتِي تَعَلَّمَهَا فَاِنَّمَا هِيَ عُلُوْمٌ	نے حاصل کئے تھے وہ سب کے سب علوم
زَمَانِيَّةٌ وَمَكَانِيَّةٌ وَكَذٰلِكَ	زمانیہ اور مکانیہ تھے اور اسی طرح علم
الْعِلْمُ الْحُضُوْرِيُّ وَلٰكِنَّهَا يَجْعَلُ	حضوری بھی ہے لیکن وہ تو ممکن کو ممتنع
الْمُمْكِنَ مُمْتَنِعًا وَالْمَوْجُوْدَ مَعْدُوْمًا	اور موجود کو معدوم بنا دیتا ہے سو اسی
فَكَذٰلِكَ تَجْعَلُ الْمَكَانِيَّ مُجَرَّدًا	طرح مکانی کو بھی مجرد بنا دیگا، لہذا
فَلَا يَهُوْلَنَّكَ تَشْوِيْشَاتُ الْفَلَاسِفَةِ	تمہیں فلاسفہ کی تشویشناک باتوں سے
وَهٰذَا الْبَدَنُ الْغَيْرُ الْمَحْسُوْسُ لَهٗ	نہ گھبرانا چاہیئے، اس بدن غیر محسوس کے
شَانُ الْاِدْرَاكِ عَلٰى ثَلٰثَةِ صُنُوْفٍ	ذرائع ادراک تین ہیں جیسا کہ ہم بیان
كَمَا قُلْنَا وَلَهٗ شَانُ الْعَمَلِ عَلٰى	کر چکے لیکن اسکے عمل کی قسمیں مختلف ہیں

صُنُوفٍ شَتّٰی وَبِالْجُمْلَۃِ فَھٰذَا	خلاصہ یہ کہ یہ بدن نفس ناطقہ کیلئے ایک
الْبَدَنُ لِبَاسٌ سَابِغٌ عَلٰی وَجْہِ	کامل لباس ہے جو پورے طور سے اسے
النَّفْسِ النَّاطِقَۃِ کُلِّھَا بِجُمْلَتِہٖ ۔	ڈھانپ لیتا ہے،

وجود ذہنی

وَاعْلَمْ اَنَّ الْوُجُوْدَ الذِّھْنِیَّ	یاد رکھو کہ ہم نے وجود ذہنی کے
فَتَّشْنَاہُ فَلَمْ نَجِدْہُ شَیْئًا	متعلق خوب تفتیش کی مگر ہمارے ہاتھ
فَبَعْضُ مَا یُزْعَمُ اَنَّہٗ مَوْجُوْدٌ	کچھ بھی نہ لگا سو بعض وہ اشیاء کہ جنہیں
ذِھْنِیٌّ صُوْرَۃٌ مَوْجُوْدَۃٌ فِی	وجود ذہنی کہا جاتا ہے وہ درحقیقت
الْخَارِجِ یُدْرِکُھَا النَّفْسُ بِحَسَبِ	ایک صورت موجود فی الخارج ہوتی
الْقُوَّۃِ الْمُدْرِکَۃِ کَالصُّوْرَۃِ	ہیں جسکا قوت مدرکہ کے ذریعہ نفس
الْحَیَوَانِیَّۃِ وَالصُّوْرَۃِ الْاِنْسَانِیَّۃِ	ادراک کرتا ہے جیسا کہ صورت حیوانیہ
وَمِنْھَا سَلْبِیَّاتٌ وَ	اور صورت انسانیہ بعض ان میں سے
اِضَافِیَّاتٌ ۔	سلبیات ہیں اور بعض اضافیات،
وَتَحْقِیْقُ الْقَوْلِ عِنْدَنَا اَنَّ	اور ہمارے نزدیک تحقیقی بات یہ ہے
الْاَعْمٰی مَثَلًا ھُوَ زَیْدٌ	کہ زید مثلاً ایک اندھا شخص ہے
بِعَیْنِہٖ اِذَا اَدْرَکْنَاہُ بِالْقُوَّۃِ	جب ہم قوت مدرکہ کیساتھ اسکا ادراک
الْمُدْرِکَۃِ مُمْتَلِئَۃً بِالْاِشَارَۃِ	کرتے ہیں تو ہمارا مدرکہ بینائی کے مفہوم
اِلَی الْبَصَرِ ثُمَّ اَنَّہٗ قَدْ	سے بھر جاتا ہے پھر بعض اوقات ہم

يُقْطَعُ سَبِيلُنَا مِنَ الاِسْمِ عَنِ
الْمُسَمّٰى وَيَجْعَلُ صِفَتَهٗ وَيُسَمّٰى
بِالْعَمٰى فَالاِخْتِلَافُ فِي الاِدْرَاكِ
دُوْنَ الْمُدْرَكِ وَلِذٰلِكَ فَنَحْنُ
نُدْرِكُ زَيْدًا اَنَّهٗ ابْنُ عَمْرٍو
بِالْقُوَّةِ الْمُدْرِكَةِ مُتَمَثِّلَةً مِنَ
الاِشَارَةِ اِلٰى اَبِيْهِ ثُمَّ تَقْطَعُ
الاِسْمَ وَنَجْعَلُهٗ نُبُوَّةً فَنُدْرِكُ
اِذَنْ مَا حَصَّلَهٗ بَعْضُ اَصْحَابِ
التَّحْصِيْلِ اَنَّ الاِخْتِلَافَ بَيْنَ
الْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ فِي
الاِدْرَاكِ دُوْنَ الْمُسَمّٰى لِاَنَّ
مِنْهَا مَعْدُوْمَاتٌ فِي الْخَارِجِ
كَالْمُمْتَنِعِ وَالتَّحْقِيْقُ فِيْهِ
اَنَّ الاِدْرَاكَ نَشْاَةٌ
وَاسِعَةٌ مَا مِنْ اَمْرٍ مَوْجُوْدٍ
اَوْ مَفْرُوْضٍ اِلَّا وَفِيْهَا صُوْرَةٌ
اَيْ صُوْرَةٌ عَرْضِيَّةٌ بِاِزَائِهٖ
وَنَحْنُ نَقُوْلُ

اس اسم کو مسمی سے جدا کرکے اس کی
صفت کو ملحوظ رکھتے ہیں اور اسکا نام
اندھاپن رکھدیتے ہیں، سو یہ اختلاف
مدرک میں نہیں بلکہ ادراک میں ہے،
اسی طرح ہم اپنی قوت مدرکہ سے اس
اس امر کا ادراک کرتے ہیں کہ زید عمرو کا
بیٹا ہے یہاں بھی اسکے باپ کا
مفہوم ہمارا مشارالیہ ہوتا ہے، لیکن
بعض اوقات ہم اس کی اہمیت سے
قطع نظر کرکے اسکے ابنیت کے مفہوم
کو ملحوظ رکھتے ہیں تو اب بعض منطقیوں
کا یہ قول تمہاری سمجھ میں آسکتا ہے،
کہ کلیات اور جزئیات میں صرف ادراک
کی حیثیت سے اختلاف پایا جاتا ہے
مدرک کا اسمیں کوئی دخل نہیں اسی طرح
ان میں سے بعض معدوم الخارج ہیں،
جیسا کہ ممتنعات اور اسکے متعلق ہماری
تحقیق یہ ہے کہ عالم ادراک میں بہت
زیادہ وسعت پائی جاتی ہے کوئی امر

لهؤلاء الابدان هناك صورة علمية عرضية فان جاد المعلوم بهذه موجودا فما شان الممتنع والمعدوم والمجهول لم تتبدل حقائقها.

موجود یا مفروض ایسا نہیں جسکی صورت پر وہ مشتمل نہ ہو اس صورت سے مراد صورت عرضیہ ہے ہم کہتے ہیں کہ ان ابدان کے لئے وہاں پر ایک صورت علمیہ عرضیہ ہے اگر معلوم اس کے ذریعے موجود ہو گیا تو یہ کیا وجہ ہے کہ ممتنع اور معدوم اور مجہول کی حقیقتوں میں تبدیلی واقع نہ ہو۔

ليس في العالم الاعلى الا التصديق واما التصور فمن بدعات هذا العالم المخرج لما ان التصديق ثلج وبرد ويقين واذعان يلحق بالمفرد كما يلحق بالجملة ومن العجائب ان ليس هناك جملة انما هو مفرد مخلوط بالمحمول و اما الجمادات من الحيوانات فلا تصديق لها انما هو ظنون وشكوك وكذلك اهل البلادة واما

عالم اعلیٰ ہیں سوائے تصدیق کے اور کچھ نہیں پایا جاتا کیونکہ تصور تو ہیں ناقص عالم مادی کی بدعات میں سے ایک بدعت ہے اسلئے کہ تصدیق سے اطمینان و اذعان اور یقین حاصل ہوتا ہے اور وہ اذعان بھی کہ جسکا تعلق مفرد کیساتھ جملہ کے طریقہ پر ہے عجیب بات یہ ہے کہ وہاں تو کوئی جملہ نہیں صرف مفرد ہے جو کہ محمول کیساتھ مخلوط ہے اور گونگے حیوانات تصدیق سے محروم ہوتے ہیں انکے اذہان تو ظنون اور شکوک ہی کا مرکز ہوتے ہیں بیوقوفوں کا بھی یہی حال ہے لیکن عامۃ الناس کے اذہان میں

سَائِرِ النَّاسِ فَكِلَاهُمَا مَوْجُوْدٌ فِيْهِمْ ۞	تصدیق اور تقوٰی یہ دونوں قسمیں موجود ہوا کرتی ہیں،

اختلاف نشأت

فَاعْلَمْ اَنَّ كُلَّ مَا فِي الْعَالَمِ مِنَ الْمُتَحَيِّزَاتِ اَوِ الْمُجَرَّدَاتِ وَكُلَّ مَا فِي نَفْسِ الْاَمْرِ مِنْ ذَاتِ اللهِ سُبْحَانَهٗ وَصِفَاتِهٖ فَاِنَّ لَهٗ صُوْرَةً فِي كُلِّ مِنْ هٰذِهِ النَّشْاٰتِ تَخُصُّهٗ وَلِكُلٍّ مِنْهَا جِهَتَانِ جِهَةٌ تَسَامَتْ بِهَا الْاَسْفَلَ اَعْنِي الْحَوَاسَّ وَجِهَةٌ تَسَامَتْ بِهَا الْاَعْلٰى اَعْنِي الْعَقْلَ فَكُلٌّ يَاْخُذُ مِنَ الْجِهَتَيْنِ نَصِيْبَهٗ وَالَّذِي لَحِقَ بِالْمَبَادِي الَّتِي هِيَ الْاَسْمَاءُ بِالْاِنْسِلَاخِ اَوِ الْفَنَاءِ يَغْلِبُ عَلَيْهِ الْجِهَةُ الْعُلْيَا	یاد رکھو کہ عالم میں جو کچھ بھی متحیزات یا مجردات موجود ہیں اور نیز اللہ تعالےٰ کی ذات اقدس اور اسکی صفات کہ جنکا وجود نفس الامری ہے ان میں سے ہر ایک صورت ان ہی نشأت میں انکی خصوصیات کیساتھ ہوا کرتی ہے، اور ان میں ہر ایک صورت کی دو جہتیں ہوتی ہیں ایک جہت اسفل ہوا کرتی ہے جو حواس کیجانب ہوتی ہے اور دوسری اعلیٰ جو عقل کی جانب اور ہر ایک صورت ان دونوں جہتوں سے مستفیض ہوتی ہے، اور جنکو انسلاخ یا فنا کی وجہ سے اپنے مبادی یعنی اسمائے پاک کیساتھ لحوق حاصل ہے۔ ان پر جہت علیا کا غلبہ حاصل ہوتا ہے اور

والذي تدنس يغلب عليه الجهة السفلى والمزاج الرجل مدخل في التشخيص للنفس الرحماني بلباس خاص وكذا للعادات فرضه أربعة أمور يتحقق بضرب بعضها في بعض بشدة أو ضعف أشخاص لا تعد ولا تحصى ألا ترى إلى عجائب عالم الصوت فلكل حيوان صوت تخصه فلا جرم أنها تمثالة في هذا العالم ولكن حالا تبرفرحه ووجله وجوعه وعطشه أصوات مخصوصة فلا جرم أنها تماثيلها۔

متدنس اشیاء پر جہت اسفل غالب رہتی ہے نفس رحمانی کے لباس خاص میں جلوہ گر ہونیکے لئے کسی شخص کے مزاج اور اسی طرح اس کی عادات کو بھی دخل ہوتا ہے چنانچہ یہی چار چیزیں ہیں جنکے مختلف طور پر آپس میں مل کر ظہور پانے اور ان کی شدت اور ضعف کی بنا پر بے شمار افراد معرض وجود میں آتے ہیں کیا تم نے عالم صوت کے عجائبات پر غور نہیں کیا کہ ہر ایک حیوان کی مخصوص آواز ہوتی ہے سو پھر کوئی مضائقہ نہیں کہ اس عالم میں اسکا تمثل ہو اور جملہ احوال خوشی اور خوف اور بھوک اور پیاس کے لئے مخصوص آوازیں ہوتی ہیں، تو یہ سب ان کا تمثل ہوتی ہیں

ثم إن للأدوات أصواتا وللعشق والغضب صوتا فلا جرم أنها

پھر مختلف ادوات کیلئے اور آوازیں اور جذبہ غضب اور عشق کو ظاہر کرنے کیلئے جدا آواز ہوتی ہے، جوان

اردو	عربی
جذبات کا تشکل ہوتی ہے اور اللہ سبحانہ	تَمَاثِيلُهَا وَاَلْهَمَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ
وتعالےٰ نے انسان کو الہام کیا کہ وہ	لِلْاِنْسَانِ اَنْ يَقْطَعَ اَصْوَاتَهٗ
اپنی آواز کو مختلف طریقہ پر نکالے جس	فَقَطَعَ مَا تَحَصَّلَتْ حُرُوْفٌ
سے مختلف حروف کی آوازیں پیدا ہوں	فَوَضَعَهَا بِاِزَاءِ الْاَسْمَاءِ
ان ہی حروف کو اسماء حسنیٰ کا مفہوم	الْحُسْنٰى الَّتِيْ بِهَا نِظَامُ
ظاہر کرنے کیلئے وضع کیا۔ ہے کہ جن پر	الْعَالَمِ وَتَلَفَّظَ بِهَا بِاِزَاءِ
تمام عالم کا نظام ہے چنانچہ ہر مظہر کے	كُلِّ مَظْهَرٍ حَرْفًا هُوَ بِاِزَاءِ
مقابل وہ ایک لفظ زبان پر لایا جو کہ	الْمَظَاهِرِ وَضَمَّ الْحَرْفَ
یقینی طور پر مظاہر کے مقابل ہے اور	الثَّانِيْ تَحْصِيْلًا وَالثَّالِثَ
پھر تحصیل اور تشخیص کا مفہوم ظاہر کرنے	تَشْخِيْصًا فَبَدَاَتْ سَوَاءٌ
کے لئے بالترتیب دوسرا اور تیسرا لفظ	ثُلَاثِيَاتٍ هِيَ الْاَصْلُ
زبان پر لایا جس سے کلمات ثلاثیہ	وَالْمُقَدَّمُ فِي الْاِعْتِبَارِ
پیدا ہوئے جو تمام الفاظ کی اصل ہیں	الْمَعَانِي الصَّوْتِيَّةِ
چونکہ اظہار معانی کا ذریعہ بھی اصوات	الْمَسْمُوْعَةِ فَحُكِيَتْ بِمَا
مسموعہ ہیں چنانچہ بطور حکایت ایسے ہی	يَقَعُ عَلَى السَّمْعِ وُقُوْعُهَا
لفظ وضع کئے گئے کہ جو ان پر دلالت	كَالضَّرْبِ وَالْقَهْقَهَةِ
کریں جیسا کہ ضرب (مارنا) اور قہقہہ	وَاَبْدَعَ لِلْمُبْصَرَاتِ وَ
اسی طرح اس سے اشیاء مرئیہ، ملموسات	الْمَلْمُوْسَاتِ وَالْمَذُوْقَاتِ
مذوقات، متخیلات اور متوہمات کے	وَالْمُتَخَيَّلَاتِ وَالْمُتَوَهَّمَاتِ

أصوات تشابه وقعها على
ذلك الحس وقعها عليه
وللحكاية فصل بحسب
مزاج الواضع وإدراكاته
فالعربي إذا حكى صوت الحجارة
قال طق طق والفارسي
ده ده فتزاحم هذان
الأمران القدسي والدنسي
وتشعبت المعارف و
الأمزجة فحدثت لغات
لا تعد ولا تحصى وصار
المجاز بعد حينها حقيقة
والكناية صريحا وبالجملة
فهذا طريق الوضع و
العاقل تكفيه الإشارة و
العوالم كلها متحاذية
وبعض النشآت متفرعة
على بعض ؎

لیے ایسی آوازیں وضع کی گئی ہیں کہ جن کو
سنکر ان حواس اور ان مدرکات پر ایسا
اثر پڑتا ہے کہ جس سے اس کا مفہوم سمجھ
میں آجاتا ہے طریق نقل وحکایت میں
بھی واضع کے مزاج اور اسکی نوعیت ادراک
کے مطابق اختلاف پایا جاتا ہے مثلاً
ایک عربی شخص جب پتھر کے گرنے کی
آواز کو نقل کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کو
طق طق سے تعبیر کرتا ہے اور فارسی لفظ
اس کیلئے دہ دہ کا لفظ استعمال کرتا ہے
چنانچہ ان دونوں امر یعنی قدسی اور دنسی
کی مزاحمت اور معارف اور امزجہ
کے اختلاف سے بکثرت زبانیں پیدا ہوئیں
اور کچھ عرصہ کے بعد مجاز بھی حقیقت
کی شکل اختیار کر گیا۔ اور جو کنایہ
تھی وہ صریح ہو گئی خلاصہ یہ کہ وضع
الفاظ کی حقیقت یہی ہے جو کہ ہم نے بیان کی اور
العاقل تکفیہ الاشارۃ اور ایسے ہی سب عوالم متحاذی
ہیں اور بعض ارتقارات بعض دوسرے ارتقارات کی فروع ہے۔

علوم حاصلہ کی قسمیں

وَالْعُلُوْمُ الْحَاصِلَةُ لِلنَّاسِ	وہ علوم جو لوگوں کو حاصل ہوتے ہیں
صِنْفَانِ صِنْفٌ يُدْرِكُوْنَهُ	ان کی دو قسمیں ہیں، ایک تو وہ کہ جن کا
فِي مَجَارِي عَادَاتِهِمْ	ادراک انہیں مجاری عادات کے
كَالْاِهْتِدَاءِ لِدَقَائِقِ	موافق ہوتا ہے مثلاً مختلف صنعتوں کے
الصِّنَاعَاتِ وَالْاِسْتِدْلَالِ	دقائق دریافت کرنا اور اپنی عقل سے
بِاَفَانِيْنِ الْاَفْكَارِ وَ	مختلف نظریئے قائم کرکے ان کیلئے
صِنْفٌ هُوَ خَارِقٌ	استدلال تلاش کرنا، دوسری قسم کے
لِعَادَاتِهِمْ وَاِنْ كَانَ	وہ علوم ہیں کہ جنہیں خارق عادت شمار
الْمُسْتَقِرُّ لَدٰى مَعْشَرِ الْحُكَمَاءِ	کیا جاتا ہے حالانکہ حکماء جانتے ہیں، کہ
اَنَّ كُلَّ مَوْجُوْدٍ فَلَهُ عِلَّةٌ	ہر ایک چیز جو معرض وجود میں
مُوْجِبَةٌ فَلَا خَرْقَ لِطَبِيْعَةِ	آتی ہے اسکے ظہور کی کوئی علت موجب
اِنْتِظَامِ الْكُلِّ اَصْلًا	ضرور ہوتی ہے اسلئے یہ سمجھنا غلط ہے
وَاِنَّمَا الْخَرْقُ بِحَسَبِ	کہ نظام کلی کے قوانین توڑے گئے ہیں
الْعَادَاتِ الْمُسْتَمْثَلَةِ	اور یہ خرق کا لفظ باعتبار عادت
تُرْبِيَتُهَا فِي الْمَدَارِكِ	متمثلہ کے مدارک مشہورہ میں استعمال
الْمَشْهُوْرَةِ ۔	کیا جاتا ہے،
وَلِهٰذَا الصِّنْفِ اَقْسَامٌ	اور اس صنف کی بہت سی قسمیں ہیں،

أَمَّا فِي اللَّطِيفَةِ الْخَيَالِيَّةِ
فِي الْيَقْظَةِ وَهُوَ الْمُسَمّٰى
بِالْكَشْفِ فِي الْمُصْطَلَحِ
الْمَشْهُورِ وَإِمَّا فِي الْمَنَامِ وَهُوَ
الرُّؤْيَا وَإِمَّا فِي الْعَدَمِ وَقَدْ
يُسَمّٰى غَيْبَةً أَعْنِي حَالَةً
شَبِيهَةً بِالنَّوْمِ فِي كَسَلِ
الْحَوَاسِّ إِلَّا أَنَّ النَّوْمَ
طَبْعِيٌّ وَهُوَ صُنْعِيٌّ بِوَاسِطَةِ
التَّوَجُّهِ التَّامِّ إِلَى أَمْرٍ مَا
مُقَدَّسٍ وَهٰذِهِ الْأَصْنَافُ
الثَّلَاثُ أَمْرُهَا وَاحِدٌ
مِنْ حَيْثُ أَنَّهَا فِي الْمِثَالِ
الْمُقَيَّدِ وَأَنَّ عَنَاصِرَهَا
ثَلَاثَةٌ

یا تو اس کا القا بحالت بیداری لطیفہ
خیالیہ میں ہوتا ہے جسکو اصطلاح مشہور کے
مطابق کشف کہا جاتا ہے یا خواب
میں جیسے رؤیا کہا جاتا ہے، یا عدم
میں جیسے غیبیہ کے ساتھ موسوم کیا جاتا ہے
کہ حواس پر ایکگونہ کسل اور سستی کی حالت
طاری ہو کہ نیند کی سی حالت پیدا ہو
جاتی ہے فرق اتنا ہے کہ نیند ایک
طبعی حالت ہے اور یہ حالت انسان خود
اپنے اوپر طاری کرتا ہے اسکا ظہور کسی
امر مقدس پر کامل طور پر توجہ مرکوز کرنے
کا نتیجہ ہوتا ہے اور یہ تینوں اقسام
دراصل ایک ہیں، کیونکہ ان کا ظہور مثال
مقید میں ہوتا ہے اور ان کے عناصر
بھی تین ہیں،

الْعَادِيَاتُ فَالْحَدَّادُ
مَثَلًا يَرَى الْكِيرَ وَالنَّارَ
وَيَرَى الْأَمْرَ الْمُعَاضَ
فِي صُنْعِهَا وَالنَّجَّارُ الْمِنْشَارَ

(۱) عادیات مثلاً ایک شخص لوہار
ہے تو اس کی حالت کشف رؤیا میں
بھی آگ اور لوہا پگھلانے کی بھٹی وغیرہ
لوازم آہنگری نظر آئیں گے بڑھئی لکڑی

وَالْخَشَبَ وَالْمِزَاجِيَاتِ فَالدَّمَوِيُّ يَرَى الْخَيَالَاتِ الْحُمْرَ وَالصَّفْرَاوِيُّ الصُّفْرَ وَيَرَى الْأُمُورَ الْمُفَاضَ فِي ضِمْنِهَا وَطَبِيعَةُ الْأُمُورِ الْمُفَاضِ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى وَذٰلِكَ لِأَنَّ كُلَّ أَمْرٍ قُدْسِيٍّ أَوْ دَنَسِيٍّ فَإِنَّ لَهُ صُورَةً مَخْصُوصَةً بِخُصُوصِ النَّوْعِ فِي كُلِّ نَشْأَةٍ نَشْأَةٍ وَمِنْ هٰؤُلَاءِ مَا لَا يَحْتَاجُ إِلَى التَّعْبِيرِ وَمِنْهَا مَا يَحْتَاجُ وَالْمُعَبِّرُ يَجِبُ أَنْ يَكُونَ عَارِفًا لِسِرِّ النَّشْآتِ مُمَيِّزًا لِلْعَادَاتِ وَالْمِزَاجِيَاتِ عَنْ غَيْرِهَا ۔

لسوئی اور آرہ وغیرہ کا شاہد کریگا، اور اسی ضمن میں ان دونوں پر امور غیبیہ کا افاضہ ہوگا (۲) امزجہ اور مزاجیات چنانچہ جسکا مزاج دموی ہے ▪ عالم میں سرخ چیزوں کا مشاہدہ کریگا، اور صفرادی کو زرد چیزیں نظر آتی ہیں بعض اوقات حقائق غیبیہ کا مشاہدہ ان ہی کے ضمن میں کرتا ہے جو اس کی طبیعت ہوتی ہے (۳) جسکا اللہ تعالےٰ کی طرف سے افاضہ ہو، یعنی ہر ایک امر کی خواہ وہ قدسی ہو یا متدنس اور مادی ہو منازل ارتقاء کے ہر ایک موقع پر نوع مخصوص کے لحاظ سے اسکی مخصوص صورت ہوتی ہے اور بعض ان امور میں سے وہ ہیں جو تعبیر کے محتاج نہیں ہوتے اور بعض محتاج تعبیر ہوتے ہیں اور معبر کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ منازل ارتقائیہ کا پورا پورا علم رکھتا ہو اور مزاجیات اور عادات میں تمیز کر سکے،

وَقَدْ عَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شُرْبَ اللَّبَنِ بِاَنَّهُ الْعِلْمُ الْجَامِعُ التَّغْذِیَةِ وَالتَّرْبِیَةِ وَعَبَّرَ اَکْلَ رُطَبِ اِبْنِ طَابٍ فِیْ بَیْتِ رَافِعِ بْنِ عُقْبَةَ بِاَنَّ دِیْنَنَا قَدْ طَابَ وَاَنَّ الرِّفْعَةَ حُسْنُ الْعَاقِبَةِ لَنَا فَهٰذِهِ الثَّلَاثَةُ مِنْ کَمَالَاتِ الْخَیَالَاتِ بِحَسَبِ مَرَاتِبِ الْمُبْصَرَاتِ وَاَمَّا بِحَسَبِ الْمَسْمُوْعَاتِ فَالْاِلْهَامُ وَهُوَ کَلَامٌ یُصَاغُ لَهٗ فِیْ خَیَالِهٖ حِیْنَ مَا هُوَ جَامِعٌ شَرَرَ شُرَّهٖ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْخَاطِرُ حَدِیْثٌ فِیْ تَضَاعِیْفِ حَدِیْثِ النَّفْسِ یَتَنَبَّهُ بَعْدَ	اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پینے کی تعبیر علم سے بیان فرمائی ہے اسلئے کہ دودھ جسمانی اور روحانی حیثیت سے کامل غذا اور تربیت ہے ایک صحابی نے رافع بن عقبہ کے گھر میں ابو طاب کی تازہ کھجوریں خواب میں کھائیں آپ نے اسکی تعبیر یہ بیان فرمائی کہ ہمارا دین طیب اور پاکیزہ ہے اور انجام کار اسے رفعت اور بلندی حاصل ہوگی اور اسکا بول بالا ہوگا بحرحال انواع ثلاثہ کا انحصار کمال تخیل پر ہے جسکا ظہور امور مرئیہ میں ہوا ہے اور لیکن جب اس قسم کے علوم کا القاء سمع کے ذریعہ سے ہو تو اسے الہام کہتے ہیں اور الہام اسے کہتے ہیں کہ جب آدمی کلیتہً اللہ تعالےٰ کی جانب متوجہ ہو تو اسکا تخیلہ اسے سننے لگتا ہے اور جب حدیث النفس کے ضمن میں کوئی بات انسان کو القاء کی جائے اور جسکی

عربی	اردو
وُجُوْدِهٖ عَلٰى حَقِيْقَتِهٖ وَ	حقیقت کا علم بعد میں ہو تو اسے خاطر
الْوَاقِعُ مِنْهُ مَاعَظُمَ وَقْعُهٗ	کہتے ہیں، اور جب یہ چیز نفس ناطقہ کو
عَلَى النَّفْسِ وَمَلَكَهَا فِي	دفعتہً معلوم ہو اور آدمی کے قلب اور
الْحَالِ وَالْهَاتِفُ مَا يُظَنُّ	اس کے قویٰ پر مسلط ہو جائے تو اسے
مَسْمُوْعًا وَيَقْوَى الظَّنُّ	واقعہ کہتے ہیں، اور جسکے سنے ہوئے ہونیکا
بِاعْتِقَادِ الْحَقِيْقَةِ كَمَا	تعلق ظن غالب سے ہو تو اسکو ہاتف کہتے
لِلْعَوَامِّ اَوْ بِسِرِّ خُصُوْصِيَاتِ	ہیں عامۃ الناس ظن غالب کی بنا پر اسے
النَّشْاٰتِ كَمَا لِلْفُضَلَاءِ الْاَوْلِيَاءِ	حق خیال کر لیتے ہیں اور جیسا کہ اس کی
هُنَاكَ شَمٌّ وَذَوْقٌ وَلَمْسٌ وَيَكُوْنُ	ارتقائی خصوصیات کو ملحوظ رکھکر اولیاء
عِلْمٌ مِنْ حَيْثُ مَرَاتِبِهَا لَهَا ۔	کاملین اس کی حقانیت کو تسلیم کر لیتے ہیں
اور باعتبار ذوق شم اور لمس کے نیز باعتبار اس کے مراتب کے ان علوم کا القا ہوتا ہے	
وَاَمَّا الْعُلُوْمُ الْمُفَاضَةُ	جن علوم کا واہمہ پر افاضہ ہوتا ہے
عَلَى الْوَهْمِ فَهِيَ الْفِرَاسَةُ وَ	ان کو فراست سے تعبیر کیا جاتا ہے
مِنْهَا الْاِشْرَاقُ وَيَخْتَصُّ	اشراق بھی اسی کی ایک قسم ہے اور یہ
بِاِدْرَاكِ الصُّوَرِ الْمُنْطَبِعَةِ	چیز اذہان کی صور منطبعہ کے ساتھ خاص
فِي الْاَذْهَانِ وَاَمَّا الْمُفَاضَةُ	ہے اور جن علوم غیبیہ کا القاء قوت
عَلَى الْاِدْرَاكِ فَهِيَ الْقُوَّةُ	مدرکہ پر ہوتا ہے ان کا منبع قوت قدسیہ
الْقُدْسِيَّةُ وَتُسَمّٰى فِيْ مَذْهَبِ	ہے جسکو اہل صفا علم لدنی کہتے ہیں اور
الصَّفَاءِ عِلْمًا لَدُنِّيًّا وَمَنْ فَنِيَ	جو شخص فنا فی اللہ ہو جائے اور

فِى اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ فَعِلْمُ مَا عَلِمَ فَهُوَ الْمَعْرِفَةُ،
پھر اس پر علم کا افاضہ ہو تو اسے معرفت کہتے ہیں،

وَاَمَّا الْعُلُوْمُ النَّازِلَةُ عَلَيْهِ مِنْ حَيْثُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ سِرُّ وُجُوْدِهٖ فَهُوَ الذَّوْقُ وَالْحِكْمَةُ وَالْعُلُوْمُ الْمُفَاضَةُ بِوَسَاطَةِ قُرْبِ الْفَرَائِضِ وَالْمَلَكِ هِىَ الْوَحْىُ وَاعْلَمْ اَنَّ لِلنَّفْسِ نَشْاٰتٌ وَتُسَمّٰى كُلُّ نَشْاَةٍ بِاِسْمٍ فَمِنْ حَيْثُ تَلَبُّسِهٖ بِالْخَيَالِ وَالْوَهْمِ وَالْاِدْرَاكِ تُسَمّٰى نَسَمَةً وَنَفْسًا بِحَسْبِ اِصْطِلَاحِ الْقَوْمِ وَمِنْ حَيْثُ تَجَرُّدِهٖ مَعَ تَرَشُّحِهٖ تُسَمّٰى نَفْسًا فِىْ اِصْطِلَاحِ الْفَلْسَفَةِ رُوْحًا فِىْ اِصْطِلَاحِ الْقَوْمِ

اور وہ علوم نازلہ کہ جنکا مبدأ سِر وجود ہے انہیں ذوق اور حکمت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جن علوم کا افاضہ قرب فرائض کے اور فرشتہ کے ذریعے ہوتا ہے اسے وحی کہتے ہیں، یاد رکھو نفس کو مختلف ارتقائی حالتیں لاحق ہوتی ہیں اور ہر ایک نشاۃ کا اسم جدا ہوتا ہے چنانچہ اگر اس کا تعلق وہم و خیال اور ادراک سے ہو تو اسے نسمہ کہتے ہیں اور قوم کی اصطلاح میں نفس کہتے ہیں اور اگر اس کے تجرد اور ترشح کی حیثیت کو ملحوظ رکھا جائے تو فلاسفہ اس کو نفس کہتے ہیں اور قوم کی اصطلاح میں وہ روح ہے،

نشأۃ اخرویہ کی مخلوق

وَاعْلَمْ اَنَّ مَاخَلَقَ اللّٰهُ
یاد رکھو کہ نشأۃ اخرویہ کی مخلوق

سبحانه في النشأة الآخرة
أعني نشأة الأجسام و
الأعراض على صنفين صنف
تأكد فيه آثاره الظاهرة و
أحكامها بحيث تنسد سبيله
إلى حقيقته التي محل كمال
علمي أو عملي لأنما مفاحق منها
فلا يظهر على حسب الفطرة إلا
شرذمة مخرجة مع نكارة
تلبيسية فيها أيضا أما تدري
أن من المتحقق لأولي الألباب
أن المرارة الصفراء حكاية
عن النار والمرارة السوداء حكاية
عن الأرض والدم عن الهواء
والبلغم عن الماء نتعرف الفرق
بين الحاكي والمحكي أليس حرارة
الصفراء ويبوستها برودة ورطوبة
في جنب النار على أنها تماثيلها
في عالم المخلط فامعن في هذا

یعنی اجسام اور اعراض کی نشأۃ اخرویہ
کو ملحوظ رکھا جائے تو وہاں کی مخلوق
دو قسم کی ہے ایک تو وہ ہے کہ جسمیں
آثار ظاہرہ اور انکے احکام اسقدر مستحکم
ہیں کہ حقیقت تک پہنچنے کا راستہ مسدود
ہے کہ جس سے ہر ایک کمال علمی اور عملی
فائض ہوتا ہے اسلیئے فطرت کے مطابق
ایک ناقص جماعت ظہور میں آتی ہے
جسمیں کہ تلبیسی اجنبیت پائی جاتی ہے،
کیا تم یہ نہیں جانتے کہ ارباب تحقیق
کے نزدیک یہ امر محقق ہے کہ صفراء
آگ کی نقل ہے سودا خاک کی خون
ہوا کی اور بلغم پانی کی حکایت کرتا ہے
حاکی اور محکی عنہ کے درمیان فرق محسوس
کر لو کہ کیا تمہیں صفراء کی حرارت اور
یبوست حقیقی آگ کے مقابلہ میں برودت
اور رطوبت معلوم نہیں ہوتی، حالانکہ
عالم تخلیط میں یہ اس کا تمثل ہے یہ تلبیسی
نکارت کی جو مثال ہم نے بیان کی ہے

المَثَلُ الَّذِی ضَرَبنَاهُ لِلنَّکَارَۃِ الشَّلیمِیَّۃِ تُرشِدُ اِن شَاءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ ۔	اس میں وقت نظر سے کام لو انشاء اللہ تعالیٰ یہ تمہارے لئے رشد و ہدایت کا موجب ہوگا،
وَصِنفٌ لَم یَتَاَکَّن فِیہَا اٰثَارُہَا وَلَم یَشتَدَّ سَبِیلُہٗ اِلیٰ حَقِیقَتِہٖ وَقَد ظَہَرَ لِی عَلیٰ سَبِیلِ الفِطرَۃِ اَحکَامٌ ظَاہِرَۃُ الشَّانِ بَاہِرَۃُ البُرہَانِ کَمَا اَنَّہٗ لَم یَتَغَلغَل فِیہَا صُورَۃٌ اَجنَبِیَّۃٌ قَطُّ وَکَاَنَّہٗ بَرزَخٌ بَینَ الجِسمِ الاُخرَوِیِّ وَالدُّنیَاوِیِّ اِلَّا اَنَّ ھٰذَا مَبنِیٌّ عَلَی الاِستِعدَادَاتِ الاَزَلِیَّۃِ وَھُوَ مَبنِیٌّ عَلَی الکَمَالَاتِ المُکتَسَبَۃِ فِی الدُّنیَا فَالفَرقُ وَاضِحٌ وَھُوَ وَسِیعُ الاَطرَافِ عَرِیضُ الاَکنَافِ	اور دوسری قسم کی مخلوق کے آثار ظاہرہ اس قدر مستحکم نہیں کہ حقیقت تک رسائی کا راستہ مسدود ہو میرے سامنے فطری طور پر اس کے شاندار احکام واضح ہو چکے ہیں کہ جن کی تائید براہین سے ہوتی ہے اس میں صورت اجنبیہ کا مطلق دخل نہیں اور گویا کہ یہ جسم دنیاوی اور جسم اخروی کے درمیان برزخ ہے مؤخر الذکر کی بنا ازلی استعدادات پر ہے اور اول الذکر کی بنیاد دنیا میں حاصل کردہ کمالات پر ہے یہ ایک واضح فرق ہے جس میں بہت زیادہ وسعت اور کشادگی ہے،

انبیاء کرام اور حکماء ربانیین

فَالصَّدرُ الاَوَّلُ مِنہُم الاَنبِیَاءُ وَبَعدَہُمُ الحُکَمَاءُ	سب سے بڑا درجہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے اور ان کے بعد حکماء

وكما لهم الانسلاخ عن الابسة
الغير المتألدة ولا كسب لهم
وانما هو فطرة والأول
أيضا عريض الاطراف
لكن لك والذين تجشموا
عملا نير نحيا أغنى الفناء
في المؤثر الحقيقي هم
الأولياء والذين القهرت
أجسامهم تحت نفوسهم
الصافية هم البررة
الاتقياء والذين تقاعدوا
عن كسب الكمال رأسا
هم الاشقياء على تفاضل
فيه وينبغي لك أن
تستيقن أنه لا كمال
الا ما حواه العين كيف
وهي التي تمثلت جسما
وانه لا يخلو الجسم
الدنياوي عن صورة

ربانیین کا اور ان کا کمال اس میں ہے
کہ انہیں انسلاخ حاصل ہے، جو کہ غیر
متاکد لباسوں سے مبرا ہے اور انکا کمال
اکتسابی نہیں بلکہ فطری اور وہبی ہے اور
یہ سب سے پہلا مقام بھی بڑا وسیع
الاطراف ہے اور جن لوگوں نے اپنے
آپ کو موثر حقیقی کی معرفت میں فنا کر
دیا ہے تو وہ اولیاء کرام ہیں اور جنہوں
نے اپنے اجسام کو اپنے نفوس صافیہ میں
مقہور کر رکھا ہے وہ بررۃ اتقیاء ہیں اور
جن لوگوں نے سرے سے اکتساب کمال
کی طرف توجہ ہی نہیں کی وہ اشقیاء ہیں
جن کے مراتب مختلف ہیں اور اس بات
کا بھی یقین کر لو کہ سوائے اس کمال کے
کہ جس پر عین ثابتہ مشتمل ہے، اور کوئی
کمال نہیں کیونکہ اسی کو جسم کی صورت
میں تمثل حاصل ہوا ہے نیز جسم دنیاوی اس
سے مبرا نہیں ہو سکتا کہ کوئی صورت اسکا
مظہر ہو اور یہ ظہور بڑے استحکام کیساتھ

مَظْهَرِيَّةِ الْكَيْدَاةِ عَلَى فَصْلٍ — ہوا س میں بھی بمثل سابق فصل پایا جا

وَالْاُوْلٰى حُبِّيَّةٌ وَالثَّانِيَةُ — ہے اول الذکر کو حبیہ اور دوسرے

مِزَاجِيَّةٌ ۔ — مزاجیہ کہتے ہیں،

انسلاخ فنا اور صفا

وَلَعَلَّكَ تَشْتَهِي اَنْ — شاید تم اس بات کے منتظ

نُفَسِّرَ لَكَ مَعْنَى — گے کہ تمہیں انسلاخ فنا اور صفا

الْاِنْسِلَاخِ وَالْفَنَاءِ وَالصَّفَاءِ — معانی بتلاؤں اور انکے درمیان

وَالْفَرْقِ بَيْنَهَا وَتَمَيُّزَ الْفَنَاءِ — فرق اور فنار مقبول اور صفار حسن

الْمَقْبُوْلِ وَالصَّفَاءِ الْحَسَنِ — دوسروں سے ممتاز ہونا بیان کروں

عَنْ غَيْرِهِمَا فَاعْلَمْ اَنَّ — جان لو کہ ہمارے نزدیک انسلاخ کا

الْاِنْسِلَاخَ عِنْدَنَا عِبَارَةٌ — مفہوم یہ ہے کہ نفس ناطقہ عین ثابتہ کو

عَنْ قَهْرِ النَّفْسِ الْعَيْنَ عَلَى — مقہور کرکے اسکے تمثلات کو کالعدم

تَمَثُّلِهِ بِحَيْثُ تَصِيْرُ — کردیتا ہے جس کی بنا پر پھر وہ ازل

كَالْمَعْدُوْمِ وَيَكُوْنُ لِمَا كَانَ — والی ہی حالت اختیار کرلیتی ہے

فِي الْاَزَلِ وَلَا يَكُوْنُ لَهٗ كَمَالٌ — سوائے فیضان وجود کے اس کا کوئی

دُوْنَ فَيَضَانِ وُجُوْدِهٖ فَلَا — کمال باقی نہیں رہتا، سوا اسکے علاوہ سمع

سَمْعَ دُوْنَهٗ وَلَا بَصَرَ دُوْنَهٗ حَتّٰى — اور بصر کچھ نہیں رہتا، حتی کہ وہ اپنے

يَبْلُغَ ذٰلِكَ نِصَابَهٗ وَيَتَوَلَّدُ كَنَّكَ — نصاب کو پہنچ جاتا ہے اور اسکی صورت

الصُّوْرَةُ الْمُتَحِدَاتُهُ فَتَكُوْنُ	حادثہ میں ایک قسم کا تاکد ہے گویا کہ وہ
كَأَنَّهُ جِسْمٌ اُخْرَوِيٌّ ؞	جسم اخروی ہو جاتا ہے
وَالْفَنَاءُ عِبَارَةٌ عَنْ	اور فنا کے معنیٰ اللہ تعالےٰ کو اس حیثیت
عِرْفَانِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ حَيْثُ	سے پہچاننا ہے کہ وہ ہر ایک موجود کی
أَنَّهُ سِنْخٌ لِكُلِّ مَوْجُوْدٍ ثُمَّ	اصل ہے اور سب کا رجوع اسی کیطرف
رُجُوْعُ الْكُلِّ اِلَيْهِ فَلَا يَبْقٰى اِلَّا	ہے چنانچہ ماسوا اسکی عظمت اور کبریائی
الْوَاحِدُ الْاَحَدُ وَهٰلِكٌ كُلُّ مَنْ	کے ہر چیز مستہلک ہو کر ایک ہی ذات
سِوَاهُ فِيْ سُبُحَاتِ وَجْهِهٖ	اقدس واحد احد جل شانہ باقی رہ جاتی
فَيُوْجِدُ نَفْسَهٗ بِنَفْسِهٖ حَتّٰى	ہے یہ مشاہدہ سالک اور عارف کی رگ
يَتَمَلَّكُ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى وَيُؤَثِّرُ	و پے میں سرایت کر جاتا اور اپنا اثر
بِعَلَاقَةٍ اَنَّ الْعِلْمَ وَالْوُجُوْدَ	دکھاتا ہے اور علم اور وجود میں ایک
بَيْنَهُمَا رَبْطٌ اَزَلِيٌّ نَشَأَ مِنَ الْعِلْمِ	ربط ازلی ہے جسکا نشو و نما علم فعلی سے ہے
الْفِعْلِيِّ فَيَنْصَبِغُ بِصِبْغِ اللّٰهِ	تو ایسا شخص اللہ تعالےٰ کے رنگ میں
تَعَالٰى كَمَا يَنْصَبِغُ الْمِرْاٰةُ	رنگا جاتا ہے جس طرح وہ لوہا کہ جسے
الْمُتَّخَذَةُ مِنَ الْحَدِيْدِ	صیقل کر کے آئینہ بنا لیا جائے کہ آفتاب
بِصِبْغِ الشَّمْسِ بِعَلَاقَةِ	کا نور اس میں منعکس ہو کر اسے نورانی بنا
الْاِنْصِبَاغِ الْاِنْطِبَاعِيِّ	دیتا ہے حتیٰ کہ آفتاب کی صفت احراق
فَيَصْدُرُ مِنْهَا الْاِحْرَاقُ مَعَ	بھی اس میں پیدا ہو جاتی ہے ، باوجودیکہ
بَقَاءِ الصُّوْرَةِ الْمِرْاٰتِيَّةِ	آئینہ کی صورت اس کی باقی رہتی ہے

وَيَتَلَبَّسُ الْاِحْرَاقُ الْمُفَاضُ عَلَيْهَا بِلِبَاسِ النَّكَارَةِ ۔	اور اس میں صفت احراق کا پیدا ہونا ایک تلبیسی نکارت ہے ،
اَمَّا الصَّفَاءُ فَهُوَ اِنْعِكَاسٌ بِلَا تَبَدُّلِ الشَّاكِلَةِ الَّتِيْ هُوَ عَلَيْهَا بِشَاكِلَتِهٖ فِيْ نَفْسِهٖ اِلَّا فِيْ مَوْطِنِ الْعِلْمِ فَحَسْبُ وَيُقَالُ مِثْلُهُمَا مِثْلُ الْخَمْرِ اِذَا صُفِّيَتْ وَلَوْ مِرَارًا كَانَتْ خَمْرِيَّتُهَا بَاقِيَةً بِحَالِهَا وَاِذَا اُلْقِيَ فِيْهَا الْمِلْحُ كَانَتْ خَلًّا لَا خَمْرِيَّةَ فِيْهَا اَصْلًا وَالْفَنَاءُ الْمَقْبُوْلُ هُوَ الَّذِيْ اقْتَرَنَ بِنُوْرِ النُّبُوَّةِ وَالْمَرْدُوْدُ مَا لَمْ يَقْتَرِنْ ۔	صفا کے معنی یہ ہیں کہ انعکاس نور تو حاصل ہو لیکن پہلی ہیئت نفسانی میں ہیں کوئی تغیر و تبدل نہ واقع ہو اور اگر کوئی تبدل ہو تو صرف موطن علم تک محدود ہو کہا جاتا ہے کہ اسکی مثال شراب کے طریقہ پہ ہے کہ ہر چند اسے صاف کرلیں اور برابر اسکا تجربہ کرلیں مگر اسکی حقیقت خمریہ بحال خود باقی رہتی ہے لیکن نمک ڈالنے سے وہ سرکہ بن جاتا ہے اور شراب کی حقیقت قطعی طور پر ختم ہوجاتی ہے اور فنا مقبول وہ ہے جو نور نبوت کیساتھ مقترن ہو اور جس کا یہ اقتران نہ ہو ، تو وہ مردود ہے ،

نورِ نبوت کے طبقات

وَلِنُوْرِ النُّبُوَّةِ عِنْدَنَا	ہمارے نزدیک نور نبوت کے

أَرْبَعُ طَبَقَاتٍ الْأُولَى هِيَ
الَّتِي تَيَسَّرَ لِلْحُكَمَاءِ مِنْ حَيْثُ
فِطْرَتِهِمْ أَيِ انْقِهَارِ
التَّمَثُّلَاتِ تَحْتَ الْعَيْنِ
وَكَوْنُهُمْ خَيْرًا بَحْتًا فِي عُلُومِهِمْ
وَعَادَاتِهِمْ وَعِبَادَاتِهِمْ
الثَّانِيَةُ انْصِبَاغُ النَّفْسِ
بِصِبْغِ نَاطِقَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا عَلِمْتَ
أَنَّ التَّامَّ فِي مَعْرِفَتِهِ يَرَى
شُمُولَ هِدَايَتِهِ فِطْرِيًّا أَوْ
كَسْبِيًّا عَلَى الْخَلِيقَةِ كُلِّهَا
فَمَا مِنْ تَامٍّ إِلَّا انْعَكَسَ
عَلَيْهِ أَنْوَارُهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ وَمِنْ هٰذِهِ الْقَبِيلَةِ
أَوْسَعُ الْأَوْلِيَاءِ عِلْمًا الشَّيْخُ
الْأَكْبَرُ.

الثَّالِثَةُ انْصِبَاغُهَا
بِصِبْغِ الطَّاعَاتِ وَ

چار مختلف طبقے ہیں، پہلا تو وہ جو باعتبار
فطرت کے حکماء امت کے حصہ میں
آیا ہے یعنی تمثلات عین ثابتہ کے ماتحت
مقہور ہو گئے ان کے علوم عبادات اور
عادات سب خیر محض ہیں، دوسرے
یہ کہ نفس پر ناطقہ رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کا رنگ چڑھ جائے، کیونکہ
تم جان چکے ہو کہ جیسے معرفت میں کمال
حاصل ہو جاتا ہے تو اسے فطری یا
اکتسابی طور پر یہ کیفیت پیدا ہو جاتی
ہے کہ وہ تمام مخلوق کو اپنے دائرہ ہدایت
میں شامل سمجھتا ہے، اب جو بھی تام
المعرفت ہوگا اس پر رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے انوار نمایاں ہونگے شیخ اکبر
امام محی الدین ابن عربی (رح) جن کا علم
سب اولیاء کرام سے وسیع ہے اسی
قسم میں داخل ہے،

تیسرے یہ کہ کسی کو سنن نبوی اور
طاعات شرعیہ کی پابندی نے اس

السُّنَنِ لِمَا عَلِمْتَ اَنَّ
لِلْفَرَائِضِ اِنْسِلَاخًا فِطْرِيًّا
وَلِلسُّنَنِ تَحَقُّقًا حَيْثُ
تَلَبَّسَ بِجُزْئِيٍّ مِنْهَا
مَعْصُوْمٌ اَحَقُّ الْعِبَادِ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ فَانْصَبَغَ
الْكُلِّيُّ بِصِبْغِهٖ وَمِنْ
هٰذِهِ الْقَبِيْلَةِ اَصْحَابُ
الطُّرُقِ كَالْغَوْثِ الْاَعْظَمِ
وَالشَّيْخِ السُّهْرَوَرْدِيِّ وَالنَّجْمِ
الْكُبْرٰى وَالشَّيْخِ بَهَاءِ الْحَقِّ
وَالدِّيْنِ بَلِ الشَّيْخِ الْهَرَوِيِّ
وَالْمَهَائِمِيِّ وَالْجَامِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَنْهُمْ اَلرَّابِعَةُ مَا
لِلصَّحَابَةِ وَسَيَاْتِيْ تَفْصِيْلُهٗ
وَاِنَّمَا قُلْنَا اِنَّ الَّذِيْ لَمْ
يَقْتَرِنْ بِهٖ فَنَاءٌ مَّا لِمَا عَلِمْتَ
مِنْ اَنَّ لِكُلِّ مَوْجُوْدٍ
حَقٍّ اَوْ بَاطِلٍ نِسْبَةٌ

رنگ میں رنگ دیا ہو کیونکہ تم جانتے
ہو کہ فرائض میں فطری طور پر انسلاخ
ہوتا ہے اور سنن کو تحقق حاصل ہوتا ہے
کیونکہ ایک عبد معصوم جو سب سے زیادہ
اس مقام کا مستحق ہے ایک جزئی کو
عمل میں لایا اور اسکی پابندی فرمائی
(صلی اللہ علیہ وسلم) تو اسکا کلی بھی اسی رنگ
میں رنگا گیا، چنانچہ اصحاب طریقت
میں سے غوث اعظم، شیخ سہروردی،
شیخ نجم الدین کبریٰ، شیخ بہاء الحق والدین
بلکہ شیخ ہروی مخدوم علی مہائمی اور مولانا
جامیؒ اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور
چوتھا وہ نور جو کہ صحابہ کرام رضوان اللہ
تعالےٰ علیہم اجمعین کو حاصل ہوا اسکی
تفصیل آگے آتی ہے،

اور جو کچھ ہم نے بیان کر دیا کہ ان کو
فنا کے کسی بھی جزء سے اقتران حاصل
نہیں باوجودیکہ تمہیں معلوم ہے، کہ ہر
ایک موجود حق اور باطل کو بارگا

خَاصَّةً اِلٰی حَضَرَاتِ الْوُجُوْبِ وَاِنَّمَا الْفَنَاءُ مِنْ تَمَثُّلَاتِ تِلْكَ النِّسْبَةِ ۔

وجوب کیساتھ ایک نسبت خاصہ حاصل ہے، اسی نسبت کے تمثلات کا نام فنا ہے،

وَاَمَّا الصَّفَاءُ الْحَسَنُ فَصِفَتُهُ الْمُطِيْعُ الْجَامِعُ بِشَرَاشِرِهٖ عَلٰی تَقْلِيْدِ صَاحِبِ الشَّرِيْعَةِ الْمُتَنَوِّرِ بِنُوْرِهٖ وَجَرَتِ الْعَادَةُ الشَّرْعِيَّةُ بِاِكْتِفَاءِ الصَّفَاءِ الْمَشَاعِرِيِّ وَتَقْنِيْنِ قَوَانِيْنِهٖ فَحَسْبُ وَاِلْغَاءِ الصَّفَاءِ الْمُجَرَّدِيِّ لِمَا اَنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ تَثَبُّتُ التَّحْقِيْقِ فَاِنْ شِئْتَ فَعَلَيْكَ بِمُطَالَعَةِ خَبْطِ السُّفَهَاءِ الْمُسَمِّيْنَ الْحُكَمَاءَ ۔

اور صفاء حسن سے ہماری مراد یہ ہے کہ جس شخص کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے وہ دل وجان سے صاحب شریعت کا مطیع اور متبع اور اسی کے نور سے منور ہوگا، عام طور پہ شرائع میں ظاہری محسوس صفائی اور طہارت کی تاکید کی جاتی ہے اور اسی کے قوانین کو نافذ کیا جاتا ہے اور صفاء مجردی کو نظر انداز کردیا جاتا ہے کیونکہ اسکے تحقق میں پائداری نہیں ہوتی اسکا ثبوت مطلوب ہو، تو ان سفہاء قوم کے خبطی اقوال کو بنظر امعان دیکھو جو اپنے کو حکماء کہتے ہیں،

قرب اور اس کے اقسام

اِعْلَمْ اَنَّ قُرْبَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ هُوَ ارْتِفَاعُ غَفْلَةٍ

یاد رکھو اللہ تعالےٰ کا قرب یہ ہے کہ غفلت کا پردہ درمیان سے اٹھ جائے

وَاَعْنِیْ بِذٰلِكَ الْعِلْمَ بِكُنْهِ
ذَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَوْ فِی
الْعَاجِزِ وَمَعَ عَدَمِ الْاِحَاطَةِ
وَلَا اُرِیْدُ كُلَّ عِلْمٍ بَلِ
النَّظَرُ النَّافِذُ اِلَیْهِ مِنْ
حَیْثُ اَنَّهٗ نَافِذٌ اِلَیْهِ
فَعَلَیْكَ بِالْمَثَلِ الَّذِیْ
ضَرَبْنَا فِی الْخِزَانَةِ التَّاسِعَةِ
مِنَ الْفَصِّ الْاَحْمَرِ وَالْجِسْمِ
الْمَخْرُوْطِیِّ وَتَنْبِیْهِ النَّظَرِ اِلَیْهِمَا
وَانْعِكَاسِ اَمْرٍ یَخْتَصُّ بِالْوَاجِبِ
فِیْهِ فَهٰذَانِ ذَاتِیَّانِ لِلْقُرْبِ
وَالْقُرْبُ التَّامُّ الْكَامِلُ مُنْحَصِرٌ
فِیْ صُوَرٍ ثَلٰثَةٍ وَذٰلِكَ
لِاَنَّ الرَّجُلَ اِمَّا اَنْ یَعْلَمَ
بِنَفْسِهٖ عِلْمًا حُضُوْرِیًّا فَیَعْلَمَ
فِیْ ضِمْنِهٖ كُنْهَ ذَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰی
وَیَنْعَكِسُ اِلَیْهِ الْاَمْرُ الْمُخْتَصُّ
بِالْوَاجِبِ مِنْ هٰذَا السَّبِیْلِ وَ

اس سے میرا مقصود یہ ہے کہ انسان کو
اللہ تعالیٰ کی کنہ ذات کا علم حاصل ہو
گویا علم کسی آڑ میں ہو اور اسمیں احاطہ
نہ ہو اور علم سے بھی ہر ایک علم مراد
نہیں بلکہ وہ جو نظر نافذ کا نتیجہ ہو باین
طور کہ وہ اسکی جانب نفوذ کر رہا ہے
اور ہم نے خزانہ نہم میں سرخ نگینہ اور
جسم مخروطی کی مثال بیان کی ہے توضیح
مقصد کے لئے اس کا استحضار مناسب ہے
اور انعکاس کسی امر کا اس میں وجوب
کیساتھ مختص ہے سو یہ دونوں قرب
کے ذاتی امور ہیں،
اور قرب تام تین قسموں میں منحصر ہے
کیونکہ انسان کو یا تو اپنے نفس کا علم
حضوری حاصل ہو گا کہ جسکے ضمن میں اسے
اللہ تعالیٰ کی کنہ ذات کا بھی علم ہو
جائے گا، اور اسی طرح وہ امر جو واجب
تعالیٰ کی ذات اقدس کیساتھ مخصوص
ہے وہ اس پر منعکس ہو گا اور اسی کا

هٰذَا هُوَ قُرْبُ النَّوَافِلِ وَاِنَّمَا يُسَمّٰى بِقُرْبِ النَّوَافِلِ لِاَنَّ الْاَشْيَاءَ الْمَوْرُوثَةَ لَهَا مِنَ الْقُرْبِ مِنَ التَّوَجُّهِ التَّامِّ وَغَيْرِ ذٰلِكَ اُمُوْرٌ لَيْسَتْ مِنْ جِنْسِ الْفَرَائِضِ وَهِيَ عِبَادَاتٌ لِاِيْصَالِهَا اِلَى الْقُرْبِ فَلَا جَرَمَ اَنَّهَا نَوَافِلُ ۔

وَاَمَّا اَنْ يَعْلَمَ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَلَا يُمْكِنُ اَنْ يَعْلَمَ بِكُنْهِ ذَاتِهِ الصِّرْفَةِ لِاَنَّهٗ مُحَالٌ فَلَا جَرَمَ اَنَّهٗ يَعْلَمُهٗ فِيْ ضِمْنِ اَمْرٍ مُتَجَرِّدٍ تَجَرُّدًا رَسْمِيًّا كَاَنَّهٗ مِنْ تَسَلْسُلِهِ الذَّاتِ الصِّرْفَةِ فِيْ عَالَمٍ وَلَا جَرَمَ اَنَّهٗ مِنْهَا يُعْطِيْهِ الْعَيْنُ فَلَا بُدَّ اَنْ يَكُوْنَ مُتَلَوِّنًا بِلَوْنِ الْعَيْنِ الَّتِيْ هِيَ كَالْمِرْاٰةِ وَالْوَاقِعُ تَجَلِّيْ مِنْهُمَا ظَاهِرٌ فِيْهَا فَاِنَّهَا تَجْمَعُ كُلَّ مَا فِيْ عَالَمِ التَّحَقُّقِ

نام قرب نوافل ہے اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اسکے قرب کا حصول کامل توجہ اور امور کلیہ کے بعد ہوتا ہے جو فرائض کی قسم سے نہیں بلکہ ایسی عبادات ہیں جو فقط قرب حاصل کرنے کے لئے عمل میں لائی جاتی ہیں اور جب وہ فرائض نہیں تو پھر وہ نوافل ہیں،

(۲) اور یا یہ کہ کسی کو اللہ تعالے کا علم اور اسکی معرفت حاصل ہو مگر یہ تو ممکن نہیں کہ کوئی اسکی ذات صرفہ کی کنہ کو معلوم کر سکے لہذا اسکو جاننے کے یہ معنیٰ ہیں کہ کسی ایسے امر مجرد کے ضمن میں یہ علم حاصل ہو جسکا تجرد صرف اسمی ہو گویا کہ وہ اس عالم میں ذات بحت کا تمثل ہے اور چونکہ اس علم کا منبع عین ثابتہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ وہ اس عین کے رنگ کے مطابق ہو جو مثل آئینہ کے ہے، اور واقعات اس میں جلوہ گر ہوتے ہیں اور عالم تحقق کے تمام امور کی

بِمَا عَلِمْتَ مِنْ اَنَّهَا ظِلٌّ	وہ جامع ہے کیونکہ تم اس سے پہلے
لِاسْمٍ مُطْلَقٍ لَا مُحَالَةَ وَ	جان چکے ہو کہ وہ اسم مطلق کیلئے بمنزلہ
هٰذَا هُوَ قُرْبُ الْفَرَائِضِ وَ	سایہ کے ہے اور یہی قرب فرائض ہے
اِنَّمَا سُمِّيَ بِقُرْبِ الْفَرَائِضِ	اور یہ اس نام کیساتھ اس وجہ سے موسوم
لِاَنَّهٗ يُعْطِي اُمُوْرًا هِيَ مِنْ	کیا گیا کہ جو امور اس پر متفرع ہوتے ہیں
جِنْسِ الْفَرَائِضِ الَّتِيْ اَمَرَ	وہ از قسم فرائض ہیں جنکا اللہ تعالی نے
اللّٰهُ بِهَا وَاِذَا تَمَّ هٰذَا الْقُرْبُ	حکم دے رکھا ہے اور جبوقت یہ قرب
وَتَمَامُهٗ اِنَّمَا يَكُوْنُ بِالتَّجَرُّدِ	کامل ہو جائے اور اسکے آخری کمال
التَّامِّ بِهٰذَا التَّجَلِّيْ وَالتَّحَقُّقِ	کے بعد انسان کو نبوت حاصل ہوتی ہے
الْكَامِلِ لَهٗ ثُمَّ تُصَادِفُهٗ	اور یہ کمال اس تجلی کے لئے تجرد تام
بِاَسْمَاءِ الْمَلٰئِكَةِ ثُمَّ اَنْشَاَ كَمَالَهٗ	اور تحقق کامل کے بعد ہوتا ہے پھر اس
نَشْاَةً اُخْرٰى ثُمَّ صَيْرُوْرَةُ الرَّجُلِ	کو اسماء ملائکہ کا تقابل حاصل ہوتا ہے
مِنَ النِّظَامِ الْمُرَتَّبِ الْمُبْتَنِيْ عَلَى	پھر اس کے بعد اس کا ارتقاء اور
الْخَيْرَاتِ فَهُوَ النُّبُوَّةُ ۔	دوسرے نشأت کے کمال حاصل کر لیتا ہے اور وہ

نظام کلی کا ایک رکن بن جاتا ہے کہ جس کی بنا سراسر خیر و برکت پر ہے

وَاِمَّا اَنْ يَّعْلَمَ بِكُنْهِ	(۳) اور یا یہ کہ آدمی کو اللہ تعالے
ذَاتِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ فِيْ ضِمْنِ	کی کنہ ذات کا علم فیضان وجود کے
فَيَضَانِ وُجُوْدِهٖ مِنْ غَيْرِ تَخْلِيْطٍ	ضمن میں بغیر کسی تخلیط کے حاصل ہو،
فَيَكُوْنُ قَدْ اَحَاطَتْ بِوُجُوْدِهٖ	چنانچہ اسکی عین ثابتہ کو اسکے وجود پر

عَيْنُهٗ مِنْ قَبِيْلِ الْعِلْمِ	علم حضوری وغیرہ کے ذریعہ احاطہ حاصل
الْحُضُوْرِيِّ وَغَيْرِهٖ وَبِعَيْنِهٖ	ہوتا ہے اور وہ اسم پاک جو اس عین
الْاِسْمِ الَّذِيْ هُوَ سَنْخُهَا	ثابتہ کی اصل ہے مجید و علیم خدا کی ذات
يُمْدِنُ الْاِسْمَ ذَاتَ اللّٰهِ	اقدس سے مل کر اس بارے میں اس کی
الْمَجِيْدِ الْعَلِيْمِ وَهٰذَا اَقْرَبُ	مدد کرتا ہے اس قسم کے قرب کا نام
الْوُجُوْدِ وَلَيْسَ مُنْحَصِرًا	قربِ وجود ہے اور یہ قرب اللہ تعالیٰ
فِي الْعِلْمِ بِذَاتِهٖ تَعَالٰى	کی ذات اقدس کے علم تک محدود نہیں
بَلْ يَعُمُّهٗ وَغَيْرَهٗ وَلْنُفَصِّلْ	بلکہ دوسروں کو بھی شامل ہے اب ہم ان
كُلًّا مِنْ هٰذِهٖ.	اقسام ثلثہ کی قدرے تفصیل کرتے ہیں

قرب وجود

اَمَّا قُرْبُ الْوُجُوْدِ	قرب وجود کا مفہوم یہ ہے، کہ
فَانْقِهَارُ الرَّجُلِ تَحْتَ	آدمی اپنی عین ثابتہ کے ماتحت مقہور
الْعَيْنِ وَبَقَائُهٗ كَمَا كَانَ	رہے اور وہ قرب ذاتی کے اسی درجہ
فِي الْاَزَلِ فِيْ غَايَةٍ مِنَ الْقُرْبِ	پر قائم رہے جو ازل میں اسے حاصل
الذَّاتِيِّ وَكَانَتْ اِقْتِرَابَاتُ	تھا، قرب فرائض کے میدان میں
الْفَرَائِضِ ثُمَّ نَشَأَتْ طَرِيْقَةُ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کا
الصَّحَابَةِ بَعْدَ انْقِضَاءِ عَهْدِهِمْ	دور گزر جانیکے بعد کمال کی سرزمین
بَقِيَتْ اَرْضُ الْكَمَالِ شَاغِرَةً	بنجر پڑی رہی، مگر ہاں اہل صفا کی

لَمْ یَبْقَ فِیْهَا اِلَّا اَهْلُ الصَّفَاءِ
ثُمَّ مَالَ اَذْکِیَاءُ هُمْ اِلٰی
قُرْبِ النَّوَافِلِ فَاَکْمَلُوْا
طَرِیْقَتَهٗ وَبَعْدَ مُضِیِّ اَلْفٍ
وَمِائَتَیْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ مَالَ
رَجُلٌ مِنْهُمْ اِلٰی هٰذَا النَّوْعِ
مِنَ الْکَمَالِ فَکَانَ اِمَامَ
الْمُتَّقِیْنَ وَعِصَامَ الْحُکَمَاءِ
وَتَرَجّٰی مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ
اَنْ یَجْعَلَهٗ خَاتَمَ الْحُکَمَاءِ
الْمَعْصُوْمِیْنَ وَلَعَلَّ
دَعْوَتَهٗ قَدْ اُجِیْبَتْ اِنَّ
الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَ
ذٰلِكَ لِاَنَّهٗ کَانَ شَدِیْدُ
الْجَذْبِ قَوِیُّ الْاِنْسِلَاخِ
سَرِیْعَ السَّیْرِ صَحِیْحَ النَّظَرِ
فَلَمَّا تَفَطَّنَ بِالْعَیْنِ وَضَحَ
لَهٗ طَرِیْقُ الْاِنْقِهَارِ فِیْهَا
وَقِیْلَ لَهٗ مِنْ بَاطِنِهٖ خُذْ هٰذَا

جماعت موجود تھی پھر اس کے بعد ان
کے اذکیاء کا دور آیا،
جو قرب نوافل کی طرف مائل ہوئے اور
اس کو درجۂ کمال تک پہونچایا، ہجرت
کی گیارہ صدیاں گزر جانے کے بعد
ایک مرد خدا نے قرب وجود کے کمال کو
حاصل کرنے پر خاص توجہ دی، اور خدائے
پاک نے اسے امام المتقین اور حکماء
ربانیین کیلئے جائے پناہ بنا دیا، اللہ
تعالےٰ کے فضل وکرم سے اس نے یہ
التجا کی کہ اس کو حکماء معصومین کا خاتم
الحکماء بنائے شاید کہ ان کی یہ دعا
قبول ہوئی، والفضل بید اللہ سبحانہ وتعالےٰ
کیونکہ وہ قوی الجذب شدید الانسلاخ
صحیح النظر اور سریع السیر تھا جب اسے
عین ثابتہ کا علم حاصل ہوا تو اس کے
لئے مقہور ہونے کا طریقہ خود بخود اس
کی سمجھ میں آگیا اس کے باطن سے ایک
ندا آئی کہ اس کو لے لو کیونکہ اس زمانہ

فَاِنَّ هٰذَا اَقْصٰی مَا يُمْكِنُ فِي هٰذَا الزَّمَانِ مِنَ الْكَمَالِ وَاَصَحُّ وَاَوْفَقُ لِمَا هُوَ الْمُطَابِقُ لِلْوَاقِعِ فَكَانَتْ لَهٗ اَوْقَاتٌ تَبْقٰی عَيْنُهٗ كَمَا كَانَتْ فِي الْاَزَلِ فَرُزِقَ بِذٰلِكَ السِّيَادَةُ الْبَاطِنِيَّةُ وَالْعِصْمَةُ وَالْحِكْمَةُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔

وَمَبْنَاهُ الْعِلْمُ الَّذِيْ اَسْلَفْنَاهُ فِيْ وَحْدَةِ الْوُجُوْدِ مِنَ الْخُصُوْصِيَّاتِ اللَّازِمَةِ مَرَّةً بَعْدَ اُخْرٰی وَمِنْ خَصَائِصِهٖ اَنْ يَعْلَمَ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ قَرِيْبًا مِنْهُ مِنْ جِهَةِ الْعَيْنِ الَّتِيْ يَعْلَمُ بِهَا سُبْحَانَهٗ اِيَّاهُ فَيَنْظُرُ اِلٰی عَيْنِهٖ فَيَنْفُذُ نَظَرُهٗ اِلَی اللّٰهِ

میں اس سے بالاتر کوئی کمال نہیں اور یہ وہ کمال ہے جو بہت درست اور واقع کے بہت مطابق ہے چنانچہ اس کو بعض ایسے اوقات نصیب ہوئے کہ اسکی عین ثابتہ بعینہ اسحالت پر ہوتی تھی، جیسے کہ ازل میں تھی، جس کی بناء پر اسے سیادت باطنی اور حکمت کے ساتھ عصمت بھی حاصل ہوئی (یہ شاہ صاحب اپنا حال بیان کر رہے ہیں) والحمد للہ رب العالمین،

اور اس کی بنا اس علم پر ہے جس کی خصوصیات لازمہ کا تذکرہ ہم نے مسئلہ وحدت الوجود میں بار بار کیا ہے، من جملہ ان خصائل کے ایک یہ ہے کہ وہ اللہ تعالٰی کو اپنے بہت قریب جانتا ہے اس عین ثابتہ کے ذریعہ جس کا علم اللہ سبحانہ وتعالٰی نے اسے عطا کیا ہے چنانچہ جب وہ اپنی اس عین پر نظر ڈالتا ہے تو اسکی نظر پار گذر کر اللہ

سُبْحَانَهٗ وَتَكُوْنُ لَهٗ عِصْمَةٌ وَّوَجَاهَةٌ وَسَيَرِدُ عَلَيْكَ تَمَامُ الْكَلَامِ فِي الْخِزَانَةِ السَّابِعَةِ ۔

تعالےٰ پر جا پڑتی ہے اور یہ اس کیلئے عصمت اور وجاہت کا باعث ہوتی ہے اور ساتویں خزانہ میں اسکی تمام تفصیل تیرے سامنے آجائے گی ،

قرب نوافل اور اس کی توضیح

وَاَمَّا قُرْبُ النَّوَافِلِ فَرُؤْيَتُكَ نَفْسَكَ فِيْ مِرْاٰةِ الْحَقِّ فَتَتَلَوَّنَ بِلَوْنِ الْمِرْاٰةِ اَعْنِيْ سَطْوَةَ الْوُجُوْبِ وَمَبْنَاهُ اَنَّ تَقَرُّرَ الْمُمْكِنِ رَاجِعٌ اِلٰى تَقَرُّرِ الْوَاجِبِ وَالْعِلْمُ الْحُضُوْرِيُّ الْبَسِيْطُ مِنْ تَمَاثِيْلِ التَّقَرُّرِ فَلِهٰذَا يَعْلَمُ نَفْسَهٗ عِلْمًا حُضُوْرِيًّا وَيَعْلَمُ مُنْدَرِجًا فِيْ عِلْمِهٖ ذٰلِكَ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهٗ كَمَا يَنْفُذُ النَّظَرُ مِنَ الزُّجَاجِ اِلٰى شَيْءٍ مَّا ۔

قرب نوافل کا مفہوم یہ ہے کہ تم اپنے نفس کو حق تعالےٰ کے آئینہ میں دیکھ لو اور اسی آئینہ کا رنگ تم پر چڑھ جائے اس رنگ سے ہماری مراد مرتبہ وجوب کی سطوت ہے اور اسکی بناء اس پہ ہے کہ ممکن کے تقرر اور تحقق کا مرجع واجب الوجود کا تقرر ہے ، چنانچہ بسیط علم حضوری اسی تقرر کا تمثل ہے جسکی بناء پر اسے اپنے نفس کا علم حضوری حاصل ہو جاتا ہے ، اور اسکے ضمن میں ایسے علم باللہ تعالےٰ حاصل ہوتا ہے جیسا کہ نظر شیشہ سے پار ہو کر کسی بھی چیز تک پہنچ جاتی ہے ،

وَمَنْ يَعْلَمُ هٰذَا الْمُقْتَرِبُ أَنَّهُ أَكْتَنَهَ كُنْهَ اللّٰهِ وَذٰلِكَ لِأَنَّهُ يَكْتَنِهُ كُنْهَ نَفْسِهٖ مَغْمُوْرًا فِي الْحَقِّ فَيَشْتَبِهُ عَلَيْهِ الْأَمْرُ وَلَهُ حَالَتَانِ أَمَّا فِيْ حَالَةِ الْوُصُوْلِ التَّامِّ فَلَا يَكُوْنُ لَهُ إِلَّا عِلْمٌ بَسِيْطٌ بِنَفْسِهٖ وَهُوَ بِعَيْنِهٖ عِلْمٌ بَسِيْطٌ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهٗ بِحَيْثُ لَا تَعَدُّدَ وَلَا تَكَثُّرَ وَأَمَّا فِيْ حَالَةِ الْهُبُوْطِ مِنْ ذٰلِكَ فَيَعْلَمُ نَفْسَهٗ مَغْمُوْرًا فِي الْحَقِّ وَيَعْلَمُ الْحَقَّ مَغْمُوْرًا فِيْ نَفْسِهٖ فَحِيْنَئِذٍ تَعَدَّدَتِ الْجِهَاتُ وَلِهٰذَا الْقُرْبِ حَقِيْقَةٌ وَأَشْبَاحٌ ۔

اور جس کو اس قسم کا قرب حاصل ہو اسے بعض اوقات یہ دھوکہ ہوتا ہے کہ میں نے کنہ ذات کو پا لیا اس اشتباہ کا سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے نفس کی کنہ پر نظر ڈالتے وقت اسے حق تعالیٰ سے ڈھانپا ہوا پاتا ہے اور اس پر یہ امر مشتبہ ہو جاتا ہے چنانچہ ایسے شخص کو دو حالتیں پیش آیا کرتی ہیں (۱) جب اس کو کامل وصول کا مقام حاصل ہو تو اسے اپنے نفس کا بسیط سا علم حاصل ہوتا ہے اور یہی علم بعینہٖ بسیط علم باللہ ہوتا ہے کہ جس میں کسی قسم کا تعدد اور تکثر نہیں ہوتا اور اس ہبوط اور نزول کی جانب میں وہ اپنے نفس کو حق تعالیٰ سے ڈھانپا ہوا دیکھتا ہے اور وہ یہی جانتا ہے کہ میرے نفس نے بھی اسے گھیر لیا ہے تو اس وقت دو وجہیں پیدا ہو جاتی ہیں اس قرب کی ایک تو حقیقت ہے اور دیگر اس کے نظائر ہیں

أَمَّا الْحَقِيْقَةُ فَهٰذَا الْعِلْمُ الْحُضُوْرِيُّ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ

چنانچہ اس کی حقیقت تو یہی علم حضوری ہے جسکا ہم نے تذکرہ کیا ہے اشباح

وَالْاَشْبَاحِ اَنْ يَتَمَثَّلَ هٰذَا
الْعِلْمُ فِي الْوَاقِعِ بِضَرْبٍ
مِنَ التَّمْثِيْلِ وَمِنَ الْاَشْبَاحِ
اَنْ يُدْرِكَ الرَّجُلُ مَعْرِفَةَ
التَّوْحِيْدِ بِضَرْبٍ مِنْ جَوَلَانِ
الْفِكْرِ فَمَنْ رُزِقَ الْحَقِيْقَةَ
فَقَدْ فَازَ بِيَدِ خُلَّةِ التَّسَرُّدِ
مَنْ رُزِقَ شَيْئًا مِنَ الْاَشْبَاحِ
فَلْيَشْكُرِ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ عَلٰى مَا رَزَقَهُ
وَمِنْ حِكَمِ هٰذَا الْقُرْبِ الْعُجْبُ وَ
الْفَخْرُ وَالرُّبُوْبِيَّةُ وَسَيَسَاقُ اِلَيْكَ
فِيْمَا يَاْتِيْ تَفْصِيْلُ لِهٰذَا ۔

سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ واقع میں اس علم
کو کسی نہ کسی طرح تمثل حاصل ہو، اور
اشباح میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان
کو اپنی فکر کا گھوڑا دوڑانے سے توحید
کی معرفت حاصل ہو جائے اب جسے
اسکی حقیقت نصیب ہو گئی تو وہ تو فائز
المرام ہو گیا اور جسکو اشباح میں سے
کچھ حصہ مل گیا وہ بھی ملی ہوئی چیز پر
اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس قرب
کے نتائج میں سے خود بینی فخر اور
ربوبیت ہے اور اس کی تفصیل تمہارے
سامنے آتی ہے،

قرب فرائض

وَاَمَّا قُرْبُ الْفَرَائِضِ
فَتَجَلِّي الْحَقِّ سُبْحَانَهُ فِيْ مِرْاٰةِ
عَيْنِكَ الثَّابِتَةِ فَيَتَلَوَّنُ
بِلَوْنِ الْمِرْاٰةِ اَعْنِيْ نَحْوًا مِنْ
مُلَابَسَةِ التَّجَدُّدِ وَالتَّقَضِّيْ

اور قرب فرائض یہ ہے کہ حق
تعالیٰ تمہاری عین ثابتہ کے آئینہ میں
تجلی فرمائے اور تم اسے اسی آئینہ کے
رنگ میں مشاہدہ کرو، چنانچہ اس پہ
تجدد اور عدم ثبات کا گمان ہونے

وَمِنْهُ مَا نَشَاءُ قَالَ وَ سَيَقُوْلُ وَكَانَ وَسَيَكُوْنُ فِيْ مَوَاطِنِ الْوَحْيِ وَمَبْنَاهُ أَنَّ الْمُمْكِنَ إِنَّمَا نَشَأَ مِنْ تَجَلِّي اللهِ سُبْحَانَهُ بِأَنْحَاءِ التَّجَلِّيَاتِ فَلَيْسَ لَهُ إِلَّا كَمَالٌ أَعْطَاهُ الْعَيْنُ فَلَا رَبْطَ لَهُ إِلَّا مَا أَعْطَاهُ الْعَيْنُ فَلِهٰذَا يَكُوْنُ مَبْلَغُ مَعْرِفَتِهِ بِاللهِ سُبْحَانَهُ مَا أَعْطَاهُ الْعَيْنُ فَتَدَبَّرْ وَيَعْلَمُ هٰذَا الْمُقْتَرِبُ أَنَّهُ مُسَامِتٌ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى وَ ذٰلِكَ لِأَنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ لَيْسَ مَغْمُوْرًا فِيْ نَفْسِهِ مِنْ قِبَلِ سَطْوَةِ وُجُوْبِهِ وَلَا يَنْفُذُ النَّظَرُ مِنْهُ إِلٰى غَيْرِهِ بَلْ هُوَ غَايَةُ الْأَبْصَارِ ،	اسکے وحی کے مقام میں اللہ تعالےٰ نے مضارع کے صیغے اسی بنا پر استعمال کئے ہیں مثلاً ما نشاءُ، سیقول، سیکون اس کی اصلیت یہ ہے کہ ممکن کا معرض وجود میں آنا اللہ تعالےٰ کی مختلف تجلیات کا نتیجہ ہے اسلئے اسکا کمال صرف وہی ہے جو عین ثابتہ اسے عطا کرے کیونکہ استعداد بھی عین ثابتہ کے عطیات ہی میں سے ہے چنانچہ اسکا علم باللہ اور معرفت کی مقدار بھی عین ثابتہ ہی پر موقوف ہے، خوب اچھی طرح اس چیز کو سمجھ لو اور اس قسم کا قرب رکھنے والا اپنے کو اللہ تعالےٰ کا مدمقابل سمجھتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنے مرتبہ وجوب کی سطوت کی بنا پر اسکے نفس کے احاطہ میں نہیں آسکتا اور نظر کا اس پار نافذ ہونا غیر ممکن ہے کیونکہ اس کی ذات ہی غایۃ الابصار ہے ،

وَلَهُ حَالَتَانِ اَمَّا فِي
حَالَةِ الْعُرُوْجِ التَّامِّ فَيَضْمَحِلُّ
صُوْرَتُهُ الْجُزْئِيَّةُ وَيَحْكُمُ
اللّٰهُ بِمَا شَاءَ فَلَا يَكُوْنُ لَهُ
اِدْرَاكُ عِلْمٍ بِاللّٰهِ بَلْ يَتَكَلَّمُ
اللّٰهُ سُبْحَانَهُ عَلٰى لِسَانِهِ بِمَا
يَشَاءُ كَمَا يُحْكٰى عَنْ شُعَيْبٍ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ
سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَ
اَمَّا فِيْ حَالَةِ الْهُبُوْطِ
فَغَايَةُ مَعْرِفَةِ الْحُضُوْرِ
بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَ
لَهُ حَقِيْقَةٌ وَاَشْبَاحٌ وَاَمَّا
الْحَقِيْقَةُ فَمِنَ الْعُرُوْجِ الَّذِيْ
بَيَّنَّاهُ وَمِنَ الْاَشْبَاحِ
الْوَاقِعَاتُ الَّتِيْ تَدُلُّ عَلٰى
ذٰلِكَ وَمِنَ الْاَشْبَاحِ

اور ایسے شخص کو بھی دو حالتیں پیش آتی
ہیں جب اسکو کامل عروج حاصل ہو
تو اسکی صورت جزیہ مضمحل ہو جاتی ہے
اور پھر اللہ تعالے جو چاہتا ہے اسکے
حق میں فیصلہ فرماتا ہے سو اس وقت
اسے علم باللہ کا ادراک بھی باقی نہیں
رہتا، حالت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالے
اسکی زبان سے کلام فرماتا ہے جیسا کہ
شعیب علیہ السلام سے منقول ہے اور
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
قال اللہ علی لسان نبیہ سمع اللہ
لمن حمدہ۔ اور حالت ہبوط اور نزول
میں تو اس کی معرفت کی انتہا
اللہ تعالی کے حضور میں حاضر رہنا ہے
اسکی بھی حقیقت ہے اور پرچھائیاں
یعنی اشباح حقیقت سے تو وہی عروج
مراد ہے جو کہ ہم بیان کر چکے اور من جملہ
اشباح کے وہ واقعات ہیں جو اس مقام
پر دلالت کرتے ہیں دوسرے اس قرب

مَعارِفُ هٰذَا الْقُرْبِ وَمِنْ حُكْمِهِ الْعَجْزُ وَالْعُبُودِيَّةُ وَالضُّعْفُ فِي تَاثِيرَاتِهِ۔

کے معارف ہیں ضعف اور عجز کا احساس اور عبودیت کا اعتراف اس مقام کے آثار ہیں،

اِعْلَمْ اَنَّ قُرْبَ الْوُجُودِ وَقُرْبَ الْفَرَائِضِ وَقُرْبَ النَّوَافِلِ كُلُّهَا مُتَلَازِمَةٌ بِمَعْنٰى اَنَّ صَاحِبَ كُلِّ قُرْبٍ مِنْهَا يَجْمَعُ الْآخَرِيْنَ اَيْضًا اِذَا كَانَ مُتَمَيِّزًا وَلٰكِنِ الْحُكْمُ الَّذِي اضْمَحَلَّ فِيْهِ فَتَعَرَّفْ۔

قرب وجود۔ قرب فرائض اور قرب نوافل یہ تینوں اقسام ایک دوسرے کیساتھ متلازم ہیں مقصود یہ ہے کہ ایک قرب والا دوسرے دونوں قربوں کا بھی جامع ہوتا ہے بشرطیکہ وہ صاحب تمیز ہو لیکن اسے اسی قرب کیجانب منسوب کیا جاتا ہے کہ جس میں اسے اضمحلال حاصل ہو،

وَاعْلَمْ اَنَّا اِذَا قُلْنَا اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ يَحْصُلُ لَهُمْ قُرْبُ الْفَرَائِضِ بَعْدَ قُرْبِ الْوُجُودِ وَاَنَّ الْحُكَمَاءَ يَحْصُلُ لَهُمْ قُرْبُ الْوُجُودِ بَعْدَ قُرْبِ النَّوَافِلِ فِي اَمْثَالِ هٰذَا نَعْرِضُنَا مِنْ ذٰلِكَ هٰذَا الَّذِي كَانَ الْاِضْمِحْلَالُ فِيْهِ وَاِنَّمَا انْطَوَى الْكَمَالُ عَلَيْهِ بِضَرُوْرَةِ التَّجَدُّدِ وَالْاِطْلَاقِ۔

اور یہ بھی جان لو کہ ہم جو کہتے ہیں، کہ انبیاء کو قرب وجود کے بعد قرب فرائض حاصل ہوتا ہے اور حکماء کو قرب نوافل کے بعد قرب وجود حاصل ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ تو اس سے ہماری مراد وہی امور ہیں کہ جن میں کسی قسم کا اضمحلال نہیں اور کمال کا اس پر مشتمل ہونا تجدد اور اطلاق کا تقاضہ ہے

وَاعْلَمْ اَنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَغْلِبُ عَلَيْهِ اللَّطِيْفَةُ الْخَيَالِيَّةُ وَالْاِدْرَاكِيَّةُ اَوْ يَغْلِبُ عَلَيْهِ التَّمْيِيْزُ وَيَكُوْنُ لَهُمَا الْاَمْرُ وَالْحُكْمُ وَهٰذَا الرَّجُلُ مَايُوْسٌ عَنِ الْفَنَاءِ بَلْ غَايَةُ مَا يَتَرَقَّبُ لَهُ الصَّفَاءُ ۔	اور یہ بھی سمجھ لو کہ بعض حضرات پر لطیفۂ خیالیہ یا ادراکیہ یا قوت تمیز غالب ہو جایا کرتی ہے اور وہ ان ہی کے احکام اور اشارات پر چلا کرتا ہے تو ایسا شخص مقام فنا سے مایوس ہو جاتا ہے زائد سے زائد وہ مقام صفا کا امیدوار رہتا ہے
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَغْلِبُ عَلَيْهِ سِرُّ كَوْنِهِ فِى النَّشْاَةِ الدُّنْيَاوِيَّةِ اَعْنِىْ بِهِ التَّشَخُّصَ فَيَكُوْنُ لَهُ الْحُكْمُ وَاللَّطِيْفَتَانِ مِنْ رَعَايَاهُ فَهٰذَا الَّذِىْ يَقْتَضِى الْوَلَايَةَ بِحَسَبِ اِسْتِعْدَادِهِ	اور بعض حضرات پر ان کے جہان فانی میں آنے کا راز منکشف ہو کر غالب ہو جاتا ہے میری مراد اس سے اسکی ذات کا تشخص ہے تو اسی انکشاف کا حکم چلتا ہے اور دونوں لطیفے باعتبار رعیت کے اسکے ماتحت رہتے ہیں اور یہ مقام حسب استعداد ولایت کا مقتضی ہے،
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَكُوْنُ وَاسِعَ الْعَيْنِ مُهَلْهَلَ الصُّوْرَةِ فَاِنْ حَكَمَ لَهَا مَعَ الْفَطَانَةِ التَّامَّةِ فَهُوَ الْحَكِيْمُ وَاِنْ	بعض لوگ فراخ چشم لاغر بدن ہوتے ہیں، اور وہ اسی کے تقاضوں کے محکوم ہوتے ہیں ایسا شخص حکیم ہوتا ہے بشرطیکہ اسے فہم کامل حاصل ہو اور اگر

لَمْ يَكُنِ الْحُكْمُ لَهَا بَلْ لِلّٰهِ الْمَجِيدِ بِلَا شَرِيكٍ فَهُوَ النَّبِيُّ وَالْكَامِلُ عَلَى طَرِيقِهِمْ.	وہ ان جسمی تقاضوں کا محکوم نہیں بلکہ خدائے بزرگ و برتر کے احکام کا منتظر اور ان کا متبع رہتا ہے تو پھر وہ نبی ہے یا قوم کی اصطلاح میں کامل ہے
وَاعْلَمْ أَنَّ مَقْصُودَنَا مِنْ هٰذَا الْكَلَامِ تَحْدِيدُ الْأَمْزِجَةِ الْمُتَأَصِّلَةِ فِي الْكَمَالِ وَأَمَّا الَّتِي هِيَ عِيَالٌ عَلَى أُخْرَى فَلَا تَفْصِيلَ فِيهَا بَلْ كُلُّ مِزَاجٍ قَابِلٌ لِكُلِّ كَمَالٍ انْعِكَاسًا.	اور یہ بھی یاد رکھو کہ اس تمام تقریر سے ہماری مراد ان مزاجوں کی تحدید کرنا ہے جن کا کمال میں قدم راسخ ہے، برخلاف ان کے جو دوسروں پر بوجھ ہوتے ہیں تو ان کی تفصیل ہم نہیں بیان کرتے ہیں بس یہ سمجھو کہ ہر ایک ذی استعداد کا مزاج انعکاس کے طور پر ہر ایک کمال کو قبول کر سکتا ہے،
وَاعْلَمْ أَنَّ السَّلَفَ إِنَّمَا لَمْ يَذْكُرُوا قُرْبَ الْوُجُودِ لِأَنَّهُمْ زَعَمُوهُ قُرْبَ الْفَرَائِضِ لِأَنَّ الْحَكِيمَ فِي آخِرِ الْأَمْرِ يَصِيرُ مُتَقَرِّبًا بِقُرْبِ الْفَرَائِضِ وَلٰكِنْ لَا يَخْفَى أَنَّهُ إِهْمَالٌ فِي تَفْتِيشِ الْحَقَائِقِ اللّٰهُمَّ أَرِنَا حَقَائِقَ الْأَشْيَاءِ كَمَا هِيَ.	اور یہ بھی یاد رکھو کہ اسلاف نے قرب وجود کا تذکرہ نہیں کیا کیونکہ وہ اسے قرب فرائض کے مرادف سمجھتے ہیں کیونکہ حکیم ربانی کو بالآخر قرب فرائض ہی حاصل ہوتا ہے مگر تحقیق حق میں ان سے فروگذاشت ہوئی ہے اللھم ارنا حقائق الاشیاء کما ہی،

فضیلت کلی قرب فرائض کو حاصل ہے

اِعْلَمْ اَنَّ الْفَضْلَ الْكُلِّيَّ
مِنْ هٰؤُلَاءِ الْاِقْتِرَابَاتِ لِقُرْبِ
الْفَرَائِضِ لَا سِيَّمَا لِلنُّبُوَّةِ وَذٰلِكَ
بِوَجْهَيْنِ الْاَوَّلُ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ
لَهُ الْحُكْمُ فِي الْاَنْبِيَاءِ وَاَمَّا الْحُكَمَاءُ
فَتَحْجُبُ اَعْيَانُهُمْ وَالْاَوْلِيَاءُ
تَحْجُبُ سِرَّ وُجُوْدِهِمُ الدُّنْيَاوِيِّ
فَهٰذَا مِنْ حَيْثُ الْمَبْدَأِ وَ
الثَّانِيْ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ
تَجَلّٰى فِيْ صُدُوْرِ الْاَنْبِيَاءِ
بِالْاِسْمِ الْحَادِثِ فَسَاسَ
اِسْمُهٗ ذٰلِكَ قَاطِبَةً اُمُوْرِهِمْ
وَاَمَّا الْحُكَمَاءُ فَيَسُوْسُهُمُ الْقُرْبُ
الْاَزَلِيُّ وَالْاَوْلِيَاءُ يَسُوْسُهُمْ
فَنَاءُ سِرِّ وُجُوْدِهِمُ
الدُّنْيَاوِيِّ فِي اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ۔

یاد رکھو کہ ان تینوں اقترابات
میں فضیلت کلیہ صرف قرب فرائض
ہی کو حاصل ہے خصوصیت کیساتھ مقام
نبوت، اور اس کی دو وجہیں ہیں پہلی
یہ کہ انبیاء کرام کے احکام براہ راست
اللہ تعالےٰ سے ماخوذ ہوتے ہیں، بر
خلاف اسکے حکماء کے احکام کا منبع
انکی عین ثابتہ اور اولیاء کیلئے ان کے
دنیاوی وجود کا ستر وجود ہوتا ہے اور
یہ چیز صرف مبداء کے لحاظ سے ہے
دوسرے یہ کہ اللہ تعالےٰ نے انبیاء
علیہم السلام کے سینوں میں اسم حادث
کیساتھ تجلی فرمائی ہے اور یہی اسم پاک
انکے تمام امور کا والی ہے اور حکماء پر
قرب ازلی حکمران ہے اور اولیاء کرام
پر اس امر کا تصرف ہے کہ انہوں نے
اپنے وجود دنیاوی کی حقیقت کو اللہ تعالےٰ کی ذات اقدس میں فنا کر دیا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ مَعْنَاهُ عِنْدَنَا اَنَّهُمْ فَنَوْا فِی التَّجَلِّی الَّذِیْ نُسِیَ التَّشْبِیْهِیْ وَلَابُدَّ اَنَّ مَنَاطَ فَنَائِهِمْ ذٰلِكَ لَطِیْفَتُهُمُ الْعُنْصُرِیَّةُ فَلِذٰلِكَ اُمِرُوْا بِفَكِّ هٰذَا النِّظَامِ الْعُنْصُرِیِّ حَتّٰی تَتِمَّ لَهُمُ التَّخَلُّصُ اِلٰی حَقِیْقَةِ الْكَمَالِ وَقَدْ اَعْطَیْنَاكَ مَرَّةً بَعْدَ اُخْرٰی اَنَّ كُلَّ فَانٍ لَابُدَّ لَهٗ مِنْ تَحَقُّقٍ مَا حَتّٰی اَنَّ النَّفْسَ اِذَا فَنِیَتْ قَبْلَ اِنْكِسَارِهَا كَانَ لَهَا رُبُوْبِیَّةٌ ۔	اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کے متعلق فرمایا ہے ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت سرایت کر گئی ہے اس کے معنیٰ ہمارے نزدیک یہ ہیں کہ مظاہر جادیہ میں ذات اقدس کی جو تجلی ہوتی ہے گوسالہ پرستوں نے انہیں اپنے کو فنا کر دیا اور اس فنا کا مدار انکے لطیفۂ عنصریہ پر ہے اسی بنا پر انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے نظام عنصری کو توڑ دیں تاکہ حقیقت کمال تک ان کیلئے پہونچنا آسان ہو جائے اور ہم بار بار تمہیں بتا چکے ہیں کہ ہر ایک فانی کے لئے کسی نہ کسی قسم کا تحقق ضرور ہوتا ہے حتیٰ کہ نفس کیلئے اگر اسکو کو منکسر ہونے سے پیشتر فنا کا مرحلہ پیش آ جائے تو وہ ربوبیت کا اظہار کرنے لگتا ہے ،

شیطان اور شیطنت

اِعْلَمْ اَنَّ الشَّیْطَانَ
لَمَّا طَغٰی وَبَغٰی لُعِنَ لَعْنًا
مُسْتَطِیْرًا فَمَا زَالَ یَلْحَقُ
بِہِ الشُّرُوْرُ حَتّٰی صَارَتِ
الشُّرُوْرُ رُوْحًا کَمَا لَہٗ فَتَجَلَّتْ
فِیْ صَدْرِہٖ تَجَلِّی الْاِسْمِ
فِیْ صُدُوْرِ الْمُقَرَّبِیْنَ مِنَ
الْمَلَائِکَۃِ وَ ذٰلِکَ لِسِرٍّ
عَمِیْقٍ وَھُوَ اَنَّ کُلَّ
مَعْنًی مُتَوَحِّدٍ فَاِنَّ لَہٗ
ضَرْبَ اِقْتِرَابٍ فِیْ
سِلْسِلَۃِ الْاِنْجَاسِ مِنَ
اللّٰہِ تَعَالٰی فَمَا مِنْ مُتَوَحِّدٍ
تَوَحُّدًا مَعْنَوِیًّا اِلَّا اٰتَمَّ تَرْتِیْبَ
حَقًّا کَانَ اَوْ بَاطِلًا وَلِذٰلِکَ
صَدَرَتْ مِنْہُ اُمُوْرٌ تُسَمّٰی
بِالشَّیَاطِیْنِ الْجُزْئِیَّۃِ مِنْہَا

یاد رکھو کہ جب شیطان نے اللہ
تعالیٰ کے فرمان سے سرتابی کر کے
سرکشی اختیار کی تو اس پر بہت بڑی
لعنت نازل ہوئی اور اسکے بعد جتنے
شرور معرض ظہور میں آئے وہ سب
اسی کیساتھ لاحق ہوتے رہے، چنانچہ
شرور کا سرچشمہ ہونا ہی اس کا کمال
ہوگیا اسکے سینہ میں یہ شرور بعینہ اسیطرح
تجلی افگن ہیں، جیسا کہ ملائکہ مقربین
کے سینوں میں اسم پاک کی تجلی
ہوتی ہے، اور یہ عمیق راز ہے خلاصہ یہ
کہ ہر ایک معنیٰ وحدانی کو سلسلہ انجاس
میں اللہ تعالیٰ سے ایکگونہ قرب حاصل ہے
کیونکہ ہر ایک وہ چیز کہ جسے معنوی طور پر
وحدانیت حاصل ہو خواہ وہ حق ہو یا
باطل، وہ ربوبیت کا مظاہرہ کرتی ہے
اور اسی واسطے شیاطین جزئیہ اور

الْاِسْمِ الشَّيْطَانِيَّةِ يُسَخِّرُهَا وَ	القاءات شیطانیہ ظہور میں آئے اور
يُدَبِّرُهَا تَسْخِيْرَ الْكُلِّيِّ وَالْجُزْئِيِّ	یہ شیاطین کیلئے اسی طرح مسخر رہتے ہیں
وَكَانَ لِلشَّيْطَانِ سَرَيَانٌ فِي	جیساکہ کلی کو جزئی پر تسلط حاصل ہے اور
الْعَالَمِ التَّخْلِيْطِيِّ سَرَيَانًا كُلِّيًّا	شیطان کا سریان اس عالم تخلیطی
فَتَدَبَّرْ فَاِنَّ الْمَسْئَلَةَ عَمِيْقَةٌ۔	میں سریان کلی ہے خوب سمجھ لو،
وَاعْلَمْ اَنَّ خَاتَمَ الْاَوْلِيَاءِ	یاد رکھو کہ خاتم الاولیاء وہ شخص ہے
بِحِذَاءِ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ	جو صورت مزاجیہ کی تخلیطات میں
فِي تَخَالِيْطِ الصُّوَرِ	خاتم الانبیاء کے مقابل ہو اور یہ
الْمِزَاجِيَّةِ وَيَجِبُ اَنْ	بھی ضروری ہے کہ وہ خاتم الانبیائے کے
يَكُوْنَ مُتَنَوِّرًا بِنُوْرِ	نور سے منور ہو اور صاحب علم ہوا گر
خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَاَنْ يَكُوْنَ	وہ سخت ذکی الطبع نہ ہوتا با وجود ان
عِلْمِيًّا وَلَوْلَا شِدَّةُ ذَكَائِهِ	تخلیطات مادیہ کے تو وہ ذات اقدس
لَمَا بَلَغَ قَامُوْسَ الذَّاتِ	کے بحر معرفت میں غوطہ زن ہونیکے
مَعَ مَا بِهِ مِنَ التَّخْلِيْطِ۔	کیونکہ قابل ہوتا،

جنابت اور امیبت

وَاعْلَمْ اَنَّا نَعْنِيْ	یاد رکھو کہ جس مقام پر بھی ہم
بِالْجَنَابَةِ حَيْثُ مَا ذَكَرْنَاهُ	نے جنابت کا لفظ ذکر کیا ہے اس
تَقَدُّمَ الْعِلْمِ	سے ہماری مراد یہ ہے، کہ حال پر

عَلَى الْحَالِ وَأَعْنِي بِالْحَالِ	کسی کا علم مقدم ہو، حال کا مفہوم
وُجُودَهُ فِي نَفْسِهِ مَعَ قَطْعِ	اس کا وجود فی نفسہ ہے، جس وقت
النَّظَرِ عَنْ نَشْأَةِ الْعِلْمِيَّةِ وَ	کہ اسکے ارتقاء علمی سے قطع نظر کر لی
نَعْنِي بِالْأَمْثِيَةِ تَقَدُّمَ	جائے اور امینت سے ہماری مراد یہ
الْحَالِ عَلَى الْعِلْمِ وَلْنَضْرِبْ	ہے کہ علم پر حال مقدم ہو، اور اسے
لَكَ لَكَ مَثَلًا الْبَدَوِيُّ الْعَرَبِيُّ	ہم تمہیں ایک مثال سے سمجھائے
الْقُحُّ بِحَسَبِ سَلِيقَتِهِ يَعْمَلُ	دیتے ہیں، وہ یہ کہ ایک خالص عرب
النَّحْوَ وَالْمَعَانِيَ فِي كَلَامِهِ لَا	عربی بولتے وقت تمام قواعد صرف
يَغْلَطُ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ	ونحو کا بالطبع اس میں اجراء کرتا ہے
إِذَا سُئِلَ لِمَ نَصَبْتَ الْمَفْعُولَ	اور اس میں کسی قسم کی غلطی نہیں
أَوْ رَفَعْتَ الْفَاعِلَ لَمْ يَدْرِ	کرتا لیکن اگر اس سے دریافت کیا
الْجَوَابَ مَعَ أَنَّهُ مَرْكُوزٌ فِي	جائے کہ مثلاً تو نے مفعول کو منصوب
صَمِيمِ طَبْعِهِ وَأَمَّا النَّحْوِيُّ	اور فاعل کو مرفوع کیوں کیا تو وہ اس کا جواب
فَبِالْقُوَّةِ الْمُمَيِّزَةِ لَا يَسْرُدُ كَسَرْدِهِ	نہیں دے سکے گا کیونکہ یہ چیز اسے طبعاً حاصل
إِلَّا إِذَا انْحَلَّتْ عُقْدَةُ التَّمْيِيزِ وَ	ہے لیکن جس کا عربی بولنا اکتسابی ہے وہ کبھی
صَارَ عَرَبِيًّا قُحًّا اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ	اس خالص عرب کی روانی کی طرح عربی نہیں بول
عِلْمًا نَافِعًا وَقَلْبًا خَاشِعًا	سکتا اگر یہ کہ اس میں زبان دانی کا ملکہ اس قدر قوی
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۔	ہو جائے اور وہ خالص عرب کی طرح گفتگو کرنے

لگے۔ اللہم انی اسألک علماً نافعاً وقلباً خاشعاً یا ارحم الراحمین ۔

الخزانة الخامسة — پانچواں خزانہ

في بيان مبادي تعينات الانبياء وشرح كمالاتهم الفطرية والكسبية وذكر طريقتهم في سلوكهم

انبیاء کرام کے تعینات کے مبادی اور انکے فطری کسبی کمالات کی شرح اور ان کا طریقہ سلوک

(نبی کی حقیقت)

ماهية النبي وشرح اسمه بحسب متفاهم الحكماء هي انه الرجل الذي عينه الثابتة اقرب الاعيان الثابتة الى اسم هو منه اجمعها واسبغها للوجوه والاعتبارات الذي فطرته منسلخة عن الصورة المزاجية مقترنة بالاقترابات الثلث قرب النوافل وقرب الفرائض وقرب الوجود اعني

نبی کی حقیقت اور اس کے اسم کی تشریح جیسا کہ حکماء ربانیین سمجھتے ہیں یہ ہے کہ اس شخص کی عین ثابتہ کو بہ نسبت دوسری اعیان ثابتہ کے اس اسم پاک سے زیادہ قرب حاصل ہو جو اسکا منشاء وجود ہے اسکی عین ثابتہ ان وجوہ اور اعتبارات کی جامع اور کامل ہو کہ جن سے اس کی فطرت بنی ہے صورت مزاجیہ سے اسے انسلاخ حاصل ہو اقترابات ثلثہ قرب نوافل قرب فرائض اور قرب وجود سے قرب حاصل ہو مقصود یہ کہ اس اجمال

الحَاصِلُ مِنْهَا وَاجْمَالُهَا	اور ما حصل کا جامع ہو جو کہ اعیان ثابتہ
الَّذِیْ کَانَ کُلٌّ مِنْ تَمَاثِیْلِ	تشخص اور خیال کے تماثیل سے ہے
وُجُوْدِہِ الْعَیْنِیْ وَالتَّشَخُّصُ	اور اسکے اوصاف میں یہ ہے کہ وہ امی
وَالْخَیَالُ اُمِّیًّا لَا جِنَایَۃَ	ہو جنایت سے مبرا اور اپنے کسی حکم
مِنْہُ وَلَا حُکْمَ لَہٗ وَاِنَّمَا	کا تابع نہ ہو بلکہ خدائے بزرگ و برتر
الْحُکْمُ لِلّٰہِ الْمَجِیْدِ فَبِذٰلِکَ	کے احکام کی تعمیل کرتا ہو، اسی بنا پر
تَجَلّٰی فِیْ عَیْنِہِ الَّذِیْ	اللہ تعالیٰ نے اس کی عین ثابتہ میں جو
لَحِقَ بِالْمَلَکُوْتِ وَتَصَادَقَ	ملکوت سے ملحق ہے تجلی فرمائی ہے اور
اِسْمُہٗ بِاَسْمَائِہِمْ ثُمَّ	اس کے اسم اور دیگر اسماء میں تصادق
اَنْشَأَ نَشْأَۃً اُخْرٰی ہِیَ	پیدا ہوا اس کے بعد اسے ایک اور
اِجْمَالُ الْکَمَالَاتِ	ارتقاء حاصل ہوا جو ان تمام کمالات
کُلِّہَا الَّذِیْ اکْتَسَبَ	کا اجمال ہے وہ کمالات جو کہ اس
الْکَمَالَاتِ وَرَغِبَ	نے اکتسابی طور پر حاصل کیے تھے اور
اِلَی اللّٰہِ حَتّٰی اَوْحَی اللّٰہُ	وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کامل توجہ
اِلَیْہِ الشَّرَائِعَ وَالزُّہْدَ	کیساتھ راغب ہوا حتی کہ اللہ تعالیٰ
وَغَیْرَہُمَا الَّذِیْ عُدَّ	نے اس پر اپنی شریعت اور زہد وغیرہ نازل
کَمَالُہٗ مِنْ نِظَامِ	فرمایا اور ان احکام کی تعلیم دی جن میں
الْعَالَمِ الْمُبْتَنِیْ عَلَی	کمال حاصل کرنا اس نظام عالم کا جزء
الْخَیْرَاتِ الْمُتَرَتِّبِ	ہے جس کی بناء خیر و برکت پر ہے جن

المتنوع فاراد الله ان يقمع به مادة الشرور ويخرج الناس من الظلمات الى النور فاعطاه شرعا ملزما وامره بهداية الناس وادناه ان يومر بهداية كل من يقع اليه ويسقط عليه

میں ایک خاص حکیمانہ ترتیب پائی جاتی ہے چونکہ اللہ تعالےٰ کا ارادہ تھا، کہ وہ نبی کے ذریعہ برائیوں کا استیصال کردے اور لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے چنانچہ اس کو ایسی شریعت عطا کی جو لوگوں کے لئے ہدایت کا باعث ہو اور اس کی پابندی کرنا ان پر فرض ہو۔ نبی کا ادنیٰ فرض یہ ہے کہ جو اس کے سامنے آئے اس کی رشد و ہدایت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے ۔

انبیاء کے اقسام

والرسول منه من امر بمخاصمة الكفار ومجادلتهم وتقنين الشرع عليهم سواء كان جديدا او لا ولا بد انه اقرب من سائر الانبياء عينا واوثق عملا واولوا العزم منهم من كان

اور انبیاء میں سے رسول وہ ہے جو کافروں سے بحث مناظرہ اور انکے قتال پر مامور ہو اور احکام شرعیہ کے ان پر قانون نافذ کرنے پر، عام ازیں یہ احکام جدید ہوں یا نہ ہوں، چنانچہ اس نبی کی عین ثابتہ کو بہ نسبت دوسرے انبیاء کی عین ثابتہ کے زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے اور اسکا تعلق بہت زیادہ مستحکم ہے، اور اولوا العزم وہ رسول ہیں، کہ جنہیں

صَاحِبَ شَرْعٍ جَدِيْدٍ وَ
كِتَابٍ مُوْحًى بِوَحْيٍ اَمْلَسَ
وَاَصْلُ طَرِيْقَتِهِمُ التَّجَلِّيْ
الَّذِيْ هُوَ بِحَسَبِ الْاِيْجَادِ
وَقَدْ كَانَ كُلٌّ مِنْ دَعَائِمِ
وُجُوْدِهٖ اُمِّيًّا وَكَانَ الْحُكْمُ
لِلّٰهِ بِلَا شَرِيْكٍ فَتَجَلّٰى فِيْ
صُدُوْرِهِمْ بِاسْمٍ هُوَ مُتَلَوِّنٌ
بِلَوْنِ الْعَيْنِ مُتَلَبِّسٌ بِاَحْكَامِ
الْحُدُوْثِ بِهٖ يَنْتَظِمُ اَمْرُ
التَّشْرِيْعِ وَغَيْرِهٖ وَلَا كَسْبَ
لَهُمْ وَاِنَّمَا الْكَسْبُ اَنْ يَرْكُدُوْا
عَلٰى مَا هُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى
يَتَبَيَّنَ وَيَتَّسِعَ مَا انْطَوٰى
تَحْتَ الْاِجْمَالِ وَهٰذَا مَا
اَشَارَ اِلَيْهِ اِمَامُ اَهْلِ السُّنَّةِ
فِيْ مَذْهَبِ الْبَطْنِ الثَّالِثِ
حَيْثُ قَالَ النُّبُوَّةُ غَيْرُ
مُكْتَسَبَةٍ فَهٰذِهٖ مَاهِيَّةُ

نئی شریعت دی گئی ہو اور ایک مستقل
کتاب ان پر بذریعہ وحی نازل کی گئی ہو
ان کے طریقہ کی اصل وہ تجلی ہے جو انکے
ایجاد کے مطابق ہوتی ہے اور ایسے
انبیاء کرام میں سے ہر ایک کا امی ہونا
نہایت ضروری ہے کہ اسکے اوپر سراسر
خدائے وحدہ لاشریک لہ کے احکام
نافذ ہوں چنانچہ اللہ تعالےٰ ان کے
سینوں میں اس اسم پاک کے ساتھ جلوہ
گر ہوا جو ان کی عین ثابتہ کے رنگ میں
رنگا ہوا اور احکام کے ساتھ موصوف ہے
تشریعی امور وغیرہ کا انتظام اسی کیساتھ
وابستہ ہے کہ جن میں کسب و اکتساب کو
کوئی دخل نہیں اور ان کا کسب یہی
ہے کہ وہ جس حالت میں ہو، اسی پر
ٹھہرے رہیں، حتیٰ کہ جو چیز اجمال کے
پردہ میں مسطور تھی، وہ ظاہر اور منکشف
ہو جائے، امام اہل سنتہ نے مذہب
بطن ثالث میں اسی چیز کی جانب اشارہ

الأنبياء وطريقتهم.

واعلم أنهم قد تقتضي عينهم كمالا آخر وراء النبوة أيضا فيحصلونه كالاقتراب الملكي بالنسبة إلى نبينا عليه السلام أي بحسب الضرورة من النظام المترتب وتمثل الكمالات في عالم الملك لا بالنبوغ الفطري والاقتراب بالكائنات العلوية إلى إدريس عليه السلام والاقتراب بالكائنات السفلية لنوح عليه السلام والتسخير للجن والرياح وغيرهما بالنسبة إلى سليمان عليه السلام وكل منهم خاتم بالنسبة إلى كماله واقترابه وأعني بهذا الاقتراب مناسبة تنبعث بجوهره

گیا ہے کہ نبوت غیر اکتسابی ہے بغرضکہ یہ انبیاء کرام کی حقیقت اور ان کا طریقہ ہے۔

یاد رکھو ان انبیاء کی عین ثابتہ کبھی کبھی نبوت کے علاوہ کسی دوسرے کمال کی بھی مقتضی ہے مثلاً اقتراب ملکی جس کی بدولت ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حسب ضرورت حکیمانہ نظام کلی سے بہرہ ور فرمایا، یا مثلاً عالم ملک میں ان کے کمالات متمثل ہوں، لیکن یہ تمثل فطری نہ ہو اور ادریس علیہ السلام کو باعتبار کائنات علویہ کے اقتراب حاصل ہونا اور ایسے ہی نوح علیہ السلام کو باعتبار کائنات سفلیہ کے اقتراب حاصل ہونا اور سلیمان علیہ السلام کو تسخیر جن اور تسخیر ریح وغیرہ کے ذریعہ سے قرب حاصل ہوا اور ان میں سے ہر ایک اپنے کمال اور اقتراب کی بنا پر خاتم ہے قرب سے میری مراد یہ ہے کہ ان کی عین ثابتہ کو ان اشیاء کے ساتھ مناسبت [illegible] اسلئے تمثلات

الأشياء بحسب مناسبة التمثلات الذ نسية ٭

اشیاء مادی کی مناسبت کو نظر انداز کیا گیا،

مزاج نبوت کے اقسام

وامزجة النبوة منحصرة في خمسة اصناف احدها التراكم وهو عبارة عن صورة جوية تشبهه صورة المزاج ويتوقف عليه كمالات الولاية وامامه نوح عليه السلام ولم يكن انذاره الا بسطوع الاسماء الحادثة من افق صدور الانبياء مرة بعد اخرى ٭

مزاج نبوت پانچ قسموں میں منحصر ہے (۱) تراکم جس سے مراد یہ ہے، کہ صورت جویہ اور صورت مزاجیہ میں مشابہت ہو، اور کمالات ولایت کا انحصار اسی پر ہے اور نوح علیہ السلام اس قسم کے مزاج رکھنے والوں کے امام ہیں انکے انداز کی بنا، ان اسماء حادثہ کی روشنی پر تھی جو کبھی کبھی انبیاء کے سینوں سے ظہور پذیر ہوتی ہے،

وثانيهما القربية واعني بها كون الصورة الجوية منقادة غاية الانقياد لحكم العين والعين في غاية القرب و امامه ابراهيم عليه السلام

(۲) اقربیت جس سے یہ مراد ہے کہ صورت جویہ اس کی عین ثابتہ کے احکام کی بدرجہ غایت تابع ہو اور اسکی عین ثابتہ کو غایت درجہ کا قرب حاصل ہو اس مقام کے امام ابراہیم علیہ السلام

وَعَلَيْهَا يَتَوَقَّفُ كَمَالَاتُ
الْفِطْرَةِ وَلِهٰذِهِ النُّكْتَةِ نُسِبَتِ
الْفِطْرَةُ إِلَيْهِ وَصَحِيفَتُهُ أَطْفَالُ
النَّاسِ كَمَا جَاءَ فِي حَدِيثِ
الْمِعْرَاجِ الْمَنَامِيِّ فَتَذَكَّرْهُ
وَثَالِثُهَا الصَّلَابَةُ وَهِيَ
صِفَةٌ وِزَانُهَا بِالنِّسْبَةِ إِلَى
سَائِرِ الصِّفَاتِ وِزَانُ الْإِذْعَانِ
بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْهَيْئَةِ الْجَامِعَةِ
مِنَ الْقَضِيَّةِ وَهِيَ أَقْرَبُ التَّمَاثِيلِ
لِلذَّاتِ الْوَاجِبَةِ لِمَا أَنَّهَا وَحْدَةٌ
الْبَتَّةَ وَإِمَامُهَا مُوسَى عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَعَلَيْهَا يَتَوَقَّفُ التَّبَحُّرُ
فِي الْكَمَالَاتِ وَقَدْ يُقَالُ فِي مَذْهَبِ
الْوِلَايَةِ لِصُلْبِ الْمِزَاجِ أَنَّهُ مُوسَوِيُّ
الْمَشْرَبِ مَجَازًا وَشَتَّانَ بَيْنَ صَلَابَتَيْهِمَا
وَرَابِعُهَا السُّبُوغُ وَهُوَ خُلُقٌ
وِزَانُهُ فِي الْأُمُورِ الْخَيْرِ الْمَحْسُوسَةِ
وِزَانُ الْجَمَالِ الشَّبَابِيِّ الَّذِي

ہیں اور اسی پر کمالات فطریہ موقوف
ہیں، فطرت کو ان کی طرف منسوب
کرنے اور شب معراج میں انکے اس
حالت پر متمثل ہونے میں گویا کہ وہ معلم
صبیان ہیں، یہی نکتہ ہے،
(۳) صلابت: یہ اس صفت کا نام ہے
کہ جیسے تمام دیگر صفات سے وہی نسبت
ہے جو اذعان کو کسی قضیہ کی ہیئت
جامعہ سے ہوتی ہے یہ واجب تعالے
کی ذات اقدس کا قریب ترین تمثل ہے
کیونکہ اس میں وحدت پائی جاتی ہے،
اور اسکے امام موسیٰ علیہ السلام ہیں اور
تبحر فی الکمالات اسی پر موقوف ہے چنانچہ
اہل ولایت اس شخص کو کہ جسکے مزاج میں
صلابت ہو مجازاً موسوی المشرب کہتے
ہیں حالانکہ ان دونوں صلابتوں میں بڑا فرق ہے،
(۴) سبوغ: خیر محسوسہ میں اسے وہ
ہی رتبہ حاصل ہے جو عالم شباب میں
تنومندی اور تناسب اعضاء کا ہے،

يلابسها التخلل إذا انتا اخروزا
صحيحا لطيفا وهو في القرب
مثل الصلابة وعليها يتوقف
كمالات الانصباغ وإمامه
عيسى عليه السلام وقد ورثه من
نفخ جبريل عليه السلام ولذلك
تعين للنزول لقتل الدجال
وخامسها الأمية وهي هيئة
وزانها مع سائر الأمزجة وزان
الصورة الحجرية بالنسبة إلى الصورة
المزاجية ولذلك يجب أن يكون
الاسم الطالع في صدره مطلقا
شديد الإطلاق قريبا شديد
القرب وإمامها وخاتمها سيد
المرسلين وشفيع المذنبين و
وسيلة المقربين سكينة السالكين
المظهر الأعظم والاسم الأفخم
سيدنا ومولانا محمد رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم وعليها

قرب کے لحاظ سے بہ صلابت کے طریقہ
پر ہے انصباغ کے کمالات اسی پر موقوف
ہیں اور اسکے امام حضرت عیسیٰ علیہ السلام
ہیں اس مقام کو انہوں نے جبرئیل علیہ
السلام کے نفخ کی بدولت پایا اور اسکے
نزول کو قتل دجال کے لئے مخصوص
کرنے میں یہی نکتہ ہے

(۵) امیت یہ ایک ہیئت مخصوص
ہے کہ جیسے دیگر امزجہ سے وہی نسبت
ہے جو صورت حجریہ کو صورت مزاجیہ
سے ہے اسی بنا پر یہ نہایت ضروری
ہے کہ جسکا مزاج اس قسم کا ہو تو وہ اسم
مقدس جسکا مظہر اس کا سینہ مبارک ہے
شدید الاطلاق ہوگا اور اسے غایت
درجہ کا قرب حاصل ہوگا چنانچہ اس درجہ
کے امام اور خاتم سید المرسلین، شفیع
المذنبین وسیلۃ المقربین سکینۃ السالکین
مظہر اعظم، اسم افخم سیدنا و مولانا حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

يَتَوَقَّفُ الْخَاتِمِيَّةُ لِلنُّبُوَّةِ وَلَيْسَ	ختم نبوت کا انحصار اسی پر ہے،
لَهُ كَمَالٌ وَلَا مِزَاجٌ إِلَّا هُوَ الْاِسْمُ	اور آپ کا مزاج اور کمال وہی اسم
الْمُطْلَقُ وَلِذٰلِكَ سَمَّيْنَاهُ بِالْاِسْمِ	مطلق ہے اور اسی بنا پر آپ کو اسم
الْاَفْخَمِ وَلِذٰلِكَ	افخم کیساتھ موسوم کرتے ہیں ؎
فَاقَ النَّبِيِّيْنَ فِيْ خَلْقٍ وَفِيْ خُلُقٍ	فَاقَ النَّبِيِّيْنَ فِيْ خَلْقٍ وَفِيْ خُلُقٍ
وَلَمْ يُدَانُوْهُ فِيْ عِلْمٍ وَلَا كَرَمٍ	وَلَمْ يُدَانُوْهُ فِيْ عِلْمٍ وَلَا كَرَمٍ

انبیاء کرام کی اعیان

وَاعْلَمْ اَنَّ اَعْيَانَ	اور یہ بھی یاد رکھو کہ انبیاء کرام کی
الْاَنْبِيَاءِ بِاَسْرِهَا مُنْحَصِرَةٌ	اعیان ثابتہ سب کی سب پانچ قسموں
فِيْ صُنُوْفٍ خَمْسَةٍ .	میں منحصر ہے،
اَلْاَوَّلُ تِمْثَالُ الْعِلْمِ	(۱) جس کو اولیاء کرام کی زبان
الْفِعْلِيِّ بِلِسَانِ الْاَوْلِيَاءِ وَاِنَّمَا	میں علم فعلی کا تمثل کہتے ہیں اور اسکی
سَمَّوْهُ بِهٖ لِاَنَّهُمْ اِنَّمَا وَجَدُوْهُ	وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انہوں نے اسے اپنے
مِنْ قِبَلِ عِلْمِهِمُ الْفِعْلِيِّ وَ	علم فعلی کے ذریعہ پایا لیکن ہماری
بِلِسَانِنَا الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ طِبَاقًا	اصطلاح میں ان کے قرب کے مقتضی
بِاِصْطِلَاحِ النَّبِيِّيْنَ مِنْ	جس سے جو قرب انبیاء کی نوعیت کے
مُقْتَضٰى قُرْبِهِمْ وَقَدْ فَازَ	مطابق ہے اس کو الحی القیوم کا تمثل
بِهٖ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ	کہنا چاہیئے حضرت ابراہیم علیہ السلام

مِنْ حَيْثُ الْاِجْمَالِ وَسَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ مِنْ حَيْثُ التَّفْصِيْلِ وَلِذٰلِكَ قِيْلَ لِاُمَّتِهٖ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ وَلِذٰلِكَ دَعَا اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى فَقَالَ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا الْاٰيَةَ وَلِذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَا اَشْبَهُ الْاَنْبِيَاءِ بِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ۔

نے بطور اجمال اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے باعتبار تفصیل کے اس کمال کو پایا ہے اسی بنا پر آپ کی اُمّت کو مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ کیساتھ خطاب کیا گیا ہے اور اسی لئے ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں یہ دعا کی کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا الخ اور یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمام انبیاء میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ مشابہ ہوں،

اَلثَّانِيْ تِمْثَالُ الشُّئُوْنِ وَهِيَ الْاَصْنَافُ الْاِجْمَالِيَّةُ مِنَ الْاَسْمَاءِ وَقَدْ فَازَ بِهٖ يَعْقُوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ حَيْثُ الْاِجْمَالِ وَمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ حَيْثُ التَّفْصِيْلِ وَلِذٰلِكَ عُدَّ مِنْ شُرُوْحِهٖ وَكَانَ فِيْ مِلَّتِهٖ وَحَرَّمَ فِي التَّوْرٰىةِ مَا حَرَّمَ

(۲) دوسری قسم شئون کا تمثل ہے جس سے مراد اسماء پاک کی اجمالی قسمیں ہیں اس مقام پر یعقوب علیہ السلام اجمالاً اور موسیٰ علیہ السلام تفصیلاً فائز ہوئے اور اسی لئے موخر الذکر شریعت کو یعقوب علیہ السلام کی شریعت کی شرح شمار کر لیا گیا اور یعقوبؑ نے اپنے اوپر جو حرام کیا تھا اسی کو توراۃ

إسرائيل على نفسه

میں بھی حرام کر دیا گیا،

الثالث تمثال الإرادة وهي الإفاضة بالفعل وقد فاز به آدم عليه السلام ولذلك كان أبو البشر وهذه الأصناف الثلاثة في سلسلة الإبداع.

(۳) تیسری قسم ارادہ کا تمثل ہے کہ جسکے معنی افاضہ بالفعل کے ہیں یہ مقام حضرت آدم علیہ السلام کو حاصل ہوا اور وہ ابو البشر ہوئے، یہ تینوں اقسام ابداء کے سلسلہ سے وابستہ ہیں

الرابع الثبوتيات وقد فاز بها جماهير الأنبياء مثل يوسف عليه السلام وغيره

(۴) چوتھی قسم ثبوتیات ہیں، جو تمام انبیاء کرام مثلاً یوسف علیہ السلام کے حصہ میں آئیں،

الخامس السلبيات وقد فاز بها إدريس ونوح عليهما السلام وغيرهما واعلم أن هذين الصنفين باعتبار الأصول وإلا فمن الأنبياء من ليس بمحوض المبدء ولا بمحوض المزاج ومن الكمل من يكون إمام كمال وخاتمه أيضا فتعرف.

(۵) پانچویں قسم سلبیات ہیں، ادریس اور نوح علیہما السلام کو یہ مقام حاصل ہوا یہ دو مقام جن کا ہم نے تذکرہ کیا ہے، اصول کی حیثیت سے ہیں، ورنہ انبیاء کرام میں ایسے بھی اصحاب ہیں کہ جن کا مبدا خالص نہیں اور نہ ہی ان کا مزاج خالص ہے کامل افراد میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں، جو اپنے کمال کے امام اور اسکے خاتم ہوتے ہیں،

آدم علیہ السلام اور ان کا مبدء تعین

آدَمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَبْدَأُ تَعَیُّنِہِ الْمُرَبِّیُ الَّذِیْ یَقْتَضِیْ بِنَفْسِہٖ صُدُوْرَ الْکَائِنَاتِ وَلِذٰلِکَ کَانَ اَبَا الْبَشَرِ وَالْاَبُ کَالْخَالِقِ فِیْ عَالَمِ الصُّوَرِ وَکَانَ اَکْبَرُ ھِمَّتِہٖ الْاِسْتِیْلَادُ وَالزَّرْعُ وَالْاِنْتَاجُ وَکُلُّھَا تَمَاثِیْلُ الْخَلْقِ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا سَبِیْلُ تَعْلِیْمِہٖ عِنْدَنَا اَنَّہٗ تَعَالٰی کَشَفَ لَہٗ عَنْ حَقِیْقَۃِ الْاَسْمَاءِ الَّتِیْ مِنْ تَخَالِیْطِھَا یَحْدُثُ الْعَالَمُ وَکَشَفَ لَہٗ عَنْ سَعَۃِ عَالَمِ الصَّوْتِ وَاَنَّہٗ

آدم علیہ السلام کے تعین کا مبدء اسم پاک المربی ہے جس کا اقتضاء ذاتی کائنات کا معرض وجود میں آنا ہے اسی بنا پر وہ ابو البشر قرار پائے، کیونکہ باپ (آپ) اور خالق کی حیثیت عالم مادی میں ایک جیسی ہوتی ہے اور حضرت آدم کی زیادہ تر توجہ نسل افزائی اور زمین کی پیداوار بڑھانے پر مبذول رہتی تھی، اور یہ سب امور تخلیق کے تمثلات ہیں، اللہ تعالے نے فرمایا کہ اس نے آدم علیہ السلام کو سب کے سب نام بتا دیئے، اس تعلیم کی کیفیت ہمارے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ان اسماء پاک کی حقیقت ظاہر فرمائی کہ جن کی تخلیطات سے حوادث عالم ظہور میں آتے ہیں اور عالم صوت کی وسعت

لِکُلِّ جُزْئِیٍّ مُتَفَدِّسٍ وَ مُتَدَنِّسٍ مَوْجُوْدٍ وَمَعْدُوْمٍ فِیْهِ صُوْرَةٌ نَقَطَعَ عَلَیْهِ السَّلَامُ صَوْتَ حُرُوْفًا مَوْضُوْعَةً لِاُصُوْلِ التَّکْوِیْنِ ثُمَّ ضَمَّ بَعْضَهَا اِلٰی بَعْضٍ لِیَحْصُلَ التَّخْلِیْطُ وَلِهٰذَا کَانَ اَوَّلُ صَحِیْفَةٍ مِنْ صُحُفِهٖ حُرُوْفَ التَّهَجِّیْ ۔	کا اس پر انکشاف ہوا اور اس بات کا بھی انہیں علم دیا گیا کہ ہر ایک جزئی خواہ وہ مقدس ہو یا متدنس موجود ہو یا معدوم اسکی ایک مخصوص صورت ہوتی ہے چنانچہ آدم علیہ السلام نے اصوات میں تقطیع پیدا کرکے اصول تکوین کے لئے حروف وضع کئے اور پھر انہیں آپس میں ترکیب دی تاکہ تخلیط نمایاں ہو جائے ۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا سب سے پہلا صحیفہ حروف تہجی پر مشتمل تھا ۔
وَلَمَّا کَانَ کَثِیْرَ السُّبُوْغِ لِاَنَّهٗ یَاْتِیْ جَانِبَ اُبُوَّةِ الْبَشَرِ اِقْتَضٰی قُوَّةُ حَالِهٖ اَنْ یَّخْرُجَ مِنْهُ فِیْ غَلَبَاتِ حَالِهٖ ذُرِّیَّتُهٗ وَیَکُوْنَ اَیُّ وَاقِعَةٍ حَاذَاهُ وَاقِعَاتِهَا وَالْوَلَدُ مُنْدَرِجٌ فِیْ عَیْنِ وَالِدِهٖ ۔	اور چونکہ اس کا سبوغ کامل تھا خصوصاً اس کا وہ کمال جو ابو البشر ہونے کی حیثیت سے اسے حاصل تھا ، اس لئے قوت حال کا تقاضا یہ ہوا کہ غلبہ حال کے اوقات میں اس سے اسکی نسل ظاہر ہو اس حالت میں جو واقعات انکے سامنے تھے وہی بعینہ ان کی نسل کو پیش آئے اور لڑکا والد کی عین ثابتہ میں مندرج ہوا کرتا ہے ،

حضرت شیث وادریس علیہما السلام

شیث علیہ السلام	شیث علیہ السلام کے تعین کا مبداء
مبدأ تعینہ الوہاب	الوھاب ہے جو ارادہ کی اول ترین
وکان اول جزئی من	جزئی کا مظہر ہے آدم علیہ السلام کی طرح
جزئیات الارادۃ وکان	ان کی بھی زیادہ توجہ نسل افزائی اور
ایضا اکبر ہمتہ الاستیلاد	زمین کی پیداوار بڑھانے پر مبذول ہوتی
والزرع والانتاج وکان	ہے وہ اپنے باپ کا وصی اور اس کے
وصی ابیہ ومن تماثیل	کمالات کا آئینہ تھا، اور اسکے باپ
کمالہ ومزاج ابیہ	کا مزاج متراکم تھا اور اسکے اکتسابی
متراکم وکان من کمالاتہ	کمالات میں سے تجلی سلبی تھی جس کے
المکتسبۃ التجلی السلبی	ذریعہ تراکم میں اضافہ ہوا اور شیث
وبہ کسر التراکم وکان	علیہ السلام فطری اور کسبی طور پر اپنے
شیث ورثہ جبلۃ وکسبا	اپنے باپ کے وارث تھے،
ولما تحقق الکمال	جب کمال سلبی کو تحقق حاصل ہوا، اور
السلبی وتقرر بواسطتہما	فطرت اور اکتساب دونوں حیثیتوں سے
حق لہ ان یتجسد ادریس	اس کا تقرر ثابت ہوا تو اس میں تمثل
علیہ الصلوۃ والسلام	کی قابلیت پیدا ہو گئی اور ادریس
مبدأہ السبوح ارفع	علیہ السلام کا مبدأ تعین السبوح تھا،

مِنَ الْقُدُّوسِ وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا	جسکا درجہ القدوس سے بلند تر ہے ان
كَالْفَرْقِ بَيْنَ مَفْهُومَيِ الْعَدَمِ	دونوں میں وہ فرق ہے جو عدم اور سلب
وَسَلْبِ الْوُجُودِ وَلِهَذَا لَمْ	وجود کے درمیان فرق ہے یہی وجہ ہے
يُهْلِكْ قَوْمَهُ كَمَا أَهْلَكَ نُوحٌ	کہ اسکی قوم نوح علیہ السلام کی قوم کی
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمِزَاجُهُ مُتَرَاكِمٌ	طرح مہلک عذاب نازل نہیں ہوئے
أَيْضًا إِلَّا أَنَّهُ قَدْ ضَعُفَ	ان کا مزاج بھی متراکم تھا مگر سلبیت
بِالسَّلْبِيَّةِ فِيهِ كَمَا لَا تِهِ الْمُكْتَسَبَةِ	کی بنا پر اس میں ضعف پیدا ہو گیا اور
الْاقْتِرَابُ بِالْكَائِنَاتِ الْعُلْوِيَّةِ	ان کا اکتسابی قرب کائنات علویہ
وَكَانَ لَهُ فِي ذَلِكَ شَأْنٌ عَظِيمٌ	کے ذریعہ تھا۔ اس چیز میں ان کی بہت
وَكَانَ خَاتَمَ هَذَا الْاقْتِرَابِ	بڑی شان ہے اور آپ اس قسم کے
فَلَمَّا تَوَحَّدَ لَهُ شَتَاتُهُ اسْتَوْطَنَ	قرب کے خاتم تھے۔ جب انکے منتشرات
قَلْبَهَا وَهُوَ الشَّمْسُ .	میں وحدت پیدا ہوئی تو انہوں نے

کائنات علویہ کے عین وسط یعنی آفتاب کو اپنا وطن بنا لیا،

نوح علیہ السلام

وَنُوحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَبْدَأُهُ	نوح علیہ السلام کا مبدا متعین القدوس ہے
الْقُدُّوسُ وَهُوَ تَفْصِيلُ السُّبُّوحِ	جو السبوح کی شرح اور تفصیل ہے اس
وَشَرْحٌ لَهُ وَفِيهِ الْإِضَافَةُ	سلسلہ میں ان متدنسات اور ملوث
إِلَى الْمُتَدَنِّسَاتِ الَّتِي	بمادہ اشیاء کا بھی ذکر آتا ہے جن

يتقدس عنها ومزاجه
متدارك فكسر صورة
التدارك لسكينته ومن
كمالاته المكتسبة
التجلي الارادي كما كان
لآدم عليه السلام فطرة
والاقتراب بالكائنات
السفلية كما كان لادريس
عليه السلام في العلويات
وذلك لان السبوح
يناسب العلويات
والقدوس يناسب
السفليات ولهذا اهلك
قومه ثم اخذ في
الاستيلاد والزرع والانتاج
وغيرها وكان آدما ثانيا

کے اوصاف سے اسکی ذات اقدس کو
منزہ کرنا لازم ہے اور انکا مزاج بھی
متراکم تھا لیکن سلبیت نے اس کی
شدت کو کم کر دیا ان کے کمالات
مکتسبہ میں سے تجلی ارادی ہے، جیسا کہ
آدم علیہ السلام کو یہ کمال فطرۃً حاصل
تھا کہ ان کا قرب کائنات سفلیہ کے
ذریعہ تھا جیسا کہ ادریس ع کو کائنات علویہ
کے ذریعہ قرب حاصل ہے اسکی وجہ یہ ہے
کہ اسم پاک سبوح کے مفہوم کو علویات
سے خاص مناسبت ہے اور اسلئے
قدوس کو سفلیات سے خاص مناسبت
ہے اور اسی بنا پر انکی قوم کو ہلاک
کیا گیا، اور ہلاکت کے بعد وہ نسل
افزائی اور زمین کی پیداوار بڑھانے
میں مصروف رہے اور آدم ثانی کا لقب پایا

هود علیه السلام

هود عليه السلام مبدئه

نوح علیہ السلام کی طرح ہود علیہ

تَعَیُّنُہُ السَّلْبِیَّاتِ کَنُوْحٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ قَدِ اکْتَسَبَ کَمَالًا مِنَ الْکَمَالَاتِ الْبَدْءِ وَمِنْہُ عِلْمُ التَّوْحِیْدِ فَقَالَ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَلَیْسَ بِمَحْوضٍ الْبَدْءِ فِیْمَا نَعْلَمُ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَرَاتِبِ اَنْبِیَائِہٖ وَھُوَ مُتَرَاکِمُ الْمِزَاجِ ۔	السلام کے تعین کا مبدأ سلبیات ہیں ہے اور کمالات مبدأ میں سے ان کا ایک کمال اکتسابی ہے اور ان کے فروع میں سے علم توحید ہے اور اسی بنا پر قرآن کریم میں ان کا یہ قول منقول ہے کہ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ جہاں تک ہم جانتے ہیں، ہود علیہ السلام کا مبدأ تعین خالص نہیں تھا، اور اللہ رب العزت اپنے انبیاء کرام کے مراتب کو بخوبی جانتا ہے اور وہ متراکم المزاج تھے

صالح علیہ السلام

صَالِحٌ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِثْلُ ھُوْدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی الْمَبْدَاِ وَالْکَمَالِ الْمُکْتَسَبِ وَلَہُ التَّجَلِّی الْاِضَافِیُّ حَالًا وَلِذٰلِکَ اَظْھَرَ شُرُوْرَ قَوْمِہٖ فِیْ صُوْرَۃِ النَّاقَۃِ کَمَا مَرَّتْ اِلَیْہِ الْاِشَارَۃُ وَمِنَ الْقَوَاعِدِ	صالح علیہ السلام کا مبدأ تعین اور ان کا کمال مکتسب ہود علیہ السلام کی طرح تھا، اور انہیں تجلی اضافی حالی کی خصوصیت حاصل تھی اسی بنا پر ان کی قوم کی شرارتیں اونٹنی کی شکل میں نمودار ہوئیں جیسا کہ یہ چیز بطور اشارہ کے ذکر ہو چکی ہے اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جن

لِمُطَّرِدَةٍ اَنَّ كُلَّ نَبِيٍّ	انبیاء کرام کا مبدأ تعین سلبی ہے ان کی
سَلْبِيٍّ يُهْلَكُ قَوْمُهٗ وَلَا	قوم پر عذاب استیصال نازل ہوتا ہے
يَتَغَلْغَلُ فِيْهِمْ دَعْوَتُهٗ	اور ان کی دعا ان کے حق میں زیادہ مؤثر
وَلَا عَكْسَ وَانْقَطَعَتْ سِلْسِلَةُ	ہوتی ہے اور اس کا خلاف قطعاً نہیں
التَّرَاكُمِ وَالسَّلْبِ بِصَالِحٍ	ہوتا تراکم اور سلبیات کا سلسلہ صالح علیہ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ خَاتَمُ	السلام پر ختم ہو گیا چنانچہ آپ اپنے
السَّلْبِيِّيْنَ الْمُتَرَاكِمِيْنَ زَمَانًا	زمانہ کے خاتم السلبیین والمتراکمین ہیں،

ابراہیم واسماعیل علیہما السّلام

اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ	ابراہیم علیہ السلام کی شان بہت
وَلَهٗ شَانٌ عَظِيْمٌ وَمِنْهُ	بلند ہے تعری اور ایجاب کا سلسلہ ان
شُرِعَ سِلْسِلَةُ التَّعَرِّيْ	ہی سے شروع ہوا اور انکے تعین کا مبدأ
وَسِلْسِلَةُ الْاِيْجَابِ وَمَبْدَأُ	اجمالی الحی القیوم ہے ان کے مزاج میں
تَعَيُّنِهِ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ مِنْ	سبوغ اور صلابت دونوں شامل ہیں،
حَيْثُ الْاِجْمَالِ وَمِزَاجُهٗ	ورنہ انہیں یہ انتہائی کمال نہ حاصل ہوتا
فِيْهِ نَوْعُ صَلَابَةٍ وَنَوْعُ	اور اگر یہ دونوں چیزیں ان میں نہ پائی
سُبُوْغٍ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمْ يَكْمُلْ	جائیں تو ان کا کمال تام ہوتا اور اگر
كَمَالُهُ التَّامُّ وَلَوْ كَمُلَا فِيْهِ	یہ دونوں چیزیں ان میں بدرجہ کمال
لَمْ يَكُنْ مِنْ تَمَاثِيْلِ	ہوتیں تو ان میں اجمال کا تمثل نہ ہوتا

لإجمالِ فانقبض قلبُهُ فطلب ولداً مفصِّلاً لتفصيلهِ وتفصيلاً لشدّةِ إجمالهِ فرُزِق ۔

اس سے انکے دل میں انقباض پیدا ہوا اور انہوں نے بارگاہ الٰہی میں بیٹے کی درخواست کی جو بوجھ اٹھانے میں ان کا معاون ثابت ہو اور ان کے مرتبہ اجمال کی تفصیل کرے چنانچہ انہیں ولد صالح عطا کیا گیا۔

اسماعیل علیہ السلام

إسمٰعيلُ عليهِ السلامُ وهو من تماثيلِ العليّ تسكّن بهِ قلبُهُ وانشرح فأمر في غلباتِ وجدٍ بالضرورةِ الاستعداديةِ أن يصدرَ من نفسهِ تمثالاً لهذا الكمالِ المطلقِ ويشترك فيهِ إسمٰعيلُ عليهِ السلامُ فانسلخ انسلاخاً قويّاً فأصدرَ من نفسهِ بيتَ اللهِ إذ هو في عالمِ الحسِّ بإزاءِ الخاتمِ

اسماعیل علیہ السلام اسم پاک العلی کا تمثل تھے جس سے انکو تسکین اور شرح صدر حاصل ہوا اسکے بعد وجدانی غلبہ کی حالت میں جو آپ کی استعداد کا تقاضا تھا اس بات پر مامور ہوئے کہ ان سے اس کمال مطلق کا تمثال صادر ہو اور اس ہنر میں ابراہیم علیہ السلام کیساتھ اسماعیل علیہ السلام بھی شریک تھے چنانچہ آپ کو سخت انسلاخ کی حالت پیش آئی، اور آپ سے بیت اللہ کا ظہور ہوا: جو عالم حس میں مظہر ذات کا جامع ہے پھر لوگوں کے دلوں میں محبت ڈالی گئی کہ وہ اس

لِلشَّتَاتِ، وَجَعَلْتُ اَفْئِدَةً	خانۂ خدا کی طرف کھینچ کر آئیں، عوام
مِنَ النَّاسِ تَهْوِي اِلَيْهِ	کو تو شرع نے اس پر مامور کیا، اور
مَيْلَ التَّفْصِيْلِ اِلَى الْاِجْمَالِ	خواص نے اپنی استعداد کے مطابق
بِالْاَمْرِ التَّشْرِيْعِيِّ لِلْعَامَّةِ وَالْاَمْرِ	اس پر مائل کیا اسی کا نام اجمال کی
الْاِسْتِعْدَادِيِّ لِلْخَاصَّةِ۔	جانب تفصیل کا مائل ہونا ہے،
ثُمَّ هَبَطَ عَلَيْهِ السَّلَامُ	پھر آپ تفصیل کی طرف مائل ہوئے
اِلَى التَّفْصِيْلِ فَانْقَبَضَ	اور پھر دوبارہ ابراہیم علیہ السلام کا
قَلْبُهٗ ثَانِيًا لِمَا لَمْ يَكُنْ	قلب منقبض ہوا کیونکہ آپ کے کمال تفصیلی
هُنَالِكَ ضَابِطَةٌ لِكَمَالِهٖ	کا کوئی ضابطہ نہیں تھا، چنانچہ آپ کو
التَّفْصِيْلِيِّ فَبُشِّرَ بِاِسْحٰقَ	اسحٰق علیہ السلام کی بشارت دی گئی جو
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَكَانَ مِنْ	اسم پاک العظیم کا تمثل تھے اس سے آپکی
تَمَاثِيْلِ الْعَظِيْمِ فَانْشَرَحَ	طبع مبارک میں شگفتگی پیدا ہوئی اسکے
بِهٖ قَلْبُهٗ ثُمَّ اُمِرَ فِيْ غَلَبَاتِ	بعد وجدانی غلبہ کی حالت میں پھر دوبارہ
وُجْدِهٖ اَنْ يَّصْنَعَ رَمْزَ نَفْسِهٖ	آپ کو حکم دیا گیا کہ ایک دوسرا گھر
بَيْتًا جَامِعًا اٰخَرَ فَبَنٰى بَيْتَ	عبادت کا تعمیر کریں جو تفرقات کا
الْمَقْدِسِ وَهٰذَا ذَوْقُنَا وَهُوَ	جامع ہو اور انہوں نے بیت المقدس
الْمُرَادُ بِالْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ كَانَ	کو تعمیر کیا ہمارا ذوق سلیم یہی کہتا ہے
بَيْنَ بِنَائِهِمَا اَرْبَعُوْنَ سَنَةً	اور اس حدیث کے کہ کعبہ اور بیت المقدس

کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہے یہی معنی سمجھتے ہیں۔

وَالْمَذْبُوحُ عِنْدَنَا اِسْمٰعِيلُ عَلَيْهِ	ہمارے نزدیک اسماعیل علیہ السلام
السَّلَامُ لِاَنَّهٗ اَشَدُّ اِجْمَالًا مِنْ اِسْحٰقَ	مذبوح تھے کیونکہ اسحٰق علیہ السلام کی
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَيُتْلٰى عَلَيْكَ تَتِمَّةُ	ذات میں بہ نسبت انکے اجمال زائد تھا
الْكَلَامِ فِيْ سِرِّ الذَّبْحِ وَبِالْجُمْلَةِ فَاِسْحٰقُ	اس کی کچھ تفصیل بعد میں آئے گی خلاصہ
مَنْبَعُ الْكَمَالِ التَّفْصِيْلِيِّ وَاِسْمٰعِيْلُ	یہ کہ اسحٰق علیہ السلام کمال تفصیلی اور یہ
مَنْبَعُ الْكَمَالِ الْاِجْمَالِيِّ ؞	اسماعیل علیہ السلام کمال اجمالی کا منبع تھے

یعقوب اور یوسف علیہما السلام

وَيَعْقُوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ	یعقوب علیہ السلام مبدء شئون
مَبْدَأُ الشُّئُوْنِ وَلِذٰلِكَ كَانَ	تھے اس لئے وہ ابو الانبیاء بنی اسرائیل
اَبًا لِلْاَنْبِيَاءِ وَسَنْخِهِمْ وَاِلَيْهِ	کے مقتدا قرار پائے چنانچہ تمام بنی اسرائیل
يُعْزٰى حُكْمُ اِجْمَالِهِمْ وَهُوَ	کے اجمال کے احکام انہیں کی طرف
بِالنِّسْبَةِ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ	منسوب ہوتے ہیں اور آپ کو موسےٰ
السَّلَامُ كَاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ	علیہ السلام وہی نسبت ہے جو کہ ابراہیم
السَّلَامُ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى نَبِيِّنَا	علیہ السلام کو ہمارے نبی اکرم صلی اللہ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْسُفُ	علیہ وسلم کیساتھ حاصل ہے، یوسف
عَلَيْهِ السَّلَامُ سَنْخُهُ الْوَلِيُّ وَقَدْ	علیہ السلام کا مبدء تعین (الولی) تھا اور
كَانَ تَغَلْغَلَ فِيْهِ الْجَمَالُ	صفت جمالی نے انتہائی درجہ تک
كُلَّ التَّغَلْغُلِ وَلِذٰلِكَ	اس میں سرایت کی تھی، یہاں تک

ظَهَرَ الْجَمَالُ فِي بَدَنِهِ لَمْ يَكُنْ شَرْحًا لِيَعْقُوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا مُرْسَلًا حَتّٰى تَأَيَّدَ بِفَيْضِهِ وَذٰلِكَ لِشِدَّةِ شَفَّافِيَّتِهِ ۔

کہ ان کا ظاہری جسم بھی جمال ظاہر کا اعلیٰ تزین نمونہ تھا، آپ اس وقت تک یعقوب علیہ السلام کے کمال کی شرح اور تفصیل نہیں تھے اور نہ ہی وہ نبی مرسل تھے یہاں تک کہ ان کے فیض سے مؤید ہوئے۔ اور یہ ان کے کمال شفافیت کی بنا پر تھا۔

وَالْعَامَّةُ زَعَمُوا أَنَّ الْوَلِيَّ لَهُ ثَلٰثَةُ مَعَانٍ بِالْاِشْتِرَاكِ أَحَدُهَا الْقُرْبُ يُقَالُ وَلِيَ يَلِي أَيْ قَرُبَ يَقْرُبُ وَثَانِيهَا وَلِيٌّ أَيْ تَوَلَّى الْأَمْرَ وَمِنْهُ الْوَلِيُّ لِلْوَصِيِّ وَلِلْوَالِي وَالسُّلْطَانِ وَثَالِثُهَا وَلِيٌّ أَيْ أَحَبَّ وَنَحْنُ نَقُولُ لَهُ مَعْنًى وَاحِدٌ وَهُوَ الْقُرْبُ الذَّاتِيُّ الْأَزَلِيُّ وَيَلْزَمُهُ الْحُبُّ وَالْقُرْبُ وَيَتَفَرَّعُ عَلَيْهِ التَّوَلِّي الَّذِي قَدْ يُعَبَّرُ عَنْهُ بِالسِّيَادَةِ وَفَرْقٌ بَيْنَ مُطْلَقِ الْقُرْبِ الذَّاتِي

عوام کا خیال ہے کہ اَلْوَلِی کے تین معنی ہیں، اور ان معانی ثلاثہ پر علی سبیل الاشتراک اس کا اطلاق ہوتا ہے ایک ان میں قرب ولی یلی کے معنی قرب کے ہیں، دوسرے سرپرست اسی معنی کے لحاظ سے وصی حاکم اور بادشاہ کو ولی کہا جاتا ہے، تیسرے محبت اور محبوب لیکن ہمارے نزدیک اس کے ایک ہی معنیٰ ہیں، وہ یہ کہ اس (اللہ تعالےٰ) کو اپنے بندوں سے قرب ذاتی ازلی حاصل ہے محبت اور سرپرستی کے معنیٰ اسی کے ضمن میں آجاتے ہیں مطلق قرب ذاتی ازلی اور اَلْوَلِی کی

الأزلي وبين الولي الذي منه
يوسف فإنه جمال في جمال
ويختص بالهيئة الجمالية
المخصوصة كما ذكرنا الفرق بين
الكفر والإيمان في بعض الأقاويل
الشرعية فهذا هو الولي الذي
هو يوسف أما الولي الذي هو
من تماثيله فشئ واحد ألطف
من هذا وأعلى وأبهى وقال
عليه السلام أنت ولي في الدنيا
والآخرة يعني بذلك في البطن
الرابع إنك أنت الذي وليتني
أي خلقتني وليا في الدنيا و
الآخرة وأنت الذي ظهرت
من قبل اسمك الولي حتى كنت
وجدت وصدرت معنى
الولاية في الدنيا والآخرة وقد
طلب من بطن الخامس من
هذا الدعاء أن يظهر الله

مفہوم میں جو یوسف علیہ السلام کا مبدء
تعین ہے بڑا فرق ہے موخر الذکر جمال
در جمال ہے اور خالص ہیئت جمالیہ کے
ساتھ مخصوص ہے یہ فرق بعینہ ایسا ہے
جو ہم نے اپنی بعض تصانیف شرعیہ میں
الفت اور ایمان کے معنی کے درمیان
بیان کیا ہے یہ وہ ولی ہے جو عین
یوسف ہے لیکن وہ ولی جسکے وہ تمثل
تھے وہ اس سے لطیف تر اعلے اور
زیادہ شاندار ہے اور آپ کا فرمان ہے
انت ولی فی الدنیا والاخرۃ
بطن رابع میں اس کے یہ معنی ہیں کہ تو
ہی میرا ولی ہے کہ مجھے پیدا کیا، تو ہی
دنیا و آخرت میں میرا سرپرست ہے
اور تیرے ہی اسم پاک الولی سے میرا
ظہور ہوا چنانچہ میں عرض وجود میں آیا
اور دنیا و آخرت میں ولایت کا مظہر ہوا
اور بطن خامس میں انہوں نے اس دعا
سے یہ درخواست کی کہ اللہ سبحانہ و

سُبْحَانَہٗ بِاسْمِہِ الْمَوْلٰی تَارَۃً	تعالےٰ قرب قیامت پر ایک مرتبہ
اُخْرٰی عِنْدَ قُرْبِ الْقِیَامَۃِ	پھر وہ اسم پاک اَلمَولیٰ کے لباس میں ظہور
لِیَنْصَبِغَ ذٰلِکَ الرَّجُلُ بِالْاِسْمِ	فرمائے تاکہ وہ شخص اسم جامع محمدیؐ اور
الْجَامِعِ الْمُحَمَّدِیِّ ثُمَّ الْاِسْمِ الْجَامِعِ	پھر اسم جامع عیسوی کے رنگ میں رنگا
الْعِیْسَوِیِّ بَعْدَ اَنْ کَانَ حَلِیْمًا	جائے جو کہ بعد ازیں حلیم معصوم اور ذی وجاہت
مَعْصُوْمًا وَجِیْھًا مُحِیْطًا لِلنَّشْاٰتِ	تھا تمام انواع ارتقاء پر احاطہ کئے ہوئے
مُتَغَلْغِلًا فِی الْجَمَالِ لَا یَدَ لَہٗ	تھا جمال اس کے تمام اجزاء میں سرایت
اِلَّا الْجَمَالُ وَلَا رِجْلَ لَہٗ اِلَّا	کئے ہوئے تھا چنانچہ اس کے ہاتھ پاؤں
الْجَمَالُ وَلَا لِسَانَ لَہٗ اِلَّا الْجَمَالُ وَ	اور اس کی زبان اور دل سب ہی
لَا فُؤَادَ لَہٗ اِلَّا الْجَمَالُ فَیَکُوْنُ شَرْحًا	مجسم اور پیکر جمال تھے تاکہ یہ شخص یوسف
لِیُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَمُؤَدِّیًا	علیہ السلام کیلئے بمنزلہ شرح کے ہو اور اس
لِحُقُوْقِ شَفَّافِیَّتِہٖ وَفَتَّاحًا لِاَجْلِہٖ	کے شفافیت کے حقوق بجالائے غوامض
قِلَاعَ الْغَوَامِضِ وَمُسَخِّرًا لَہٗ	اسرار کے قلعے اسکے لئے فتح کرے اور
اَقَالِیْمَ الْعُلُوْمِ فَیَسْکُنَ بِہٖ	اقالیم علوم کو اسکے لئے مسخر کر دے کہ جس
جَاشُہٗ وَتَقَرَّ بِہٖ عَیْنُہٗ وَلَعَلَّ	سے اس کی آنکھ کو نور اور دل کو سرور پہونچے گا اس
اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ قَدْ اَجَابَ دُعَاءَہٗ	مقام پر بھی شاہ صاحب نے اپنا حال بیان فرمایا
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔	ہے) اور شاید اللہ تعالےٰ نے یوسف علیہ السلام

کی اس دعا کو شرف اجابت بخشا، والحمد للہ رب العالمین،

وَلَعَلَّ الشَّفَّافِیَّۃَ حَدَّ لَحْرِیْھَا	اور غالباً یوسف علیہ السلام کو شفافیت

يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَاخْتُصَّ بِهَا مِنْ بَيْنِ
الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّهَا تَقْتَضِي
بِدَاءَتُهَا اللُّحُوْقَ بِالصّٰلِحِيْنَ
كَمَا سَأَلَ وَأَيُّ صَالِحٍ
أَتَمُّ شَأْنًا وَأَعْظَمُ بُرْهَانًا
مِنْ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُ خَلِيْفَةٌ
يَلْحَقُ بِهِ فَأَيْنَ دُعَاءُهُ۔

سے گہرا تعلق تھا اسلئے تمام انبیاء کرام
میں اس صفت کی بنا پر انہوں نے
خصوصیت حاصل کی اور اسکا اقتضاء
لحوق بالصالحین ہے کہ جسکی انہوں نے
اپنی دعا میں درخواست کی ہے، اور
سیدنا و مولانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بڑھکر کس کی صلاح کامل اور کس کی
برہان اعظم تر ہو سکتی ہے اور اگر آپکا کوئی
خلیفہ نہ ہو کہ جسکو آپ سے لحوق حاصل ہو تو
پھر آپکی دعا کی کیا حقیقت باقی رہ سکتی ہے

ایوب اور شعیب علیہما السلام

أَيُّوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ
بِمَحُوْضِ الْمُبْدَأِ وَالَّذِيْ يُتَرَاءَى
أَنَّهُ مِنْ تَمَاثِيْلِ الشُّئُوْنِ عَلَى
غِرَّةٍ وَلِذٰلِكَ ابْتُلِيَ بِالْبَلَاءِ
الْعَظِيْمِ ثُمَّ ابْتُلِيَ بِالْبَلَاءِ الْجَسِيْمِ۔
وَكَذٰلِكَ شُعَيْبٌ عَلَيْهِ
السَّلَامُ لَيْسَ مَمْحُوْضًا وَلَهُ

ایوب علیہ السلام کا مبدء تعین
خالص نہیں تھا معلوم ہوتا ہے، کہ
بعض شئون کے وہ تمثل تھے جس سے
وہ بے خبر تھے اس لئے وہ بلاء عظیم
اور پھر بلاء جسیم میں مبتلا ہوئے،
اور اسی طرح شعیب علیہ السلام کا
مبدء تعین خالص نہیں تھا، اس میں

مشوبٌ من السلب وأرى أنه لم يهلك قومه إلا أنهم أهلكوا أنفسهم فصار مهلكًا لشدة اقترابه بقرب الفرائض ثم جعل إمامًا بعد.

سلب کی آمیزش تھی اور میرا خیال ہے کہ وہ قوم کی ہلاکت کا باعث نہ تھے انہوں نے خود اپنے آپ کو ہلاک کیا تو آپ کو ان کا مہلک قرار دیا گیا کیونکہ ان کو قرب فرائض کا کمال بدرجہ اتم حاصل تھا، اس کے بعد ان کو امامت بھی حاصل ہوئی۔

وأما لوط عليه السلام فإنه أيضًا ليس ممحوضًا وهو من تخاليط إبراهيم عليه السلام كما شعيب عليه السلام من تخاليط يعقوب عليه السلام ولم يهلك قومه وإنما أهلكوا أنفسهم فانعكس الإهلاك فيه لشدة اقترابه بقرب الفرائض.

اور لوط علیہ السلام کا مبدء تعین بھی خالص نہیں تھا، وہ ابراہیم علیہ السلام کی طرح تخلیطات سے تھے، جیسا کہ شعیب علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کی تخلیطات سے تھے وہ بھی قوم کی ہلاکت کا باعث نہیں ہوئے، بلکہ انہوں نے خود اپنے آپ کو ہلاک کر دیا، نتیجہ یہ ہوا کہ اہلاک منعکس ہو گیا، کیونکہ قرب فرائض میں آپکو کامل درجہ کا اقتراب حاصل تھا۔

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام

موسى عليه السلام مبدؤه

موسیٰ علیہ السلام کا مبدء تعین شیونات

التبريات ولذلك كان أطولهم كتابا وأوسعهم علما وأشرفهم إرشادا وأكثرهم أمة وأصلبهم في المقامات واكسبهم للكمالات ولذلك أمر بالجهاد وساس الأمم سياسة عظيمة وهو أشبه الأنبياء برسولنا صلى الله عليه وسلم في التبحر في فنون الكمالات إلا أنه ليس بخاتم الأنبياء.

وهارون عليه السلام حكمي النبوة وإنما هو ردء لأخيه وعضد له ليلين إذا صلب ومزاج موسى عليه السلام صلب أشد الصلابة.

وعلمه الخضر أن في

تھا، لہذا آپ کی کتاب سب سے بڑی اور آپ کا علم بہت وسیع اور ارشاد کے اعتبار سے آپ سب سے زیادہ اشرف تھے اور آپ کی امت بھی بہت زائد تھی، مقامات میں آپ کو قدم راسخ اور کمالات میں اعلیٰ درجہ کا اکتساب حاصل تھا اور اسی لیے آپ مامور بہ جہاد ہوئے اور بڑی حسن تدبیر کیساتھ اپنی امت کے انتظامات انجام دیئے انواع کمالات میں آپ تبحر کے لحاظ سے ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہ تھے مگر آپ خاتم الانبیاء نہیں تھے،

اور ہارون علیہ السلام کی نبوت حکمی تھی وہ تو اپنے بھائی کے معاون اور مددگار تھے جب موسیٰ علیہ السلام شدت فرماتے تو وہ نرمی کرتے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں شدت اور صلابت بہت زائد تھی،

اور خضر علیہ السلام نے آپ کو یہ بتلایا

قُرْبِ النَّوَافِلِ مَقَامَاتٌ بِإِزَاءِ
مَقَامَاتِ قُرْبِ الْفَرَائِضِ
فَقَتَلَ الصَّبِيَّ كَمَا أَغْرَقَ
فِرْعَوْنَ وَأَقَامَ الْجِدَارَ بِلَا
أَجْرٍ كَمَا سَقٰى لِشُعَيْبٍ عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَخَرَقَ السَّفِينَةَ
كَمَا أَلْقَتْهُ فِي الْيَمِّ أُمُّهُ
وَتَجَلَّى اللّٰهُ سُبْحَانَهُ عَلَيْهِ
فِي صُورَةِ النَّارِ لِنَارِيَّتِهِ
مِزَاجِهِ وَصَلَابَةِ أَخْلَاقِهِ
وَكَلَّمَهُ شِفَاهًا لِشِدَّةِ اقْتِرَابِهِ
بِقُرْبِ الْفَرَائِضِ وَلَمْ يَذْكُرِ
اللّٰهُ سُبْحَانَهُ شُعَيْبًا عَلَيْهِ
السَّلَامُ فِي قِصَّةِ مُوسٰى
عَلَيْهِ السَّلَامُ لِأَنَّهُ لَيْسَ
بِمَحْظُوظٍ مِنْ حَيْثُ النُّبُوَّةِ
وَإِنَّمَا سَطَعَ سُطُوعًا
فِي قُرْبِ الْفَرَائِضِ عِنْدَ
الْأُهْلَالِ ؎

کہ قرب نوافل میں بھی ایسے مقامات ہیں
جو قرب فرائض کے مد مقابل ہیں چنانچہ
انہوں نے لڑکے کو قتل کیا، جیسا کہ
موسٰی علیہ السلام نے فرعون کو غرق کیا
اور دیوار کو بلا اجرت سیدھا کرنا ایسا
تھا جیسا کہ موسٰی علیہ السلام نے شعیب
علیہ السلام کی بکریوں کو پانی پلایا اور
کشتی میں شگاف کرنا ایسا تھا جیسا کہ
موسٰی علیہ السلام کو ان کی والدہ نے
تابوت میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا
تھا اور کیونکہ آپ آتشیں مزاج تھے اور
آپ کے اخلاق میں صلابت تھی اسلئے
اللہ تعالے نے آگ کی صورت میں
انکے سامنے تجلی فرمائی، اور قرب
فرائض میں کمال حاصل تھا اسلئے اللہ
تعالے نے بلا واسطہ کلام فرمایا اور
موسٰی علیہ السلام کے واقعہ میں اللہ سبحانہ وتعالے
نے شعیب علیہ السلام کا تذکرہ نہیں کیا کیونکہ
ان کا تعین بدء سے خالص نہ تھا ان کی قوم

کی ہلاکت کے وقت ہی انھیں قرب فرائض میں کمال حاصل ہوا۔

وَيُوشَعُ وَشَمُوئِيلُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَيْسَا مِنَ الْمَحْضُوصِينَ وَإِلْيَاسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ صُلْبُ مِثْلُ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلِذٰلِكَ كَانَ خَرْقُهُ تَسْخِيرَ النَّارِ وَكَانَ صَاحِبَ الْعَجَائِبِ وَالْقِفَارِ	اور یوشع اور شموئیل علیہما السلام کا مبداء بھی خالص نہیں تھا، اور الیاس علیہ السلام کے مزاج میں موسیٰ علیہ السلام کے مزاج کی طرح صلابت تھی اسی واسطے ان کا معجزہ آگ کو مسخر کرنا تھا اور وہ جنگلوں اور بیابانوں میں گھومتے تھے،

حضرت داؤد وسلیمان علیہما السلام

دَاوٗدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَبْدَأُهُ الْمُلْكُ وَمِزَاجُهُ سَابِغٌ وَوَرِثَهُ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ خَاتَمَ التَّسْخِيرِ وَالْمُلْكِ وَعِنْدِي أَنَّهُ خَاتَمٌ بِالْفِعْلِ وَالْقُوَّةِ جَمِيعًا وَأُوتِيتُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ أَيْ مِنَ الْحُسْنِ وَالْجَمَالِ وَالْكِتَابِ مَعَارِفِ الْحِكْمَةِ وَمَعَارِجِ الْعَجَائِبِ	داؤد علیہ السلام کا مبدء تعین الملک تھا اور ان کے مزاج میں سیوغ تھا، سلیمان علیہ السلام انکے وارث اور تسخیر وبادشاہت کے خاتم تھے میری رائے میں ان کا یہ خاتم ہونا بالفعل اور بالقوۃ دونوں اعتبار سے تھا، دَاؤُدُ تَیتُ مِن کُلِّ شَیءٍ اس سے مراد حسن وجمال اور معارف حکمت کا اکتساب وغیرہ کمالات ہیں ایسیا اور

وَيَسْعِيَاهُ وَيُونُسُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَيْسَا بِمَحْوضَيْنِ وَلَوْ لَا طُغْيَانُ قَوْمِ يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَا جُعِلَ رَسُولًا فِي غَلَبَاتِ قُرْبِ الْفَرَائِضِ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اَيْضًا لَيْسَا بِمَحْوضَيْنِ۔

یونس علیہما السلام کا مبدء خالص نہیں تھا، یونس علیہ السلام پر قرب فرائض اسقدر غالب تھا، کہ اگر ان کی قوم کا تمرد اور طغیان ملحوظ نہ ہوتا تو ان کو رسالت سے سرفراز نہ کیا جاتا، اسی طرح یحییٰ اور زکریا علیہما السلام کا مبدء تعین بھی خالص نہیں تھا،

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

وَعِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ مِنْ اَتَمِّ الْاَنْبِيَاءِ شَانًا وَاَجَلِّهِمْ بُرْهَانًا وَمِزَاجُهُ السُّبُوْغُ وَلِذٰلِكَ كَانَتْ مُعْجِزَاتُهُ سُبُوْغِيَّةً كُلُّهَا وَكَانَ وُجُوْدُهُ مِنْ طَرِيْقِ السُّبُوْغِ وَلِذٰلِكَ حَقَّ لَهُ اَنْ يَنْعَكِسَ فِيْهِ اَنْوَارُ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَزْعُمُ الْعَامَّةُ

عیسیٰ علیہ السلام کی شان بہت بلند تھی اور ان کو زبردست دلائل اور کھلی نشانیاں دیکر رسول بنایا گیا تھا انکے مزاج میں سبوغ تھا، چنانچہ انکے معجزات بھی تمامتر سبوغ ہی کے طور پر تھے اور انکے معرض وجود میں آنے کا نتیجہ بھی سبوغ ہی تھا، اور اسی واسطے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کا ان کی ذات میں منعکس ہونا ضروری ہے، عوام کا خیال ہے، کہ

أنه إذا نزل في الأرض كان واحدا من الأمة كلا بل هو شرح للاسم الجامع المحمدي ونسخة منتسخة منه فشتان بينه وبين أحد من الأمة إلا أن يتبع القرآن ويأتم بخاتم الأنبياء وذلك لا يقدح في كماله بل يوجبه تقررت وهو من أنه محاق لشرور اليهود ولذلك نزل بين يدي القيامة وسيأتيك تمام الكلام۔

جس وقت وہ دوبارہ زمین پر اتریں گے تو ان کی نوعیت ایک امتی کے طرز پر ہوگی ایسا نہیں بلکہ ان کا نزول اسم جامع محمدی کی شرح اور تفصیل ہے اور اسکی نقل اور خاکہ ہے اسلئے انکے اور ایک امتی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے اتنی بات ضرور ہے کہ وہ قرآن کریم کے متبع ہونگے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں گے لیکن اس سے انکے کمال میں کسی قسم کا فرق نہیں آتا، بلکہ اور تائید ہوتی ہے وہ باعتبار اپنی ذات کے یہود کی شرارتوں کے لئے محاق تھے اور اسی بنا پر وہ پھر دوبارہ قیامت کے قریب دنیا میں نزول فرمائیں گے۔ اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی۔

(فائدہ) مہینہ کی آخری تاریخوں میں جبکہ چاند بالکل بے نور ہو کہ آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے تو اسے محاق کہتے ہیں،

سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﷺ

ہمارے نبی اکرم سید المرسلین

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ تِمْثَالُ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ مِنْ حَيْثُ التَّفْصِيْلِ وَهُوَ جَمْعٌ لِجَمِيْعِ الْوُجُوْهِ مَعَ سُبُوْغٍ وَسَعَةٍ وَلِذٰلِكَ تَبَحَّرَ فِي الْكَمَالَاتِ وَخَتَمَ النُّبُوَّةَ وَفَضْلَهُ عَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ كُلِّهِمْ بِوُجُوْهٍ هَيْئَتِهِ عَيْنُهُ اُمَّتِهِ اَجْمَعِيَّةٌ اِسْمُ الطَّالِعِ مِنْ قَوَاعِدِهِ هٰذَا وَاَمَّا قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تُفَضِّلُوْنِي عَلٰى يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَمَعْنَاهُ عِنْدَنَا عَمِيْقٌ ٭

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس الحی القیوم کا تمثل ہے جو سبوغ اور وسعت کیساتھ تمام وجوہ مختلفہ کا جامع ہے جس کی بنا پر آپکے تمام کمالات انتہائی درجہ تک پہونچے ہوئے تھے اور آپ خاتم النبیین قرار پائے اور آپکو تمام انبیاء کرام پر فضیلت بخشی گئی، جس کی کئی وجوہ ہیں آپ کی ہیئت عینیہ ایک جامع امیت تھی اور جو اسم پاک آپکا تعین مبدأ آپکے قلب سے طلوع کئے رہتا تھا، اور آپ کا فرمان کہ مجھے یونس بن متی سے افضل نہ کہو اس کے معنی عمیق ہیں

وَكَشَفَتْ سِرَّهُ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ لَمَّا تَجَلّٰى فِي اَعْيَانِ الرُّسُلِ وَانْتَظَمَ بِتَجَلِّيْهِ ذٰلِكَ اَمْرُ الشَّرْعِ اِسْتَوَتِ الشَّرَائِعُ فِي الْحَقِيْقَةِ وَالثُّبَاتِ وَلَيْسَ هُنَاكَ فَضْلٌ اِلَّا

اور اس کہنے کا راز یہ ہے کہ اللہ کی ذات اقدس نے اعیان رسل میں تجلی فرمائی کہ جسکی بنا پر نظام تشریعی مکمل ہوا چنانچہ حقیقت اور ثبوت کے لحاظ سے تمام شریعتیں برابر ہیں کمالات ازلیہ کے علاوہ اور کسی

فِي الْكَمَالَاتِ الْأَزَلِيَّةِ فَكُلُّ	قسم کا تفاضل نہیں، اور انبیاء کرام
نَبِيٍّ أَمَرَ بِأَوَامِرَ حَقَّةٍ لَا	نے جو احکام خداوندی لوگوں تک
رَيْبَ فِي حَقِيقَتِهَا وَإِنِ	پہنچائے ہیں ان کی سچائی میں کسی قسم
اخْتَلَفَتْ تَلَقِّيهَا مِنَ اللهِ	کا شبہ نہیں البتہ طریق تلقی اور اخذ عن
سُبْحَانَهُ عَلَى حَسَبِ اخْتِلَافِ	اللہ کی نوعیت اعیان کے مختلف ہونے
الْأَعْيَانِ وَبِالْجُمْلَةِ فَالتَّفَاضُلُ	کے لحاظ سے ہر ایک پیغمبر کے حق میں
مُنْتَفٍ مِنْ حَيْثِيَّةِ حَقِيقَةِ	مختلف ہے، خلاصہ یہ کہ تفاضل کی نفی
الشَّرَائِعِ وَأَحَقِّيَّتِهَا مِنْ قِبَلِ	اس وجہ سے کی گئی ہے کہ تمام انبیاء
التَّلَقِّي مِنَ اللهِ سُبْحَانَهُ وَ	کرام کی شریعتیں دوسری حیثیات
إِنَّمَا التَّفَاضُلُ بِحَسَبِ	سے قطع نظر کرکے نفس سچائی کے لحاظ سے
اسْتِعْدَادَاتِ الْأَعْيَانِ ◦	بالکل برابر ہیں، کیونکہ تفاضل صرف اس حیثیت

سے ہے کہ انکے اعیان کی استعدادات مختلف ہیں ۔

وَمِثْلُ ذٰلِكَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو وَ	اس کی مثال یہ ہے کہ زید عمرو بکر
بَكْرٌ مُتَّفِقُونَ فِي الْإِنْسَانِيَّةِ	نفس انسانیت کے لحاظ سے ایک
وَالْإِنْسَانُ مُتَوَاطِئٌ فِيهِمْ وَ	ہیں اور لفظ انسان ان پر صادق آتا
إِنِ اخْتَلَفُوا فِي الْأَعْيَانِ أَوَّلًا وَفِي	ہے اگرچہ اعیان میں اولاً اور صفات
الصِّفَاتِ بِحِذَاءِ اخْتِلَافِهِمْ فِيهَا	میں انکے اختلاف کے مقابلہ میں ثانیاً
فَالْإِنْسَانِيَّةُ نَشْأَةٌ قَرِيبَةٌ	مختلف ہوں چنانچہ انسانیت نشأة
وَالْأَعْيَانُ نَشْأَةٌ بَعِيدَةٌ	قریبہ ہے اور اعیان نشأة بعیدہ

وَكَذٰلِكَ نَشْأَةُ الْأَوَامِرِ مِنْ قِبَلِ الْأَسْمَاءِ الطَّالِعَةِ فِي صُدُوْرِهِمْ نَشْأَةٌ قَرِيْبَةٌ وَلِلْأَعْيَانِ نَشْأَةٌ بَعِيْدَةٌ وَأَمَّا فِي هٰذَا التَّفَاضُلِ لَا غَيْرُ فَاسْتَلْهِمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَأَحَادِيْثَ التَّفَاضُلِ ائْتِلَافًا قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ وَلِهٰذَا السِّرِّ الْعَمِيْقِ حَمَلْنَا قَوْلَهُ تَعَالٰى مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا الْآيَةَ عَلٰى مَا حَمَلْنَا وَسَيَرِدُ عَلَيْكَ فِي الْأَقَاوِيْلِ الشَّرْعِيَّةِ وَيَجِبُ عَلَيْكَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّ لِلْحَكِيْمِ سَعَةً فِي جَانِبِ قُرْبِ الْوُجُوْدِ وَلِلْوَلِيِّ سَعَةً فِي جَانِبِ النَّوَافِلِ وَلِلنَّبِيِّ سَعَةً فِي جَانِبِ قُرْبِ الْفَرَائِضِ وَمِنَ الْأَنْبِيَاءِ مَنْ كَانَ نَبِيًّا بِنَفْسِهِ

ہے اور اسی طرح انکے سینوں میں باعتبار اسماء طالعہ کے اوامر کا ارتقاء نشأۃ قریبہ ہے اور اعیان نشأۃ بعیدہ ہیں اور اس تفاضل کی بنا پہ یہ حدیث اور دوسری تفاضل کی حدیثیں منطبق ہو گئیں جیسا کہ آپ نے فرمایا نہ بیماری اڑ کر لگتی ہے اور نہ بدفالی کوئی چیز ہے اور ایسے ہی ایک مقام پر آپ نے فرمایا سو پہلے کو بیماری کہاں سے آئی اور اسی بیان کردہ معنی پر ہم نے اللہ تعالے کے اس فرمان کو محمول کیا ہے کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا الخ اس کی تفصیل اقاویل شرع میں تمہارے سامنے آئے گی اور یہ بات بھی تمہیں معلوم کرنا ضروری ہے کہ حکیم ربانی کو قرب الوجود اور ولی کو قرب نوافل اور نبی کو قرب فرائض میں کمال اور وسعت حاصل ہے اور بعض انبیاء ایسے ہیں کہ انہیں ان کے اقتضاء ذاتی کی بنا پر نبوت ملی اور

ذِ بِمُقْتَضٰى غَيْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ	بعض کو اس بنا پر نبوت سے سرفراز
كَانَ نَبِيًّا لِطُغْيَانِ قَوْمِهٖ	کیا گیا کہ ان کی قوم نے طغیانی اور
وَذٰلِكَ لِاَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ	سرکشی کی اور وجہ یہ ہے کہ جس وقت
لَمَّا تَجَلّٰى فِيْ غَيْنِهٖ وَقَدْ	کوئی قوم اپنے اعمال کی بنا پر عذاب
اَدْرَدَهُمْ اَعْمَالُهُمْ عَلٰى شَرَفِ	کی مستحق ہوتی ہے اور ذات اقدس
الْعَذَابِ اَمَرَهٗ بِسَطْوَةِ الْوُجُوْبِ	کی تجلی کے لئے کوئی شخصیت موجود ہو
تَبْلِيْغَ الْمُحْكَمِ وَالدُّعَاءِ عَلَيْهِمْ	تو مقام وجوب اور سطوت کا تقاضا
وَالْمُجَادَلَةِ مَعَهُمْ	ہوتا ہے کہ اسے تبلیغ پر مامور کیا جائے اور

ان کے ساتھ مجادلہ کریں ورنہ پھر ان کے لئے بددعا کریں۔

نبوت کس وقت مل سکتی ہے؟

وَقَدِ اشْتَهَرَ اَنَّهٗ لَمْ	عوام میں یہ مشہور ہے کہ کسی نبی کو
يُبْعَثْ نَبِيٌّ اِلَّا بَعْدَ اَرْبَعِيْنَ	چالیس سال سے قبل نبوت نہیں ملتی
سَنَةً وَلَا يَقَعُ عِنْدَنَا بِمَوْقِعٍ	اور ہمارے دل کو یہ بات نہیں لگتی۔
وَقَدِ اشْتَهَرَ اَنَّ النَّبِيَّ مَقْرُوْنٌ	اور یہ بھی مشہور ہے کہ نبی کے لئے معجزہ
بِالْمُعْجِزَةِ اَلْبَتَّةَ وَلَيْسَ عِنْدَنَا	کا ہونا ضروری ہے مگر ہمارے نزدیک
مُطَّرِدًا بَلِ الْوَاجِبُ مَا مَشْكَلَهٗ	یہ بھی قاعدہ کلیہ نہیں البتہ یہ ضروری ہے
اَمْنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ سَوَاءٌ كَانَ بُرْهَانًا	کہ اسے ایسی کھلی نشانیاں دی جائیں
اَوْ مُعْجِزَةً اَوْ كِتَابًا اَوْ سَمْتًا مُبَايِنًا	کہ جن پر لوگ ایمان لے آئیں عام ہے

لِسَمْتِ سَائِرِ النَّاسِ وَقَدْ تَمَسَّكَ النَّبِيُّ فِي إِظْهَارِ الْمُعْجِزَاتِ بِالدَّعْوَةِ بِالْأَسْمَاءِ ۔

کہ وہ کوئی عقلی دلائل ہوں یا کوئی خارق عادت چیز ہو یا کتاب معجز ہو یا اس کے اخلاق عالیہ تمام دوسرے لوگوں سے اعلیٰ تر ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار معجزات میں عموماً اسماء کیساتھ دعا کرنے کا طریقہ اختیار کیا ہے۔

وَهٰهُنَا إِشْكَالٌ مُشْكِلٌ وَهُوَ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ يُوحَى إِلَيْهِمْ فِي كُلِّ زَمَانٍ بِشَرْعٍ جَدِيدٍ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ آمِرٌ بِهِ وَيَسْتَحِيلُ عَلَى اللّٰهِ التَّجَدُّدُ وَالتَّقَضِّي وَطَرِيقُ التَّفَصِّي عَنْهُ فِي مَذْهَبِ الْحِكْمَةِ أَنَّ الْأَمْرَ لَهُمْ بِالشَّرْعِ الْجَدِيدِ هُوَ الْاسْمُ الْحَادِثُ أَعْنِي اللّٰهَ الْمُتَجَلِّيَ فِي عَيْنِ الرَّسُولِ كَمَا تَرَكْتَ أَدْرَكْتَ تَفْسِيرًا لِلْفَرَائِضِ وَهُوَ مُتَلَبِّسٌ بِصُورَةٍ مَا يَتَيَسَّرُ بِصِحَّةِ التَّجَدُّدِ وَالتَّقَضِّي لِذٰلِكَ ۔

اور یہاں پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ ہر ایک عہد میں انبیاء کرام کو نئی شریعت عطا کی جاتی ہے جس کا حکم دینے والا اللہ تعالےٰ ہے لیکن تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حق میں تجدد اور زوال ناممکن ہے، اہل حکمت کے مسلک پر اسکا جواب یہ ہے کہ شریعت جدیدہ کا حکم دینا خدائے بزرگ و برتر کے اسم حادث سے تعلق رکھتا ہے جس سے ہماری مراد اللہ تعالےٰ کی ذات ہے کہ جس نے اس رسول کے عین میں تجلی فرمائی ہے جیسا کہ اس کی تفسیر تم قرب فرائض کی بحث میں معلوم کر چکے اس قسم کی تجلی کے ساتھ صورت امکانیہ شامل ہوتی ہے جس کی بنا پر اسے تجدد اور زوال سے منسوب کیا جاتا ہے۔

کلام اللہ کی قسمیں

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ. بَيَّنَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَنَّ تَكْلِيْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى يَنْحَصِرُ فِيْ وُجُوْهٍ ثَلَاثَةٍ.

قرآن کریم میں اللہ تعالے فرماتا ہے مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ الآیۃ، یعنی کسی بشر کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالے اسکے ساتھ کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا حجاب اور پردہ کے پیچھے یا یہ کہ اپنا رسول بھیجے جو اس کے ارادہ عالیہ کے مطابق اس کی اجازت سے اس کو وحی پہنچا دے بیشک وہی علی وحلیم ہے اس آیت میں اللہ تعالے نے اس بات کی توضیح فرمائی کہ اللہ تعالے کا کلام فرمانا تین شکلوں میں منحصر ہے،

اَلْاَوَّلُ اَنْ يَّنْكَشِفَ لَهٗ اَسْمَآءُ اللّٰهِ تَعَالٰى فَيَتَفَطَّنَ مِنْهَا بِاُمُوْرٍ وَهُوَ الْوَحْيُ اَيِ الْاِشَارَةُ الْخَفِيَّةُ. وَالثَّانِيْ اَنْ يَّتَمَثَّلَ اللّٰهُ لَهٗ كَلَامًا سَوِيًّا فِيْ مُدْرِكَتِهٖ وَهِيَ الْحِجَابُ وَالثَّالِثُ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الْمَلَكُ بَشَرًا سَوِيًّا.

پہلی یہ کہ اسکے سامنے اسماء پاک کی حقیقت منکشف ہو جائے کہ جس کی بنا پر کچھ امور اس پر واضح ہو جائیں اسے وحی یعنی اشارہ خفیہ کہتے ہیں، دوسری قسم اللہ تعالے اپنے کلام کو اس کے مدرکہ میں تمثل فرمائے اسی کو من وراء حجاب سے تعبیر فرمایا ہے تیسری قسم

یہ کہ فرشتہ ایک زندہ انسان کی شکل میں متمثل ہو جائے اور پیغام الہی پہنچا دے

اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ اَلْآيَةَ اَلشَّيْطَانُ كِنَايَةٌ بِهٖ عَنْ شُرُوْرِ عَالَمِ التَّخْلِيْطِ وَلِكُلِّ مُقَرَّبٍ تَخْلِيْطٌ مَا فِيْ جِسْمَانِيَّتِهٖ فَقَدْ يَنْبَجِسُ فِيْ صَدْرِهٖ وَسْوَاسٌ يُشَابِهُ اللَّدْقَ وَلٰكِنْ عَنْ قَرِيْبٍ اِضْمَحَلَّ لَهٗ وَالنَّسْخُ هُوَ اِزَالَةُ الْوَسْوَاسِ۔

قرآن کریم میں اللہ تعالے فرماتا ہے ہم نے تم سے پہلے جتنے بھی رسول اور نبی بھیجے تو جب وہ کوئی آرزو کرنے تو شیطان ان کی آرزو میں دخل دیتا پھر اللہ تعالے شیطانی القاء کو توڑ دیتا اور اپنی آیات کو پائیداری اور استحکام بخشتا اور اللہ رب العزت تو علیم وحکیم ہے" شیطان سے مراد عالم تخلیط کی برائیاں ہیں اور ہر ایک مقرب کو اسکی جسمانیت کے لحاظ سے تخلیط حاصل ہوتی ہے چنانچہ اسکے سینہ میں اس قسم کا وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ جس پر قلق کا شبہ ہوتا ہے لیکن جلد وہ مضمحل ہوتا ہے اور وسوسہ اس کے دل سے دور ہو جاتا ہے نسخ سے یہی مراد ہے

وَقَرَاَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض وَلَا مُحَدَّثٍ وَّمَثَّلَهٗ بِمُؤْمِنِ اٰلِ فِرْعَوْنَ

حضرت ابن عباس رض نے اس آیت میں نبی کے لفظ کے بعد محدث کا لفظ اور پڑھا ہے اور مثال کے طور پر آل

وَشَیْخِ اِنْطَاکِیَۃِ الَّذِیْ قَالَ	فرعون کے مومن اور شیخ انطاکیہ کا نام
وَمَالِیَ لَا اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ	لیا ہے جسکا یہ قول قرآن مجید میں منقول
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	ہے کہ کیا وجہ ہے کہ میں اس خدا ئے
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ کَانَ فِیْمَا	قدوس کی عبادت نہ کروں کہ جس نے
قَبْلَکُمْ مِنَ الْاُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُوْنَ	مجھے پیدا کیا ہے" اور رسول کریم صلی اللہ
مِنْ غَیْرِ اَنْ یَکُوْنُوْا اَنْبِیَاءَ	علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سے سابقہ
فَاِنْ یَکُنْ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّہٗ	امتوں میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے
عُمَرُ اَخْرَجَہُ الشَّیْخَانِ ۔	بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں، سو اگر

میری امت میں کوئی ایسا شخص موجود ہے تو وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (بخاری ومسلم)

محدث کے اقسام

اَقُوْلُ اَلْمُحَدَّثُ یُطْلَقُ	میں کہتا ہوں کہ محدث کے دو معنیٰ
عَلٰی مَعْنَیَیْنِ اَوَّلُہُمَا رَجُلٌ	ہیں، پہلے یہ کہ وہ شخص کہ جسے صحابہ جیسا
مُقْتَرِبٌ بِقُرْبِ الصَّحَابَۃِ	قرب حاصل ہوا اور وہ اس اسم متجدد کے
لَوْنٌ بِالْاِسْمِ الْمُتَجَدِّدِ لِتَطَالُعِ	رنگ میں رنگا ہوا ہو جس کا مظہر نبی
فِیْ صَدْرِ النَّبِیِّ عَیْنُہٗ وَجَمِیْعُ	اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عین سینہ مبارک
تَمَثُّلَاتِہٖ وَکَانَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ	تھا اور جس میں اسکے تمام تمثلات
عَنْہُ مِنْ ھٰذَا الْقَبِیْلِ وَثَانِیْہِمَا	موجود ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی قسم
رَجُلٌ حَکِیْمٌ وَاسْمُ الْحِکْمَۃِ	سے تھے، دوسرے یہ کہ جسکی حکمت وسیع

وَاضْمَحَلَّ أَجْزَاءٌ فِي قُرْبِ	ہو اور جیسے بالآخر قرب فرائض کا مقام
الْفَرَائِضِ وَكَانَتْ مَقَامَاتُهُ	حاصل ہو گیا ہو اور اسکے مقامات انبیاء
كَمَقَامَاتِ الْأَنْبِيَاءِ عِصْمَةً	کرام کے مقامات کے مشابہ ہوں مثلاً
وَحِكْمَةً وَدَعْوَةً وَتَبْلِيغًا	یہ کہ اس کی حکمت عصمت، دعوت الی اللہ
وَمُزَاحَمَةً لِشُرُورِ الْأَعْمَالِ	تبلیغ وارشاد برائیوں کی مزاحمت کرنا
وَالْعَقَائِدِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يُوحَ	اور پاکیزہ عقائد، فرق صرف اتنا ہے
إِلَيْهِ وَلَمْ يَقْتَرِبْ بِالْمَلٰئِكَةِ	کہ اس پر وحی نہیں آتی اور ملائکہ سے اسے
إِلَّا ضَعِيفًا۔	انبیاء والا قرب حاصل نہیں ہوتا،
وَاعْلَمْ أَنَّ الْحَدِيثَ الَّذِي	اور یہ بھی یاد رکھو کہ جس حدیث میں
حُكِمَ فِيهِ بِكَثْرَةِ الْأَنْبِيَاءِ جِدًّا	کثرت انبیاء کا تذکرہ کیا گیا، داخل
إِنَّمَا يُرِيدُ بِهِ مَا يَعُمُّ الْمُحَدَّثَ وَغَيْرَهُ	محدث وغیرہ کو بھی شامل کیا ہے اور
وَالْمُرْسَلُ فِيهِ يُرَادِفُ النَّبِيَّ۔	مرسل بھی نبی ہی کے مرادف ہے،
وَإِنَّ كُلَّ حَكِيمٍ مُتَبَحِّرٍ	اور جس حکیم ربانی کو تبحر حاصل ہو، وہ
لَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ مُحَدَّثًا	محدث ہو گا مقامات کا شمار کرتے
وَإِنَّمَا عَدَدْنَا قُرْبَ الْوُجُودِ	ہوئے ہم نے قرب وجود کا اسلئے علیحدہ
وَمُنْفَرِدًا تَأْدِيَةً لِحُقُوقِ	تذکرہ کیا ہے تاکہ ان تمام مقامات کے
مَقَامَاتٍ تَكُونُ لَهُ فِي أَوْقَاتِ	حقوق کو پورا کر لیا جائے، جو کبھی
خُلُوِّ عَيْنِهِ۔	کبھی خلو عین کے وقت پیش آتے ہیں
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن

سلم رؤیا المؤمن جزء من ستة واربعین جزءا من النبوة اخرجه الشیخان وکذلک عد من اجزائها السمت الصالح

کا سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے، اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے چنانچہ سمت صالح انہیں اجزاء میں سے ہے،

اقول کل شئ واحد جامع له شعوب وتمثلات فان من سنة الشارع ان یجعلها اجزاءه کما قال الایمان بضع وسبعون شعبة الحدیث فالذی رمیت به ان الرؤیا الحقة من تفاریع قرب الفرائض وان الهدی الصالح من اثار العصمة +

میں کہتا ہوں، کہ ہر ایک شئی واحد جو کہ مختلف شعبوں اور مختلف تمثلات کی جامع ہو تو شارع کی سنت یہ ہے کہ ان کو بھی اسکے اجزاء قرار دیتا ہے، جیسا کہ فرمایا کہ ایمان کے ستر سے اوپر شعبہ ہیں بہر حال مطلب یہ ہے کہ سچا خواب قرب فرائض کی تفریعات میں سے ہے اور اسی طرح حکمت صالح آثار عصمت میں سے ہے،

واعلم ان القدر الذی بعث له الانبیاء البتة من القرب هو الایمان الحقیقی وتفسیره ظهور الفطرة التی فطر الله علیها عباده

اور یاد رکھو کہ اللہ تعالی نے انبیاء کو مبعوث فرمایا کہ قرب کی جو مقدار بیان کی ہے وہی ایمان حقیقی ہے اور اسکی توضیح یہ ہے کہ جن امور پر اللہ تعالے نے اپنے بندوں کو اصل فطرت کے لحاظ سے پیدا فرمایا ہے وہ عرض ظہور میں آجائیں

وَبِعِبَارَةٍ أُخْرَى بُرُوزُ مَا أَلْهَمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ إِلْهَامًا مِزَاجِيًّا إِجْمَالِيًّا.	یا بالفاظ دیگر جن باتوں کو اللہ تعالے نے بطور الہام کے القاء فرمایا اور الہام اجمالی کے طریقہ پر اسکے مزاج میں موجود ہیں ان کا ظہور ہو جائے،
اَلْخَضِرُ هُوَ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ وَالْمُقَرَّبِيْنَ بِقُرْبِ النَّوَافِلِ	خضر علیہ السلام اولیائے کرام کے زمرہ میں سے ہیں اور انہیں قرب نوافل حاصل ہے
لُقْمَانُ هُوَ حَكِيْمٌ سَبِيْلُهٗ سَبِيْلُ الْحِكْمَةِ وَالْوَجَاهَةِ وَالْعِصْمَةِ.	لقمان علیہ السلام حکیم ربانی ہیں، حکمت کے طریقہ پر چلتے رہے، اللہ تعالے نے وجاہت اور عصمت انہیں عطا کی ہے،

اَللّٰهُمَّ أَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَرَثَةِ النَّبِيِّيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

الخزانة السادسة — چھٹا خزانہ

فی کمالات رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات

اعلم انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان قبل ان یبعث حکیما معصوما قطبا باطنیا ونعنی بالحکمۃ ما یفضی الیہ التجلی الذاتی الذی ہو فرع انعدام الجنایۃ مطلقا فی العین ولا فی التشخص من الاشراف علی حقائق العلویات ودقائق العملیات وکنہ المعاد وغیرہا من العلوم التی اتی القرآن العظیم بہا والتی عناہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ۔

یاد رکھو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعثت سے قبل حکیم معصوم اور قطب باطنی تھے اور حکیم کے معنی ہمارے نزدیک یہ ہیں کہ وہ اس تجلی ذاتی کا مورد ہو جو کہ جنایت باطنیہ کا معدوم ہونا ہے جسکا اثر اس کی عین ثابتہ اور تشخص جزئی کچھ نہ ہوا اور جسکی بنا پر اسکے لئے حقائق علویہ اور دقائق عملیہ کے دروازے کھول دے جائیں اور وہ معاد کی حقیقت کو سمجھنے لگتا ہے اور اسے وہ علوم حاصل ہوتے ہیں کہ جنکا تذکرہ اللہ تعالے نے قرآن مجید میں کیا ہے یا جسکی جانب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان میں اشارہ فرمایا ہے، کہ

أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ فَالَّتِي
أَشَارَ إِلَيْهَا اللّٰهُ تَعَالَىٰ بِقَوْلِهِ وَ
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَأَعْنِي
بِالْعِصْمَةِ مَا يُفْضِي إِلَيْهِ ذَٰلِكَ
التَّجَلِّي مِنْ نَفْيِ الرَّذَائِلِ وَ
إِثْبَاتِ الْمَحَاسِنِ خُلُقًا وَعَمَلًا وَ
الْوَاجِبَاتُ وَالْمُحَرَّمَاتُ الْقَطْعِيَّةُ
فَحَتْمًا وَأَمَّا غَيْرُهُمَا فَاسْتِحْسَانًا
وَسِرُّ الْعِصْمَةِ مَا أَشَرْنَا إِلَيْهِ
فِي سَالِفِ الْقَوْلِ مِنْ أَنَّ
الْأَعْمَالَ وَالْأَخْلَاقَ مِنْ
تَمَاثِيلِ الْوُجُوهِ الْمُنْطَوِيَةِ
تَحْتَ إِجْمَالِ الْعَيْنِ الثَّابِتَةِ
لِيَظْهَرَ تَرْجِيحُ الْمُرَجِّحَاتِ ۔

مجھے قرآن کریم اور اسکے ساتھ اس جیسے اور علوم
عطا کیے گئے اور نیز جن کی جانب اللہ
تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں اشارہ
فرمایا ہے ویُعلّمہم الکتاب
والحکمۃ اور عصمت سے ہماری مراد
تجلی مذکور کے وہ احکام ہیں، جو رذائل
اعمال واخلاق کو اپنے سے دور رکھنے
اور اخلاق محمودہ اور اعمال صالحہ اختیار
کرنے کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں چنانچہ
واجبات کی پابندی اور محرمات سے پرہیز
ان کی لازمی صفت ہے اور انکے علاوہ احتیاط
بھی ان کے شایان شان ہوتی ہے عصمت کا راز وہی ہے کہ
جسے اشارۃً ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اعمال اور اخلاق ان
جہات مختلفہ کا تمثل ہے جو کسی کی عین
ثابتہ کے ضمن میں اجمالاً موجود ہو اور وجوہ ترجیح پر ان کا ظہور ہو،

فَاعْلَمْ أَنَّ الْمُقْتَرِبَ بِالرُّتْبَةِ
الذَّاتِيَّةِ مِنَ الْخَيْرِ التَّامِّ جَلَّ
وَتَقَدَّسَ الَّتِي هِيَ مَنْبَعُ
الْخَيْرَاتِ لَاسِيَّمَا أَخِيرًا بِاعْتِبَارِيًّا

یاد رکھو کہ جو شخص خیر کامل یعنی ذات
اقدس جل وعلا سے جو کہ سرچشمہ خیرات
ہے مرتبہ ذاتیہ کے ذریعہ قرب حاصل
کرتا ہے خصوصاً جبکہ اولاً و بالذات

فِي سِلْسِلَةِ الْأُصُوْلِ مِنَ الْأَسْمَاءِ	اصول یعنی اسماء مقدسہ کے سلسلہ میں اور
أَوَّلًا بِالذَّاتِ وَفِي سِلْسِلَةِ الْحَقَائِقِ	ثانیاً وبالعرض حقائق امکانیہ عالیہ
الْإِمْكَانِيَّةِ الْعَالِيَةِ ثَانِيًا وَبِالْعَرَضِ	کے سلسلہ میں اس کا یہ اقتراب فطری
يَتَجَنَّبُ مِنْ جِهَةِ مَا خُلِقَ عَلَيْهِ	ہو تو وہ فطرۃً ہر ایک ایسے خلق اور عمل
عَنْ كُلِّ فِعْلٍ وَخُلُقٍ هُمَا شَرَّانِ	سے اجتناب کرتا ہے جو تراکم عدمات
مِنْ حَيْثُ تَرَاكُمِ الْعَدَمَاتِ،	کی بنا پر مفہوم شر میں داخل ہے،

قطب باطنی

وَأَعْنِي بِالْقُطْبِيَّةِ الْبَاطِنِيَّةِ	قطب باطنی کا مفہوم یہ ہے، کہ
مَا يُفْضِي إِلَيْهِ ذٰلِكَ التَّجَلِّي	جس شخص کو تجلی مذکور نصیب ہو اسکے
مِنْ اِقْتِرَابٍ وَلُحُوْقٍ بِأَسْمَاءِ	نتیجہ کے طور پر اسکو اسماء مقدسہ کا قرب
اللهِ تَعَالٰى بَلْ بِمَرْتَبَةِ الذَّاتِ	اور لحوق بلکہ مرتبہ ذات کا لحوق و قرب
وَهِيَ عَيْنُ الرِّيَاسَةِ الْمُجَرَّدَةِ	حاصل ہو اسی کو ریاست مجردہ کہتے ہیں
الْمُسَمَّاةِ بِالْوَجَاهَةِ عِنْدَ اللهِ	اور وجاہت عند اللہ تعالےٰ کا بھی
تَعَالٰى وَسِرُّ الْوَجَاهَةِ هُوَ	یہی مفہوم ہے وجاہت کا راز فطری
التَّجَلِّي الْخَاصُّ الْفِطْرِيُّ	تجلی خاص میں مضمر ہے
فَاعْلَمْ أَنْ لَا مَعْنٰى	یہ بھی یاد رکھو کہ جسوقت ہم ممکنات
لِقَوْلِنَا الْمُمْكِنُ الْفُلَانِيُّ	میں اپنے اس قول کے ساتھ تفاضل
أَشْرَفُ مِنَ الْمُمْكِنِ الْفُلَانِيِّ	بیان کرتے ہیں کہ فلاں ممکن فلاں سے

لأنّه أقرب في سلسلة الانجاس من المرتبة الذاتية أولاً وثانياً كما فصّلناه والشرف بهذا المعنى هو الوجاهة بعينها۔

ولا تظنّن هذه الثلاث بعينها صفات الحكماء ولكنها امور اشترك فيها الانبياء والحكماء بعد امتياز كلّ منهم بما اسلفنا۔

ثمّ انّه لمّا كان عينه واسعة لا جناية لها واعني بذلك انّه لم يكن لهذه النشأة حكم بل كانت مهلكة ضعيفة التسخّر منقادة لحكم الله تعالى سبحانه تجلّى الله سبحانه في عينه اتمّ تجلّى واعظمه

افضل ہے تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اسے اولاً اور ثانیاً سلسلہ انجاس میں مرتبہ ذاتیہ سے قرب حاصل ہے، جیسا کہ پہلے اس کی تفصیل بیان ہو چکی اس لحاظ سے جو کسی کو افضلیت حاصل ہو وہ بعینہ وجاہت ہے

اور یہ خیال مت کرو کہ یہ تینوں صفتیں حکماء کی خصوصی صفات ہیں، بلکہ ان صفات میں انبیاء اور حکماء دونوں شریک ہیں ان وجوہ امتیاز کے بعد جو کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں

اور پھر چونکہ آپ کی عین ثابتہ میں وسعت تھی اور عالم مادی کی تلویثات سے آپ کو نجات حاصل تھی، مقصود یہ کہ آپ عالم مادی کے کسی تقاضا کے سامنے نہیں جھکتے تھے بلکہ اللہ تعالےٰ ہی کے حکم کے مطیع رہتے تھے اللہ تعالےٰ نے اسکی عین ثابتہ میں کامل ترین اور عظیم ترین تجلی فرمائی، چنانچہ قرب

فَتَمَّ لَهُ قُرْبُ الفَرائِضِ عَلَىٰ شُعَبٍ ثَلٰثٍ مِثْلَ مَا بَيَّنَّا آنِفًا ۔

فرائض کے مقام عالی اور اس کی تینوں فروع میں جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا آپ کو پورا کمال حاصل ہوا ،

وَاعْلَمْ اَنَّ الاَنْبِيَاءَ فِي بَدْءِ فِطْرَتِهِمْ يَجْمَعُوْنَ كُلَّ كَمَالٍ عَلَىٰ سَبِيْلِ الاِجْمَالِ ثُمَّ تَنْبَعُ كَمَالاتُهُمْ تِلْكَ بِالمُعِدَّاتِ اللَّاحِقَةِ مَرَّةً بَعْدَ اُخْرىٰ فَجَمَعَ سَيِّدُ المُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَدْءِ فِطْرَتِهِ قُرْبًا ذَاتِيًّا وَقُرْبًا فَرائِضِيًّا وَاقْتِرَابًا بِالمَلائِكَةِ وَتَقَوْلُنَا جِرْبَتَهُ الحِكْمَةُ تَسَامُحٌ يُرِيْدُ بِهِ بَاطِنَ الكَلامِ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِرْبَتَهُ الحِكْمَةُ خُصُوْصًا وَهٰؤُلاءِ الخِصَالُ الثَّلٰثُ كُلُّهَا عُمُوْمًا اِلَى التَّوَجُّهِ تِلْقَاءَ الوَسَائِطِ لِطَبَقَةٍ بَعْدَ طَبَقَةٍ حَتّٰى تَلَقَّى المُنْتَهىٰ

یاد رکھو کہ انبیاء کرام ابتداء فطرت سے اجمال کے طور پر ہر ایک کمال کے جامع ہوتے ہیں ، بعد میں معدات لاحقہ یکے بعد دیگرے ظہور میں آکر ان کے ان کمالات کو بالتفصیل منظر عام پر لاتے ہیں ، چنانچہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء فطرت سے قرب ذاتی قرب فرائض اور اقتراب بالملائکہ کے جامع تھے اور پھر جو حکمت آپ کو قبل از بعثت حاصل تھی اور وہ خصال سہ گانہ جو آپ کے لوازم صفات تھے ، موخر الذکر نے عموماً اور اول الذکر نے خصوصاً آپ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ آپ یکے بعد دیگرے وسائط کی جانب اپنی توجہ مبذول فرمائیں یہاں تک کہ آپ انتہائے مقصود تک پہنچ گئے

إلا إلى الله المصير ثم لما
تألفت الوسائط له عليه
السلام ولم حدثت في الهيئة
الاجتماعية اشتد اعتلاقه
بالملائكة الرسل خصوصا بعد
ما كان مندرجا تحت العموم
إذ هم أقطاب الفائضات
العلوية الإمكانية كما أن الإنسان
قطب الفائضات السفلية
من حيث امتزاج جسمه فكان
الاعتلاق يتزايد حينا فحينا
حتى بلغ نهايته واهتمت له
الملائكة المقربون فصاروا
يتجسدون له تارة وينفثون
في روعه أخرى وامتزجت
اللطيفة الروحية باللطيفة
القلبية هنالك ودخل
بعضها في بعض من شدة
ذوق الحقيقة العليا عند الاعتلاق

الا الی اللہ المصیر پھر جب آپ
صلی اللہ علیہ وسلم ان وسائط سے مجتمع
ہو گئے اور ہیئت اجتماعیہ کو اختیار کیا تو
رسل ملائکہ کیساتھ آپ کو خصوصاً
شدت کیساتھ تعلق پیدا ہو گیا جو عمومی
شکل میں پہلے موجود تھا، اس قسم کے
ملائکہ فائضات علویہ امکانیہ کے اقطاب
ہیں جیسا کہ انسان باعتبار اختلاط اپنے
جسم کے فائضات سفلیہ کا قطب ہے
اور یہ تعلق اس کا وقتاً فوقتاً بڑھتا
رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے انتہائے
کمال کو پہنچ جاتا ہے اور ملائکہ مقربین
بھی اس کیلئے بیدار ہو جاتے ہیں چنانچہ
بسا اوقات وہ مجسم ہو کر آپکو دکھائی
دیتے اور بعض اوقات آپ کے قلب
مبارک پر القاءات کرتے ہیں کہ جسے
نفث فی الروع کہتے ہیں اور اسی وقت
آپکے لطیفہ روحیہ کو لطیفہ قلبیہ کیساتھ
امتزاج پیدا ہو گیا اور ملاء اعلٰی سے

بِالْمَلَاءِ الْاَعْلٰى فَصَحَّ لَهٗ دُوْنَهُمْ بِعَيْنِهٖ تَارَةً وَبِحِسِّهِ الْمُشْتَرَكِ اُخْرٰى فَبِهٰذِهِ الْاَسْبَابِ الْفِطْرِيَّةِ الْكَسْبِيَّةِ حَقَّ لَهٗ اَنْ يَنْزِلَ عَلَيْهِ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِالْوَحْيِ

تعلق پیدا کرنیکی بنا پر حقیقت علیار کی شدت میں بعض بعض کے ساتھ داخل ہو گئے جس کی بنا پر آپ کبھی اپنی چشم مبارک سے اور کبھی حس مشترک سے ان ملائکہ کو دیکھتے تھے چنانچہ ان ہی اسباب فطریہ اور کسبیہ کی بنا پر یہ وقت آگیا کہ جبریل علیہ السلام آپ پر وحی لے کر نازل ہوں

آفتاب نبوت

وَهُنَالِكَ تَمَّ لَهٗ ثَلٰثَةُ كَوَاكِبَ مِنَ الشُّمُوْسِ الثَّلَاثَةِ الَّتِیْ كَانَتْ لَهٗ مِنْ قَبْلُ۔

چنانچہ آپ کی ذات میں ان تین آفتابوں کے مقابلہ میں جو پہلے سے آپ کی ذات میں موجود تھے، تین ستاروں کا ظہور ہوا،

اَلْاَوَّلُ كَوْكَبُ الْوَحْيِ الظَّاهِرِيِّ وَاَعْنِیْ بِهٖ عِلْمًا كَانَ فِیْ اِنْصِبَابِهٖ اِلَيْهِ بِوَسَاطَةِ الْمَلَكِ بِالْكَلَامِ اَوْ بِالنَّفْثِ وَسِرُّ الْوَحْيِ مَا تَلَوْنَاهُ وَاَمَّا النَّفْثُ فَلَيْسَتِ النُّفُوْسُ كَالْمَرَايَا

پہلا ستارہ وہ وحی ظاہری ہے جو آپ پر نازل ہوئی وحی سے مراد وہ علم الٰہی ہے جو فرشتہ کے ذریعہ کلام کی شکل میں آپ تک پہنچا ہو یا نفث فی الروع کا نتیجہ ہو، وحی کے اسرار کا تو علم پہلے ہو چکا اور نفث فی الروع کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی صورت ایک

يَنطَبِعُ صُورَةُ الْبَعْضِ مِنْهَا فِي الْأُخْرىٰ ۔	شیشہ میں نقوش ہو کہ جو دوسرے شیشہ میں نظر آنے لگے ،
اَلثَّانِي كَوْكَبُ الْحِفْظِ أَعْنِي بِهِ مَا يُؤَدِّي إِلَيْهِ اعْتِلَاقُهُ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ مِنْ نَفْيِ الرَّذَائِلِ وَإِثْبَاتِ الْمَحَاسِنِ أَلَيْسَتِ النُّفُوسُ شَاكِلَتُهَا شَاكِلَةُ الْأَجْسَادِ وَأَجْسَادُ الْمَلَائِكَةِ الْعُلْوِيَّةِ مِنْ مِنْ أَمْشَاجِ أَلْطَفَ مِنَ الْعَنَاصِرِ فَلَا جَرَمَ أَنَّ نُفُوسَهُمْ أَقْرَبُ إِلَى الْحَقِيقَةِ الْوَاجِبِيَّةِ فِي مَرَاتِبِ السِّلْسِلَةِ وَأَبْعَدُ مِنَ الْعَدَمَاتِ الْمُتَرَاكِمَةِ فِي تَخَابِطِ عَالَمِ الْكَوْنِ وَالْفَسَادِ أَوَ مَا أَمْعَنْتَ فِي كُنْهِ تَمَثُّلِ النُّفُوسِ بِالْمَرَايَا وَحَقِيقَتِهَا ۔	دوسرا ستارہ آپ کی محفوظیت ہے ، ملاء اعلےٰ کے ساتھ تعلق رکھنے کی بنا پر قدرت نے آپ کو تمام اعمال رذیلہ اور اخلاق سئیہ خبیثہ سے محفوظ رکھا اور حمائد اخلاق آپ کیلئے ثابت ہے کیا نفوس اور انکے اجسام میں مطابقت نہیں پائی جاتی (ضرور ایسا ہوتا ہے یہ دلیل ہے) اور تمہیں معلوم ہے کہ ملائکہ علویہ کے اجسام اجسام عنصریہ سے لطیف تر ہوتے ہیں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں کہ اس سلسلہ وجود کے مراتب ہیں کہ ان کے نفوس حقیقت واجب تعالےٰ کے قریب تر ہوں اور عالم کون و فساد میں وہ عدمات متراکمہ سے دور رہتے ہوں نفوس کی حقیقت اور انکے عالم مادی کے آئینوں میں متمثل ہونے پر تم نے خواب اچھی طرح غور کر لیا ہوگا

فاعلمن ان الاعتلاء المعنوي	تو یہ بات بھی سمجھ لو کہ ملائکہ مقربین کیساتھ
بهم يورث تجنبا من الاخلاق	شدید وابستگی پیدا کرنا اسکا باعث ہے
الخسيسة والاعمال	کہ آدمی اخلاق خسیسہ اور اعمال دنیہ سے
الدنية بمعنى يرجح الخارجات	دور رہے اور ان باتوں کو وجوہ دنسیہ
القدسية من تماثيل	کے مقابلہ میں اختیار کرے کہ جن کیلئے
الوجوه الدنسية ۔	وجہ ترجیح کوئی امر قدسی ہو،
الثالث كوكب القطبية	تیسرا ستارہ قطبیت ارشاد ہے اور اس
الارشادية واعني بها ما	کا تعلق بھی اسی مفہوم کیساتھ وابستہ ہے
يؤدي اليه هذا الاعتلاء	کہ وہ تمام مخلوق کے باطنی امور کا بادشاہ
من مالكية باطنية للخلق	ہو بایں طور کہ اگر اس قسم کا کوئی شخص
بحيث لو وجد في العالم	موجود ہو تو انسان اسکے نور سے مستفیض
لاتصف الناس بنوره وان	ہوتے اگرچہ وہ اس کے ظہور کو نہ محسوس
لم يعلموا بظهوره وسرها	کر سکیں اس کا راز یہ ہے کہ جو کامل افراد
ان الله تعالى لما اقتضى	اس مرتبہ جلیلہ پر فائض ہوں تو انکے
حقائقهم السبق والشرف	حقائق کا تقاضا فضیلت اور سبقت
كما قلنا جعلهم في عالم	ہوتی ہے جیسا کہ ہم نے کہا ہے تو اللہ
الوجود وسائط الايجاد	تعالےٰ انہیں اس عالم وجود میں ایجاد کا
ووضع العالم في قبضة	واسطہ مقرر فرما دیتا ہے اور عالم کون و
اقتدارهم اعني جعل	فساد کو انکے اقتدار میں دیدیا ہے وسائط

الوسائط تجلياته في صدورهم واعتلاقهم بعيد انعكاس هذه الصفة واحسن الامثال انها كملك بيع السلم مع غيبة المبيع ۔

کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ ان ہی کے سینوں میں ذات اقدس کی تجلیات ہوتی ہیں اور ملاء اعلیٰ سے انہیں جو تعلق حاصل ہوتا ہے وہ اس صفت کے دوسروں کے سایہ افگن ہونیکا باعث ہوتا ہے اور اس کی بہترین مثال یہ ہے کہ بیع سلم میں باوجود مبیع کے غائب ہونے کے آدمی اس کا مالک ہو جاتا ہے۔

واعلمن ان هذه الثلاثة الكواكب تماثيل الشموس الثلاثة وتجسدها في عالم الوسائط وان المعصوم له صورة جوية من حيث التمثل والتجسد في عالم الكون وانها تضمحل بالحفظ وان للحكيم بطبيعة البشرية البعيدة من حضرة اللاهوت حيرة جبلية تضمحل بالوحي الظاهري وان للوجيه لوجاهته ان ملجأ تحت

یاد رکھو کہ یہ تین ستارے ان تین آفتابوں کے تمثلات اور عالم اسباب میں ان ہی کا تجسم ہیں اور اس عالم کون و فساد میں متمثل اور متجسم ہونیکے لحاظ سے معصوم کی ایک صورت جویہ ہوتی ہے، لیکن محفوظیت کی صفت اسے مضمحل کر دیتی ہے حکیم کو اسکی طبیعت بشریہ کے بموجب جو حضرت لاہوت سے بہت دور واقع ہے فطری طور پر حیرانی حاصل ہوتی ہے جو وحی ظاہری نازل ہونے پر زائل ہو جاتی ہے اسی طرح وجیہ کی وجاہت اجمالی صورت میں ہوتی ہے جس سے

عربی	اردو
الاجمال یمنع بدوّ کمالاته	کمالات کا ظہور میں آنا ممکن نہیں ہوتا
تفصیل بالقطبیة الارشادیة	لیکن قطب ارشاد کا مقام حاصل ہونیکے
فلما سطعت لہ علیہ السلام	بعد وہ اجمال باقی نہیں رہتا جب آپکے
ھذہ الکواکب مع	یہ تینوں ستارے اچھی طرح درخشاں ہوئے
شموس الثلاثة امورًا محالة	جو پہلے سے تین آفتابوں کے نور سے
بدعوة الخلق وصار	منور تھے تو آپ کو دعوت الی اللہ پر
حینئذٍ نبیًّا۔	مامور کیا گیا اور آپ نبی ہو گئے ،

اسرار دعوت الی اللہ

عربی	اردو
وسر الدعوة انبجاس	دعوت کا راز اس میں مضمر ہے، کہ
الریاسة المعنویة من	وجاہت اور قطبیت ارشاد کی ریاست
الوجاھة والقطبیة الارشادیة	معنویہ ظہور میں آتی ہے اور اسکو اسطرح
ویعبر عنہ بانہ علیہ السلام	تعبیر کیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
صار حینئذٍ ھادیًا افلا	اسوقت ہادی بن گئے کیا تمہیں معلوم
تعلم ان اللہ تعالیٰ جواد	نہیں کہ اللہ تعالیٰ جواد کریم ہے جو
لا یرد سوال سائل بلسان	بھی زبان استعداد سے اس سے سوال
الاستعداد وان استعدادہ	کرے وہ رد نہیں کرتا اور آپ صلی اللہ
علیہ السلام حینئذٍ یسأل	علیہ وسلم کی استعداد باآواز بلند یہ پکار
جھرةً ھدایة خلق اللہ من	رہی تھی کہ وہ جن وانس کی ہدایت و

الْبَشَرِ وَالْجِنِّ فَلَمْ يَكُنْ لَّهُ	ارشاد کا رتبہ جلیلہ سنبھالنے پر مامور ہوں
عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا إِرْشَادُ	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی یہ کیفیت
مَنِ الْتَفَتَ إِلَيْهِ لَفْتَةً مِنْ	تھی کہ جو کوئی آپکے احباء اور مخلصین میں
أَحِبَّائِهِ وَمُخْلِصِيهِ فَمَضَى عَلَى	سے ذرا بھی آپ کی طرف توجہ کرتا تو
ذٰلِكَ بُرْهَةً مِنَ الزَّمَانِ وَ	آپ اس کی ہدایت میں دریغ نہ فرماتے
اعْتِلَاقُهُ يَتَزَايَدُ حِينًا فَحِينًا	اسی حالت پر ایک عرصہ گزر گیا اور اس
وَفِطْرَتُهُ الْعُلْيَا يَتَغَلْغَلُ	اثنا میں آپکا (عالم ملائکہ مقربین سے)
وَقْتًا فَوَقْتًا وَالْكَوَاكِبُ	تعلق رفتہ رفتہ بڑھتا گیا اور آپ کی
تَتَّسِعُ دَوَائِرُهَا حَتّٰى بَلَغَ	فطرت علیا زائد سے زائد صیقل ہوتی
ذٰلِكَ نِصَابَهُ وَصَارَتِ	گئی اور ان کواکب کے دائرہ میں وسعت
الْكَوَاكِبُ بُدُوْرًا سَافِرَةً	ہوتی گئی یہاں تک یہ نورانیت انتہا
فَقِيْلَ لَهُ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ	تک پہنچ گئی اور وہ کواکب بدر کامل نظر آنے لگے
وَأُمِرَ بِمُعَارَضَةِ الْكُفَّارِ	تب آپ کو اللہ تعالےٰ کی جانب سے حکم ہوا، کہ
وَمُجَادَلَتِهِمْ ۔	جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اسے کھلے طور پر بیان

کردو اور کافروں سے معارضہ اور مجادلہ کرنے پر بھی آپ مامور کیئے گئے ،

وَسِرُّ الْمُعَارَضَاتِ	اور معارضہ کا راز یہ ہے کہ ارشاد کا
أَنَّ الْإِرْشَادَ بِذَاتِهِ يَسْتَدْعِي	تقاضائے ذاتی یہ ہے کہ دوسروں کو
الرُّشْدَ وَرَفْعَ مَا	رشد و ہدایت حاصل ہو اور جو چیز اس
يُنَاقِضُهُ وَأَنَّ	مقصد میں مزاحمت کرے اسے راستہ سے

فِي الْعَالَمِ الْعُلْوِيِّ اَمْرًا مَا	ہٹا دیا جائے اور اس عالم علوی میں
قُدُسِيًّا يَكُوْنُ مَظْهَرُهٗ فِيْ هٰذَا	ایک امر قدسی ہے کہ جسکا ظہور اس عالم
الْعَالَمِ الْعَدَاوَةِ لَيْسَ اِلَّا	عداوت میں ہوتا ہے انبیاء پر افترا بات
وَذٰلِكَ الْاَمْرُ يُفَاضُ عَلَى	مذکورہ کی وجہ سے اس امر قدسی کا افاضہ
الْاَنْبِيَاءِ مِنْ حَيْثُ الْاِفْتِرَابَاتِ	ہوتا ہے تو اسکا تصور نزول کے بعد
الْمَذْكُوْرَةِ فَيُتَصَوَّرُ بَعْدَ النُّزُوْلِ	عداوت ہی کی شکل میں ہوتا ہے حدیث
بِصُوْرَةِ الْعَدَاوَةِ فِي الْحَدِيْثِ	شریف میں ہے کہ (آپ نے فرمایا) سعدؓ
سَعْدٌ غَيُوْرٌ وَاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ	ایک غیور شخص ہے، لیکن میری غیرت
وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ وَمِنْ غَيْرَتِهٖ	اس سے زائد ہے تو اللہ تعالےٰ تو
حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ	مجھ سے بھی زائد غیور ہے، اور اسی
مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۔	کی غیرت کا یہ تقاضا ہے۔ کہ تمام ظاہری

اور پوشیدہ بے حیائیوں کو اس نے حرام قرار دیا۔

آغاز جہاد

فَصَارَ حِيْنَئِذٍ رَسُوْلًا	اسی حالت پر پہنچ کہ آپ کو
اِلٰى قَوْمِهٖ كَمَا كَانَ هُوْدٌ وَ	اپنی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا
صَالِحٌ وَلُوْطٌ وَشُعَيْبٌ	گیا، جیسا کہ ہودؑ صالح لوط اور شعیب
مُرْسَلًا اِلٰى اَقْوَامِهِمْ فَمَضٰى	علیہم السلام کو ان کی قوموں کیطرف
عَلٰى ذٰلِكَ بُرْهَةٌ مِنَ الزَّمَانِ	بھیجا گیا اس پر بھی کچھ مدت گزری

ثُمَّ صَارَتْ هٰذِهِ الْبُدُوْرُ شُمُوْسًا لِقُوَّةِ الْاِعْتِلَاقِ كَمَا كَانَتِ الشُّمُوْسُ الْبَاطِنَةُ فَقِيْلَ لَهُ: اِذْ ذَاكَ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ ظُلِمُوا الْآيَةَ وَاُمِرَ بِالْهِجْرَةِ الَّتِيْ هِيَ مُبَايَنَةٌ كُلِّيَّةٌ وَالْجِهَادُ الَّذِيْ هُوَ عَدَاوَةٌ كُلِّيَّةٌ وَسِرُّ ذٰلِكَ اِتِّسَاعُ دَائِرَةِ الْاِرْشَادِ وَشُرُوْعُ وَانْعِكَاسُ سَخَطِ اللّٰهِ وَغَيْرَتِهٖ۔	اور ملاء اعلیٰ کیساتھ شدید تعلق کی بنا پر یہ بدور کامل شموس باطنی بن گئے، تو اسی وقت یہ حکم نازل کیا گیا، کہ جن مومنوں پر ظلم کیا گیا اور کافروں سے لڑتے رہے انکو بھی اب اجازت ہے کہ وہ کفار سے قتال کریں اور آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا جو کلی طور پر جدائی ڈالے اور جہاد کا حکم دیا گیا جو سراسر عداوت ہے اس وقت آپکے ارشاد کا دائرہ وسعت پذیر ہونے لگا اور اللہ تعالےٰ کی غیرت اور اس کے سخط و غضب کے مظاہر وقوع میں آنے لگے۔
وَاعْلَمَنَّ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى هُوَ خَيْرٌ تَامٌّ يُنَافِي الشُّرُوْرَ وَالنَّتَائِجَ اِلَى الشُّرُوْرِ اُمُوْرٌ مِنْ بِدَعَاتِ عَالَمِ التَّخْلِيْطِ وَمِنْ مُحَاذَاتِ الصُّوْرَةِ الْمِزَاجِيَّةِ فَالْيَقِنْ بِمَا تَلَوْنَا عَلَيْكَ وَصَارَ حِيْنَئِذٍ مِنْ اُولِي الْعَزْمِ وَيُضْنَا	اور یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کی ذات اقدس تمام خیرات کا سرچشمہ ہے اور شرور اور نقائص کو اس کی جانب منسوب کرنا یہ اسکی قدوسیت کے منافی ہے کیونکہ شرور کا منبع تو اس عالم مادی کی تخلیطات ہیں، اور صورت مزاجیہ ہی نقائص کے ظہور میں آنیکا باعث ہوتی ہیں، ہماری اس بیان

تَمَّ لَہُ الْکَمَالُ الْمُطْلَقُ ۔ کردہ بات پر یقین کرو غرضیکہ آپ اس وقت اولوالعزم پیغمبروں کی جماعت میں شامل ہوئے اور آپ کا کمال مطلق پورے طریقہ پر جلوہ گر ہوا۔

ثُمَّ اِنَّ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَمَاءً اٰخَرَ مِنْ حَیْثُ سَبُوْغِہِ الْاَتَمِّ جَلِیْلَ الشَّانِ دَقِیْقَ الْبُرْھَانِ وَفَصْلُ خِطَابِنَا فِیْہِ اَنَّہٗ لَمَّا اِتَّسَعَ الْاِسْمُ السَّاطِعُ فِیْ صَدْرِہٖ اِتِّسَاعًا مُسْتَطِیْرًا بَعْدَ صَیْقَلَتِہٖ اِسْتِعْدَادَہٗ بِلُمُوْمٍ فِطْرِیَّتِہٖ وَکَسْبِیَّتِہٖ کَمَا تَلَوْنَا کَانَ الْاِسْمُ حَاکِمًا عَلَیْہِ مُسْتَبِلًا شَرِیْکٍ حَاکِمًا بَلِیْغًا وَتَسَلَّطَ سُلْطَانًا عَظِیْمًا وَصَارَ مُطْلَقًا یَحْذُوْ اِطْلَاقَ الْاَسْمَاءِ الْقَدِیْمَۃِ فَلَمَّا تَوَحَّدَتْ کَمَالَاتُہُ الْمُتَنَوِّعَۃُ کَمَالًا وَاحِدًا وَجَعَلَ یَتَّسِعُ اِتِّسَاعًا مِثْلَ اِتِّسَاعِ الْاَسْمَاءِ الْقَدِیْمَۃِ الْمُطْلَقَۃِ

آپ کا کمال چونکہ انتہا تک پہنچا ہوا تھا آپ کی شان بہت بڑی اور اسکے براہین دقیق تھے لہذا آپ کو ایک اور ارتقاء حاصل ہوا اسکے متعلق کلام مفصل یہ ہے کہ جب بعض وجوہ فطریہ اور اکتسابیہ کی بنا پر آپ کی استعداد صیقل ہو کر اس میں کامل جلا اور نور زینت پیدا ہو گئی تو اس اسم پاک نے جو آپ کے سینۂ مبارک میں تجلی فرما تھا بڑی وسعت پیدا کی اور آپ پر اسی اسم مقدس کی حکومت قائم ہو گئی کہ جس میں آپ کا کوئی دوسرا شریک نہ تھا اور اس کو آپ پر عظیم تسلط حاصل ہوا چنانچہ اسماء مطلقہ قدیمہ کی طرح اس میں صفت اطلاق پیدا ہو گئی جب آپکے کمالات مختلفہ ایک ہی کمال کی صورت میں نمایاں ہوئے اور اسماء قدیمہ

لَمْ يَبْقَ فِي عَالَمِ التَّفَرُّدِ وَارْضِ التَّحْقِيقِ شَرَجَةٌ مِنَ الشَّرَاجِ اِلَّا دَخَلَ فِيهِ ذٰلِكَ النُّوْرُ الْمُقَدَّسُ بِاَتَمِّ وَجْهٍ وَاَكْمَلِهٖ فَلَيْسَ هُنَاكَ كَمَالٌ وَلَا مَقَامٌ اِلَّا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ اِمَامُ النَّاحِيَةِ وَنَاظُوْرَةُ الدِّيْوَانِ ثُمَّ ذٰلِكَ ثَانِيًا مِنْ حَيْثُ الْاِفَاضَةِ الْاِيْجَادِيَّةِ لِمَا هُوَ جَامِعٌ لِجِهَاتِ الْمَوْجُوْدَاتِ عَلٰى حِذَاءِ مَا كَانَ اَوَّلًا مِنْ حَيْثُ اِنْبِجَاسِ الْقُدْسِ فِي عَالَمِ الْاَسْمَاءِ وَظِلَالٍ لَهَا مِنْ وِسَاطَتِهٖ وَتَرْجُمَانِيَّتِهٖ بَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَخَلِيْقَتِهٖ ۔

مطلقہ کی طرح اس میں انشاع آ گیا تو عالم وجود کے کونے کونے تک یہ نور مقدس کامل طور پہ پہنچ گیا لہذا کمال کا کوئی مرتبہ اور مقام باقی نہیں مگر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں امام الناحیہ اور ناظورۃ الدیوان ہو گئے ، ہر ایک چیز باعتبار افادہ ایجادیہ کے ثانوی حیثیت رکھتی تھی اسلئے کہ آپ کی ذات تمام جہات موجودات کی جامع تھی اور یہ تمام باتیں اس چیز کا نتیجہ تھیں کہ اسماء مقدسہ کے عالم عکوس اور ظلال میں ایک انجاس قدسی ظہور میں آیا کہ جسکا محرک یہ تھا کہ اللہ تعالے اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ بنے اور اللہ تعالے کی طرف سے ترجمان ہونے کا منصب ظہور میں لانا ضروری تھا

فَاعْلَمَنْ اِذَنْ اَنَّهٗ كَمَا اِمْتَنَعَ قَبْلَ تَمَثُّلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنْبِجَاسُ حَقِيْقَةٍ

یاد رکھو کہ جس طرح آپکے اس دنیا میں تشریف لانے سے پیشتر کسی البسی حقیقت کا انجاس ممکن نہیں تھا جو کہ

اَقْرَبَ وَاَسْبَقَ مِنْ حَقِيقَتِهِ وَ	آپ کی حقیقت سے اقرب اور کامل نہ ہو
مَا صَدَّ ذٰلِكَ لِانْطِمَاسِ	لیکن حقیقت علیا کا عدم تمثل اس بات
حَقِيقَتِهِ الْعُلْيَا وَعَدَمِ تَمَثُّلِهَا	سے مانع نہ ہو کہ بعض افراد کو منصب
عَنْ اِتِّصَافِ النَّاسِ بِالنُّبُوَّةِ	نبوت سے سرفراز کیا جائے جس کا مفہوم
الْمُشْعِرَةِ بِرُسُوْخِ الْقَدَمِ فِيْ	یہ ہے کہ انہیں اخذ عن اللہ میں قدم
مَوْطِنِ التَّلَقِّيْ وَعَدَمِ التَّقْلِيْدِ	راسخ حاصل ہو اور کسی دوسرے کی وہ
فِيْهِ فَكَذٰلِكَ بَعْدَ تَمَثُّلِهِ	تقلید نہ کریں اسی طرح آپ کا عالم
فِيْ مَوْطِنِ الْوُجُوْدِ الْحَادِثِ	حادث میں ظہور ہوا تو کسی کمال کی حقیقت
اِمْتَنَعَ تَلَقِّيْ حَقِيقَةٍ مِنَ	کو بغیر اس کے کہ آپ کو ذریعہ اور واسطہ
الْحَقَائِقِ كَمَالًا مِنْ قِبَلِ	بنایا جائے اور آپ کو جو اللہ تعالیٰ
نَفْسِهَا بَلْ تَرْجَمَانِ،	کی طرف سے ترجمان حقائق ہیں اپنا رہبر متعین کیا

جائے کوئی شخص بھی کسی طرح اس کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتا۔

وَمِنْ ذٰلِكَ سَبَبُ	البتہ یہ منصب کسی دوسرے کو باب
النُّبُوَّةِ فَمَا طَارَ طَائِرٌ مِنْ	نبوت میں داخل ہونے سے مانع ہے
اُولِيْ اَجْنِحَةٍ اِسْتَعَدَّ اِذَا	اگر بالفرض کوئی اس آسمان رفعت
وَقَعَ فِيْ شَبَكَةِ تَرْبِيَتِهِ	پر بلند پروازی کرنا چاہے تو آپ
وَجَذَبَهُ اِلٰى نَفْسِهِ	اس کو اپنی طرف جذب کرتے ہیں اور
كَجَذْبِ الْمِقْنَاطِيْسِ	وہ آپکی تربیت کے جال میں اسطرح
بِالْحَدِيْدِ فَلَمَّا	پھنس جاتا ہے جس طرح مقناطیس لوہے

تَظَاهَرَتْ جِهَةُ الْقُدْسَانِيَّةِ ذَا لِتَمَثُّلَانِيَّةِ غَيْرِ الْمُنْطَمِسَةِ امْتَنَعَ اَنْ يَكُوْنَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ مُسْتَقِلٌّ بِالتَّلَقِّيْ فَمِنْ هٰذَا السَّبِيْلِ مِنَ الْمَعْرِفَةِ نَعْلَمُ بِاَنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ كَانَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَا وَسِعَهُ اِلَّا الْاِتِّبَاعُ وَنَجْزِمُ بِاَنَّ هٰذَا النَّوْعَ مِنْ اَخْذِ الْفَيْضِ لَيْسَ مَعْدُوْدًا فِي الْفَنَاءِ فِي الرَّسُوْلِ هٰذَا عَلٰى اَنَّهُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ وَاَقْرَبُ الْاَنْبِيَاءِ اِلَيْهَا وَمُتَمِّمٌ لِمَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ عَمِيْقُ الْمَآخِذِ لِاُصُوْلِ الشَّرْعِ وَفُرُوْعِهٖ فَهٰذِهِ الْاَسْبَابُ اَيْضًا تُعَهِّدُ خَاتَمِيَّتَهُ فَتَعَرَّفْ۔

کو پکڑ کر اپنے سے چھٹا لیتا ہے جب جہت قدسیہ اور ہیئت تمثلی ہر دو نے ایک دوسری کی معاونت کی اور انطماس کے کچھ بھی آثار نہیں تھے اسلئے آپ کے بعد مستقل نبی کا مبعوث ہونا ممتنع ٹھہرا اسی معرفت کی بنا پر ہم جانتے ہیں کہ اگر موسیٰ علیہ السلام ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوتے تو آپ کے اتباع کے بغیر ان کے لئے اور کوئی چارہ کار نہ ہوتا اور یہ بھی ہم علانیہ کہتے ہیں کہ اس موقع پر اخذ فیض فنا فی الرسول نہیں سمجھا جاتا، علاوہ ازیں آپ قرب قیامت میں تشریف لائے اور آپ کا ظہور بہ نسبت تمام انبیاء کرام کے قیامت سے زیادہ قریب تھا آپ کی بعثت مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے تھی اور آپ کے اصول شرع و فروع کا ماخذ بڑا عمیق اور دقیق تھا چنانچہ یہ تمام باتیں آپ کی خاتمیت کی مقتضی ہیں اچھی طرح سمجھ لو۔

آفتاب نبوت کے باطنی ستارے

فهناك كان شمسا واحدا في جلالته واستبان منه كواكب ستة في بادي النظر والا فقد كل الابصار و بصائرنا في اكتناه كنهها و تبين اعدادها في اطوارها وقد افصح عن كثرتها جدا صاحبها عليها الصلوات والتسليمات حيث حكم بان انية الحوض الكوثر الذي هو من تمثلات كماله الاقصى اكثر من نجوم السماء ثلاثة منها باطنية كانها من تمثلات الاقتراب بين الاولين في شعبها الثلث.

جلالت قدر کے لحاظ سے ہم آپ کو ایک آفتاب کہتے ہیں کہ جس سے بادی النظر میں چھ ستارے ظہور میں آئے مگر ہم آپ کی کنہ تک نہیں پہنچ سکے اور اسے دیکھ کر ہماری نگاہیں خیرہ ہو جاتی ہیں جو ستارے آپکے نور سے ظاہر ہوئے ان کا بھی شمار مشکل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود انکی کثرت تعداد کو بتلا دیا جس مقام پر آپ فرماتے ہیں کہ حوض کوثر پہ جو برتن رکھے ہونگے انکی تعداد آسمان کے تاروں سے زائد ہے یہ ستارے آپکے انتہائی کمالات کے متمثل ہیں، ظاہری تین ستاروں کے علاوہ تین اور باطنی ستارے ہیں جو پہلے دو اقترابات (قرب فرائض و نوافل) کے فروع سہ گانہ کے تمثل ہیں

الاول التقوى خلقا وعملا على حذاء العصمة

پہلا اعمال اور اخلاق میں کمال تقوی کا التزام یہ عصمت کے مقابلہ میں ہے

اَلثَّانِی الْاِجْتِهَادُ الْفِقْهِیُّ وَ	دوسرا اجتہاد فقہی اور تجربی فراست
الْفِرَاسَۃُ التَّجَارِبِیَّۃُ عَلٰی حِذَاءِ	یہ حکمت کے مقابلہ میں ہے تیسرا عنایات
الْحِکْمَۃِ وَالثَّالِثُ الْعِنَایَاتُ الْجُزْئِیَّۃُ	جزئیہ اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ جب
وَاَعْنِیْ بِھَا اَنَّ اَحَدًا اِذَا نَظَرَ	کوئی آپ کے جسم ظاہر پر نظر ڈالتا تو
فِیْ ھَیْکَلِہِ الْجِسْمَانِیِّ اَفْضٰی نَظْرَہٗ	اس کی نظر جاکر تجلی ذاتی پر پڑتی یہ
اِلَی التَّجَلِّی الذَّاتِیِّ عَلٰی حِذَاءِ	قطبیت ارشاد کے مقابلہ میں ہے اور
الْقُطْبِیَّۃِ الْبَاطِنِیَّۃِ وَثَلٰثَۃٌ اُخْرٰی	علاوہ اس کے تین ستارے ہیں جو گویا
کَاَنَّھَا مِنْ تَمَثُّلَاتِ الْاِقْتِرَابِ	اقتراب ثالث (قرب وجود) کے
الثَّالِثِ فِیْ شُعَبِھَا الثَّلٰثِ ۔	فروع سہ گانہ کے تمثلات ہیں
الْاَوَّلُ الْمُلْکُ الْمُشَارُ اِلَیْہِ	پہلا ملک اور بادشاہت جسکی طرف
بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا	اس آیت میں اشارہ ہے کہ ہم نے تمہیں
الْاٰیَۃَ عَلٰی حِذَاءِ الْقُطْبِیَّۃِ	کھلی فتح عنایت کی ہے جو کہ قطبیت
الْاِرْشَادِیَّۃِ الثَّانِیْ نَضْبُ	ارشاد کے مقابل ہے دوسرا مزاج
الْمِزَاجِ الْمَدَنِیَّۃِ مِنَ الْمُجَازَاتِ	مدنیت کے اعتدال کا قائم رکھنا، یعنی
وَالْمُخَاصَمَاتِ عَلٰی حِذَاءِ الْحِفْظِ	سزائیں دے کر اور مخاصمات کو فیصل
الثَّالِثُ سَکِیْنَۃٌ وَعَظَمَۃٌ عَلٰی	کرے یہ محفوظیت کے مقابل ہے، تیسرا
فَصَاحَۃٍ وَنَصَاحَۃٍ عَلٰی حِذَاءِ	خوش بیانی اور خلوص کیساتھ وعظ فرمانا
الْوَحْیِ الظَّاھِرِیِّ ثُمَّ اِنَّ	یہ وحی ظاہری کے بالمقابل ہے پھر
تِلْکَ الْکَوَاکِبَ صَارَتْ	یہ ستارے بھی بدر کامل بنے اور پھر

بُدُوْرًا ثُمَّ شُمُوْسًا.

ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ قَالَ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ يَعْنِيْ بِالرُّجُوْعِ عَنِ الْكَثْرَةِ اِلَى الْوَحْدَةِ وَعَنْ عَالَمِ التَّمَثُّلِ اِلَى عَالَمِ التَّجَرُّدِ وَعَنْ حَضْرَةِ تَفْصِيْلِ الْعِلْمِ اِلَى حَضْرَةِ اِجْمَالِهٖ كَمَا فَصَّلْنَا فِيْ حَقِيْقَةِ اِبْرَاهِيْمَ وَهُوَ اَصْعَبُ الْاَسْفَارِ اَوْعَرُ الْاَقْطَارِ حَيْثُ تَفَوَّقَ مَبْدَءُ تَعَيُّنِهٖ عَنْ مَوْطِنٍ جُبِلَ فِيْهِ وَبِذٰلِكَ تَأَيَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ كَمَالٍ اِجْمَالِيٍّ وَتَفْصِيْلِيٍّ وَهُنَالِكَ بَلَغَ الْكَمَالُ اَقْصَاهُ وَقِيْلَ لَهٗ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا.

شموس ہو گئے،

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس ہوئے تو آپ نے فرمایا ہم چھوٹے جہاد کو پورا کر کے جہاد اکبر کی طرف واپس آئے ہیں، یعنی ہم کثرت سے وحدت کی جانب آئے ہیں اور عالم تمثل سے عالم تجرد کیطرف لوٹ آئے اور تفصیل علم کی بارگاہ کو ترک کر کے بارگاہ اجمال کو اختیار کیا ہے جیسا کہ ہم نے اسکی تفصیل حقیقت ابراہیم علیہ السلام میں بیان کی ہے اور یہ مشکل ترین سفر ہے اور بہت ہی شاق مقام ہے، کیونکہ اس کا مبدء تعین موطن فطرت سے بالاتر ہے اس سے آپ کو ہر ایک اجمالی اور تفصیلی کمال حاصل ہوا، اور انتہائی کمال کا کوئی درجہ باقی نہیں رہا اور اسی واسطے آپ سے کہا گیا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

وَهُنَالِكَ حَجَّ الْكَعْبَةَ وَصَدَعَ
بِقَوْلِهِ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اتَّخَذَنِىْ
خَلِيْلًا كَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ
خَلِيْلًا وَنَزَلَ سُوْرَةُ النَّصْرِ
فَهٰذَا ذَوْقُنَا وَاَمَّا ذَوْقُ
مَنْ قَالَ اِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اِكْتَسَبَ الْخُلَّةَ بَعْدَ اَلْفِ سَنَةٍ
بِوَاسِطَةِ بَعْضِ اُمَّتِهٖ فَمَعَ
اَنَّهُ حُكْمٌ بِمَا يُنَاقِضُ اَمْرَ النُّبُوَّةِ
مُعَارِضٌ بِالنَّصِّ الصَّرِيْحِ
الصَّحِيْحِ فَلَا يُعَوَّلُ عَلَيْهِ ٭

وَبِهٰذِهِ الْكَمَالَاتِ الْفِطْرِيَّةِ
وَالْمُكْتَسَبَةِ صَدَرَتْ مِنْهُ
الْمُعْجِزَاتُ فَمِنْهَا الْاِخْبَارُ عَنِ
الْمُغَيَّبَاتِ وَسِرُّهُ اَنَّ الْمُقَرَّبَ
بِاَيِّ اقْتِرَابٍ كَانَ يَنْفَتِحُ لَهٗ
بَابَانِ بَابٌ اِلَى الْعِلْمِ الْفِعْلِيِّ
وَبَابٌ اِلَى الْعِلْمِ الْاِنْفِعَالِيِّ
وَاَمَّا الْمُقْتَرِبُ بِقُرْبِ النَّوَافِلِ

اور اسی اثناء میں آپ نے حج کیا اور یہ
فرمایا کہ بیشک اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنا
خلیل بنا لیا جیسا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو اپنا خلیل بنایا تھا، اور
سورۂ نصر نازل ہوئی ہمارا ذوق تو یہی
ہے لیکن جس نے اپنے ذوق کی بنا پر
یہ کہا ہے کہ آپکو امت مرحومہ کے ایک
فرد کے ذریعہ ہجرت کے ہزار سال کے
بعد خلت کا مرتبہ حاصل ہوا اس کا یہ
کہنا نبوت کے منافی ہے اور نص صریح
کے مخالف ہے اسلئے یہ قول مستند نہیں،

اور ان ہی کمالات فطریہ اور
اکتسابیہ کی بدولت آپ سے انواع
واقسام کے معجزات صادر ہوئے، (۱)
غیب کی خبریں بتلانا اسکا راز یہ ہے
کہ جسکو قرب حاصل ہو خواہ اسکی نوعیت
کچھ ہو اس کے سامنے دو دروازے کھل
جاتے ہیں ایک علم فعلی اور دوسرا علم
انفعالی کیطرف اور جیسے قرب نوافل

فَلِاضْمِحْلَالِهٖ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ
وَاَمَّا الْمُتَقَرِّبُ بِقُرْبِ الْفَرَائِضِ
فَتَجَلَّى اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ فِيْ عَيْنِهٖ
بِاَحْكَامٍ تُنَاسِبُ عَيْنَهَا
وَاَمَّا الْمُتَقَرِّبُ بِقُرْبِ الْوُجُوْدِ
فَلِانْقِهَارِهٖ تَحْتَ حُكْمِ الْعَيْنِ
الَّتِيْ هِيَ خَيْرٌ كُلُّهٗ اَيْ لَاحَقِيْقَةَ
لَهَا اِلَّا اَنَّهَا تِمْثَالٌ لِلْخَيْرِ حَيْثِيَّةً
مِنَ الْحَيْثِيَّاتِ فَلَاجَرَمَ اَنَّهٗ
يَعْلَمُ كُلَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ
اَوْ بَعْضَهَا ثُمَّ اِنَّ الصَّفَا
الْمُكْتَسَبَ اَيْضًا
يُفِيْدُ كَشْفًا لِّلْكَائِنَاتِ
الْكَوْنِيَّةِ وَمِنْهَا اِجَابَةُ
الدَّعَوَاتِ فِيْ اَسْرَعِ
الْاَوْقَاتِ وَسِرُّهَا مَا كُنَّا
اَشَرْنَا اِلَيْهِ مِنْ اَنَّ الْاَفْعَالَ
وَالْاَقْوَالَ تُثْبَتُ فِي
الصُّحُفِ وَ

حاصل ہو اسکے سامنے تو اسلئے کہ اس
نے اپنی ہستی کو ذات اقدس جل شانہٗ
میں مضمحل کر دیا ہے قرب فرائض
والے کے سامنے اسلئے اسکی عین ثابتہ
اللہ تعالےٰ کی تجلی گاہ ہوتی ہے جس
سے اسکے مناسب احکام ظہور میں آتے
ہیں اور قرب وجود والے کے سامنے
اس لئے کہ وہ عین ثابتہ کا مقہور ہوتا
ہے اور اسکے حکم کے ماتحت رہتا ہے
اور عین ثابتہ سراسر خیر ہی خیر ہے اور
کسی نہ کسی حیثیت سے وہ خیر ہی
کا متمثل ہوتا ہے اسی بنا پر اسے اولین اور
آخرین کا حال کلًا یا جزءً معلوم ہو جاتا ہے
اور جو صفائی قلب کی اکتسابی ہوتی ہے
وہ بھی کائنات ونسبیہ کے کشف کا
فائدہ دیتی ہے (۲) دعاؤں کا بہت
جلد قبول ہو جاتا اس کا راز وہی ہے
جو ہم لکھ چکے ہیں کہ اقوال اور اعمال
کو صحف میں ثبت کیا جاتا ہے اور

تخرج على حسب السبوع
واني ارى ان اكثرها
مؤيد بتلاوة الاسماء وكذا
ما بعدها من انواع
المعجزات ومنها زيادة
الطعام والشراب وسرها
انفتاح الباب الى التجلي
الايجادي في الربوبية المرجوة
من حيث الاقترابات و
منها تكلم الجمادات و
العجماوات وانقيادها وسرها
انفتاح التجلي الايجادي
في الربوبية الكمالية ومنها
كف الاعداء وتعذيب
منكريه وسر الاول
حماية السبوع والثاني
ان معارضة المقترب
يورث حزنا۔

مرتبۂ سبوع کے تعلق انکا ظہور ہوتا ہے
میری رائے میں اسماء حسنیٰ کی تلاوت
اس کا بڑا سبب ہے اور دیگر انواع
معجزات کیلئے بھی یہ ایک تائیدی
سبب ہے اور انہیں انواع میں سے
کھانے پینے کی اشیاء کی خارق از عادت
زیادتی کا ظاہر ہونا ہے اس کا راز
تجلی ایجادی کے دروازہ کھلنے میں مضمر
ہے جو اقترابات مذکورہ کا نتیجہ ہے اور
جس کا ظہور ربوبیت کمالیہ میں ہوتا ہے
اور ایسے ہی بے زبان جانوروں اور
جمادات کا کلام کرنا اور مطیع و فرمانبردار
ہونا اس کا راز بھی اس ایجادی تجلی
میں مضمر ہے جس کا ظہور ربوبیت کمالیہ
میں ہوتا ہے اور اسی طرح دشمنوں کے
شر کو اس سے روکنا ہے اور اس کے
منکروں پر عذاب نازل کرنا اور اول کا
راز مرتبہ سبوع کی حمایت ہے اور موخر الذکر
میں اہل قرب کی مخالفت کرنا جو ان کی ذات کا باعث ہے

اقسام وحی

وَالْوَحْيُ عَلَى اَنْوَاعٍ مِنْهَا
مَاكَانَ فِي الْمِعْرَاجِ وَهُوَ
عِنْدَ حِزْبِ الْحِكْمَةِ فِي الْيَقْظَةِ
بِبَدَنٍ مِنْ تَجَسُّدِ الْكَمَالَاتِ
لَا مِنْ تَجَوْهُرِ الْعَنَاصِرِ وَ
سِرُّهُ. تَقَاضَاءُ الْعَيْنِ التَّبَحُّرَ
فِي الْمَعَارِفِ فِي جَانِبِ
الْاِقْتِرَابِ الْفَرَائِضِيِّ
وَالْاِقْتِرَابِ الْمَلَكِيِّ مَعًا
وَمِنْ هٰذَا لَتَيْسِيْرُ يُفَكُّ
الْعُقْدَةُ فِي شَقِّ الصَّدْرِ وَ
تَحْقِيْقُ تَجَسُّدِ الْكَمَالَاتِ
عَمِيْقٌ جِدًّا وَكَشْفُ السِّرِّ
اَنَّ الْكَمَالَاتِ الْمُتَوَحِّدَةَ كَمَالًا
وَاحِدًا شَيْءٌ مُقَرِّبٌ بِاللهِ
سُبْحَانَهُ بِضَرْبٍ مَا مِنَ الْقُرْبِ
فَلَابُدَّ اَنَّ لَهُ صُوْرَةً حَقَّةً

وحی کے متعدد اقسام ہیں، معراج
کی حالت میں جو وحی ہوئی تو اہل حکمت
کے نزدیک معراج بحالت بیداری اسی
جسم کیساتھ ہوئی ہے جو کہ کمالات کا
تجسم تھا اس بدن کیساتھ نہیں ہوئی جو کہ
عناصر سے مرکب شدہ ہے اسکا راز یہ
ہے کہ عین ثابتہ کا تقاضا قرب فرائض
اور قرب ملائکہ دونوں لحاظ سے عالم
معارف میں تبحر حاصل کرنا ہے اور اسی
راز سے شق صدر کا عقدہ حل ہو جاتا ہے۔
تجسم کمالات کی حقیقت کا مسئلہ ایک
عمیق راز ہے جو تمام جداگانہ کمالات
ایک وحدانی صورت اختیار کرتے ہیں
تو وہ ایک ایسی چیز ہوتی ہے کہ جسے
اللہ تعالے کی ساتھ ایک گونہ قرب
حاصل ہوتا ہے لہذا یہ ضروری ہے کہ
ارتقاء کی ہر ایک منزل میں ایک

تَتَنَبَّهُ فِي كُلِّ نَشْأَةٍ وَ
قَدْ تَكُونُ حِسِّيَّةً وَقَدْ تَكُونُ
مِثَالِيَّةً وَسَيَأْتِيكَ تَجَسُّدُ
الشُّرُورِ فِي حَدِيثِ الدَّجَّالِ
فَقِسْهُ عَلَى هٰذَا.
وَمِنْهُ الرُّؤْيَا كَحَدِيثِ
الْكَفَّارَاتِ وَالدَّرَجَاتِ
وَحَدِيثِ الْمُعَادِيَاتِ
وَسِرُّهَا مَا قُلْنَا فِي الْمِعْرَاجِ
وَمِنْهَا تَمَثُّلُ جِبْرِيْلَ لَهُ
بِحَيْثُ يَرَاهُ النَّاسُ كَمَا
فِي حَدِيثِ سُؤَالِهِ عَنِ
الْإِسْلَامِ وَالْإِيْمَانِ وَ
الْإِحْسَانِ وَأَشْرَاطِ
السَّاعَةِ وَسِرُّهُ مَا أَشَرْنَا
إِلَيْهِ مِنْ أَنَّ الْمَلَأَ لَتَكَرَّرَ
بَعْدَ أَنْ تَهْتَزَّ
بِالتَّأَلُّفِ الْاِسْتِعْدَادِيِّ
قَدْ تَتَمَثَّلُ بِالْبَدَنِ

صورت حقیقیہ ہو جو بعض اوقات
صورت حسیہ ہوتی ہے اور بعض اوقات
مثالیہ آگے حقیقت دجال کی بحث میں
یہ سمجھائے گا کہ وہ شرور کا تمثل ہے تو
اس کو بھی اسی پہ قیاس کر لینا
وحی کی ایک قسم رویائے صادقہ ہے
مثلاً کفارات اور درجات کی حدیث
اور معادیات کی حدیث اس کا بھی
راز وہی ہے جو معراج میں مذکور ہوا
اور ایک قسم وحی کی یہ ہے کہ جبریل
آدمی کی صورت میں متمثل ہوں اور تمام
حاضرین انہیں دیکھ لیں، مثلاً وہ حدیث
کہ جبریل امین نے آدمی کی شکل میں آکر
ایمان اور اسلام اور احسان کی حقیقت
دریافت کی اور علامات قیامت کو
معلوم کیا اس کا راز بھی ہم پہلے اشارۃً
بیان کر چکے ہیں، کہ ملائکہ میں جس وقت
تعلق استعدادی کی بنا پر اہتزاز پیدا
ہوتا ہے تو اسکے بعد وہ کبھی کبھی بدن

المثالي ومنها النفث في
الروع كحديث إلا الدين
في الجهاد وحديث يعلى
بن أمية وحديث أبي سعيد
في جواب من قال أو يأتي
الشر بالخير وقد كان
يذهب عن حسه وذلك
لشدة ما لكية الاقتراب
الملكوتي أو الاقتراب
الفرائضي واستغراقه
فيهما ومنها الاشراف
والكشف كحديث بائع
الحنطة وكحديث
الناقة في التبوك وقد
مهدنا بعض تبيانه
ومنها الوحي الباطني
وهو الحكمة أو مقتضى
الارسو الطالع من فؤاده
وقد ذكرنا شيئًا ومنها

مثالی میں متجسد ہوتے ہیں اور وحی کی
ایک قسم نفث فی الروع ہے جیسا کہ
اس حدیث کا استثنائی فقرہ کہ شہید کے
تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں مگر
قرضہ اسی طرح یعلی بن امیہ کی حدیث
اور ابو سعید کی وہ حدیث کہ جس میں
مذکور ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا،
کیا خیر سے بھی شر پیدا ہوتا ہے اس
حالت میں آپ اپنے حواس ظاہری سے
غائب ہو جاتے ہیں، کیونکہ قرب فرائض
اور قرب ملکوتی میں آپکو استغراق حاصل
ہوتا ہے اور ان کا اثر آپ پر اس طرح
غالب آ جاتا ہے کہ گویا کہ آپ انکے
قبضہ میں ہیں ایک قسم وحی کی اشراف اور کشف ہے
جیسا کہ گندم بیچنے والے کی حدیث یا اونٹنی والا
واقعہ جو جنگ تبوک میں پیش آیا جس کے متعلق ہم کچھ
تذکرہ کر چکے ہیں اور ایک قسم کو وحی باطنی کہا جاتا ہے
یہ وہی چیز ہے کہ جسے قرآن کریم میں حکمت کے ساتھ موسوم
کیا گیا ہے نیز اس کی ایک قسم بھی ہے جو اس سم پاک کا

القرآن وهو اعظمها واكرمها
ولن يتفسر لك اجمال القرآن حتى
تمهد له وجوها من التحقيق
فاستمع لما يتلى عليك ۔

مقتضا ہے جس کا آپ کے قلب مبارک سے طلوع ہوا
دونوں قسموں کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں سب سے
بڑی وحی اور اس کی افضل ترین قسم قرآن مجید
ہے لیکن قرآن مجید کا اجمال اس وقت تک
واضح نہیں ہو سکتا جب تک تحقیق کے طور پر ذیل کی تمہید نہ پڑھو

قرآن مجید کے منازل ارتقاء

للقرآن نشآت خمس
النشأة القديمة الافاضية
نشأة الكلام القديم الذي
هو من جزئيات الارادة
ولا نعني بذلك الا الافاضة
بالفعل للتربية الكمالية
العلمية النشأة المتجددة
من قبيل الاسم المتجدد
نشأة نسمته صلى الله عليه و
سلم وقد استوطن ذروة سنام
كل من هذه النشآت من قبل كماله
صلى الله عليه وسلم اما النشأة

قرآن مجید کے منازل ارتقاء پانچ
ہیں (۱) ارتقاء قدیمہ یعنی افاضہ بالفعل
(۲) کلام قدیم کا وہ ارتقاء جو صفت
ارادہ کی جزئیات سے ہے اس سے
ہماری مراد افاضہ بالفعل ہے جس کا تعلق
علمی تربیت کمالیہ سے ہے (۳) متجدد
ارتقاء جس کی مثال اسم حادث متجدد سے
ہے (۴) نسمہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارتقاء
یاد رکھو کہ ان تمام ارتقاءات میں انتہا
تک پہنچ جانے کا منبع آپ کا اپنا کمال
ہے صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تین قسم کے
ارتقاءات میں آپ کو جو درجہ عالیہ حاصل

لثلث الاول فتمثل اعتلائه	تھا وہ اس طرح متمثل ہوا کہ آپ کو
فیها احاطة لاصول العلوم	اصول علوم پر احاطہ حاصل ہوا جیسا کہ
لما سیاتیك واما الرابع	اسکا بیان عنقریب آئیگا، ارتقاء چہارم
فتمثل اعتلائه فیه فصاحة	میں آپکا درجہ عالیہ فصاحت و بلاغت
وبلاغة واسلوبا والسر	اور حسن اور اسلوب کیصورت میں متمثل ہوا
فیها هو ان تتم الامور	اسکا راز یہ ہے کہ ظہور کی بہترین قسم یہ
باسرها فی تلك النشاة	ہے کہ اسمیں کامل ترین امور نمایاں ہوں
واما الخامسة نشاءة	جسکا تعلق اس نشاہ سے ہے اور پانچواں
المدركة فكان له نور	مدرکہ کا ارتقاء ہے چنانچہ ایک نور تو
من قبل اصله ونور من	آپ کو اپنی اصلی حالت کے لحاظ سے
قبل ملابسة السابقین	حاصل تھا اور ایک نور آپ کو سابقین
ایاه فعرض فی النشاة	کے ساتھ تعلق رکھنے کی بنا پر
الشرعیة .	حاصل ہوا ارتقاء تشریعی کا تعلق اسی سے ہے،

علوم قرآن

وعلوم القران برمتها	قرآن پاک جن علوم پر مشتمل ہے
تنحصر فی كلیات سبع	وہ سات قسموں میں منحصر ہیں (۱) الہیات
الالهیات من الذات والاسماء	یعنی ذات اقدس اسماء ذاتیہ، اسماء
الذاتیة والفعلیة والمتجددة.	فعلیہ اور اسماء متجددہ کا بیان

التكوينيات وتسمى بالآيات
وعمدتها أمور تجوهر السماء
والأرض آيات السماء آيات
الجو آيات العناصر آيات
المعادن آيات النبات آيات
الحيوان آيات الإنسان
عجائب مقامات الأنبياء
الوعظ وتفسيره قهر المدارك
الظلمانية بالأنوار المعارف القدسية
وعمدة وجوه الترغيب والترهيب
بوقائع الآخرة والدنيا والقصص
التي تنكسر بسماعها سورة النفس
والتمثيل بأمثال يقع في النفس
بموقع والتشنيع والتنويه والتسلية
الشرع وفيه أبواب العبادات و
الكبائر والعادات كالأخلاق والمعاملات
وتدبير المنزل وسياسة المدينة
المعاد وفيه أربعة منازل القبر
والحشر ويوم الحساب والجنة و

تکوینیات انکو آیات بھی کہتے ہیں
مثلاً زمین و آسمان کی تخلیق مظاہر جو یہ
عناصر اور موالید ثلاثہ یعنی جمادات ور
نباتات اور حیوانات تخلیق انسان کا
بیان اور مقامات انبیاء کے عجائبات
(۳) وعظ وارشاد یعنی جہالت کی تاریکیوں
کو معارف قدسیہ سے منور کیا جائے ترغیب
و ترہیب کی بہترین صورت یہ ہے کہ دنیا
و آخرت کے عبرت آموز واقعات ور
قصص جن کو سنکر نفس کی سرکشی کم ہو اور
وہ تمثیلات جن کا پیرایہ بیان بہت
موثر ہو اسی طرح برائیوں کی مذمت
اور خوبیوں کو سراہنا اور تسلی آمیز
چیزیں بیان کرنا
(۴) شرعیات اور اس میں جملہ عبادات
اعمال اور عادات اخلاق معاملات
تدابیر منزل سیاست مدنیہ داخل ہیں
(۵) معاد یہ آخرت کی چار بڑی منزلیں
ہیں قبر حشر روز قیامت جنت اور

النار المحاجة الكفار وفيها مسائل التوحيد عبارةً وإثبات المعاد وإثبات النبوة وإثبات تنزيه الله تعالى عن الولد وردّ تحريفاتهم والقصص والمذكور منها قصص الأنبياء وقصة إسكندر ذي القرنين وغيرها وسر هؤلاء العلوم انقلاب الحكمة وحيا وكان المحاجة هي وعظ مالأن أصلهما واحد وهو الإرشاد انقلب تربية علمية ◦

دوزخ (۶) مجادلہ یعنی کفار کو دلائل سے قائل کرنا، اثبات توحید، اثبات نبوت، اثبات معاد اور منکروں کی تحریفات کا ابطال یہ سب امور اسی قسم سے ہیں (۷) قصص انبیاء کرام کے واقعات اور ذوالقرنین وغیرہ کے واقعات ان علوم کا راز یہ ہے کہ حکمت وحی کی شکل میں تبدیل ہو جائے، اور مجادلہ بھی وعظ تذکیر کی ایک قسم ہے دونوں کا مقصد ہدایت وارشاد اور تربیت علمیہ ہے

حروف مقطعات

ومن فنون الحكمة فن الحروف وما نعطيه هذا الفن أن الم معناه غيب تعين في المتدنس كفى به عن الآيات والعادات في الأعمال وسيئات الأخلاق من حيث

فنون حکمت میں سے ایک فن حروف کا ہے اس فن کے اصول پر ہمارے نزدیک الٓمٓ کے یہ معنی ہیں وہ غیب جس نے عالم متدنس میں تعین قبول کیا اسکا مفہوم یہ ہے کہ عادات اور اعمال اور اخلاق کی بدعات سے

ما تعين فيها تشريع
او تحقيق قدسي ۔

الٓر معناه غيب تعين في
التخليط تعينا مترددا
غير مستحكم كنى به عن مقامات
الانبياء من حيث انها
مصادمة للشرور الانسية
مرة بعد اخرى ۔

طٰهٰ معناه تنزه كل التنزه
نزل في غيب هذا العالم
التخليطي كنى به عن احكام
الاسماء المتجددة من حيث
انها كيف نزلت في
المدارك الانسانية ۔

طٰسٓمٓ معناه تنزه حق
التنزه سرى سريانا تنزهيا
في عالم التخليط كنى به
عن الاسماء المتجددة واحكامها
التي هي بحسب سريانها

ضمن میں تشریع اور تحقیق مقدس کو
تعین حاصل ہے

الٓر کے یہ معنیٰ ہیں کہ غیب کو عالم
تخلیط میں تعین حاصل ہوا، لیکن یہ تعین
مستحکم اور برقرار نہیں اس سے مراد
انبیاء علیہم السلام کے مقامات ہیں
اس حیثیت سے کہ وہ شرور انسیہ سے
بار بار ٹکراتے رہتے ہیں،

طٰہٰ کے معنیٰ یہ ہیں کہ ذات اقدس
کو کامل تنزیہ حاصل ہے کہ جس نے
اس عالم تخلیط کے غیب میں نزول فرمایا
اس کا مفہوم یہ ہے کہ اسماء متجددہ کے
احکام نے کس طرح مدارک انسانیہ
میں ظہور فرمایا،

طٰسٓمٓ کے معنیٰ یہ ہیں کہ ذات اقدس
کما حقہ منزہ ہے جس کا سریان عالم
تخلیط میں تنزیہی ہے، اس سے مراد
اسماء متجددہ اور انکے احکام کا ظہور ہے
جسکا یہ مفہوم ہے عالم متدنس میں ان کا

القدسي في العالم الذي نسق وعلومها التي تفيدها بحسب سرايتها القدسي ۔

سریان مقدس ہے اور اس کے علوم باعتبار اس کے سریان مقدس کے فائدہ دیتے ہیں،

حٓمٓ معناه غيب ظهر في المتدنس كفى به عن توال الكفرة وعقاباتهم متصعدة الى التحقيق في موطن الوحي والوعظ بالترهيب والترغيب والتشنيع والتنويه من حيث انه حق نزل في التغليظ كما يعانده ودفاعا لانتظامه

حٓمٓ کے یہ معنی ہیں کہ غیب نے عالم متدنس میں ظہور کیا اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب کافروں کے عقائد باطلہ اور اعمال و اخلاق خبیثہ نے عالم غیب کی طرف صعود کیا تو ان کا قلع قمع کرنے کے لئے حق کا نزول ہوا، وحی اترتی رہی اور آپ ترغیب و ترہیب کے ذریعہ ان کی ہدایت کا حق ادا کرتے رہے بالآخر ان کے نظام فاسد کو توڑ دینے کا باعث ہوئے۔

عسٓقٓ معناه الظهور المتجسم الساري في هذا العالم المتدنس المتحجر

عسٓقٓ کے معنی اس ظہور نور کے ہیں، جو اس عالم متدنس میں جاری وساری ہے،

قٓ معناه قباحات متحجرة تقابلها قوة قدسية كفوء به عن الوعظ والآيات النصائح ۔

قٓ کے معنی قباحات کا مجسم ہے جس کا مقابلہ قوت قدسیہ کیساتھ ہوا اسکا مفہوم وعظ و نصیحت ہے۔

نٓ معناہ نور فی الظلمۃ کنی	نٓ کے معنی تاریکی کے اندر نور اس کا
بہ ایضا عن الوعظ ۔	بھی مفہوم وعظ و نصیحت ہے،
صٓ مقام قدسی اقترب	صٓ: کوئی صاحب مقام قدسی جس نے
باللہ تعالیٰ قربا قدسیا	ذات اقدس کا قرب قدسی حاصل کیا
من حیث انہ عائد	ہو اور اس کے اثرات اس پر فائض
الیہ کنی بہ عن مقامات	ہوں، اس سے مراد انبیاء کرام کے علوم
الانبیاء وعلومھم التی ھی	اور ان کے مقامات ہیں، جو باعتبار
بحسب وجاھتھم ۔	وجاہت کے انکو عطا کیئے گئے ہیں،
یٰسٓ معناہ شیٔ متردد	یٰسٓ کے معنی وہ چیز جو ظہور اور
بین الظھور والخفاء	خفاء میں متردد ہو، اور اس عالم
سار فی العالم کنی	میں وہ ساری ہو اس میں احکام اسم
بہ عن احکام الاسم	متجدد اور اس کے علوم کی طرف اشارہ
المتجدد علومہ واعلمن	ہے یاد رکھو کہ ط کا مفہوم ہمارے
ان ا ط عندنا یشابہ	نزدیک اس طرح ہے جس طرح منطق میں
الحیوان بشرط لا والعام	حیوان بشرط لا شیٔ کا مفہوم اس طرح
بشرط شیٔ والا تشبہ	ہے جیسے حیوان بشرط شیٔ اور یا لفظ
لا بشرط شیٔ وان ھذہ	کا مفہوم مثل حیوان لا بشرط شیٔ اور
المقطعات اسماء	یہ حروف مقطعات ان سورتوں کے
مجلیۃ للسور بحیث	نام ہیں کہ جنکے شروع میں لائے اور

مضامینهما وعسی أن یتحدا مفهومان فی أمرین متغایرین بالاعتبار کقصة الانبیاء یدخل تارة فی الوعظ و تارة فی مقاماتهم وتارة فی الآیات وکذلک المعاد وغیره وان سلیقة الاسم المتجدد فی ابداع المضامین والاسالیب لکن شتان شبهه بالاتفاقیات وهذا اصبانه المقامات الفرائضیة ناطبة وشبه بسلیقة الکاتب حیث تعین فی نفسه سالکه مدحیة مثلا قافیته کذا وکذا واسلوبه کذا او کذا او ذلک لما اشرنا الیه من ان القرآن استوطن ذروة السنام فی المواطن التسمیة فتدبره

باعتبار مضامین کے انکا خاکہ ہیں، اور ممکن ہے کہ کلام مجید کی دو جگہیں بلحاظ مفہوم ایک جیسی ہوں لیکن دونوں سے مختلف نتائج اخذ کئے جائیں جیسا کہ انبیاء کرام کے واقعات کہ کبھی ان کا مقصد وعظ وارشاد ہوتا ہے اور کبھی انکے مراتب کا اظہار مقصود ہوتا ہے اور کبھی وہ آیات قدرت پر توجہ دلانے کیلئے آتے ہیں معاد وغیرہ کی آیات کو بھی اسی پر قیاس کیجیئے مضامین اور ابداع کے اسالیب میں طرز تجدد کو دو طریقوں سے مشابہت دی جاسکتی ہے ایک اتفاقیات چنانچہ تمام مقامات فرائضیہ کی یہی فرضیت ہے دوسرے یہ کہ انشاء پردازی کا اصول اختیار کیا جائے مثلاً ایک انشاء پرداز پہلے اپنے ذہن میں ان مضامین کا خاکہ باندھتا ہے کہ اس کا قافیہ کیا ہوگا اور اسلوب بیان کیا ہوگا وغیرہ وغیرہ کیونکہ مواطن تسمیہ میں قرآن مجید کا مقام اعلیٰ ترین ہے

اسالیب سُوَر

وَجُمْلَۃُ الْقَوْلِ فِی	اسالیب سور کے تعلق مختصراً یہ
اَسَالِیْبِ السُّوَرِ هُنَاكَ	کہا جا سکتا ہے کہ ہر ایک صورت
مَوَاطِنَ ثَلٰثَۃً	کے تین حصے ہوتے ہیں
اَلْاَوَّلُ الْمَطْلَعُ وَلَہٗ عِدَّۃٌ مِنَ	پہلا حصّہ مطلع ۔ اور یہ اس کے عمدہ
الْاَسَالِیْبِ اَلْقَسَمُ بِالْاٰیَاتِ	اسالیب ہیں کہ آیات عظام سے قسم
الْعِظَامِ وَاعْلَمْ اَنَّ اللہَ سُبْحَانَہٗ	کھا کہ سورت کو شروع کرنا اسکا مقصد
لَا یُرِیْدُ بِالْقَسَمِ اِلَّا التَّنْوِیْہَ	مقسم بہ کی جلالت قدر کا اظہار ہوتا
بِشَانِہَا وَاِعْظَامَ اَمْرِہَا	ہے اور عقول انسانیہ کو ان کی جانب
وَتَذْکِیْرَہَا الْمَدَارِكَ الْاِنْسَانِیَّۃَ	متوجہ کرنا مقصود ہوتا ہے بسا اوقات
وَعَسٰی اَنْ لَا یَکُوْنَ لَہٗ جَوَابٌ	یہ قسمیں جواب قسم سے بے نیاز ہوتی
کَمَا لَا یَکُوْنُ جَوَابُ لِاِنِ	ہیں جیسا کہ ان متصلہ اور لو حرف تمنی
الْمُتَّصِلَۃِ وَلَوْ التَّمْنِیَۃِ فَفَكُّ	کو جواب کی حاجت نہیں ہوتی اس
الْعُقْدَۃِ مِنْ هٰذِہِ السَّبِیْلِ قَوْلُہٗ	سے عقدہ حل ہو جاتا ہے اور آیات ذیل
تَعَالٰی وَالْکِتَابِ الْمُبِیْنِ اِنَّا	اسی قبیل سے ہیں والکتاب المبین
اَنْزَلْنٰہُ الْاٰیَۃَ وَقَوْلُہٗ وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ	انا انزلنٰہ والفجر و لیال عشر
عَشْرٍ وَالصّٰفّٰتِ وَغَیْرِہَا ۔	والصّٰفّٰت وغیرہ
وَفِیْ کَثِیْرٍ اَوْقَاتٍ هَائِلَۃٍ تَتَصَنَّعُ	(۲) ابتداء سورت میں ہولناک واقعات

لِذِكْرِهَا الْقُلُوبُ وَتَقْشَعِرُّ
الْجُلُودُ وَهُوَ بَرَاعَةُ
الْاِسْتِهْلَالِ لِأَنْوَاعِ الْمَوْعِظِ
وَلَهُ صِيغَتَانِ الْأُولَى صِيغَةُ
الشَّرْطِ كَقَوْلِهِ إِذَا وَقَعَتِ
الْوَاقِعَةُ وَإِذَا السَّمَاءُ
انْشَقَّتْ وَهٰذَا الشَّرْطُ
لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ عِنْدَنَا
كَمَا عَلِمْتَ فِي الْقِسْمِ
الثَّانِيَةِ مِثْلُ قَوْلِهِ
تَعَالَى الْحَاقَّةُ وَمَا الْحَاقَّةُ
الْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ
الْعُنْوَانُ كَمَا يَكْتُبُ
الْكَاتِبُ فِي مُفْتَتَحِ رِسَالَتِهِ
مِنْ فُلَانٍ إِلَى فُلَانٍ فَكَذٰلِكَ
قَوْلُهُ تَعَالَى تَنْزِيلُ الْكِتَابِ
مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ وَكَمَا يُكْتَبُ
فِي مُفْتَتَحِ السِّجِلَّاتِ هٰذَا كِتَابُ
الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ أَوْ كِتَابُ النِّكَاحِ

کا تذکرہ کرنا جسکو سن کر دل پگھل
جائیں اور بدن کے رونگٹے کھڑے
ہو جائیں اور یہ وعظ کیلئے براعت
استہلال کے درجہ میں ہے اسکے استعمال
کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ اسکو
جملہ شرطیہ کی صورت میں لایا جائے جیسا
کہ اذا وقعت الواقعۃ اور اذا السماء
انشقت اور اس قسم کی شرط کو جزا کی
ضرورت نہیں ہوتی جیسا کہ ابھی قسم کے
بارے میں مذکور ہوا اور دوسرا طریق
ادا اس قسم کے الفاظ ہیں الحاقۃ ما
الحاقۃ اور القارعۃ ما القارعۃ
(۳) وہ عنوان کے طریقہ پر ہو جیسا کہ
کاتب اپنے رسالہ اور خط کی ابتداء میں
من فلاں الی فلاں لکھا کرتا ہے تو اسی
طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تنزیل
الکتاب من اللہ العزیز الحکیم اور
جیسا کہ دستاویزوں میں لکھا جاتا ہے
کہ یہ بیعنامہ اور نکاح نامہ ہے تو اسی

كَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ذٰلِكَ
الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى
لِّلْمُتَّقِيْنَ اِنَّ لِلْعُنْوَانِ صِيْغَتَيْنِ ۔
الْاِبْتِدَاءُ بِالْحَمْدِ اَوِ التَّسْبِيْحِ
اَوِ التَّبَارُكِ يُكْتَبُ فِيْ
مُفْتَتَحِ الرِّسَالَةِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
وَالشُّكْرُ لَهٗ ۔
اُسْلُوْبٌ سَاذَجٌ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى
اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى
سَاَلَ سَائِلٌ وَلَا يَخْلُوْ
عَنْ اِبْدَاعٍ مَّا ۔
الشَّرْطُ الثَّانِي اَلْحَشْوُ وَ
قَدْ رُوْعِيَ فِيْهِ التَّغْنِيْبُ
وَاَعْنِيْ بِهٖ ذِكْرَ الْقَصَصِ
مَرَّةً وَذِكْرَ الْمَعَادِ مَرَّةً
وَالتَّخْوِيْفَ بِعَذَابِ الدُّنْيَا
اُخْرٰى وَمُحَاجَّةَ الْكُفَّارِ
اُخْرٰى ثُمَّ يَعُوْدُ وَيَذْكُرُ
الْقَصَصَ عَلٰى هٰذَا

طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ذٰلک
الکتاب لا ریب فیہ الخ غرضکہ عنوان
کے دو طریقہ ہیں،
(۴) حمد و تسبیح اور شکر کے کلمات کیساتھ
شروع کرنا جیسا کہ کاتبوں کا بھی ان ہی
الفاظ حمد و شکر کے ساتھ اپنے رسائل کو
شروع کرنیکا دستور ہے،
(۵) بغیر کسی عنوان کے شروع کر دینا
جیسا کہ اتیٰ امر اللہ، سأل سائل وغیرہ
لیکن اس افتتاح میں بھی ایک قسم
کا ابداع ہوتا ہے،
اور دوسرا مقام حشو ہے (یعنی مطلع اور
مقطع کا درمیانی حصہ) اور اسمیں تغلیب
کی رعایت کی گئی ہے مقصود یہ کہ واقعات
کا تذکرہ کرتے ہوئے معاد کا ذکر شروع
ہو گیا اور کبھی عذاب نار سے ڈرانا
شروع کر دیا اور کبھی منکروں کی رد و قدح
کا جواب دیا جاتا ہے ان سب انواع
کے بعد پھر اصل واقعہ بیان ہونے لگتا

الترتیب فیکون اوقع فی الاذهان وابعد من الملال وهذا بحسب التشبیہ الثانی من التشبیہین واما التشبیہ الاول فذلک حصر وردہ بحسبه والموطن الثالث المقطع وقد روعی فیه انواع النصح والتسلیة والتخویف بالاجمال فهذہ وجوہ من علم التفسیر وعسی ان نحیط وجوہ التفسیر ان وفق اللہ سبحانہ .

ہے اور وہی ترتیب ملحوظ ہوتی ہے یہ طرز بیان بہت ذہن نشین ہوتا ہے اور ملال کو دور کر دیتا ہے یہ اصول بیان قسم ثانی ہے جس کو ہم نے طرز انشاء پردازی سے تشبیہ دی ہے لیکن قسم اول حد ضرورت تک محدود رہتی ہے اور تفسیر مقام مقطع ہے کہ جس میں نصیحت اور تسلی اور تخویف کے انواع کو اجمالی طور پر ملحوظ رکھا جاتا ہے یہ علم تفسیر کے اصول ہیں اور ممکن ہے اگر اللہ تعالے نے توفیق عطا کی تو ہم ان اصول تفسیر کو مفصل بیان کر دینگے

کلام نفسی

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انزل القرآن علی سبعۃ احرف لکل آیۃ منها ظهر وبطن

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قرآن مجید سات حروف پر نازل ہوا ہر ایک آیت کیلئے ظہر اور بطن ہے اور ہر ایک حد کیلئے مطلع

وَلِكُلٍّ حَدٌّ مَطْلَعٌ اَخْرَجَهُ	ہے اس حدیث کو بغوی نے شرح
الْبَغَوِيُّ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ ۔	السنۃ میں بیان کیا ہے ،
وَلْنُفَصِّلِ الْاَحْرُفَ وَالظَّهْرَ	اب ہم تمہارے سامنے ان حروف اور
وَالْبَطْنَ وَالْحَدَّ وَالْمَطْلَعَ	ظہر و بطن اور حد و مطلع کی تفصیل بیان
نَقُوْلُ الْاَحْرُفُ تَمَثُّلَاتُ	کرتے ہیں ، کلام نفسی کو الفاظ مترادفہ
الْكَلَامِ النَّفْسِيِّ مِنَ الْاَلْفَاظِ	اور متقاربہ کی شکل میں جو تمثلات
الْمُتَرَادِفَةِ وَالْمُتَقَارِبَةِ وَتَحْقِيقُ	حاصل ہوتے ہیں انہیں احرف کہتے
ذٰلِكَ اَنَّ لِلنَّفْسِ الْاِنْسَانِيِّ	ہیں اور اس کی تحقیق یہ ہے کہ پیشتر
وَصْفًا قَبْلَ التَّكَلُّمِ هُوَ	اس سے کہ انسان اپنے منہ سے کوئی
اِجْمَالُ الْكَلَامِ كَمَا يُوْجَدُ فِي	بات نکالے اسکا مجمل خاکہ اسکے دل
اَرْوَاحِ الْمَوْتٰى حَيْثُ لَمْ	ودماغ میں موجود ہوتا ہے جیسا کہ یہ
يَبْقَ فِيْهِمْ اِلَّا النَّفْسُ الْقَابِلَةُ	کلام نفسی ارواح موتی میں پایا جاتا ہے
لِلْاَوْصَافِ ثُمَّ التَّفْصِيْلُ	کیونکہ ان میں نفس قابلۃ الاوصاف کے
مَفْقُوْدٌ فِيْهِمْ وَهُوَ الَّذِيْ	علاوہ اور کچھ باقی نہیں رہتا ان میں
يُدْرِكُهُ اَهْلُ الْاِشْرَاقِ	تفصیل مشکل ہے اہل اشراق نطق
قَبْلَ التَّكَلُّمِ وَهٰذَا	ظاہری سے قبل اسکا ادراک کیا کرتے
هُوَ الْكَلَامُ النَّفْسِيُّ ثُمَّ	ہیں اور یہی وہ کلام نفسی ہے اور پھر
اِنَّ فِي الْوَحْيِ كَلَامًا مِنْ	وحی میں اسم حادث کی جانب سے
قِبَلِ الْاِسْمِ الْحَادِثِ	ایک کلام ہے ،

يُشْبِهُ هٰذَا الْكَلَامَ
فَسُمِّيَ بِهِ وَلَمَّا أُوْرِدَ عَلٰى
إِمَامِ أَهْلِ السُّنَّةِ أَنَّ
صِفَاتِ اللهِ قَدِيْمَةٌ
فَلِمَ حَدَثَ الْكَلَامُ
تَفَصّٰى عَنْهُ بِأَنَّ الصِّفَةَ
قَدِيْمَةٌ وَتَعَلُّقُهَا حَادِثٌ
يَعْنِيْ بِالصِّفَةِ مَا فِي الْأَزَلِ
وَيَعْنِيْ بِالْحُدُوْثِ هُوَ الَّذِيْ
نَحْنُ فِيْهِ ثُمَّ إِنَّ لِهٰذِهِ
الصِّفَةِ تَجَلِّيْ مَا فِيْ
عَالَمِ الْخَيَالِ بِصُوْرَةِ
الْأَلْفَاظِ وَتَجَلِّيْ مَا فِيْ
عَالَمِ التَّلَفُّظِ أَمَّا فَصَحَّحْنَا
عَنْ تَحَاذِي الْعَوَالِمِ وَأَنَّ
النَّفَسَ الرَّحْمَانِيَّ بَاقٍ وَمِنْ بَقَايَا
الْخُصُوْصِيَّاتِ مَا هِيَ مُسْتَزَادَةٌ
وَأَنَّ الْعَالَمَ النَّازِلَ مُتَوَلِّدٌ
مِنَ الْعَالَمِ الْأَعْلٰى عَلٰى نَحْوِ كَرِ

چونکہ اسی کلام نفسی کیساتھ مشابہ ہوتا
ہے لہذا اسے بھی اسی کیساتھ موسوم کر
دیتے ہیں اور امام اہل سنت پر جسوقت
یہ اعتراض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات
تو قدیم ہیں
تو پھر کلام کے حادث ہونیکے کیا معنیٰ
انہوں نے فرمایا کہ صفت قدیم ہے لیکن
اسکا تعلق حادث ہے صفت سے ان
کی مراد حالت ازلیہ ہے اور حادث
ہونے سے انکی مراد عالم مادی ہیں اسکا
ظاہر ہوتا ہے پہلے صفت عالم خیال
میں یہ صورت الفاظ متجلی ہوتی ہے اور
دوسری تجلی اسکی عالم تلفظ میں ہوتی ہے
یہ چیز ہم بیان کر چکے کہ تمام عوالم
متحاذی ہیں اور نفس رحمانی کو بقاء
حاصل ہے اور خصوصیات کے بقایا کہ
جن میں بعض ایسی بھی ہیں جو بڑھتی
رہتی ہیں اور عالم اسفل کا تولد عالم بالا
سے ہوا ہے ان باتوں کو یاد رکھو جب

فَاِذَا تَنَزَّلَتِ التَّجَلِّیَاتُ وَتَشَخَّصَتِ الْاَلْبِسَۃُ فَھِیَ الْحُرُوْفُ ۔	تجلیات متعدد ہوں اور کلام نفسی کو مختلف لباس پہنائے جائیں تو بھی وہ حروف ہیں ،
وَاَمَّا الظَّھْرُ فَظَاھِرُ مَا یُفْھَمُ مِنَ الْکَلَامِ مِنَ الْمَعْرِفَۃِ الْمُتَلَوِّنَۃِ بِلَوْنِ الْحُدُوْثِ وَاَعْنِیْ مَا یُعْطِیْہِ الْاِسْمُ الْحَادِثُ وَاَمَّا الْبَطْنُ فَمَنْبَعُ ھٰذَا الْاِسْمِ فِیْ عَالَمِ الْغَیْبِ الْقَدِیْمِ وَالَّتِیْ ھِیَ مُتَمَکِّنٌ بِعُنْوَانِ ھٰذَا الْاِسْمِ مِنْ اَنْحَاءِ التَّجَلِّیَاتِ فَھٰذَا الظَّھْرُ وَالْبَطْنُ بِحَسَبِ الْوُجُوْدِ وَاَمَّا بِحَسَبِ الدَّلَالَۃِ فَاللَّازِمُ ظَھْرٌ وَالْمَلْزُوْمُ بَطْنٌ وَالْمَعْلُوْلُ ظَھْرٌ وَالْعِلَّۃُ بَطْنٌ وَلَعَلَّکَ قَدْ اَحَطْتَ بِبَعْضِ الْبُطُوْنِ خُبْرًا حَیْثُ اِنْتَھٰی اِلَیْھَا سَوْقُ الْکَلَامِ فِیْ کِتَابِنَا ھٰذَا	ظہر کے معنیٰ وہ مفہوم ہے جو ظاہر کلام سے سمجھا جائے یعنی وہ معرفت کہ جس پر حدوث کا رنگ آچکا ہو اس سے مراد وہ علم ہے جسکا منبع اسم حادث ہے بطن کا مفہوم اس اسم کی وہ اصل ہے جو عالم غیب قدیم میں ہے اور جس نے کہ اس اسم پر تجلی فرمائی ہے ، ظہر اور بطن کے یہ معنیٰ وجود کے موافق ہیں لیکن دلالت کے اعتبار سے تو لازم ظہر اور اس کا ملزوم بطن ہے معلول ظہر اور علت بطن ہے اور اسی ہماری کتاب میں متعدد جگہ تمہیں بطون کی مثالیں ملیں گی ، کہ جن پر کلام منتہی ہو جائے گا ،
وَاَمَّا الْحَدُّ فَمِقْدَارٌ مِّنْ مَقَادِیْرِ الْغُمُوْضِ وَدَرَجَۃٌ مِّنْ دَرَجَاتِ	حد سے مراد مقادیر غموض میں سے ایک مقدار اور درجات بطون میں سے ایک

البطون نستعد لادراکہ من	درجہ ہے اسے وہی شخص سمجھ سکتا ہے
رزق شانا من شئون الکلام	کہ جسے کلام کے احوال سمجھنے کی توفیق
وھو المطلع ؏	عطا کی گئی ہے اور اسی کا نام مطلع ہے

انبیاء کرام کی ذات شعروشاعری سے منزہ ہے

واعلمن ان اللہ سبحانہ	یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمام
حرم علی الانبیاء قاطبۃ لاسیما	انبیاء کرام اور خصوصاً ہمارے رسول
علی رسولنا صلی اللہ علیہ	اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر شعروشاعری
وسلم سلیقۃ الشعر وسلیقۃ	اور موسیقی وغیرہ تمام چیزوں کو حرام
الموسیقی لانہما لیسا من	کر دیا ہے کیونکہ یہ چیزیں حسن باطن کے
کمالات الحسن الباطنی نشأ	کسی کمال کی مظہر نہیں ان کا ارتقاء
من رستیا بما بحیالہا وقد	جداگانہ طور پر مستقل ہستی کی حیثیت
علمت انہم منسلخون	سے ظہور میں آیا ہے اور تم جانتے ہو
مھلھلوا العین فتعرف	کہ انہیں انسلاخ حاصل ہے اور انکے
ومن علوم الحدیث الالھیات	اعیان لاغر اور کمزور ہوتے ہیں، اور
وعلم الاخلاق وعلم التکوین	علم حدیث کی فروع الٰہیات اخلاق
وعلم الاحکام وعلم المعاد	علم تکوین، احکام شرعیہ، احوال معاد
وعلم القصص کما ذکرنا	اور قصص ہیں جنکا ہم نے تذکرہ کیا ہے
وقد ذکرنا اسرارھا	اور انکے اسرار بھی بیان کئے ہیں علاوہ

وَمِنْ عُلُوْمِہٖ عِلْمُ الدُّعَاءِ وَ	ازیں منجملہ انکے ایک علم دعا ہے تاثیر
سِرُّہٗ اِنْفِتَاحُ تَاثِیْرِ الدُّعَاءِ	دعا کا واضح ہونا اور صحف اعمال میں
وَسَبِیْلُ تَمَثُّلِہٖ فِی الصُّحُفِ	اس کا تمثل بھی اس کا راز ہے، اور من
وَمِنْ عُلُوْمِہٖ عِلْمُ فَضَائِلِ	جملہ ان علوم کے علم فضائل خلاق ہے
الْاَخْلَاقِ وَیَنْبَجِسُ مِنَ	صحف پر اطلاع پانا اطراف اعمال
الْاِشْرَافِ عَلَی الصُّحُفِ وَتَبَیُّنُ	کا پیش نظر ہو جانا اور صحف ہیئات
اَطْرَافُ الْاَعْمَالِ وَھَیْئَاتُھَا فِی	اعمال کا مشاہدہ کرنا اس علم کا منبع ہے
الصُّحُفِ وَعِلْمُ الْمَنَاقِبِ وَ	اور من جملہ انکے علم مناقب ہے حکمت
یَنْبَجِسُ مِنَ الْفِرَاسَۃِ الْمُنْبَجِسَۃِ	سے جو فراست ظہور میں آتی ہے یہ
مِنَ الْحِکْمَۃِ وَمِنْ عُلُوْمِہٖ	علم اس کا نتیجہ ہے اور من جملہ انکے
تَفْسِیْرُ الْکَلَامِ وَالْاِسْتِنْبَاطُ	علوم متعلق تفسیر قرآن اور متعلق استنباط
مِنْہُ وَھُوَ اَعْظَمُ الْعُلُوْمِ	احکام ہیں ان علوم کا درجہ سب سے بڑھکر
سَنُوْرِدُ عَلَیْکَ مِنْہُ کَفَافًا۔	ہے اسکے متعلق ہم بقدر ضرورت بیان کرینگے
اَمَرَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ بِاَشْیَاءَ	اللہ تعالیٰ نے جن اشیاء کا حکم
مُطْلَقَۃٍ کَالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ	دیا ہے وہ لبسا اوقات مطلق ہوتا ہے
وَکَقَوْلِہٖ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی	جیسا کہ نماز اور زکوٰۃ یا سبح اسم ربک
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَغَیْرِ ذٰلِکَ	الاعلیٰ اور وسبح بحمد ربک وغیرہ چنانچہ
فَوَقَّتَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَوْقَاتٍ مُتَعَیَّنَۃٍ	لئے اوقات متعینہ کی تعیین کی ہے اور

وَاَمَرَ اللّٰهُ بِاُمُوْرٍ كَقُوْمُوْا وَكَبِّرُوْا وَاتْلُ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاَبَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا اَرْكَانُ الصَّلٰوةِ ۔	اللہ تعالےٰ نے بھی اسی طرح حکم فرمایا ہے جیساکہ قوموا ۔ وکبروا ۔ اتل ما اوحی الیک ۔ وارکعو ۔ واسجدوا ۔ سو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرمادی کہ یہ ارکان نماز ہیں ،
وَاَقْسَمَ بِاُمُوْرٍ كَالْفَجْرِ وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى وَالشَّفَقِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ فَاسْتَنْبَطَ مِنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا اَوْقَاتُ الْعِبَادَاتِ عَلٰى تَفْصِيْلٍ ذُكِرَ فِيْ كُتُبِ الْاَحَادِيْثِ ۔	اسی طرح بعض مقامات پر قرآن کریم میں قسم کھائی گئی ہے ، جیساکہ ۔ والفجر والضحیٰ ۔ واللیل اذا سجیٰ اور والشفق ولیال عشر ۔ اس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ استنباط کیا کہ یہ عبادات کے اوقات ہیں اس تفصیل کے مطابق جو کہ کتب حدیث میں مذکور ہے ،
وَسَبَّحَ نَفْسَهٗ فِيْ اَوْقَاتٍ وَحَمِدَ نَفْسَهٗ فِيْ اَوْقَاتٍ فَذَكَرَ اَنَّ الْمُرَادَ الصَّلٰوةُ السِّرِّيَّةُ وَالْجَهْرِيَّةُ بِالْجُمْلَةِ فَهٰذَا طَرِيْقُ اِسْتِنْبَاطِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ قَدْ تَتَبَّعْنَا جَمِيْعَ مَا وَصَلَ اِلَيْنَا مِنَ الْاَحَادِيْثِ الْوَارِدَةِ فِيْ كِتَابِ الصَّلٰوةِ	اور آپ نے بذات خود مختلف اوقات میں اللہ تعالےٰ کی تسبیح اور تحمید کی چنانچہ آپ نے معلوم کر لیا صلوٰۃ سریہ اور جہریہ سے یہی مراد ہے اور یہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ استنباط ہے ہم نے ان تمام احادیث کا تتبع کیا جو نماز کے بیان میں ہم تک

فَوَضَحَ لَنَا أَنَّهَا مُسْتَنْبَطَةٌ كُلُّهَا	پہنچی ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ سب
مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ	کی سب کتاب اللہ سبحانہ وتعالےٰ
اسْتِنْبَاطًا خَفِيًّا وَعَسَى أَنْ	سے استنباط حکم کیطرح مستنبط کی ہوئی ہیں
نُحِيطَهُ فِي رِسَالَةٍ مُنْفَرِدَةٍ قَالَ	اور شاید کہ ہمیں اس بیان
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ	میں ایک مستقل رسالہ لکھنے
سَلَّمَ فِي بَعْضِ الْأَعْمَالِ إِنَّ	کی توفیق حاصل ہو، رسول اکرم صلے
الْمَلَائِكَةَ يَتَحَيَّرُونَ كَيْفَ	اللہ علیہ وسلم نے بعض اعمال کے متعلق
يَكْتُبُونَهَا فَيُوحِي إِلَيْهِمُ اللّٰهُ	فرمایا کہ فرشتوں کو تحیر ہوتا ہے کہ انہیں
عَزَّ وَجَلَّ اكْتُبُوهَا كَمَا قَالَ	کس طریقہ پر لکھیں تو اللہ تعالےٰ ان
مَعْنَاهُ عِنْدَنَا حَيْرَةُ الْمَلَائِكَةِ	کی جانب وحی کرتا ہے کہ ان کو اسی
فِي إِبْدَاءِ هَيْئَاتِهَا بِحَيْثُ	طرح لکھو جیسا کہ اس نے کہا ہے ہماری
يَتَّضِحُ مِنْهُ الثَّوَابُ وَوَحْيُ	رائے میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ ملائکہ
اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ أَنْ	کو اس چیز میں تردد اور حیرت ہوتی
يُحِيطُوا بِالْعَمَلِ نَفْسِهِ	ہے کہ اس عمل کو کس ہیئت کے ساتھ ظاہر کیا جائے
مِنْ غَيْرِ أَنْ يُبَيِّنُوا	تاکہ اس کا ثواب واضح ہوسکے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ
هَيْئَاتِهَا حَتَّى يَسْبُغَ	کے وحی کرنے کا یہ مفہوم ہے کہ نفس عمل کا احاطہ کریں
فِي دَارِ السُّبُوغِ ۔	بغیر اس کے کہ کسی خاص ہیئت میں اس کا اظہار کریں

دار السبوغ میں جو اس کو کمال حاصل ہے وہ خود بخود ظاہر ہوگا۔

وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ	اور جو علوم زمانہ بعثت میں قریش میں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَظًّا مَا مِنْ عُلُوْمٍ مَارَسَتْ
الْقَرِيْبُوْنَ اِيَّاهَا كَعِلْمِ
الْاَنْسَابِ وَغَيْرِهٖ فَهٰنَا اَشْرَحُ
كَمَالَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ عَلٰى سَبِيْلِ التَّفْصِيْلِ
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِكَمَالَاتِ اَنْبِيَائِهٖ
عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ۔

رائج تھے جیسا کہ علم انساب وغیرہ انہیں
بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال
کی حاصل تھا جہاں تک کہ ممکن تھا ہم
نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات
کی شرح کو بالتفصیل بیان کر دیا مگر
انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
کمالات سے اللہ تعالیٰ ہی بخوبی
واقف ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

اَلْخِزَانَۃُ السَّابِعَۃُ سا تواں خزانہ

فِیْ اَحْکَامِ نَشْأَۃِ الْوِلَایَۃِ

عالم ولایت کے احکام

وَلَهَا اَرْبَعُ طُرُقٍ

ولایت کے چار مختلف طریقے ہیں

اَلْاَوَّلُ طَرِیْقُ الصَّحَابَۃِ وَ اَصْلُ مَنْ هِیَ اِعْرَاضُ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ لَمَّا تَجَلّٰی فِیْ عَیْنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِصُوْرَۃِ عَیْنِہٖ تَحَقَّقَ وَتَقَرَّرَ کَتَحَقُّقِ الْاِسْمِ وَتَقَرُّرِہٖ وَنَحْنُ نُسَمِّیْ اَمْثَالَ هٰذَا اَسْمَاءَ حَادِثَۃٍ وَقَدْ تَتَلَبَّسُ صُوْرَۃً اِمْکَانِیَّۃً کَمَا قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِی التَّوْرَاۃِ سُبْحَانَ الَّذِیْ ظَہَرَ فِیْ طُوْرِ سَیْنَاءَ وَاَشْرَقَ عَلٰی سَاعِیْرَ وَاسْتَعْلَنَ مِنْ جَبَلِ فَارَانَ وَقَالَ فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ

پہلا صحابہ کرام کا طریقہ اور انکے مسلک کی اصلیت یہ ہے کہ جب ذات اقدس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عین ثابتہ میں تجلی فرمائی، تو اسکو اسم کی طرح تقرر اور تحقق حاصل ہوا، اس قسم کے تقررات کو ہم اسمائے حادثہ کیساتھ موسوم کرتے ہیں اور انکے ساتھ کبھی صورت امکانیہ بھی متلبس ہوجاتی ہے جیسا کہ توراۃ میں اللہ تعالے نے فرمایا ہے پاک ہے وہ جس نے طور سینا میں ظہور فرمایا ساعیر پر جلوہ افگن ہوا اور جبل فاران سے اسکا ظہور ہوا اور اللہ تعالے نے قرآن مجید میں فرمایا ہے،

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ ۔	کافرانِ بنی اسرائیل کو داؤد علیہ السلام کی زبان پر ملعون قرار دیا گیا ،
فَالْاِقْتِرَابُ بِھٰذَا الْاِسْمِ الْحَادِثِ مِنْ اَقْرَبِ الطُّرُقِ وَھُوَ طَرِیْقَۃُ الْاَصْحَابِ فِیْہِ فَنَاءُ ھُمْ وَبِہٖ بَقَاءُ ھُمْ وَمِنْھُمْ مَنْ جَاءَ اِلَی الْاَسْمَاءِ الْحَادِثَۃِ اِلَی الْقَدِیْمَۃِ فِیْ ضِمْنِھَا وَمِنْ طَرِیْقِھَا ،	اس اسم حادث کو قرب کا ذریعہ قرار دینا اللہ تعالےٰ تک رسائی حاصل کرنیکا نزدیک ترین راستہ ہے ، صحابۂ کرام کا یہی طریقہ تھا اور ان کی فنا اور بقا اسی طریقہ پر تھی بعض ان میں سے ایسے بھی تھے جو اسماء حادثہ کے راستہ سے اسماء قدیمہ تک پہنچ گئے ،
وَیَجِبُ عَلَیْکَ اَنْ تَتَبَیَّنَ بِالْبَیَانِ الْیَقِیْنِیِّ اَنَّ الصَّحَابَۃَ کَانَتْ اُمَّۃً اُمِّیَّۃً بِحَسَبِ الْفِطْرَۃِ ثُمَّ بِحَسَبِ الْکَسْبِ ثُمَّ بِحَسَبِ الْکَمَالِ سَبِیْلُ تَحْقِیْقِہٖ اَنَّ الْکَمَلَ ھُوَ اَقْرَبُھُمْ مَنْ کَانَ مُقَلِّدًا صِرْفًا وَاَعْنِیْ بِالتَّقْلِیْدِ الْفِطْرِیِّ مِنْہُ وَھُوَ انْصِبَاغُ مَنْ بَاطِنِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ	یہ تم کو واضح طور پر سمجھ لینا چاہیئے کہ صحابۂ کرام فطرۃً ایک امی قوم تھے پھر ان کی حالت اکتساب اور مقام کمال میں بھی یہ وصف نمایاں رہا اس کی تحقیق یہ ہے کہ صحابہ کا کامل ترین فرد جسکو انتہائی قرب حاصل ہوتا محض مقلد ہوتا اس تقلید سے میری مراد تقلید فطری ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ باطن رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا رنگ اس پر چڑھا ہوا ہوتا ، اور جسکی اپنی

لم يكن له قوة مميزة التي
انما نتشاءها من ركاكة
الاتصال بين الحقيقة والتمثلات
ومن استنباط كل منهما
لخياله في صورة ومن حدة
مزاجه وصلابة اطرافه من
حيث خصوصية الموطن۔

کوئی قوت ممیزہ نہیں ہوتی تھی کیونکہ
قوت ممیزہ کے ارتقاء پذیر ہونے کے
کچھ اسباب ہیں یا تو حقیقت اور تمثلات
کے درمیان جو اتصال ہے وہ بالکل
ضعیف ہے یا یہ کہ اسکے استنباط میں سے
ہر ایک اس کے خیال میں ایک مستقل
صورت ہو یا کسی خصوصیت مقام کے لحاظ سے
اس کے مزاج میں حدت اور اطراف میں صلابت پیدا ہو گئی ہو۔

وقد ذكرنا ان الرجل الذي
لخياله قوة مميزة تامة لا
يتاتى له الفناء قط والذي
لنفسه قوة كذلك لا
يتاتى له الا انسلاخ قط
الا ان للحكماء قوة
قدسية فهذا اميتهم
بحسب الفطرة۔

اور یہ تو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ
جس شخص کے تخیل میں کامل طور پر قوت
ممیزہ موجود ہو اسکو کبھی فنا نہیں
حاصل ہوتا اور اسی طرح جسکا نفس
قوی ہو وہ ہرگز انسلاخ قبول نہیں
کر سکتا لیکن حکماء ربانیین کو قوت
قدسیہ حاصل ہوتی ہے بہر حال صحابہ کی
فطری امیت یہی تھی،

ثم انهم طرء عليهم
ذلك الكمال المطلق المجرد في
تضاعيف امور من ضروريات

اس کے بعد یہ بھی یاد رکھو، کہ
یہ فیض مطلق مجرد ضروریات دین کے
بدلہ میں انہیں حاصل ہوا انہوں نے

الذين ولم يكونوا أخذوا
قسطًا من الأمور العامة
فلم يستطيعوا أن يخبروا
من حالهم خبرًا فصلًا يبينه
من لم يفهم لسانهم بل
كان منتهى تفصيلهم أن
يقولوا هو أقربهم وسيلة
أو هو عند الله بمكان أو
يقولوا هو الذي وفقه الله
أو رأيه موافق للوحي والكتاب
أو شرح الله صدره أو يقولوا
أجاره الله من الشيطان أو
تغلغل التقوى في شراشره
وعسى أن يكون عندهم
أن هذا العلم ليس من
أصناف العلم ولم يوضع له
لفظ وعسى أن لا يقع
التفاتهم لغة ما على سبيل
القصد إلا بأنه كمال

امور عامہ سے کوئی بہرہ حصہ حاصل نہیں
کیا تھا، اسلئے وہ اپنی حالت کا اسطرح
واضح طور پر اظہار نہ کرسکے کہ جو ان کی
زبان نہ سمجھتا ہو اچھی طرح اسے
سمجھ لے زیادہ سے زیادہ وہ یہی کہہ سکتے
ہیں کہ فلاں کو بڑا قرب حاصل ہے یا اللہ
تعالےٰ کے ہاں اسکو عزت کا درجہ حاصل
ہے یا یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اسے توفیق
عطا کی ہے یا اسکی رائے وحی اور کتاب
کے موافق ہے یا اللہ تعالےٰ نے اسکا
سینہ تشرح کردیا ہے یا یہ کہ اللہ تعالےٰ
نے اسکو شیطان سے محفوظ رکھا ہے
اور یا یہ کہ اس کے رگ پے میں تقوی
سرایت کئے ہوئے ہے، اور ممکن ہے
کہ یہ علم ان کے نزدیک علم کی کوئی خاص
قسم نہ ہو، اور اسکے اظہار کیلئے کوئی
لفظ وضع نہیں کیا گیا یہ بھی ممکن ہے
کہ وہ مقصد کے طور پر خاص راز کر کے
اس کی جانب متوجہ نہ ہوتے ہوں صرف

الایمان فحسب وقد کانت	اتنا جانتے ہوں کہ فقط کمال ایمانی ہے
الکرامات فلما تصدر عنهم	اور صحابۂ کرام سے کرامات کا جو وقت
کما ستعرف فهذا امیتهم	ظہور ہوتا تھا جیسا کہ تمہیں عنقریب
بحسب الکسب کے لهم امیة	معلوم ہو جائیگا اور یہ ان کی اکتسابی
بحسب کمالهم وذلك لان	امیت تھی اسی طرح ایک ان کی اُمیت
کمالهم الاقتراب بالاسم	کمال کے لحاظ سے تھی کیونکہ ان کا کمال
الحادث الذی جمع کل	یہ تھا کہ وہ اسم حادث کے ذریعہ تحصیل
الاسماء فان وقع لبعضهم	قرب کرتے تھے جو کہ تمام اسماء کا جامع
نفوذا الی الاسماء القدیمة	ہے اب اگر ان میں سے بعض کی اسماء
فذلك لا یکفی فی دفع امیتهم	قدیمہ تک رسائی ہو بھی جاتی ہے تو اسکے
لتکونها بما فیه النفوذ وعلم	یہ معنی نہیں کہ اس سے اعلیٰ امیت زائل
ان هذا النور الفائض من	ہو جاتی ہے یاد رکھو کہ یہ نور جو باطن رسول
باطن النبی قد ینصبغ به	اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فائض ہوتا
العین وجمیع تمثلاتها من	ہے بعض اوقات آدمی کی عین ثابتہ اور
هذا السبیل قال علیه السلام	اس کے تمام تمثلات اس کے رنگ میں رنگے جاتے
لو کان بعدی نبی لکان عمر	ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا یہی
وانما ذلك فی مثل هذا القوم	مطلب ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے اس قسم
وسابقیهم فتدبر۔	کے کمال پر وہی افراد فائز ہوتے جو قوم میں پیش

از پیش سابقین ہوتے ہیں، خوب اچھی طرح سمجھ لو۔

فیض نبوت سے مستفیض ہونیوالوں کے تین طبقے ہیں

ثُمَّ اِعْلَمْ اَنَّ هٰؤُلَاءِ الْمُسْتَنِيْرِيْنَ بِنُوْرِ النُّبُوَّةِ عَلٰى طَبَقَاتٍ ثَلٰثٍ وَاَمْرٌ يَجْمَعُهُمْ كُلَّهُمْ وَهُوَ اَنَّ الْفَيْضَ مِنَ الْوَاحِدِ الْمُتَوَحِّدِ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بِهَيْئَةٍ خَلْطِيَّةٍ وَعَلَيْكَ بِتَذَكُّرِ الْمَثَلِ الَّذِيْ ضَرَبْنَاهُ مِنَ الصَّفْرَاءِ وَالنَّارِ ۔

اس کے بعد یہ سمجھ لو، کہ جو نور نبوت سے منور ہوئے، ان کے تین طبقے ہیں صرف ایک امر جامع ان تمام امور کو جمع کئے ہوئے ہے یعنی جو فیض ذات واحد و متوحد سے نازل ہوتا ہے وہ ہیئت تخلیط میں ہوتا ہے اور ہماری اس مثال کو ملحوظ رکھو جو ہم صفراء اور نار کے تعلق بیان کر چکے ہیں ۔

فَاعْلَمْ اَنَّ الْحِكْمَةَ الْمُفَاضَةَ لَيْسَتْ حِكْمَةً صِرْفَةً وَلٰكِنَّهَا بِاِزَاءِ الْحِكْمَةِ الصِّرْفَةِ فِيْ عَالَمِ الْخَلْطِ الْاَوَّلِ، وَرَاثَ الْحِكْمَةِ وَالْعِصْمَةِ وَالْوَجَاهَةِ وَهُمْ اَهْلُ الْبَيْتِ وَخَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ جَرَتِ السُّنَّةُ الْاِلٰهِيَّةُ عَلٰى اَنْ يَكُوْنَ اَهْلُ بَيْتِ كُلِّ نَبِيٍّ مِنْ وُرَّاثِ هٰذَا الْفَضْلِ الْجَلِيِّ ۔

یہ بھی معلوم رہے کہ جو حکمت فائض ہوتی ہے وہ خالص نہیں ہوتی، بلکہ اس خالص حکمت کے مقابلہ میں عالم خلط اول میں حکمت عصمت اور وجاہت کے وارث وہ اہل بیت نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام ہیں اور اللہ رب العزت کی سنت یہی ہے کہ اس نمایاں فضیلت کے وارث ہر ایک پیمبر کے خاندان والے ہی ہوتے ہیں

وَهُوَ لَاءِ عَلٰى صِنْفَيْنِ صِنْفٌ	اوران کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ جن
وَرِثُوْهَا لِمَا مَعَهُمْ مِنْ صَفَاءِ	کی فطری پاکیزگی وسعت سینہ اور صورت
الطِّيْنَةِ وَوُسْعَةِ الصَّدْرِ وَ	جو یہ کی بنا پر یہ فضیلت حاصل ہوئی
الصُّوْرَةِ الْجَوِّيَّةِ وَهُمْ عَلِيٌّ رَضِيَ	ہو، چنانچہ حضرت علیؓ اور انکی اولاد اور
اللّٰهُ عَنْهُ وَاَوْلَادُهٗ وَفَاطِمَةُ رَضِيَ	حضرت فاطمہؓ اور حضرت حمزہ رضؓ اور
اللّٰهُ عَنْهَا وَحَمْزَةُ وَعَبَّاسٌ وَ	حضرت عباسؓ اور انکی اولاد بھی اسی
اَوْلَادُهٗ وَسِرُّ ذٰلِكَ مَا كُنَّا	زمرہ میں داخل ہیں، اور اسکا راز وہی
اَشَرْنَا اِلَيْهِ فِي الْخِزَانَةِ الثَّالِثَةِ	ہے کہ جسکا تذکرہ ہم تیسرے خزانہ میں
مِنْ اَنَّ لَطِيْفَ النَّفْسِ يَتَوَلَّدُ	کرچکے ہیں کہ لطیف نفس سے لطیف
مِنْهُ لَطِيْفُ النَّفْسِ وَاَنَّ الْوِلَادَةَ	النفس ہی کی ولادت ہوتی ہے، اور
الرُّوْحَانِيَّةَ كَالْوِلَادَةِ الْجِسْمَانِيَّةِ	ولادت روحانیہ ولادت جسمانیہ کے
وَهُمْ اَقْطَابُ هٰذِهِ النَّاحِيَةِ	طریقہ پر ہے یہ اصحاب اس طبقہ کے
وَاَئِمَّتُهُمْ ‎+	اقطاب اور ائمہ ہیں،
وَصِنْفٌ وَرِثُوْهَا لِاخْتِلَاطِهِمْ	اور دوسری قسم کے وہ حضرات ہیں جو
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ بہت
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْقَبْضِ	زائد میل جول رکھنے کی وجہ سے ان
وَالْبَسْطِ وَالْمَكْرَهِ	چیزوں کے وارث بنے مثلاً قبض اور
وَالْمَنْشَطِ شِدَّةَ	بسط رنج اور خوشی ہر ایک حالت میں
اِخْتِلَاطٍ	آپ کی خدمت میں حاضر رہے، یہ

وَهُمْ اَزْوَاجُهُ وَخَدَمُهُ وَسِرُّ ذٰلِكَ اَنَّهُمْ اَخَذُوْا نَصِيْبَهُمْ مِنْ حَيْثُ الْفِطْرَةِ وَالْحِكْمَةِ فِطْرَةُ فَطَرَ اللّٰهُ عِبَادَهُ الْمُصْطَفِيْنَ عَلَيْهَا وَحِكْمَةُ هٰذَا الصِّنْفِ كَانَتْ تَلْقِيْنُ مَا فَتَدَبَّرْ ۔

زمرہ آپ کی ازواج مطہرات اور خدام پر مشتمل ہے اور اسکا راز یہ ہے کہ انہیں باعتبار فطرت کے یہ حصہ ملا اور حکمت دراصل وہ فطرت ہے کہ جس پر اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو پیدا فرمایا ہے ان لوگوں کی حکمت ایک طرح کی تلقین ہے اسے خوب اچھی طرح سمجھ لو،

وَدِفَاعًا لِمَا قَضَتِ الْعَامَّةُ بَيْنَ سِيَاقِ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا الْمُقْتَضِيْ لِكَوْنِ الْاَزْوَاجِ مِنْهُمْ وَبَيْنَ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْبَيْتِ بَنُوْ هَاشِمٍ وَبَنُوا الْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ حَصْرِهِمْ فِي الْخَمْسَةِ الطَّاهِرِيْنَ عَلٰى قَوَانِيْنِ

عام لوگوں کا خیال ہے کہ اس آیت کریمہ میں کہ اے اہل بیت بیشک اللہ تعالےٰ یہ چاہتا ہے کہ تم سے رجس کو دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاکیزہ بنا دے مقتضا یہ ہے کہ ازواج مطہرات اہل بیت میں شامل ہیں، لیکن رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اہل بیت بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب ہیں اور عوام کے پانچ پاکیزہ حضرات میں منحصر کرنے کیساتھ تو اسلئے انکے خیال میں آیت مذکورہ اور حدیث میں تناقض ہے تو اسکا دفعیہ یہ ہے،

الحِكْمَةِ تكونُ بِتَثْلِيثِ	قوانین حکمت تثلیث قسمت کی بنا پر
القِسْمَةِ وهو سهلٌ بعد	ہوتی ہے تو اصول کے ماتحت جو ہم نے
ما اعطيناك فتدبر.	تم کو دیا ہے اس کا حل آسان ہے
الثانية ورثة الحفظ والتلقين	دوسرا طبقہ حفظ وتلقین اور ارشاد کا
والارشاد وهم الخلفاء الراشدون	وارث ہے۔ یہ خلفاء راشدین اور
وما ضاهاهم والخلافة	دوسرے انکے طرز کے حضرات ہیں خلافت
العظمى انما هي حقهم ونحن	عظمی ان ہی کا حق ہے اور ہم جلانتے
نعلم بان عليا رضي الله عنه	ہیں، کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو
مع انه من ورثة هذا الفضل	اگرچہ یہ فضیلت بھی حاصل ہے، لیکن
العظيم ايضا لو كان مكان	اگر شیخین کی جگہ وہ ہوتے تو یہ فتوحات
الشيخين لما فتحت البلاد	نہ ہوتیں اور نہ اسلام کا دائرہ اسقدر وسیع
ولما شاع الاسلام على ان	ہوتا، علاوہ بریں خلفاء نے اس فضیلت
الخلفاء تجشموا الفضل الجلي	عظمی کو حاصل کیا حتی کہ ان کا قدم راسخ
حتى تحققوا بها ايضا	ہوگیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منقول
قول الصديق رضي الله عنه	ہے کہ کاش میں رسول اکرم صلے اللہ
ياليتني ذنب محمد في مذهب	علیہ وسلم کا ایک گناہ ہوتا، اہل حکمت
الحكمة يدل عليه الثالثة انس	کے مسلک پر یہ قول اسی پر دلالت کرتا ہے
وابو هريرة وسائر العلماء	تیسرا طبقہ ابو ہریرہ رض انس رض اور تمام
والمفتيين منهم وهم	علماء ومفتیان صحابہ کرام رضوان اللہ

وَتَرَاثُ الشُّعَبِ الثَّلٰثِ	کا ہے یہ لوگ فروع سہ گانہ باطنیہ
اَلْبَاطِنِیَّۃِ وَخَالِدٌ وَمُعَاوِیَۃُ	کے وارث ہیں بالمقابل انکے خالد بن
وَاَمْثَالُھُمَا وُرَّاثُ الثَّلٰثِ	ولید رض اور معاویہ بن ابی سفیان رض وغیرہم
الظَّاھِرَۃِ .	فروع سہ گانہ ظاہریہ کے وارث تھے

نجباء اور رقباء

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ	حضرت علی رض سے مروی ہے ، کہ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ	فرمایا کہ ہر ایک نبی کے سات نجباء رقباء
سَبْعَۃَ نُجَبَاءَ رُقَبَاءَ وَاُعْطِیْتُ	ہوتے ہیں مگر مجھے چودہ عطا کئے گئے
اَنَا اَرْبَعَۃَ عَشَرَ قُلْنَا وَمَنْ ھُمْ	ہیں ہم نے عرض کیا وہ کون ہیں ؟
قَالَ اَنَا وَابْنَایَ وَجَعْفَرٌ	آپ نے فرمایا میں اور میرے دونوں
وَحَمْزَۃُ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَ	بیٹے جعفر رض حمزہ رض ابوبکر رض عمر رض مصعب
مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ وَبِلَالٌ وَ	بن عمیر رض بلال رض سلمان رض عمار رض عبداللہ
سَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ	بن مسعود ابوذر رض مقداد رض ترمذی نے اس
مَسْعُوْدٍ وَاَبُوْذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ رَوَاہُ	حدیث کو نقل کیا ہے اور اسکا راز یہ
التِّرْمِذِیُّ وَکَشْفُ السِّرِّ فِیْ ھٰذَا	ہے کہ ہر ایک نبی کے حلقہ احباب میں
الْحَدِیْثِ اَنَّہٗ لَابُدَّ لِکُلِّ رَسُوْلٍ	ایسے اشخاص کا ہونا ضروری ہے جو اس
مِنْ رِجَالٍ یَاْخُذُوْنَ مِنْہُ قِسْطَ	سے حکمت حاصل کریں ایسے حضرات ابھی

الحکمۃ و رجال یاخذون منہ قسط التلقین و رجال یتجلی فیہم عداوۃ اعداء اللہ تعالی ھجرۃ و جہادا و اختصاما و رجال یتجلی فیہم الفقہ و الملک و غیرھما

ہوں و تلقین سیکھیں نیز ایسے حضرات بھی ہوں کہ جنکے دلوں میں اللہ تعالی کے دشمنوں کی عداوت بدرجہ اتم راسخ ہو چکی ہو، باعتبار ہجرت جہاد اور مناظرہ کے اور نیز ایسے حضرات بھی ہوں جو تفقہ اور حکمرانی کے فرائض سنبھال سکیں،

و ذلک لانہ یحتاج الی تماثیل کل کمال فیہ منفردۃ ممتازۃ عن غیرھا لیتذکرھم ذلک الکمال عین ما ھو متغرق فی لجۃ الاختلاط و التوحید

کیونکہ ہر ایک کمال کیلئے ضروری ہے کہ مستقل اور جداگانہ طور پر اسکا تمثل ہو تاکہ وہ شخص بھی جو دریائے اخلاط میں مستغرق ہے عیاناً اس کا مشاہدہ کر سکے،

و الرای الحکیمی یقضی بان النجباء ھم ورثۃ الحکمۃ و الخلفاء ھم ورثۃ التلقین و الاخیر و الرقباء ھم ورثۃ الھجرۃ و الجہاد و لما کان علی امام اولئک الحکماء و الرقباء علمہ رسول اللہ

اہل حکمت کی رائے میں نجباء وہ ہیں جو حکمت کے وارث ہوں اور خلفاء وہ ہیں جو تلقین اور اخوت کے وارث ہوں اور رقباء وہ ہیں جو ہجرت اور جہاد کے وارث ہوں اور چونکہ حضرت علیؓ ان حکماء اور نجباء کے امام تھے اسلئے رسول اکرم صلے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَدَدَهُمْ وَفَضْلُهُ عَلٰى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ بِزِيَادَةِ الْعَدَدِ وَلَعَلَّ هٰذِهِ الْكُمَّلَ صَارُوْا بِأَعْيَانِهِمْ رُقَبَاءَ لِطُوْلِ الصُّحْبَةِ وَثَمَرَةِ الْإِرْشَادِ.

اللہ علیہ وسلم نے ان ہی کو عدد اور تفصیلاً سے مطلع کیا اور آپکو ان نجباء میں زیادتی کی وجہ سے بھی تمام انبیاء پر فضیلت حاصل ہے اور امید ہے کہ طول صحبت اور انوار ارشاد کی وجہ سے حضرات رقباء ہو گئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباسؓ مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونگے یہ وہ حضرات ہیں، جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے اور براشگون نہیں لیتے اور اپنے ہی پروردگار پر توکل کرتے ہیں (بخاری و مسلم)

اِعْلَمْ أَنَّ الصَّحَابَةَ الْكُمَّلَ هُمْ مَنْ مُنِحَ التَّجَلِّيَ الْأَفْعَالِيَّ لِأَنَّ كَمَالَهُمْ هُوَ الْاِقْتِرَابُ بِالْاِسْمِ الْمُتَجَدِّدِ وَمِمَّا يُعْطِيْهِ تَجَدُّدُهُ خَلْقُ الْكَائِنَاتِ الْيَوْمِيَّةِ فَمَتٰى

یاد رکھو کہ صحابہ میں کامل ترین وہی ہیں کہ جنہیں تجلی افعال سے مخصوص کیا گیا کیونکہ ان کا کمال اسم متجدد کے اقتراب کی بنا پر ہوتا ہے اور حوادثات یومیہ کا ظہور میں آنا اسی تجدد کا نتیجہ ہے جب وقت انہیں یہ کمال حاصل ہو

كملوا توكلوا وفوضوا امورهم الى الله .

اما الاولياء فالعليّون منهم انما كمالهم عرفان النشأة كما هي ومنا يعطيه هذا الكمال التدبير والتعلق بالوسائط فمتى كملوا عرفوا الاسباب وتعلقوا بها على علم بحقيقة التوحيد وكسر الامر والحاليون منهم في غفلة غافلة انما غايته جهتهم وسمت توجههم انهمار سر وجودهم الدنياوي تحت حكم الازل فان كان لهم توكل فبالعرض ومقتضى الغلبة لا بما يعطيه قوة كمالهم فتعرف .

جاتا ہے تو وہ توکل کرتے ہیں اور اپنے کاموں کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیتے ہیں،

اولیاء ہیں جو صاحب علم ہیں ان کا کمال یہ ہے کہ وہ اس نشأۃ کی حقیقت اسطرح سمجھ لیں جیسا کہ وہ ہے اس قسم کے کمال سے توسل بہ تدبیر اور اسباب کیساتھ تعلق حاصل ہوتا ہے، جب وہ درجۂ کمال تک پہنچتے ہیں، تو انہیں اسباب کا علم ہو جاتا ہے تو باوجود وہ توحید کی حقیقت جاننے کے تعلق بالاسباب کو ترک نہیں کرتے برخلاف ان اولیاء کے جو صاحب حال ہیں، وہ ایک گھڑی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ان کا نصب العین یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی دنیاوی ہستی کے ستر باطنی کو حکم ازل کا مقہور کر دیں اور ان لوگوں کو صفت توکل بالعرض اور غلبہ حال کے طور پر حاصل ہوتی ہے ان کی قوت کمال کی بنا پر یہ چیز حاصل نہیں ہوتی ۔

طریقۂ حکماء

الثانیۃ طریق الحکماء	دوسرا طریقہ حکماء کا ہے جو اولیاء
وھی برزخ بین طریقۃ	اور انبیاء کرام کے طریقہ کے درمیان
الاولیاء والانبیاء وکانھا	گویا ایک برزخ ہے گویا کہ نبوت عقل
عقل ھیولانی للنبوۃ التی	بالفعل ہے اور یہ طریقہ اس کا عقل
ھی عقل بالفعل واصل	ہیولانی ہے ان کے مذہب کی بنیاد
مذھبھم ان نعقل بالعقل	ہے کہ ہم عقل مضاعف کے ساتھ یہ
المضاعف ان بعد التجلی	سمجھ لیں کہ تجلی ذاتی کے بعد ایک اور
الذاتی وصولا اٰخر	وصول ہے،
سبیل تحقیقہ ان مما علمنا	اس کی تحقیق یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں
تثنیۃ التجلیات بالاشتراک	کہ اشتراک لفظی کے طور پر تجلیات کے
اللفظی فمنھا وجودیات	دو معنی ہیں بعض ان میں سے وجودیات
انما الحاصل بھا الوجود	ہیں ان سے جو کچھ ظہور میں آتا ہے،
المفاض وقد احطت بھا	وہ وجود مفاض ہے، تیسرے خزانہ
علما فی الخزانۃ الثالثۃ ومنھا	میں تم اسکی تفصیل پڑھ چکے ہو بعض
شھودیات وانما الحاصل بھا	ان میں سے شہودیات ہیں ان سے
تعریف العبد وتعلیمہ وقد	آدمی کو علم اور معرفت حاصل ہوتی ہے
تقرر تثلیثھا فی کلام القوم	صوفیاء کے کلام میں اس کی تین قسمیں

صُوَرِيَّةٌ وَّمَعْنَوِيَّةٌ وَّذَاتِيَّةٌ وَ
اِنَّ الشُّهُوْدِيَّاتِ ظِلَالُ الْوُجُوْدِيَّاتِ
وَمِنْ تَمَثُّلَاتِهَا اَوْ مِنْ تَمَثُّلَاتِ
الْوُجُوْهِ الْمُنْطَوِيَةِ فِيْهَا فَتَحَقَّقَ
اَنَّ هٰذَا الْوُصُوْلَ عِبَارَةٌ عَنْ
اِنْدِرَاجِ الشُّهُوْدِيَّاتِ تَحْتَ
الْوُجُوْدِيَّاتِ كَانْدِرَاجِ الظِّلَالِ
تَحْتَ الْاَشْبَاحِ فِيْ هَاجِرَةِ
الصَّيْفِ فَيَنْقَطِعُ الْوُصُوْلُ الْعِلْمِيُّ
الَّذِيْ هُوَ تَبْرِيْحُ مَا عِنْدَ
اَصْحَابِ التَّدْقِيْقِ وَعَنْ زَعْمِهِمْ
الْحَقَائِقِ عَنْ تَمَثُّلَاتِهَا حَتّٰى
يَنْسَلِخَ الصُّوْرَةُ الْجَوْنِيَّةُ وَتَصِيْرُ
فِيْ حُكْمِ الْعَدَمِ وَعَنْ اَنْ يَكُوْنَ
غَايَةُ عِرْفَانِهِمْ تِلْكَ النِّسْبَةُ
الْمُقَدَّسَةُ الَّتِيْ هِيَ بَيْنَ اللّٰهِ
وَبَيْنَهُ اَزَلًا وَّاَبَدًا اَفَادَاتُ الرَّبْطِ
وَاحِدَةٌ وَّالْجِهَتَانِ مُخْتَلِفَتَانِ وَ
هِيَ اُمُّ الْوِصَالِ وَسِنْخُ الْكَمَالِ

پائی جاتی ہیں، صوریہ معنویہ۔ ذاتیہ
اور یہ کہ شہودیات وجودیات کیلئے
بمنزلہ انکے سایہ کے ہیں اور یا انکے تمثلات
ہیں، یا ان وجوہ کے تمثلات ہیں، جو
انکے ضمن میں مخفی ہیں، سو اس سے
یہ ثابت ہوا کہ وصول کے معنی شہودیات
کا وجودیات کے ضمن میں مندرج
ہوتا ہے جیسا کہ وسط گرما میں دوپہر
کے وقت صورتوں کا سایہ ان میں مدغم
ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب
تدقیق نے بہت تکلیف اٹھا کر وصول
علمی کا جو راستہ نکالا ہے اسکا رشتہ
منقطع ہو جاتا ہے نیز اس وصول کے
یہ معنی ہیں کہ حقائق کو انکے تمثلات
سے علیحدہ کرنے پر مجبور کیا جائے یہاں
تک کہ صورت جوبیہ منسلخ ہو کر کالعدم
ہو جائے نیز یہ کہ ان کی معرفت کا منتہا
وہ نسبت قدسیہ ہو جو ازل سے ابد
تک اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان

فهذا آخر مقام الحكمة ولا يكون بعده إلا رفع الحجب المواقعية العلمية وهي قلما يتحظى الحكيم إلا من أوتي فضلا وسيعا من ربه ۔

ہے نفس ربط ایک لیکن دونوں حیثیتیں مختلف ہیں، یہی وصال کی بنیاد کمال کی اصل اور مقام حکمت کا آخری درجہ ہے اس کے بعد جو کچھ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حجب واقعیہ علمیہ کو رفع کیا جائے یہ باتیں کسی حکیم پر بہت کم واضح ہوتی ہیں، مگر یہ کہ پروردگار کی جانب سے وہ فضل خاص سے نواز دیا جائے

وأما طريق وصولهم إلى هذا الكمال المطلق فهو أنهم ينجذبون إلى الله سبحانه فيقطعون نور الغيب وغيره حتى يصلوا إلى مبادئ الأسماء فينفذ نظرهم منها في أسرع حين ثم يضمحلون في التجلي الذاتي لا كاضمحلال الأولياء ثم يعودون إلى قرب الفرائض ثم يصلون إلى الوصول الذي قررناه

اور اس کمال مطلق تک ان کے پہنچنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو اللہ سبحانہ وتعالےٰ کی طرف سے جذب حاصل ہوتا ہے اور نور غیب وغیرہ مقامات کو طے کرتے ہوئے اسماء پاک کے میدانوں تک پہنچ جاتے ہیں، چنانچہ ان مقامات پر پہنچ کر بہت جلد ان کی نظر میں نفوذ پیدا ہوتا ہے پھر وہ تجلی ذاتی میں مضمحل ہو جاتے ہیں مگر ان کا یہ اضمحلال اولیاء کرام کی طرح نہیں ہوتا اس کے بعد وہ قرب فرائض کی طرف لوٹتے ہیں اور ان کو وہ وصول نصیب ہوتا ہے جس کا ہم نے اثبات کیا ہے ۔

وأكمل الحكماء لا بد له

اور کامل ترین حکیم کیلئے یہ ضروری

مِنْ اَنْ یَضْمَحِلَّ اِخْرًا فِیْ قُرْبِ الْفَرَائِضِ انْعِکَاسًا مِنْ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْثَقُ بِعَیْنِہٖ وَسَعَتِہَا وَتَسَلُّطِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ مِنْ حَیْثُ بَاطِنِ کَمَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَعْرِفُ۔

ہے کہ وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا عکس قبول کر کے بالآخر وہ قرب فرائض میں مضمحل ہو جائے کیونکہ اسکو آپ کی عین اور اسکی وسعت پر کامل اعتماد ہوتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال باطنی کے راستہ سے اس پر تجلی فرمائی ہے خوب اچھی طرح سمجھ لو۔

طریقۂ حکماء کی خصوصیات

وَیَتَنَبَّعُ مِنْہُ شُعَبٌ ثَلٰثٌ الْاُوْلٰی الْحِکْمَۃُ وَھِیَ عُلُوْمٌ فِطْرِیَّۃٌ لَا کَسْبِیَّۃٌ وَاَعْنِیْ بِہٖ اَنَّہٗ یَنْبَجِسُ عَمَّا یَنْبَجِسُ عَنْہُ اُصُوْلُ وُجُوْدِہٖ اَیِ الْاِسْمُ یَسَعُ الْاِلٰہِیَّاتِ وَالتَّکْوِیْنِیَّاتِ وَغَیْرَھُمَا مِمَّا وَسِعَہٗ ھٰذَا الْکِتَابُ۔

اور اس سے تین شاخیں نکلتی ہیں، پہلا شعبہ حکمت کا ہے یہ فطری علم ہے اکتسابی نہیں ہے یعنی اس کا سرچشمہ وہی اسم پاک ہے جو اسکے وجود کا منبع ہے یہ علم تمام ان الہیات اور تکوینیات وغیرہ پر مشتمل ہے کہ جن کا ذکر ہم نے اس کتاب میں کیا ہے،

وَسِرُّھَا اَنَّ الْعِلْمَ فِی الْمُجَرَّدَاتِ عَیْنُ الذَّاتِ وَلَا یَمْتَازُ بِحِیَالِہٖ

اس کا راز یہ ہے کہ مجردات میں علم عین ذات ہوتا ہے جب تک کہ وہ

إلا في التمثلات التحيزية
فإذا اثبت القرب
الوجودي ثبت العلوم في
التمثلات لسعتها وله
خليفة في عالم الحس في
الفراسة والتيقظ والذكاء
وهي موجودة في عالم يختص
باثباته الحكماء كما ذكرناه
ويتخيل إلى الناس
ان كل كمالهم
شجاعتهم وسخاوتهم
وذكاءهم امر ما تنزل
من السماء فدبر الامر
ثم رجع وعرج

الثانية العصمة وهي تمثل
الوجوه الصالحة دون الطالحة
من وجوه عينه وسرها ان
المقترب بقرب الوجود بالخير
التام يستحيل تمثل الشر وذ

تمثلات تحیزہ کی شکل نہ اختیار کرے
اس میں امتیاز پیدا نہیں ہوتا جب
قرب وجودی کو ثبوت اور استقرار حاصل
ہوتا ہے تو تمثلات کی وسعت کی بنا
پر ان میں علوم ثبت ہو جاتے ہیں،
حکمت کا خلیفہ اس عالم جس میں فراست
اور تیقظ اور ذکاء ہے ان کا وجود
ایک ایسے عالم میں ہے جسکا اثبات
حکماء کیساتھ مخصوص ہے جیسا کہ ہم
نے بیان کیا ہے، لوگوں کا خیال ہے
کہ ان کا ہر ایک کمال خواہ شجاعت ہو
یا سخاوت اور ذکاء، ایسا امر ہے،
جو آسمان سے نازل ہوا اور تدبیر
امر کر کے واپس ہو گیا،

دوسرا شعبہ عصمت ہے اسکی حقیقت
یہ ہے کہ اسکی عین ثابتہ کا یہ تقاضا ہو
کہ تمام تر اعمال صالحہ اور اخلاق
جمیلہ اس سے صادر ہوں، اور کسی
برے فعل یا عمل کا ظہور اس سے

فیہ خلقاً وعملاً وخلیفتھا — محال ہے اس کا راز ہے کہ جس شخص کو خیر
العفۃ وھی صفۃ عدم — کامل سے قریب وجود حاصل ہو اس کے اخلاق اور
الانغماس فی اللذات البھیمیۃ — اعمال میں کسی برائی کا تمثل ہونا محال ہے اور اس
واللذیذۃ واللقلقۃ ۔ — کا خلیفہ عفت ہے جس کے معنی یہ ہیں کھانے پینے
اور خواہشات نفسانی میں منہمک ہونے سے اپنے آپ کو باز رکھے ۔

الثالثۃ الوجاھۃ وھی التعلی — تیسرا شعبہ وجاہت ہے اسکے معنی یہ
والترفع علی البشر عند اللہ — ہیں کہ کسی کو اللہ تعالے کے ہاں
وفی نفس الامر وان لم — تعلی اور رفعت حاصل ہو اور
یطع لہ مطیع وسرھا — نفس الامر میں بھی اگرچہ کوئی اسکا مطیع اور
الانسلاخ من الصور — فرمانبردار نہ ہو اور اسکا راز صور مزاجیہ
المزاجیۃ والقرب الی — سے انسلاخ اور سلسلہ خیریہ میں اللہ
اللہ فی السلسلۃ الخیریۃ — تعالے کا قرب حاصل کرنا ہے اور اس
وخلیفتھا الوقار والسکینۃ — کا خلیفہ وقار اور سکینت و تسلط ہے
والتسلط ویتبع لہ منھا — اور اسکی فرع ارشاد ہے جوں جوں کسی
الارشاد وکلما زاد وجاھۃ — کی وجاہت میں اضافہ ہوتا ہے اسکا
زاد ارشادہ وسیع کمالہ — دائرہ ارشاد وسیع ہوتا جاتا ہے اور
وقد رخص اللہ سبحانہ — اور اسکا کمال بڑھتا ہے اللہ تعالے
لھم التوسل بالاسماء — نے ان لوگوں کو اجازت دی ہے کہ وہ
لاظھار الخوارق ۔ — اظہار خوارق کیلئے توسل بالاسماء کریں

توسل بالاسماء کا طریقہ

وَسَبِيلُ التَّوَسُّلِ
عِنْدَنَا لَيْسَ بِمُحَافَظَةِ الْاَعْدَادِ
وَالْاَوْقَاتِ كَمَا يَدَّعِيهِ اَهْلُ
الدَّعْوَةِ بَلْ تِلَاوَتُهُ وَ
تَعَرُّفُ حَقِيقَتِهِ وَالْفَنَاءُ
فِيهِ وَالْبَقَاءُ بِهِ ثُمَّ
الدُّعَاءُ وَالْاِبْتِهَالُ اِلَيْهِ
وَرُخِّصَ لَهُمُ التَّوَسُّلُ اِلَى
الرِّيَاضَةِ مِنَ الصَّلَوَاتِ
وَالصَّدَقَاتِ وَالصِّيَامِ وَ
تَرْكِ الْكَلَامِ لِكَشْفِ
الْكَوْنِ ؛

وَيَجِبُ عَلَى الْحَكِيمِ اَنْ
يَكُونَ وَسِيعَ الصَّدْرِ وَهِيَ
صِفَةٌ نَعْنِي بِهَا اَنْ لَا يُغَادِرَ
وَصْفًا وَلَا حَالًا اِلَّا اسْتَحْقَرَهُ
وَاسْتَصْغَرَهُ وَيَحْرُمُ عَلَيْهِ

ہمارے نزدیک توسل بالاسماء کا
یہ طریقہ نہیں کہ اعداد اور اوقات کے
انکو مقید کیا جائے جیسا کہ اہل دعوت
اور ارباب عزائم اس بات کے قائل ہیں
بلکہ اسماء حسنیٰ کو پڑھو، ان کے معانی
اور حقائق کا علم اور پھر ان میں فنا اور
ان کیساتھ بقاء حاصل کرو اسکے بعد
بارگاہ الٰہی سے خشوع اور خضوع کیساتھ
دعا مانگو اور ان لوگوں کو کثرت نوافل
صدقات اور روزے رکھنے اور کلام
کے ترک کرنے پر کشف مافی الکون
کیلئے رخصت دیدی گئی ہے،

حلیم کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ وسیع
الصدر ہو، اس سے ہماری مراد یہ ہے
کہ کسی وصف اور حال کو اتنا عظیم نہ
سمجھے کہ بس یہی منتہائے کمال ہے اور
وہ شعر گوئی موسیقی جیسی حسی تفریحات کو

كُلَّ سَلِيقَةٍ حَسَنَةٍ تَمَكَّنَتْ فِي مِزَاجِهِ تَمَكُّنَ الْمَلَكَاتِ كَسَلِيقَةِ الْمُوسِيقِيِّ وَالشِّعْرِ وَ حَرُمَ عَلَيْهِ اَنْ يَغْشَاهُ مِنَّةُ اَحَدٍ مِنْ خَلِيقَتِهِ دِيْنًا وَدُنْيَا اِلَّا الْاَنْبِيَاءَ فَهُوَ يُقَلِّدُهُمْ فِي وَحْيِهِمْ وَ يُحَقِّقُ بِنَفْسِهِ مِنْ حَيْثُ مَا عَرَفَ فِي الْحِكْمَةِ	مزاج میں راسخ نہ ہونے دے اور دین و دنیا کے امور میں کسی کا منت کش نہ ہو صرف انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معتقد سمجھے اور انہیں پر جو کچھ وحی نازل ہوئی ہے اسی کی تقلید کرے اور حکمت کے عنوان سے جو کچھ بتایا گیا ہے، ان کو اپنے میں پیدا کرے اور قوت سے فعل میں لائے،
اَلثَّالِثَةُ طَرِيقَةُ الْاَوْلِيَاءِ مِنْ اَصْحَابِ الْفَنَاءِ اِعْلَمْ اَنَّ الْوِلَايَةَ لَهَا مَعْنَيَانِ عَامٌّ وَ خَاصٌّ اَمَّا الْعَامُّ فَكُلُّ قُرْبٍ دُوْنَ النُّبُوَّةِ وَيَتَنَاوَلُ الْحِكْمَةَ الصَّلَاحِيَةَ وَالْوِلَايَةَ الْخَاصَّةَ وَالصَّفَاءَ وَاَمَّا الْخَاصُّ فَكُلُّ فَنَاءٍ فِي حَضْرَةِ الذَّاتِ كَانَ مَعَ الصُّوْرَةِ الْمِزَاجِيَّةِ وَلَيْسَ الْمَقْصُودُ تَفْتِيْشَ الْاَلْفَاظِ بَلْ تَعْرِيفُ الْحَقَائِقِ وَاَصْلُ	تیسرا طریقہ ان اولیاء کا ہے جو اصحاب فنا ہیں۔ ولایت کے دو معنی ہیں عام اور خاص عام معنی تو یہ ہیں کہ ہر ایک قسم کا قرب جو درجہ نبوت سے کمتر ہو، حکمت صلاحیت ولایت خاصہ اور مقام صفا سب اسکے مفہوم میں داخل ہیں اور خاص معنی یعنی صورت مزاجیہ قائم رہنے کے باوجود ذات اقدس میں آدمی کو فنا حاصل ہو، الفاظ کی تحقیق مقصود نہیں صرف حقائق کا جاننا مقصود ہے ان کے مذہب کا اصل ایسے اعمال یا صفیہ

وَاَمثَلُ مَنْ هٰبِيمَ اَنْ يَتَجَشَّمُوْا	میں جن کی بدولت ان کے نفس کو تزکیہ
عَمَلًا نَيَرُ نُجِيًا وَ ذٰلِكَ	حاصل ہو کو ایک عظیم الشان راز کا انکشاف
لَعَمَلُ اَنْ يَتَلَطَّفُوْا مِنْ	ہو جاتا ہے کہ جسکے درجات مختلف ہیں
اَنْفُسِهِمْ فَيَنْقَدِحُ لَهُمْ سِرٌّ	سب سے پہلے ان کو یہ حقیقت عیاناً
عَظِيْمُ الشَّانِ عَلٰى دَرَجَاتِهٖ	نظر آنے لگتی ہے کہ اس عالم کون و فساد
فَاَوَّلُ مَا يَنْقَدِحُ اِسْتِنَادُ	کے تمام چھوٹے بڑے تصرفات کی باگ
الْاَفْعَالِ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ	اللہ تعالےٰ کے دست قدرت میں ہے
فَهُنَاكَ يَتَوَكَّلُ عَلَى اللّٰهِ	اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے تمام اعمال
وَلَا يَخَافُ اِلَّا اِيَّاهُ وَهٰذَا	میں اللہ تعالےٰ پر کامل بھروسہ کر لیتے ہیں
اَظْهَرُ السِّرِّ فِى الدَّرَجَةِ	نیز اللہ تعالےٰ کے علاوہ اور کسی کا خوف
الْاُوْلٰى وَاَمَّا بَطْنُهَا فَاَنْ	انکے دل میں نہیں ہوتا اس حقیقت کا
يَرَى اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى	انکشاف پہلے درجہ کا ظاہر ہے اور اسکا
فِى عَيْنِ كُلِّ فِعْلٍ	بطن یہ ہے کہ ہر ایک فعل اور تصرف
عَلٰى اَنَّ الْفِعْلَ مِنْ	جو اس عالم میں ہو اس میں اسکو خدائے
اٰثَارِهٖ وَتَفْيِيْدَاتِهٖ وَ	بزرگ و برتر نظر آئے اور اس فعل کو
وَجْهُ اَوَّلِيَّتِهَا اَنَّ الْاَفْعَالَ	ایک قسم کا حجاب اور نقاب تصور کرے
عَلٰى شَرَفِ الْعَدَمِ	اس انکشاف کو پہلے درجہ میں اسلئے رکھا
فِى نَفْسِ الْاَمْرِ وَاِنَّمَا	گیا کہ نفس الامر میں جو افعال دنیا میں
الْمَوْطِنُ الْعُلْوِيُّ	واقع ہوتے ہیں وہ فنا پذیر ہیں اور

مِنْ تَمَثُّلَاتِ هٰذَا الْمَوْطِنِ وَ
وَهٰذِهٖ هِيَ الْمُحَاضَرَةُ عِنْدَهُمْ وَ
وَثَانِيًا يَنْفَسِحُ لَهُمْ اِسْتِنَادُ
الصِّفَاتِ بِاَجْمَعِهَا اِلَيْهِ فَيَرٰى
اَنَّ كُلَّ بَصَرٍ فَهُوَ مِنْ بَصَرِهٖ وَكُلَّ
سَمْعٍ فَهُوَ مِنْ سَمْعِهٖ اِلٰى غَيْرِ
ذٰلِكَ وَلَعَلَّكَ حَرُوْرٌ بِاقْتِنَاصِ
بَطْنِهَا وَوَجْهِ ثَالُوْثِيَّتِهَا فَهٰذِهٖ
حَقُّ الْمُكَاشَفَةِ وَثَالِثًا يَنْفَسِحُ
اِسْتِنَادُ الذَّوَاتِ فَيَرٰى اَنَّ
كُلَّ ذَاتٍ فَهُوَ مِنْ ذَاتِهٖ فَاِذَا
انْتَقَلَ اِلٰى بَطْنِهَا وَهُوَ اَنَّ
الْوَاجِبَ جَلَّ مَجْدُهٗ سِنْخُ كُلِّ
مَوْجُوْدٍ وَاَنَّ كُلَّ مَوْجُوْدٍ مُفَاضٌ
مِنْهُ اِفَاضَةً مُقَدَّسَةً ثُمَّ السَّيْرُ
اِلَى اللّٰهِ وَهٰذِهٖ هِيَ الْمُشَاهَدَةُ
ثُمَّ اِنَّ جَذْبَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى
تَتَجَاذَبُهٗ جَذْبًا فَجَذْبًا حَتّٰى تَرْتَفِعَ
الْحُجُبُ وَالتَّقَيُّدَاتُ وَلَا يَبْقٰى اِلَّا

موطن علمی اس موطن کے تمثلات سے ہے
اسکو صوفیاء محاضرہ کہتے ہیں، دوسرا درجہ
یہ ہے کہ تمام صفات کو اللہ تعالے
کی طرف منسوب ہوتا ہوا دیکھے اور اسے
صاف نظر آئے کہ ہر ایک آنکھ کی بینائی کا
منبع اس کی بینائی اور ہر ایک کان کی شنوائی
کا منبع اس کی قوت شنوائی ہے وغیرہ
وغیرہ اس کی ثالوثیت کی وجہ اور اسکے
وہ معنی جو بطن کی قسم سے ہیں تم پر مخفی
نہیں رہیں گے، اس مقام کو اہل معرفت
مکاشفہ کہتے ہیں، تیسرے درجہ میں سب
ذوات اسی کی ذات اقدس کی طرف
منسوب نظر آتی ہیں، سالک کیلئے یہ نظر
ہونا حقیقۃً مشاہدہ کا ہوتا ہے اس کا
بطن یہ ہے کہ واجب تعالےٰ کائنات کی
ہر ایک چیز کی اصل ہے اور ہر ایک
موجود کا نہال اسی کے مقدس افاضہ کا
نتیجہ ہے اسکے بعد سیر الی اللہ کا مقام
ہے اس درجہ کے انکشاف کو مشاہدہ

ذوالجلالِ والاکرامِ فی وحدتِہ وکبریائہ ویکونُ المدرَکُ عینَ المدرِکِ فلا یعلمُ بالعلمِ الحضوری الّا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ویکونُ الکلُّ ایا فی حکمِ العدمِ۔

کہتے ہیں پھر اس کے بعد اللہ کی جانب سے فوقاً جذب ہوتا ہے حتیٰ کہ تمام تغیرات اور پردے مرتفع ہو جاتے ہیں صرف خدائے ذوالجلال والاکرام اپنی وحدت اور کبریائی کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے اور اس وقت مدرک بالفتح عین مدرک بالکسر ہوتا ہے چنانچہ اس کا علم حضوری اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا اور ماسوا کالعدم ہو جاتے ہیں

وقد ضربنا مثلہ من حدق فی المرآۃ فمتی ثبتت الصورۃ فی الخزانۃ التاسعۃ فقد برزنا لک تم السیرُ فی اللہ وینبغی لمن وقع فی ہذہ البادیۃ ان یقیم فیہا حتی تثبت احکامُ الاسماءِ بعد نورانیتہ بواسطۃِ السیرِ فی اللہ وسبوغ ذاتِ الرجلِ بحسبِ الفطرۃِ الاولیٰ کما ان التقابلَ متکثرٌ من حیث تکثرِ الاسماءِ فاما ان

اور ہم نے اس کی مثال نویں خزانہ میں بیان کر دی ہے کہ آدمی جس وقت اس صورت کو جو کہ شیشہ میں نظر آ رہی ہے بڑے غور کے ساتھ دیکھتا رہے تو شیشہ کا وجود ختم ہو کر صرف صورت ہی رہ جائے گی جب سالک اس مقام پر پہنچ جاتا ہے، تو سیر الی اللہ ختم ہو جاتی ہے جو شخص کہ اس بیابان میں قدم رکھے اسکو چاہیے کہ اتنی دیر تک ٹھہرا رہے کہ سیر فی اللہ کے ذریعہ نورانیت حاصل کرنے کے بعد اسماء پاک کے احکام کو ثبات و استقرار حاصل ہو۔ انسان کا سبوغ اس کی پہلی فطرت کے مطابق

يَكُوْنُ الرَّجُلُ مِنْ ذَوِي الْعِلْمِ	ہوتا ہے کیونکہ کثرت اسمار کی بنا پر
الْفِطْرِيِّ فَيَكُوْنُ اَهْلَ مَا يَنْتِجُ	قبول کرنیوالوں کی استعدادیں بھی مختلف
لَهٗ حَقِيْقَةُ الْاَسْمَاءِ وَخُصُوْصِيَّاتُ	ہیں اگر کوئی شخص علم فطری کے اسباب سے
الْمَظَاهِرِ وَطَرِيْقِ ظُهُوْرِهَا فِيْهَا وَ	ہے تو سب سے پہلے اس پر اسماء پاک
اَمَّا اَنْ يَكُوْنَ مِنْ ذَوِي التَّقْلِيْدِ	کی حقیقت مظاہر کی خصوصیات اور
الْفِطْرِيِّ فَلَا يَكُوْنُ لَهٗ عِلْمٌ بِهَا وَ	ظہور کی نوعیت منکشف ہوتی ہے لیکن
لٰكِنْ تَثْبُتُ الْاَحْكَامُ وَهٰذَا لَكَ	اگر وہ تقلید فطری کے اہل سے ہے
يَكُوْنُ فِيْ نَشْاَةٍ جَدِيْدَةٍ ۔	تو پھر اس کو ان باتوں کا علم نہیں ہوتا بلکہ احکام کو

ثبات اور استقرار حاصل ہو کر سالک طریقت کو ایک ارتقار جدید حاصل ہوتا ہے۔

حقیقت قبض وبسط

وَالْقَبْضُ وَالْبَسْطُ عِبَارَتَانِ	قبض وبسط کی حقیقت یہ ہے
عَنْ ظُهُوْرِ اَحْكَامِ الْجَلَالِ	کہ خدائے بزرگ کے جلال اور جمال
وَالْجَمَالِ وَهٰذَا هُوَ السَّيْرُ مِنَ	کے احکام معرض وجود میں آئیں اور اسی
اللّٰهِ وَاِذَا رَسَخَ الْاَثَرُ مُغَادُ	کو سیر من اللہ کہا جاتا ہے، اور اسی
لِمَا اَنَّهٗ اِنْصَبَغَ بِصِبْغِ	مقام پر آدمی ارشاد میں راسخ ہو جاتا
اللّٰهِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ سَابِغٌ	ہے کیونکہ وہ خدائے قدوس کے رنگ
مُفِيْضٌ بِالذَّاتِ فَلَا	میں رنگا جا چکا ہے اور اللہ تعالے
اَقَلَّ فِيْ هٰذِهِ النَّشْاَةِ	کامل الصفات مفیض بالذات ہے

مِنْ تَمَثُّلِ الْإِفَاضَةِ بِحَسَبِ الْمَوْطِنِ الْعِلْمِيِّ فَقَدْ تَمَّ السَّيْرُ فِي الْخَلْقِ وَهُنَالِكَ يَبْلُغُ الْكَمَالُ الْفَنَائِيُّ أَقْصَاهُ وَهُوَ لِلْأُمَمِ الْمُتَهَيِّئَةِ لِأَشْبَاحِ هٰذِهِ الطَّائِفَةِ الْعَلِيَّةِ كَأَبِي يَزِيْدَ وَأَبِي الْحَسَنِ وَأَبِي الْعَبَّاسِ وَأَبِي سَعِيْدٍ وَأَبِي إِسْمٰعِيْلَ وَأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ وَأَصْحَابِ الطُّرُقِ كَالْغَوْثِ الْأَعْظَمِ وَالشَّيْخِ السُّهْرَوَرْدِيِّ وَالنَّجْمِ الْكُبْرٰى وَخَوَاجَهْ نَقْشَبَنْدِ وَالْخَوَاجَهْ الْجِشْتِيِّ +

اس لئے اس نشأۃ دنیویہ میں کم از کم موطن علمی کے مطابق افاضہ کا تمثل ضروری ہے کیونکہ اب سیر فی الخلق کے تمام مقامات طے ہو چکے ہیں اور سالک طریقت مقام فناء میں انتہائی کمال تک پہنچ چکا ہے، طائفہ علیہ میں سے ذیل کے اشخاص اسی مقام کے ممتاز افراد ہیں، ابو یزیدؒ ابو الحسنؒ، ابو العباسؒ ابو سعیدؒ ابو اسماعیلؒ ابو عبد اللہؒ اور جن کے اسماء گرامی سے اصحاب معرفت کے طرق مروجہ منسوب ہیں، جیسا کہ غوث اعظم اور شیخ سہروردیؒ شیخ نجم الدین کبریؒ خواجہ نقشبند رح خواجہ معین الدین چشتی رح

وَتَحْقِيْقُ الْقَوْلِ فِيْ هٰذَا التَّشْرِيْحِ يَحْتَاجُ إِلٰى مُقَدِّمَةٍ هِيَ أَنَّ بَيْنَ الْوُجُوْدِ الْعِلْمِيِّ وَالْوُجُوْدِ الْخَارِجِيِّ مُنَاسَبَةً وَالْمُنَاسَبَةُ عِنْدَنَا اِسْمٌ لِاشْتِرَاكِ النَّفَسِ الرَّحْمَانِيِّ وَالْاِمْتِيَازِ بِخُصُوْصِيَّةِ

مضمون بالا کے مطابق پوری تحقیق بتانے سے پہلے مقدمہ کے طور پر یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وجود خارجی اور وجود علمی کے درمیان مناسبت ہے مناسبت کا مفہوم ہمارے نزدیک نفس رحمانی اور خصوصیت موطن کا اشتراک ہے اسکی

الموطن وذلك لما مهدنا من أن المجرد لا يمتاز فيه العلم عن الوجود الخارجي وانما الامتياز في التمثلات المتاخرة ولوجه آخر هو ان النشآت متحاذية بعضها مع بعض فالشئ في الخارج هو المتجلي في نشاة الذهن وبالجملة فرفع الوسائط والغاية غاية ضرب من التبريح له عمل في انصباغ الرجل بحقيقة الوجوب من السبيل الذي فسرناه

وجہ یہ ہے کہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ مجرد عن المادہ میں علم اور وجود خارجی میں امتیاز نہیں ہوتا موطن امتیاز وہ تمثلات ہیں جو بعد میں ظہور میں آئے بالفاظ دیگر ہم اس طرح کہہ سکتے کہ تمام عوالم ایک دوسرے کے متحاذی ہیں، جو چیز خارج میں موجود ہوتی ہے وہ پہلے نشاۃ ذہنیہ میں متجلی ہوتی ہے خلاصہ یہ کہ اگر کسی نہ کسی ریاضت کے ذریعہ وسائط کو ختم کر دیا جائے تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ آدمی حقیقت وجوب کے رنگ میں رنگا جائیگا جس کی نوعیت اور طریقہ ہم بیان کر چکے ہیں،

فنا کی قسمیں

والفناء اما شفاهي واما تجلي اما الشفاهي فانصباغ بحقيقة الذات لا تجلياته انصباغا قويا تاما ويختص برجل

فنا کی دو قسمیں ہیں شفاہی اور تجلی شفاہی کے معنی یہ ہیں کہ تجلیات سے نہیں بلکہ حقیقت ذات اقدس سے آدمی رنگیجائے اور یہ انصباغ قوی اور کامل ہو، یہ اس شخص کیلئے مخصوص ہے جو

شَدِيْدِ مَسُوْرَةُ مِزَاجِهِ لَا	قوی المزاج ہو اور اسکے مزاج کی حدت
تَنْقَهِرُ اِلَّا بِتَكْرَارِ التَّجَلِّيَاتِ	تجلیات کے بغیر مقہور نہ ہو سکے، ایسا
قَوِيُّ جَنَّتِهِ لَا يُغَادِرُ حَالًا	شخص کسی حال اور مقام کو مقہور اور مغلوب
وَلَا شَيْئًا اِلَّا غَلَبَهُ وَقَهَرَهُ	کئے بغیر نہیں چھوڑتا اور اسوقت تک
وَلَا يَدَعُهُ حَتّٰى يَبْلُغَ	کسی کو نہیں چھوڑتا جب تک اس
الدَّرَجَةَ الْقُصْوٰى	میں انتہائی کمال نہ حاصل کرے،
وَاعْلَمُوْا اَنَّ لِلْفَنَاءِ وَزْنًا	یاد رکھو فناء کا بھی وزن ہوتا ہے
كَرَجُلٍ غَرِقَ فِي الْبَحْرِ فَمَاتَ	جسطرح کہ کوئی دریا میں ڈوب کر مر
ثُمَّ لَفَظَهُ الْبَحْرُ فَاِنَّ الْمَوْتَ وَلَفْظَهُ	جائے اور دریا اسے باہر کنارہ پر پھینک
وَزْنًا وَيَجِبُ اَنْ يَكْسِرَ النَّفْسَ	دے تو اسکی موت اور پھینکے جانیکا وزن
اَوَّلًا وَيَهْضِمَ لَذَّاتِهَا هَضْمًا	ہوتا ہے یہ ضروری ہے کہ پہلے نفس کی
شَدِيْدًا ثُمَّ يُفْنِي وَذٰلِكَ لِاَنَّهُ	حرمت کو توڑا جائے اور اسکو لذائذ
رُبَمَا لَمْ يَتَحَقَّقِ الْفَنَاءُ الشِّفَاهِيُّ	اور خواہشات نفسانی سے باز رکھا جائے
وَحِيْنَئِذٍ تَظْهَرُ النَّفْسُ فِي صُوْرَةِ	اس کے بعد فناء کا مقام حاصل ہو سکتا
الرُّبُوْبِيَّةِ فَيَعْسُرُ زَوَالُهُ وَيَعْقُبُ	اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو
خِذْلَانًا وَخُسْرَانًا شَدِيْدًا فِي	ممکن ہے کہ فناء شفاہی حاصل نہ ہو اور
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۔	نفس ربوبیت کے مظہر میں ظاہر ہو، اندریں

صورت اسکی انانیت اور ربوبیت کا مٹانا مشکل ہے اسکا نتیجہ اسی دنیا میں بڑی ذلت اور رسوائی ہے نیز یہ ضروری ہے کہ پہلے دوام حضور حاصل کرے،

وَيَجِبُ اَيْضًا اَنْ يَكْتَسِبَ اَوْ لَا	جس کے بعد وہ فناء کا مقام حاصل کر
دَوَامَ الْحُضُوْرِ ثُمَّ يَفْنِيْ لِاَنَّهُ	سکتا ہے کیونکہ اگر فناء شفاہی حاصل
عَسٰى اَنْ لَا يَتَحَقَّقَ الْفَنَاءُ	نہ ہوئی تو آدمی پر ایک حیرت طاری
الشِّفَاهِيُّ فَيَبْقَى الرَّجُلُ حَيْرَانًا	ہوتی ہے اللہ تعالے کیساتھ اسکا کوئی
مِنْ هُوَ شًا لَا رَبْطَ لَهٗ بِاللّٰهِ	رشتہ نہیں ہوتا اور حضور سے وہ محروم
وَلَا حُضُوْرَ فَيَنْتَقِصُ اِرْشَادُهٗ	ہوتا ہے اس سے اسکے ارشاد میں نقص
وَيَنْكَسِرُ قَلْبُهٗ وَيَجِبُ اَنْ	آجاتا ہے اور اسکا دل ٹوٹ جاتا ہے
يَفُكَّ رَبْطَ الْحُبِّ الْوَاقِعِ	یہ بھی ضروری ہے کہ مال و اولاد کی محبت
بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْمَالِ وَالْوَلَدِ وَ	اور حب جاہ کے رشتے توڑ ڈالے نہیں
الْجَاهِ وَغَيْرِهَا اَوْ لَا لِاَنَّهٗ	تو ممکن ہے کہ فناء شفاہی حاصل ہی نہ
عَسٰى اَنْ لَا يَتَحَقَّقَ الْفَنَاءُ	ہوجسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمیشہ وہ طامع و
الشِّفَاهِيُّ فَلَا يَزَالُ الرَّجُلُ طَمُوْعًا	حریص رہے گا جیسا کہ کہا گیا ہے کہ
هَلُوْعًا كَمَا قِيْلَ كَمَا تَعِيْشُوْنَ	جس نوع کی زندگی بسر کروگے اسی
تَمُوْتُوْنَ وَكَمَا تَمُوْتُوْنَ	حالت پر تمہاری موت ہوگی اور جس
تُحْشَرُوْنَ وَلِلْاَوْلِيَاءِ فِيْ	حالت پر مروگے اسی حالت پر اٹھائے
ذٰلِكَ مَذَاهِبُ وَمَنْ يَعْتَمِدُ	جاؤگے اولیاء کا مسلک اس بارے
فِيْ حُصُوْلِ هٰذِهِ الشَّرَائِطِ	میں مختلف فیہ ہے بعض تو ان شرائط
الثَّلٰثِ عَلٰى بَصِيْرَتِهٖ	ثلٰثہ گانہ کے حصول میں اپنی بصیرت
فَاِذَا اَدْرَكَ مِنَ الْمُرِيْدِ	پر اعتماد کرتے ہیں جب ان کو یقین

بِبَصِيْرَتِہٖ اَنَّھَا حَصَلَتْ لَہٗ اَفْنَاہُ وَمِنْھُمْ مَنْ يَعْتَمِدُ فِيْ ذٰلِكَ عَلٰى وَاقِعَاتِ الْمُرِيْدِ اَوْ وَاقِعَاتِ نَفْسِہٖ فَاِذَا تَحَقَّقَ عِنْدَہٗ مِنْ قِبَلِ الْوَاقِعَاتِ اَوِ الْمَنَامَاتِ اَنَّہٗ تَجَرَّدَ عَنِ الْعَلَائِقِ وَدَامَ حُضُوْرُہٗ وَ اِنْكَسَرَتْ سَوْرَۃُ نَفْسِہٖ اَفْنَاہُ ۔

ہو جاتا ہے کہ مرید نے یہ شرائط پوری کر دیں تو وہ اسکو مقام فنا تک پہنچا دیتے ہیں بعض ان میں سے مرید کے واقعات یا اپنے واقعات پر اعتماد کرتے ہیں جب انکو بذریعہ واقعات یا منامات کے معلوم ہو جاتا ہے کہ مرید نے علائق کا رشتہ توڑ دیا ہے اسے دوام حضور حاصل ہو گیا ہے اور اس کے نفس کی تیزی ٹوٹ گئی ہے۔ تو وہ اس کو مقام فنا تک پہنچا دیتے ہیں۔

وَمِنْھُمْ مَنْ يَعْتَمِدُ فِيْ ذٰلِكَ عَلَى الْفِرَاسَۃِ فَيَمْتَحِنُ الْمُرِيْدَ بِصُنُوْفِ الْبَلَايَا فَاِذَا رَاٰہُ خَالِصًا مُخْلِصًا اَفْنَاہُ وَ اَيْضًا لِلْاَوْلِيَاءِ فِيْ تَحْصِيْلِ ھٰذِہِ الْاُمُوْرِ طَرَائِقُ وَھِيَ مَحْفُوْظَۃٌ عِنْدَھُمْ فَلَا فَائِدَۃَ فِيْ ذِكْرِھَا ۔

اور بعض کا اعتماد فراست پر ہوتا ہے اور مرید کو قسم قسم کی آزمائشوں سے آزماتے ہیں جب اس کو خالص اور مخلص جان لیتے ہیں تو اسکو مقام فنا تک پہنچا دیتے ہیں اور ان امور کی تحصیل کیلئے اولیاء کے بھی مختلف طریقے ہیں جو ان کے ہاں محفوظ ہیں اسلئے انکی تفصیل بیان کرنے کی حاجت نہیں

وَبِالْجُمْلَۃِ فَھٰذِہٖ ضَوَابِطُ الْاِرْشَادِ وَاٰدَابُہٗ اُوْتِيْتُھَا مِنَ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَھِيَ اَعَزُّ مِنَ الْكِبْرِيْتِ

بہر حال مقام ارشاد کے یہ وہ ضوابط اور آداب ہیں جو اللہ تعالےٰ نے ہمیں عنایت فرمائے ہیں اور کبریت احمر سے زیادہ قیمتی

الآخر فعرض عليها
ربوا جنك ٭
واما حجابي والحجاب اماني
الفاني بان يفنى في مواطن
العلم وتنقهر بادنى الجذبات
اذا قصر الجذب في حقه و
اما في المفني فيه بان يفنى
في اسم من اسمائه لا في
ذاته قولنا ذوا التقليد
الفطري تفسيره ان ههنا
نشاتين نشاة من المجرد
الذي لم يتميز فيه احدهما
عن الاخر احدهما العلم
والثانية الوجود الخارجي
او العمل او الحال فمن كان
علمه استغرق من عمله و
حاله فهو الذكي ومن كان
بالعكس فهو ذو التقليد
واصحاب العلم منهم

ہیں لہذا انہیں خوب اچھی طرح
محفوظ کر لو۔
یا فنا حجابی ہے حجاب کی دو صورتیں ہیں
یا تو مواطن میں علم سالک کو فنا رحاصل
ہوتی ہے اور وہ ادنیٰ جذبہ سے مغلوب
ہو جاتا ہے یا یہ کہ اس کے حق میں جذب
بہت کم ہوتا ہے یا وہ اسماء پاک میں
سے کسی اسم میں فنا ہوتا ہے لیکن اسکی
یہ فناء ذات قدس میں نہیں ہوتی تقریر
بالا میں ہم نے تقلید فطری کا لفظ استعمال
کیا ہے اسکی تشریح یہ ہے، کہ نشئات
کی دو قسمیں ہیں، یا بالفاظ دیگر ارتقاءات
کی دو منزلیں ہیں ایک مجرد عن المادہ
کا ارتقاء ہے جس میں علم اور وجود خارجی
آپس میں ممیز نہیں ہوتے دوسرا وجود
خارجی ہے جو عمل یا حال کی شکل میں ظاہر ہو
اب جسکا علم اسکے عمل اور حال سے
کامل تر ہو، وہ ذکی کہلاتا ہے اور جو
بالعکس ہو وہ مقلد ہے اصحاب علم

قد تیسر لهم ان یستنزلوا
من ارادوا من الملائکة و
الانبیاء وغیرهم متی ارادوا
ویعلموا ارائهم فی المعارف
ویسئلوا عنهم ما شاؤا و
اصحاب العمل منهم قد یحیون
ویمیتون ولهم اثار عجیبة
اشتملت علی مقامات خواجه نقشبند
وبهجة الاسرار ومقامات
الشیخ الاحمد الجامی فتنکر

کیلئے یہ ممکن ہے کہ وہ ملائکہ اور انبیاء
میں سے جسکو چاہیں اور جس وقت چاہیں
بلائیں، ان سے جو چاہیں پوچھ لیں بعض
مسائل معرفت کے متعلق انکی رائے
معلوم کرلیں اصحاب العمل سے از قسم
احیاء و اماتہ بڑی عجیب اور خارق عادت
باتیں صادر ہوتی ہیں، مقامات خواجہ نقشبند
بہجۃ الاسرار اور مقامات شیخ احمد
جامی وغیرہ کتابیں ان ہی خوارق کے
بیان پر مشتمل ہیں۔

وجوه الفرق بين كمالات النبوة والصحابية والحكمة والولاية

کمالات نبوت، صحابیت، حکمت اور ولایت میں وجوہ امتیاز

منها ان الانبیاء
یعلمون الله سبحانه موجبا
ومریدا ونحن نؤمن بالارادة
وههنا ارادة متجددة
ویضمحلون فی الارادة

من جملہ ان فروع کے ایک یہ
ہے کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالٰی
کو موجب بالارادہ سمجھتے ہیں، اس مقام
پر ہم اس ارادہ سے ارادہ متجددہ مراد
لیتے ہیں یہ لوگ ارادہ میں مضمحل رہتے

فمنهما أمرهم ونهيهم وخوفهم
وطمعهم والصحابة لا يعرفون
الله سبحانه إلا مربيًا أو
فيهما اضمحلالهم ومنهما
خوفهم وطمعهم والحكماء
يعرفون الله سبحانه موجبًا
ومربيًا ولا يضمحلون
في كل منها والأولياء يعرفون
الله سبحانه موجبًا فقط
ويضمحلون۔
واعلم أنا لا نذكر إلا ما
كان من صلب كمالهم
وإلا فقد يقلد الأولياء
الأنبياء فيعرفونه مربيًا أو
يجهلون سرًا فيعرفونه
مربيًا ومن هذا الوجه نشأ
اختلافهم في طرائقهم فعلم
الأنبياء سر القدر وضنوا به
على الصحابة ولكن كما الله

ہیں ان کے اوامر ونواہی اور امیدوں
کا تعلق اسی سے ہوتا ہے اور صحابہ کرام
اللہ تعالیٰ کو مربی یا لا ارادہ جانتے تھے
اور اسی میں انکو اضمحلال حاصل تھا اور
ان کے خوف ورجاء کا مرکز اسم پاک
المربی تھا حکماء اللہ تعالیٰ کو موجب
اور مربی سمجھتے ہیں لیکن ان میں مضمحل
نہیں ہوتے برخلاف اسکے اولیاء اللہ
تعالیٰ کو صرف موجب جانتے ہیں اور
اس میں مضمحل ہوجاتے ہیں
یاد رکھو جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے ان
کے اصل کمال کی حیثیت سے بیان کیا
ہے ورنہ بعض اوقات اولیاء بھی انبیاء
کی تقلید سے اس کو مربی جانتے ہیں یا جہل
اسرار کی بنا پر ایسا سمجھتے ہیں اسی
وجہ سے ان کے طریقوں میں اختلاف
پیدا ہوا ہے انبیاء کرام قدر کے سر سے
واقف تھے لیکن اپنے صحابہ سے اسے
مخفی رکھا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے

سبحانه سر الاهلة وغيره
لهم وثبت اقترانهم في كلماتهم
وانما السر في هذا الفرق ظهور
الاسم المتجدد كما عرفت.
ومنها ان تكليم الله سبحانه
باحكام الحدوث في حق
الانبياء صادق وكذلك
الصحابة ولا يصح للاولياء وقد
يجتمع الطريقان للحكماء
واذا امر الله سبحانه الاولياء
فانما هو مع الصورة المزاجية
وسر هذا الفرق ما اسلفنا
من الصورة المزاجية والجوية
ومنها ان الاولياء لا يطيقون
ثبوت احكام الاسماء في موطن
العلم والعمل كليهما نعم منهم
رجل عليم ليس له ان
يرشد ورجل مرشد
ليس له ان يعلم

انہیں اہلہ وغیرہ کا راز نہیں بتلایا اور
ان کے کلمات اور اقوال ایک
دوسرے سے مختلف ہیں اس فرق کا
راز اسم متجدد کے ظہور میں مضمر ہے۔
اور من جملہ ان فرقوں کے ایک یہ ہے
کہ احکام حدوث سے اللہ تعالے کا
کلام کرنا انبیاء کرام کے حق میں صادق
ہے نیز صحابہ کرام کے حق میں بھی درست
ہے لیکن اولیاء کرام کے حق میں صحیح
نہیں برخلاف اس کے کہ حکماء دونوں
طریقوں کے جامع ہیں اللہ تعالے اولیاء
کو جب کبھی حکم دیتا ہے تو وہ صورت
مزاجیہ کے مطابق ہوتا ہے اس کا راز وہ
فرق ہے جو ہم نے صورت مزاجیہ اور
صورت جویہ کے درمیان بیان کیا اور انہیں میں سے ایک
فرق یہ ہے کہ اولیا کو موطن علم اور موطن عمل دونوں میں
احکام اسماء کے ثابت و برقرار رکھنے کی طاقت نہیں
چنانچہ ان میں سے عالم ہیں انہیں ارشاد کا حق نہیں اور
جو صاحب ارشاد ہیں انہیں علم سے بہرہ

وَاَمَّا الصَّحَابَۃُ فَلَیْسَ کَمَالُھُمْ	ہے اور ان کے مقابلہ میں صحابہؓ کا کمال
عِلْمِیًّا وَالْاَنْبِیَاءُ وَالْحُکَمَاءُ عِلْمُھُمْ	علمی نہیں اور انبیاء کرام و حکماء کا علم
وَعَمَلُھُمْ سَوِیَّانِ وَھٰذَا الْفَرْقُ	اور عمل دونوں برابر ہوتے ہیں اس فرق
سِرُّہٗ اَنَّ الْاَوْلِیَاءَ فَنَاءُھُمْ	میں راز یہ ہے کہ اولیاء کی فنا نفس
یَخْتَصُّ بِالنَّفْسِ وَلَھَا قُوَّتَانِ	کے ساتھ خاص ہے اور اس کی دو قوتیں
اَلْعَاقِلَۃُ وَالْعَامِلَۃُ وَالرَّجُلُ	ہیں ایک عاقلہ اور دوسری عاملہ اور انسان
اِمَّا اَنْ یَّنْفَذَ مِنْ قُوَّتِہِ الْعَاقِلَۃُ	کو باعتبار فطرت کے یا تو قوت عاقلہ تقدم حاصل
اَوِ الْعَامِلَۃُ جِبِلَّۃً	ہوگا یا اسکی قوت عاملہ غالب ہوگی،
اَمَّا الْحُکَمَاءُ فَکَمَالُھُمْ	حکماء کا تو قرب وجود ہی میں کمال
قُرْبُ الْوُجُوْدِ وَالْوُجُوْدُ قَبْلَ	ہے اور یہ وجود اس سے پہلے تھا کہ قوت
تَمَیُّزِ الْعَاقِلَۃِ وَالْعَامِلَۃِ	عاقلہ اور عاملہ میں امتیاز پیدا ہو کہ ہر
بِحِیَالِھَا وَالْاَنْبِیَاءُ	ایک ان میں سے مستقل ہستی تصور کی
کَمَالُھُمْ قُرْبُ الْفَرَائِضِ	جانے لگے برخلاف انبیاء کرام کے کہ
وَمِنْھَا اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ	ان کا کمال قرب فرائض میں ہے، اور
اِنَّمَا الْحَقِیْقُ لَھُمُ	ان فرقوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ
التَّزَوُّجُ وَذٰلِکَ لِاَنَّ	انبیاء کرام کے مناسب حال ازدواجی
وَجَاھَتَھُمْ تَقْتَضِیْ	تعلقات کا پیدا کرنا ہے کیونکہ ان کی
مَنْ یَّسُوْسُوْنَھُمْ	وجاہت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ تدبیر
وَیَعُوْلُوْنَھُمْ	منزل اور سیاست مدنیہ کے بھی فرائض

متن	ترجمہ
والاولیاء انما الحقیق لهم العزلة	انجام دین، اور اولیاء کیلئے تو ہمیشہ مجرد
لانصباغهم بصبغ القدوس	رہنا ہی مناسب ہے تاکہ ان پر صمد و
الصمد والحکماء فی اشکال	قدوس کا رنگ چڑھ جائے، اور حکماء
مشکل فحیث ان عفتهم	کی حالت مقام مشکل میں ہے، کیونکہ
خلیقة لعصمتهم یحق لهم	انکی حیثیت میں عصمت کا خلیفہ عفت
التفردیة وحیث ان لهم	ہونا اس بات کا مقتضی ہے کہ ان کے لئے فردیت
الوجاهة یحق لهم التزوج الا	رہے اور ان کو بھی وجاہت حاصل ہے اسلئے ازدواجی
ان یاخذوا بسنة رسول الله صلی	تعلقات کا پیدا کرنا ان کے مناسب حال ہے تو اس
الله علیه وسلم حیث تحنث	اشکال سے کس طرح چھٹکارا حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ
بغار حراء فیتحنث قبل	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں
ان ینزع الی اهله؛	کیونکہ آپ غار حراء میں عزلت اختیار کر کے عبادت الٰہی

میں مصروف رہتے پھر کچھ ایام کے بعد گھر واپس ہو کر اہل و عیال کے حقوق بجا لاتے

متن	ترجمہ
ولم تزوج من الاولیاء	اولیاء کرام میں سے جو حضرات نکاح
ثلاثة رجل استولی	پر آمادہ ہوتے ہیں ان کی تین قسمیں
علیه توقان خداع	ہیں ایک تو وہ شخص جس پر خواہشات
نفسه بالشهوة ورجل	نفسانی غالب ہوں اس کی مثال یہ ہے
غشیه الاجمال فانتزع	کہ جسطرح کسی مہلک مرض کی دواء
الی التفصیل	زہر کیساتھ کی جائے دوسرا وہ شخص کہ
فعلمته	جسے اجمال نے گھیر لیا ہے اور پھر وہ

تُسْرُّ اءُ دِیۡ مِحْیَلٍ تَنْوِیر تفصیل کی طرف رجوع کرتا ہے اور
بِنُوْرِ النُّبُوَّۃِ فَاخْتَنُوا فِی حمیرا اس سے بات چیت کرتی
تَسْتِیْرِ النِّکَاحِ ہے اور تیسرا وہ شخص جو نور نبوت سے
منور ہوا اور اس نے آپ کا اتباع کر کے نکاح کر لیا

ابرار کا طریقہ

وَالرَّابِعَۃُ طَرِیْقَۃُ الْاَبْرَارِ چوتھا طریقہ ابرار کا ہے جو اہل
مِنْ اَھْلِ الصَّفَاءِ وَمَعْنَاہُ صفا سے ہیں اسکی حقیقت جسم کو نفس
اِنْقِھَارُ الْبَدَنِ تَحْتَ النَّفْسِ کا مغلوب اور مقہور کر دینا اور اسمیں
وَفَنَائُہٗ فِیْھَا وَاَصْلُ فنا ہو جانا ہے اور انکے مذہب کا اصل
مَذْھَبِھِمْ اَنْ تَعَلُّمَاتٍ اصول یہ ہے کہ انسان میں کئی لطائف
لِلْاِنْسَانِ لَطِیْفَۃٌ قَالِبِیَّۃٌ ہیں، ایک لطیفہ قالبیہ ہے جسکا کام
اِنَّمَا تَحِسُّ شَانُھَا وَلَطِیْفَۃٌ محسوسات کا ادراک کرنا ہے دوسرا
خَیَالِیَّۃٌ شَانُھَا الْاِلْتِفَاتُ لطیفہ خیالیہ ہے اسکا کام کسی ذی
اِلٰی اَمْرٍ مُتَلَوِّنٍ مُتَشَکِّلٍ لون اور ذی شکل کو جو نظر سے غائب
غَائِبٍ وَلَطِیْفَۃٌ وَھْمِیَّۃٌ شَانُھَا ہے قوت خیالیہ میں حاضر کر دینا ہے
اِدْرَاکُ مَعَانٍ جُزْئِیَّۃٍ تیسرا لطیفہ وہمیہ ہے اس کا کام یہ
حِسِّیَّۃٍ وَحِفْظُھَا وَاِنْعَاءُھَا ہے کہ معانی جزئیہ محسوسہ کا ادراک
وَلَطِیْفَۃٌ اِدْرَاکِیَّۃٌ شَانُھَا لیکے انکو اپنے پاس محفوظ رکھے اور

ذُو إِدْرَاكِ الْكُلِّيَّاتِ الطَّبِيعِيَّةِ وَالْأُمُوْرِ الْمُجَرَّدَةِ فِي خَاطِرٍ مِنَ الْحِسِّ وَهٰذَا خَلِيفَةُ النَّفْسِ فِي عَالَمِ التَّحَيُّزِ وَأَقْرَبُ الْجُسْمَانِيَّاتِ إِلَيْهَا ثُمَّ يَحْتَشِمُونَ حِيلَةً يَتَقَهَّرُ بِهَا هٰذِهِ اللَّطَائِفُ تَحْتَ النَّفْسِ وَيَتَشَبَّهُ بِهَا كُلَّ التَّشَبُّهِ الْحِيلَةُ فِي التَّخْلِيَةِ وَالتَّجْلِيَةِ ۔

ایک لطیفہ ادراکیہ ہے کہ جو امور کلیہ طبیعیہ اور امور مجردہ کا ادراک کرتا ہے اور یہ ادراک من وجہ احساس کے مشابہ ہوتا ہے یہ لطیفہ عالم تحیز میں نفس ناطقہ کا خلیفہ اور جسمانیت سے اسکے قریب تر ہے چنانچہ یہ لوگ تدابیر سے اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ نفس ناطقہ کو لطائف کا مقہور کردیں اور اس کے ساتھ ان کو کامل مشابہت ہو اور اس کا حیلہ تخلیہ اور تجلیہ ہے۔

فَأَوَّلُ مَا يَصْنَعُونَ أَنَّهُمْ يَغُضُّونَ أَبْصَارَهُمْ وَسَمْعَهُمْ وَيُسَكِّنُونَ جَوَارِحَهُمْ وَيُسَكِّنُونَ لِسَانَهُمْ وَيُجِيعُونَ بُطُونَهُمْ وَيُظْمِئُونَ أَكْبَادَهُمْ وَيُسْهِرُونَ أَحْدَاقَهُمْ وَيَعْبُدُونَ اللهَ تَعَالَىٰ وَيَذْكُرُونَهُ مُوْلَعِينَ فِيهَا حَتّٰى تَتَقَهَّرَ الْقَالِبُ وَتَتَنَّ

تو اب میں ان کی ریاضت کا طریقہ بیان کرتا ہوں وہ یہ کہ سب سے پہلے یہ اپنی آنکھوں اور کانوں کو بند کر لیتے ہیں، اور اپنے جوارح و اعضاء کو اپنے قابو میں رکھتے ہیں زبان کو خاموش کر دیتے ہیں اور بھوک پیاس کی تکالیف کو برداشت کرتے ہیں، اور راتوں کو جاگتے اور نہایت ذوق و شوق کیساتھ اللہ تعالےٰ کی یاد اور عبادت میں مصروف رہتے ہیں

وِجْهَتِهِمْ اِلٰی مَالُوْفَاتِهِمْ ۔ یہاں تک کہ ان کا بدن مغلوب و مقہور ہو کر اپنے مالوفات کے ترک کر دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

وَثَانِیًا یَنْفُوْنَ الْوَسَاوِسَ وَالْخَطَرَاتِ وَتَذَکُّرَ لِمَاضِیْ وَالْمُسْتَقْبِلِ وَاَسْهَلُ اَسْبَابِهِ عِنْدَهُمْ اَنَّهُمْ یَرْقُبُوْنَ خَیَالَهُمْ وَکُلَّمَا بَدَا لَهُمْ بَادٍ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَسَدُّوْا مِنْ خَلَلِهِ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَیُثْبِتُوْنَ هُنَا لَکَ اَمْرًا مَا هُوَ تِمْثَالٌ لِاَمْرٍ قُدْسِیٍّ کَاسْمِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ مَلْفُوْظًا وَهُوَ الْاَحْسَنُ وَکَاسْمِهٖ مَکْتُوْبًا وَکَصُوْرَةِ الْقَلْبِ وَکَصُوْرَةِ الشَّیْخِ حَتّٰی

اور دوسرا مرحلہ ان کی ریاضت کا یہ ہے کہ تمام ان خیالات اور وساوس کو جو دل میں پیدا ہوتے ہیں یا گزشتہ واقعات کی یاد میں دل مشغول رہتا ہے۔ یا مستقبل کی فکر ہوتی ہے ان باتوں سے اسکو دور رکھنے میں اسکا آسان طریقہ انکے نزدیک یہ ہے کہ وہ اس انتظار میں رہتے ہیں کہ جوں ہی کوئی تشویشناک خیال یا وسوسہ دل میں آئے ابتدا ًہی اس کا استیصال کر دیا جائے اور دل میں داخل ہونیکے اس کے راستے بند کر دیئے جائیں اور اسکے بجائے کسی ایسے امر کا تصور باندھا جائے جو کہ امر قدسی کا تمثال ہو مثلاً اللہ تعالیٰ کے زبانی اسم میں مشغول ہو جائے جو سب سے احسن طریقہ ہے یا لکھے ہوئے ا

يُقْطَعَ وِجْهَتَهُ إِلَى مَأْلُوفَاتِهِ .

مقدس پر غور کرے یا قلب کا تصور کر کے یا شیخ کا تصور کر کے اپنے توجہ کو ان خیالات سے ہٹا کر اس پر مرکوز کرے حتی کہ وہ مالوفات کلی طور پر ختم ہو جائیں۔

وَثَالِثُهَا يَنْفُونَ غَضَبَهُمْ وَحِرْصَهُمْ وَأُلْفَتَهُمْ بِالْأَهْلِ وَالْمَالِ وَغَيْرِهِمَا بِأَسْبَابٍ مَذْكُورَةٍ فِي رَسَائِلِهِمْ وَكُتُبِهِمْ كَالْإِحْيَاءِ وَالْكِيمِيَاءِ وَغَيْرِهِمَا وَيُثْبِتُونَ هُنَاكَ حُبَّ اللهِ سُبْحَانَهُ بِوَاسِطَةِ التَّهْلِيلِ أَوِ الدُّعَاءِ كَمَا هُوَ الْمَعْرُوفُ عِنْدَهُمْ حَتَّى يَرْسَخَ ذَلِكَ وَيَكُونَ كَطَلَبِ الْمَاءِ لِلْعَطْشَانِ

تیسرا مرحلہ ان کی ریاضت کا یہ ہے کہ وہ غصہ اور لالچ اور حرص مال واولاد کی محبت اور حب جاہ وغیرہ کو اپنے دل سے نکال دیتے ہیں جنکے اسباب وعلل اور طرق ازالہ کا مفصل بیان انکی تصنیفات میں موجود ہے جیسا کہ احیاء علوم اور کیمیائے سعادت وغیرہ اسکے بعد وہ تہلیل کی کثرت یا ادعیہ ماثورہ کے التزام سے جسطرح انکے ہاں معروف ہے اپنے دل کو اللہ تعالےٰ کی محبت سے بھر دیتے ہیں اور یہ چیز اتنی راسخ ہو جاتی ہے جیسا کہ پیاسے کیلئے پانی۔

وَرَابِعُهَا يَجْعَلُونَ مُدْرِكَتَهُمْ ذَكِيَّةً إِمَّا بِكَلَامِ الْوَاعِظِ أَوْ بِتَمْثِيلِ الْعَظَمَةِ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ أَوْ بِتَمْرِينِ ا دَلَائِلِ الْمَعْقُولَاتِ الصِّرْفَةِ

اور چوتھی چیز یہ ہے کہ وہ اپنے مدرکہ کو ذکی بنانے کی کوشش کرتے ہیں یا کلام واعظ کیساتھ یا اللہ تعالےٰ کی عظمت کا تمثل وہ اپنے سامنے رکھتے ہیں یا خالص معقولات کی مشق کرتے

وَيُثْبِتُوْنَ اَنْفُسَهُمْ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى اَنَّهٗ حَاضِرٌ عِنْدَهُمْ مَحْبُوْبٌ لَهُمْ غَايَةَ الْحُبِّ وَهٰذَا يُسَمّٰى عِنْدَنَا بِنُوْرِ الْغَيْبِ فَاِذَا مَلَكَ ذٰلِكَ شَرَاشِرَهُمْ هُوَ الصَّفَاءُ الْمَشَاعِرِيُّ الَّذِيْ حَثَّهُمْ عَلَيْهِ الشَّارِعُ وَلِاِشْرَاقِيَّتِهِمْ كَدٌّ اٰخَرُ اَنَّهُمْ يَتَوَجَّهُوْنَ اِلٰى عِلْمِ الْحُضُوْرِيِّ بِشَرَاشِرِهِمْ بَعْدَ التَّصْفِيَةِ التَّامَّةِ فَيَتَجَرَّدُ النَّفْسُ النَّاطِقَةُ بِعِلْمِهَا فَيَنْقَدِحُ لَهَا عُلُوْمٌ مُجَرَّدَةٌ وَلَا تَثْلَجُ بِهَا عِنْدَنَا۔

ہیں اور اپنے نفسوں کو اس چیز پر ثابت رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت انکے سامنے ہے اور اسکی ذات سے بہت زائد محبت رکھتے ہیں، اسکا نام ہمارے نزدیک نور غیب رکھا جاتا ہے اور جب یہ تصور ان کے رگ ریشے میں سرایت کرجاتا ہے تو یہ وہ صفاء مشاعری ہوتی ہے کہ جسکی شارع نے ترغیب دی ہے، اور اپنی اشراقیت کو بڑھا دینے کیلئے ان کے ہاں ایک اور طریقہ ہے وہ یہ کہ کامل صفائی اور پوری توجہ کیساتھ علم حضوری کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس سے ان کے نفس ناطقہ کو تجرد حاصل ہوتا ہے اور علوم مجردہ کی روشنی میں وہ منور ہونے لگتا ہے مگر ہمیں ان علوم سے طمانیت قلب حاصل نہیں ہوتی۔

وَالْكَامِلُ فِيْ صَفَاءٍ يَكُوْنُ ذَا بَرَكَةٍ يُتَبَرَّكُ بِهٖ وَيُسْتَنْصَرُ بِهٖ وَيُهْتَدٰى بِصُوْرَتِهِ الْمِثَالِيَّةِ تَارَةً

اور جو کوئی صفاء میں کامل ہوتا ہے وہ صاحب برکت ہوتا ہے اس سے دوام اور مدد طلب کی جاتی ہے اور کبھی وہ اپنی صورت مثالیہ سے اور کبھی

تو بافعاله واقواله آخرون و يكون صاحب قبول و اقبال وعنايات لاصحبته نورانية من حيث خصوصية نسمية لا يقع فيها احد الا وجد في نفسه تقربا و توفيقا مفاضين منه وانما قلنا مفاضين منه لان الانبياء والاولياء يفوز كمال اصحابهم من بواطنهم وهمتهم النسمية مؤثرة نافذة ويكون هشا بشا لا حسد ولا حقد ولا طمع ولا امل امره كلي و رأيه كلي ويكون معلما من الله سبحانه وتعالى ۔

اپنے اقوال اور افعال سے لوگوں کی ہدایت کا باعث ہوتا ہے وہ صاحب قبول اور اقبال اور عنایات ہوتا ہے اس کے نسمہ کی خصوصیت سے اسکی حیثیت نورانی ہوتی ہے جسکو بھی یہ صحبت نصیب ہو وہ اپنے آپ میں قرب اور توفیق معلوم کر لیتا ہے جو مذکورہ ذات بابرکات کا فیض ہوتا ہے اور یہ قول ہم نے اسلئے اختیار کر لیا کہ انبیاء کرام اور اولیاء کے اصحاب کے باطن خود بخود کامیاب ہوتے ہیں کیونکہ ان کی ہمت نسمیہ بدرجۂ غایت موثر اور نافذ ہوتی ہے ایسا شخص ہشاش بشاش رہتا ہے اس کے دل میں کسی کے لئے حسد اور کینہ نہیں ہوتا اور اس کو طمع نہیں ہوتی اور نہ کوئی الجھ اس کا امر کلی اور رائے کلی ہوتی ہے اور براہ راست وہ اللہ تعالیٰ سے تعلیم یافتہ ہوتا ہے

اہل صفا کے طریقے

وللصافين شعب

اہل صفاء کے کچھ شعبے اور طریقے

طَرَائِقُ مِنْهَا شُعْبَةُ الْعِلْمِ وَهِيَ اضْمِحْلَالٌ فِي نُوْرِ السَّكِيْنَةِ وَثَلْجٌ وَبَرْدٌ يَبْعَثُ الرَّجُلَ عَلَى الصَّبْرِ مِنَ الْبَلَاءِ وَعَلَى الطَّاعَاتِ حِيْنَ الْمَكَارِهِ وَالْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْمُحَافَظَةِ عَلَى حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْمُجَاهَدَةِ لِاَعْدَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَوْلًا وَفِعْلًا وَسَمَّيْنَاهُ شُعْبَةَ الْعِلْمِ لِمَا اَدْرَكْنَا اَنَّ كَثِيْرًا مِنَ الْعُلَمَاءِ الْمُجْتَهِدِيْنَ الْمُحَقِّقِيْنَ كَانُوْا عَلٰى هٰذِهِ الطَّرِيْقَةِ وَمِنْهَا شُعْبَةُ الْعِبَادَةِ وَهِيَ اضْمِحْلَالٌ فِي نُوْرِ الطَّاعَاتِ وَقَدْ اَشَرْنَا اِلٰى اَنَّ لِلصَّلٰوةِ نُوْرًا وَلِلصَّوْمِ نُوْرًا اٰخَرَ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَاَنَّهُ يُدْرِكُ

ہیں ایک طریقہ ان میں سے علم کا ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص سکینہ اور طمانیت قلب کے انوار میں اتنا مضمحل ہو جائے کہ وہ مصائب اور حوادثات کے پیش آنے پر سررشتہ صبر کو ہاتھ سے نہ جانے دے طاعات اور فرائض کی بجا آوری میں جن تکلیفات کا سامنا ہوا نہیں بخوشی برداشت کرے امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں مصروف رہے حدود اللہ کی محافظت اور قولاً وفعلاً دشمنان خدا سے جہاد کرے اور ہم نے اسے شعبہ العلم سے اسلئے موسوم کیا ہے کہ علماء مجتہدین محققین اسی طریقہ پر تھے دوسرا طریقہ عبادت کا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی عبادت کے نور میں مضمحل ہو جائے اس سے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ نماز اور روزہ وغیرہ طاعات اور عبادات کا علیحدہ علیحدہ نور ہوتا ہے اور فراست سے

بِالْفِرَاسَةِ وَلَهَا اٰدَابٌ وَطُرُقٌ
تُدَوَّنُ ذِكْرُهَا فِيْ كُتُبِهِمْ
وَالسُّهْرَوَرْدِيَّةُ مِنَ الْقَائِمِيْنَ
بِالْاَمْرِ فِيْهَا وَسَمَّيْنَاهُ نُوْرًا لِمَا
يَتَمَثَّلُ فِي الْوَاقِعَاتِ عَلٰى
هَيْئَةِ النُّوْرِ الْحِسِّيِّ وَتَشْبِيْهًا
لَهٗ بِهٖ وَمِنْهَا شُعْبَةُ الْخُشُوْعِ
وَهِيَ اِنْكِسَارٌ وَاِخْبَاتٌ دَائِمٌ
يَضْمَحِلُّ فِيْهِ الرَّجُلُ
وَيُقَالُ عَلَى التَّجَوُّزِ اِنَّهَا
نِسْبَةُ اَهْلِ الْبَيْتِ وَلَيْسَتْ
عَلَى الْحَقِيْقَةِ وَمِنْهَا شُعْبَةُ
الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ اِمَّا مِنَ
النَّارِ وَمِنَ الْجَنَّةِ وَاِمَّا مِنْ
غَضَبِ اللّٰهِ وَجُوْدِهٖ وَاِنَّهَا كَانَتْ
فِي السَّلَفِ وَلَمْ نَرَ فِيْ زَمَانِنَا
رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِهَا وَهٰذِهٖ
الْاَرْبَعُ عَنَاهَا اللّٰهُ تَعَالٰى حَيْثُ
ذَكَرَ وَصْفَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ

اسکا ادراک کیا جاتا ہے اور اسکے
آداب اور طریقے کتب قوم میں مذکور
ہیں، سہروردیہ کو اسطریقہ میں خاص
امتیاز حاصل ہے اور ہم نے نور کی تعبیر
اسلئے اختیار کی ہے کہ واقعات میں
وہ نور حسی کی صورت میں متمثل ہوتا ہے
تیسرا طریقہ خشوع وخضوع کا ہے،
اسکی حقیقت دائمی انکسار اور اخبات
ہے جس میں کہ آدمی مضمحل ہو جاتا ہے
مجازاً یہ لکھدیا جاتا ہے کہ یہ طریقہ
اہل بیت کا ہے لیکن حقیقی طور پر یہ
نہیں کہہ سکتے چوتھا طریقہ خوف رجا
بیم و امید کا ہے جس کا تعلق یا تو جنت
و دوزخ سے یا اللہ تعالیٰ کے غضب
اور اسکی رحمت سے ہے یہ اسلاف
کا طریقہ تھا مگر آج کل ایسا کوئی بزرگ
نہیں نظر پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید
ان چاروں طریقوں کا وہاں ذکر کیا
ہے کہ جہاں مومنوں کے اوصاف

كِتَابِهٖ فِي مَذْهَبِ الْبَطْنِ
الْاَوَّلِ مِنَ السَّبْعِيَّةِ وَلَهَا رَبْطٌ
بِطَرِيْقَةِ الصَّحَابَةِ وَمِنْهَا شُعْبَةُ
الْمَحَبَّةِ وَهِيَ هَيَجَانُ الْعِشْقِ
وَاَنْ يَسْرِيَ فِي الْبَدَنِ كُلِّهٖ
اَمَا رَاَيْتَ الْعَاشِقَ الْمُفْرِطَ
كَيْفَ يَجْتَمِعُ شَرَاشِرُهٗ وَيَخْفِقُ
قَلْبُهٗ وَيَسْوَدُّ لَوْنُهٗ وَ
يَيْبَسُ بَصَرُهٗ وَذِهْنُهٗ كَيْفِيَّةً
مَا مِثْلُ الْجُوْعِ وَالْعَطَشِ
تُدْرَكُ بِالْوَاهِمَةِ وَعِيَا بِهَا
عِنْدَ الْجِشْتِيَّةِ وَصِفَاتِهَا
عِنْدَ الْاَحْرَارِيَّةِ وَمِنْهَا شُعْبَةُ
التَّوْحِيْدِ مَا لَمْ يَكُنْ عَلٰى
مَا وَصَفْنَا فِي الْوِلَايَةِ وَ
قَدْ تَلَوَّنَ بِهَا كَثِيْرُوْنَ
فِي زَمَانِنَا بِيَدِ بَدِيْعِ
الشَّانِ وَهُوَ كَسْرُ مَسَافَةِ
السُّلُوْكِ مَعَ اِنْكَارِ اَكْثَرِ

بیان کئے ہیں یہ معنی ان آیات کے حروف
سبعہ میں سے بطن اول کے مذہب کے
مطابق ہیں اور یہ طریقے صحابہ کرام کے
طریقوں سے وابستہ ہیں اور ایک ان
میں سے محبت کا طریقہ ہے کہ عشق
کو ہیجان میں لا کر اسے سارے بدن
پر مسلط کر دیا جائے تم نے کسی عاشق
زار کو دیکھا ہوگا کہ کس طرح اس کی
رگ رگ میں عشق سرایت کئے ہوئے
ہوتا ہے اسکا دل دھڑکتا رہتا ہے
اور اسکا رنگ متغیر ہو جاتا ہے اور اس
کی آنکھیں اندر کی طرف گھس جاتی
اور خشک رہتی ہیں یہ بھی بھوک پیاس
کی طرح ایک وجدانی کیفیت ہے جسکا
ادراک قوت واہمہ کے ذریعہ ہوتا ہے
اس طریقہ کے علمبردار چشتیہ اور احراریہ
اور ایک طریقہ توحید کا ہے اس سے
توحید مراد نہیں کہ جسکا تذکرہ ہم نے
ولایت کے بیان میں کیا ہے ہمارے

الاستعدادات ومنها شعبة
يادداشت وهي اضمحلال
لمدركة في ادراك امر مجرد
والاشارة اليه وتسمى بنور
الغيب وهي طريقة نقشبندية
ومنها شعبة الرابطة وهي
اضمحلال وانصباغ بصبغ
روح ما رمّا يجمع الهمة
على قبر الاولياء ولما الى
روح رسول الله صلى الله عليه
وسلم وهي طريقة اهل الحديث
الاساتذة منهم او الى روح
ولي ما وكان السلف في بدء
الامر يشتغلون بذلك .

ہی زمانہ میں بہت سے اصحاب عجیب
طرز پہ انہیں رنگے گئے ہیں اس سے
سلوک کی مسافت کم ہو جاتی ہے
لیکن اسکے ساتھ بہت سی استعدادیں ہم
پڑ جاتی ہیں اور ایک طریقہ یادداشت
کا ہے اسکی حقیقت امر مجرد میں آدمی کا محو
ہو جانا ہے اور اسی امر مجرد کو وہ اپنا
مشار الیہ بنالے اور یہ نور غیب کے ساتھ موسوم ہے اور یہ
نقشبندیہ کا طریقہ ہے اور ایک طریقہ رابطہ کا ہے
اس کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی کسی روح کو اپنی توجہ کا
مرکز بنا کر اپنے آپ کو اس میں محو کر دے اس کی صورت
یہ ہے کہ یا تو اولیاء کرام کی قبور پر اپنی توجہ کو مرکوز
کرے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک
کی طرف متوجہ ہو یہ اساتذہ اہل حدیث کا طریقہ
ہے یا کسی ولی کی روح کی جانب متوجہ سلف عموماً ابتدا میں ان ہی طریقوں میں مشغول ہوتے تھے

وهذه الاربع لها ربط
ما بحقيقة الولاية وهي من
تمثلاتها وتلك مسائل
من الولاية لا يستغني

اور ان چاروں طریقوں تعلق
حقیقت ولایت سے ہے اور یہ اسکے
تمثلات ہیں ولایت کے مسائل ذکی
الطبع کیلئے تو بہت مفید ثابت ہوتے

بِهَا الذَّكِيُّ وَلَا يَنْتَفِعُ	ہیں لیکن غبی کیلئے زیادہ سے زیادہ تصریح
بِأَصْرَحَ مِنْهَا الْغَبِيُّ وَ	بے سود ہے اس مقام پر ہم چند فوائد
لْنَخْتِمْ هَا بِفَوَائِدَ ۔	لکھ کر ختم کرتے ہیں،

فوائد مختلفہ

لَمَّا انْقَرَضَ عَهْدُ	(۱) جب صحابہ کرام کا عہد
الصَّحَابَةِ وَفَنِيَ مُحَقِّقُوهُمْ	گزر چکا اور محققین صحابہ کا انتقال ہو گیا
وَقَعَ النَّاسُ فِي الصِّفَاتِ الْعِلْمِيِّ	تو سب کے سب یا اکثر صحابہ صفات علمی
أَوِ النُّورِيِّ كُلُّهُمْ أَوْ أَكْثَرُهُمْ ثُمَّ	اور نوری میں مشغول ہو گئے پھر ان میں سے
مَالَ أَذْكِيَاءُهُمْ وَأَهْلُ الْجَذْبِ	جو اذکیاء اور اہل جذب تھے وہ فنا
مِنْهُمْ إِلَى الْفَنَاءِ وَكَشْفِ الْحُجُبِ	اور کشف حجاب کیطرف مائل ہوئے اس
فَتَحَقَّقَ طَرِيقُ الْأَوْلِيَاءِ ۔	سے اولیاء کا طریقہ ظہور میں آیا
(۲) فِي جَانِبِ الضَّلَالِ	ضلالت میں بھی ہدایت کی طرح
أَيْضًا كَمَالَاتٌ انْسِلَاخِيَّةٌ	انسلاخی کمالات ہوتے ہیں جس کی
كَمَا فِي الشَّيْطَانِ وَالدَّجَّالِ	مثال ہماری رائے میں شیطان اور
فِي مَا نَرَى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ	دجال ہے اور اسی طرح کمالات فنا
وَلِلْفَنَاءِ بَقِيَّةٌ كَمَا فِي فَنَاءِ مَنْ	بھی ہوتے ہیں یہ ان لوگوں میں ظہور
النَّاسِ لَمْ يَتَنَوَّرُوا بِنُورِ	پذیر ہوتے ہیں جو نور نبوت سے منور
النُّبُوَّةِ وَكَانُوا يَشْرَبُونَ	نہیں ہوتے کہ شراب نوشی اُن کا

الخمور ویضیعون الصلوۃ وصفائیۃ کما فی جوکیۃ الھند و اھل النیرنج ۔

(۳) عوام الناس متفرقون فیما یولون وجوھھم شطرہ واما محققو الفلاسفۃ فیسمون الاضافیات عقلا فعالا و ذلک لانہ امر مجرد فیضی من حیث الاجمال والشئون ربا واجبا لانہ امر مجرد بسیط علی ضرب من البساطۃ من حیث الاجمال واما المتکلمون فمنھم من عبد الشئون کالفلاسفۃ ومنھم من عبد الثبوتیات وھذا الصنف اکثرھم واما الاشعریۃ فمذھبھم من تماثیل مذھب الصحابۃ واما الراسخون من اصحاب السکینۃ فیعبدون التنزیھات لانہ امر مجرد

شیوہ تھی اور وہ نماز کی پابندی نہیں کرتے تھے اور اسی طرح کمالات صفائیہ کا بھی ظہور ہوتا ہے جیسا کہ ہندوستان کے جوگی اور اہل نیرنگ ہیں،

(۳) عام لوگ جسکو قبلہ توجہ ٹھہراتے ہیں اس میں بڑا اختلاف ہے چنانچہ محققین فلاسفہ اضافیات کو عقل فعال سے موسوم کرتے ہیں کیونکہ وہ من حیث الاجمال ایک امر مجرد فیضی ہے اور شئون کو یہ لوگ رب واجب کہتے ہیں کیونکہ وہ ایک مجرد بسیط ہے من حیث الاجمال اس میں بساطت ضرور ہے متکلمین میں سے بعض تو فلاسفہ کی طرح شئون کی پرستش میں مصروف ہیں اور بعض ثبوتیات کو معبود ٹھہرائے ہوئے ہیں اور اشاعرہ کا مذہب طریق صحابہ کے تمثلات میں سے ہے لیکن جو اصحاب سکینہ راسخین ہیں وہ تنزیہات کی عبادت کرتے ہیں کیونکہ وہ من حیث

تنزیھی قدسی من حیث الاجمال
الاجمال ایک مرتبہ تنزیہی قدسی ہے

(۴) اذا سمعت من الائمۃ اولیاء یقولون ان فلانا عیسوی المشرب او موسوی المشرب فاعلموا ان لہ معنیان اما یریدون انہ فنی من حیث لطیفۃ ھی من تماثیل ما کان النبی من تماثیلہ او یریدون انہ بقی فی سعت یختص بذلک النبی من حیث الانسلاخ وکان فی الولی مع الصورۃ المزاجیۃ۔

(۴) جب تم آئمہ اہل ولایت کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ فلاں شخص عیسوی المشرب ہے تو اس کے دو معنی ہوتے ہیں یا تو ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ اس لطیفہ میں فنا ہوا جو بعینہٖ اسم پاک کا تمثل ہے جس کا تمثل وہ نبی ہے جسکی طرف اس کو منسوب کیا جاتا ہے یا ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ اس روش میں فنا ہو گیا جو انسلاخ کی حیثیت سے اس نبی کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ ولی کی صورت مزاجیہ کے ساتھ وابستہ رہتی ہے

(۵) حیثما وقع فی القرآن او فی الاحادیث ذکر روح القدس فانما یرید بہ الاسم المتجدد تشبیھا لہ بالروح وانما خص عیسیٰ بالذکر لسبوغیتہ کما عرفت اللھم انت اعلم بغیب السموات والارض۔

(۵) قرآن مجید یا احادیث میں جہاں کہیں روح القدس کا تذکرہ آیا ہے اس سے مراد اسم متجدد ہے جسکو روح کیساتھ تشبیہ دی گئی ہے عیسیٰ علیہ السلام کی تخصیص اسکے سبوغ کا ثبوت ہے اللھم انت اعلم بغیب السموات والارض۔

اَلْخِزَانَۃُ الثَّامِنَۃُ آٹھواں خزانہ

احکامِ نشأۃ شرعیہ

اِعْلَمْ اَنَّ فِی الْاَعْمَالِ	اعمال میں ایسے اسرار مخفی ہیں کہ
سِرًّا لَوْ ظَهَرَ لَكَ لَحَارَ	اگر وہ تمہارے سامنے ظاہر ہو جائیں
عَقْلُكَ وَطَارَ طَوْلُكَ	تو تم حیران ہو جاؤ اور تمہارے ہوش
وَهُوَ اَنَّ مِنْهَا مَا وِزَانُهٗ	اڑ جائیں چنانچہ ہدایت کی جانب
فِیْ جَانِبِ الْهِدَايَةِ	میں بعض ایسے اعمال ہیں جو انبیاء کرام
وِزَانُ الْاَنْبِيَاءِ وَمِنْهَا	علیہم السلام ہی سے صادر ہو سکتے
مَا وِزَانُهٗ فِیْ جَانِبِ	ہیں اور ضلالت کی جانب میں بعض
الضَّلَالِ وِزَانُ الشَّيَاطِيْنِ	ایسے اعمال ہیں جو شیاطین اور دجال
وَالدَّجَاجِلَةِ۔	ہی سے ظاہر ہو سکتے ہیں۔
وَاَصْلُ ذٰلِكَ اَنَّ مِنَ	اس کی اصلیت یہ ہے کہ بعض اعمال
الْاَعْمَالِ مَا هُوَ اَخُو الْعَامِلِ	ایسے ہوتے ہیں کہ جنکا العامل کیساتھ
كَالْحَرَكَةِ الصَّعُوْدِيَّةِ	اخوت کا رشتہ ہوتا ہے جیسا کہ آگ
لِلنَّارِ وَالدَّوْرِيَّةِ لِلْفَلَكِ	کی حرکت صعودیہ اور آسمان کی حرکت
يَعْنِیْ اَنَّ ذٰلِكَ بِلَا	دوریہ چنانچہ دونوں بمنزلہ لازم و ملزوم

هٰذَا فِی عَالَمِہٖ وَاَنَّہٗ مُفَاضٌ مِنْ مَنْبَعِ فَیَضَانٍ هٰذَا فَلَاجَرَمَ اَنَّہٗ مُلَازِمُہٗ فِی الْخَارِجِ وَمِنْہَا مَا هُوَ مُضَادٌّ لِلْعَامِلِ کَالتَّنَهُّقِ لِلْاِنْسَانِ بِمَعْنٰی عَدَمِ الْمُنَاسَبَۃِ الْمَذْکُوْرَۃِ ۔

کے ہوتے ہیں اور دونوں کا منبع فیضان ایک ہوتا ہے اسلئے وہ خارج میں باہم پیوستہ رہتے ہیں برخلاف اس کے کہ بعض اعمال اور ان کے عاملوں کا آپس میں تضاد ہوتا ہے کیونکہ ان میں طبعاً مناسبت معدوم ہوتی ہے جیساکہ انسان کیلئے گدھے کی آواز نکالنا،

بعض اعمال کا عاملوں کے ساتھ لزوم ہوتا ہے

ثُمَّ تَلَطَّفْ مِنْ نَفْسِكَ حَتّٰی تَعْلَمَ اَنَّ مِنَ الْاَعْمَالِ مَا یَلْزَمُ الْعَامِلَ مِنْ حَیْثُ شَأْنِیَّتِہٖ بِمَعْنٰی اَنَّ ذٰلِكَ الْعَمَلَ مَنْبَعُہٗ بِعَیْنِہٖ مَنْبَعُ الْاِنْسَانِ لٰکِنِ الصُّوْرَۃُ الْخَلْطِیَّۃُ کَانَتْ اَوْقَعَتْ بَیْنَهُمَا انْفِکَاکًا فَاِذَا انْسَلَخَتْ وَبَقِیَ عَلٰی مَاکَانَ عَلَیْہِ اَزَلًا لَزِمَہٗ وُجُوْدُہٗ

پھر جان لو کہ بعض اعمال ایسے بھی ہیں کہ قدسی حیثیت سے ان کے اور ان کے عامل کے درمیان لزوم ہوتا ہے اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ اس عمل کا منبع بعینہٖ انسان کا منبع ہوتا ہے لیکن صورت خلطیہ نے دونوں میں جدائی ڈالدی ہے چنانچہ جب آدمی کو اس سے انسلاخ حاصل ہوتا ہے اور آدمی کی وہی حالت ہو جاتی ہے جو ازل میں تھی تو اس کے ساتھ وجود خارجی

الخارجي الذي لا صورة
له الا بدنية ضعيفة
كالصلوة فان منبعه
الحي القيوم وهو بعينه
منبع نوع الانسان
فاذا انسلخ وكان
عالما بالنشأت سواء
كان علما فطريا او
حصوليا لزمته ومنها
ما ينافيه ويضاده
لا من حيث قدسانيته
كالقتل فانه لما كان
سالبا للحيوة ناقض
للرب المفيض للوجود
فلما انسلخ عن
الصورة المزاجية
وانقاد لحكم الرب
وجب عليه الاجتناب
من القتل لعلمه

لازم ہوجاتا ہے جسکی کوئی صورت بغیر
اسکے نہیں ہوتی، نماز کی طرح ایک
کمزور سی حالت باقی رہجاتی ہے کیونکہ
اسکا منبع الحی القیوم ہوتا ہے جو بعینہٖ
انسان کے معرض ظہور میں آنیکا منبع
ہے اسلئے جب انسان کو انسلاخ حاصل
ہوجاتا ہے اور وہ نشأت کا عالم
ہوتا ہے علاوہ ازیں کہ یہ علم فطری ہو یا
حصولی وہ اعمال اسکو لازم ہوجاتے ہیں
اور بعض اعمال ایسے ہیں جو کہ اس کے
منافی اور مخالف ہیں لیکن یہاں پر
قدسی حیثیت کا دخل نہیں ہوتا اسکی
مثال ارتکاب قتل کی طرح ہے کیونکہ
قتل کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کو نعمت
وجود سے محروم کر دیا جائے اسلئے
فعل کو رب تعالیٰ کیساتھ تضاد ہے
جو کہ افاضہ وجود کے ساتھ موصوف ہے جب
آدمی صورت مزاجیہ سے منسلخ ہو کر
اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے مطیع

بِالنَّشْأَاتِ۔ اور فرمانبردار ہوتا ہے تو قتل سے اجتناب کرنا اس کے لئے فرض ہو جاتا ہے کیونکہ اسے ارتقاآت کا علم حاصل ہوگا۔

فَاعْلَمْ مِنْ اِذْنِ اَنَّ مِنَ الْاَعْمَالِ مَالَا یَقِرُّ بِالنَّبِیِّ وَبِالْحَلِیْمِ الْقَرَارُ مِنْ حَیْثُ مُقْتَضٰی کَمَالِهِمْ اِلَّا بِاَنْ یَّلَا بِسَهٗ وَمِنْهَا مَا یَقِرُّ بِهِمَا الْقَرَارُ مِنْ مُقْتَضٰی کَمَالِهِمْ اِلَّا بِاَنْ یَّجْتَنِبَهٗ مِثْلُ مَا جِنْتِیْنِ مِثْلُ مَنْ اَکَلَ دَوَاءً حَارًّا ذَا تَشْتَهِیْ طَبِیْعَتُهٗ مَاءَ الزُّلَالِ اَوْشَبِعَ شَبْعًا مُفْرِطًا فَکَرِبَ الطَّعَامُ وَ هٰذَا مِثْلُ الْوَجَاهَتِ لِلْحَکِیْمِ وَالنَّبِیِّ کَمَا کَافَتْ۔

اب یہ بھی سمجھ لو کہ بعض اعمال ایسے بھی ہیں کہ نبی اور حلیم کو اس وقت تک سکون نہیں ہوتا جب تک کہ انہیں نہ کرلیں، کیونکہ انکے کمال کا اقتضا یہی ہے اور اسی طرح باعتبار اقتضائے کمال کے بعض اعمال ایسے ہیں کہ جس وقت تک ان سے اجتناب نہ کیا جائے وہ سکون نہیں حاصل کرتے ان دونوں کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی شخص گرم دوا کھلائے تو وہ طبعاً ٹھنڈے پانی کا متقاضی ہوتا ہے اور جبتک کہ وہ اپنی خواہش پوری نہ کرے اسے اطمینان حاصل نہیں ہوتا یا جیسا کہ کوئی شخص سیر ہو کر کھانا کھائے تو اس کو مزید کھانے سے نفرت ہوتی ہے یہ نبی اور حکیم کی وجاہت کی ایک مثال ہے۔

ثُمَّ کَمَا انْحَازَتِ الْاِرَادَةُ وَتَمَثَّلَتْ فِی النَّشْأَةِ الْقَدِیْمَةِ

جس وقت ارادہ میں تحیز پیدا ہوا اور وہ نشأۃ قدیمہ میں متمثل ہوا، جس

وانحازت منه الربوبية بحسب الكمال حصلت منها جهات بحسب محل فعل ونفل، فمنها جهة الوجوب ومنها جهة الحرمة فنشأت الشريعة ازلاً وابداً فمن وقع عليها وجبت عليه فهذا مثل القطبية الارشادية

سے ربوبیت کو باعتبار کمال کے انحیاز حاصل ہوا اس سے ہر ایک فعل اور عمل کے مطابق ایک خاص جہت اور حیثیت ظہور میں آئی چنانچہ ایک حیثیت وجوب عمل کی اور دوسری اسکی حرمت کی اسی سے شریعت پیدا ہوئی جو ازل سے ابد تک قائم ہے جس کو بھی اسکا سامنا ہوا اس پر اسکی پابندی واجب ہو گئی یہ مثال قطبیت ارشاد کی ہے،

ثم لما تجلى الله سبحانه في اعيان الرسل وتحقق وانقلبت الحكمة وحيا أمروا من الله بتلك الاوامر وتحققت الاوامر في عالم مجرد لا مكان هناك ولا زمان ليتحقق هذا التجلي فهذا انقلاب القطبية الارشادية دعوة واجبة ثم لما بلغ نصاب الكثرة

پھر جب اللہ تعالے نے رسولوں کے اعیان میں تجلی فرمائی اور اس کو تحقق حاصل ہوا حکمت نے وحی کی صورت اختیار کی اور اللہ تعالے کی بارگاہ سے اوامر کی پابندی کا حکم صادر ہوا اس تجلی کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہ اوامر عالم تجرد میں متحقق ہوئے کہ جہاں نہ زمان ہے نہ مکان تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ قطبیت ارشاد دعوت واجبہ کی شکل اختیار کر جائے پھر جب کہ ہر ایک نبی کے عہد میں

فی عہد کل نبی لاسیما فی زمن نبینا صلی اللہ علیہ وسلم نشأ لہم وجود یقتضی الوجوب والتحریم بحسب کمالہم فی ھذہ النشأۃ ایضا فوجبت الشریعۃ علی کل احد منسلخا کان اولا فہذا مثل الخاتمیۃ فلم یبق شرجۃ من شراج التحقیق فی النشأت القدیمۃ والحادثۃ بحسب کل استعداد الا دخلت فیہا فکانت سادۃ الافق فبہذا اتم وجوبہا۔	خصوصاً ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ رسالت میں وہ تحقق کثرت کی حد تک پہنچ گیا، اس کو ایک ایسا وجود حاصل ہوا جسکا تقاضا اس نشأۃ دنیویہ میں انکے کمال کے مطابق ایجاب اور تحریم کا وقوع میں آنا تھا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شریعت کی پابندی ہر ایک شخص پر فرض ہو گئی خواہ وہ منسلخ ہو یا نہ ہو یہ خاتمیت کی مثال ہے چنانچہ نشأت قدیمہ اور حدیثہ میں ہر ایک استعداد کے مطابق تحقیق کا کوئی ایسا مقام باقی نہ رہا جس میں اس نے دخل نہ پایا ہو حتی کہ اس نے آفاق سماء کو گھیر لیا یا اسکے کمال وجوب کا ثبوت ہے۔

خصائص عبادت

واعلم ان کل شیٔ من العبادات فلہ اربع خصائل لہ مبدأ راسخ ازلا وابدا	یاد رکھو کہ تمام عبادات میں چار خصوصیتیں پائی جاتی ہیں (۱) ان کا وہ مبدء جو ازل سے ابد تک قائم

وَهُوَ الْجِهَةُ الْمُنْتَشِئَةُ
مِنَ الرَّبِّ بِحَسَبِ الْكَمَالِ
وَلَهُ دَعْوَةٌ تَامَّةٌ أَيْ
تَأْثِيرٌ فِي النَّشْأَةِ الدُّنْيَاوِيَّةِ
وَسِرُّهَا أَنَّ مِنَ الْأَعْمَالِ مَا
يَخْرُجُ مِنَ الصُّحُفِ فِي الدُّنْيَا
لَا سِيَّمَا لِلسَّابِقِينَ بِالسُّبُوغِ
الْأُخْرَوِيِّ وَلَهُ مَثُوبَةٌ ثَابِتَةٌ
وَسِرُّهَا سَيَرِدُ عَلَيْكَ فِي أَحْكَامِ
الْمَعَادِ وَلَهُ مَصْلَحَةٌ عَامَّةٌ وَ
ذٰلِكَ مِنْ سُبُلٍ ثَلٰثٍ ۔

رہتا ہے اس سے ہماری مراد وہ جہت
ہے جسکے ظہور کی ابتداء کمال نوعیت
کے مطابق اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی ہے
(۲) یہ حیثیت نشاۃ دنیویہ میں اثر انداز
ہوتی ہے جسکو ہم دعوت تامہ کہتے ہیں
اسکا راز یہ ہے کہ بعض اعمال اسی دنیا
میں صحف سے نکل آتے ہیں جن لوگوں
کو آخرت کے لحاظ سے سبوغ تام حاصل
ہے ان کی یہی کیفیت ہے (۳) ان
کی جزاء ایک امر ثابت ہوتی ہے احکام
معاد میں ہم اس کا راز بیان کریں گے

(۴) اس میں مصلحت عامہ ہوتی ہے اور یہ تین طریقہ پر ہوتی ہے

مِنْ سَبِيلِ تَهْذِيبِ
النَّفْسِ إِمَّا الْإِقْبَالُ إِلَى
الْقُدُّوسِ الْمُجِيبِ وَإِمَّا
شُمُولُ النُّورِ التَّامِّ الَّذِي
هُوَ كَمَالٌ بِحَسَبِ النَّشْأَةِ
الَّتِي يُنْكِرُهَا الْعَامَّةُ
وَإِمَّا الْعِفَّةُ وَالشَّجَاعَةُ

(۱) یا تو اس سے تہذیب نفس
کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جس سے کہ
خدائے بزرگ و برتر کی جانب متوجہ
ہوتا ہے اور نور کامل اسکو گھیر لیتا ہے
جو کہ ایسی نشاۃ کا کمال ہے کہ جس
کا عوام انکار کرتے ہیں یا یہ کہ اسے
عفت شجاعت اور سخاوت یہ تمام

وَالسَّخَاوَةِ وَالْحِسِّيَّاتِ ۔	چیزوں حسی طور پر حاصل ہوتی ہیں،
وَمِنْ سَبِيْلِ تَدْبِيْرِ	(۲) دوسرے یہ کہ وہ قائمہ تدبیر
الْمَنْزِلِ فَإِنَّهُمْ إِذَا تَوَجَّهُوْا	منزل کے متعلق ہو چنانچہ اگر سب
إِلٰى جِهَةٍ وَاحِدَةٍ قُدُسِيَّةٍ	لوگوں کا قبلہ توجہ ایک جہت قدسیہ
بِأَجْمَعِهِمْ تَوَحَّدُوْا تَوَحُّدًا	ہو تو ان میں نہ صرف قدسی اور روحانی
قُدُسِيًّا وَحِسِّيًّا أَيْضًا	طور پر وحدت پیدا ہو گی بلکہ عالم ظاہر
فَيَنْعَكِسُ عَلٰى بَعْضِهِمْ أَنْوَارُ	میں بھی وہ متحد ہوں گے اور ایک کا
بَعْضٍ فَيَتِمُّ التَّجَلِّيْ وَالتَّحَلِّيْ	نور دوسرے پر پرتو افگن ہو گا تو اس سے
وَذٰلِكَ لِأَنَّ النُّفُوْسَ	تجلی اور تحلی میں کمال پیدا ہو گا کیونکہ
كَالْمَرَايَا يَنْطَبِعُ فِيْ بَعْضِهَا	نفوس انسانی کی مثال شیشوں کے
الصُّوَرُ الْمُنْطَبِعَةُ فِيْ	طریقہ پر ہے کہ ایک شیشہ کی صورت
بَعْضٍ ۔	دوسرے شیشہ میں نظر آتی ہے
وَمِنْ سَبِيْلِ أَسَاسِ الْمَدَنِيَّةِ	اور تیسری حیثیت کا تعلق ترقی بدن سے
فَإِنَّهُمْ إِذَا تَكَيَّسُوْا بِهَا	ہے کیونکہ جس وقت وہ اپنی اندرونی
حَسُنَتْ أُمُوْرُهُمْ وَ	حالت درست کر لیں گے تو ان پر
سَاسَتْ لَهُمْ أَنْوَارٌ	انوار مقدسہ کی حکومت قائم ہو جائیگی
مُقَدَّسَةٌ وَاسْتَنْكَرُوْا	اور ظلم اور غفلت کے وقت وہ اپنے
رَبَّهُمْ فِي الْجَوْرِ وَالْغَفَلَاتِ	پروردگار کو یاد کر کے باز رہیں گے
وَالْعَامَّةُ تَظُنُّ أَنَّهَا	عوام تو صرف اتنا ہی جانتے ہیں، کہ

كَانَتْ لِلْمَصْلَحَةِ وَنَحْنُ نَقُوْلُ	کہ اہمیں مصلحت ہے لیکن ہمارا کہنا یہ ہے
الْمَصْلَحَةُ كَانَتْ لِأَجْلِ	کہ یہ مصلحت اسلئے ظہور میں آئی کہ مبادی
رُسُوْخِ قَدَمِهَا فِي الْمَبَادِي .	میں اسکا قدم راسخ تھا ،
وَكَذٰلِكَ الْكَبَائِرُ مِنَ	اور اسی طرح کبیرہ گناہوں میں چار باتیں
الذُّنُوْبِ لَهَا أَرْبَعُ خِصَالٍ	ہوتی ہیں ایک ان کا مبدأ مستحکم ہے یہ
لَهَا مَبْدَأٌ رَاسِخٌ وَهُوَ	کہ ان کا وجود صور مزاجیہ کی حیثیت سے
مُخَالَفَتُهَا لِلْأَسْمَاءِ مِنْ حَيْثُ	اسماء پاک کے تقاضا کے مخالف ہے
أَنَّهَا مِنَ الصُّوَرِ الْمِزَاجِيَّةِ	دوسرے انکی سزا اور عقوبت ایک
وَلَهَا مَثُوْبَةٌ ثَابِتَةٌ وَدَعْوَةٌ	امر ثابت ہے اور تیسرے دعوت قلبیہ
وَاجِبَةٌ وَفَسَادٌ مَصْلَحَةٍ	حاصل ہے ، اور چوتھے ہمیں فساد و مصلحت
فِي أَقْسَامٍ ذُكِرَتْ .	ان اقسام کے پیش نظر جو مذکور ہوئے

تحصیل قرب کے طریقے

وَاعْلَمْ أَنَّهُ اخْتَلَفَتِ	اور یہ بات بھی سمجھ لو ، اللہ
الْآرَاءُ فِي سَبِيْلِ الْاِقْتِرَابِ	سبحانہ وتعالیٰ سے قرب حاصل کرنیکے
مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ بَعْدَ	طریقے میں آراء مختلف ہیں
اتِّفَاقِهِمْ عَلٰى وُجُوْبِ	باوجودیکہ ممکن کیلئے بقدر امکان اللہ
الْاِقْتِرَابِ الْكُلِّيِّ عَلٰى ذِمَّةِ	تعالیٰ سے قرب کامل حاصل کرنے پر
الْمُمْكِنِ فَالْمَجُوْسُ عَبَدُوْا	سب متفق ہیں ، مجوسیوں نے ایسی

مخلوقًا هو من تماثيل
المعقول بزعمهم والمشركون
عبدوا تماثيل هي مسمّاة
بأسماء أناسٍ مقرّبين
بزعمهم ويصدر منهم
الآثار من الإحياء والإماتة
وغيرها والمجسمة مخلوقًا
أو موهومًا فيه حسبوه ذا
حُسنٍ قال المجوس أين
نحن من الخير التام
يحسبنا أن نعبد مخلوقًا
هو من تماثيل الخيار
قلنا أليس أن كل
متمدّنٍ قدّوسيّة
هي أقرب إليه من
حبل وريده وقال
المشركون الاقتراب من
الملك محال بدون
شفاعة ندمائه والندماء

مخلوق کو اپنا معبود ٹھہرایا جو انکے زعم
میں معقول کا تمثل ہے مشرکین نے ان
بتوں کو اپنا معبود مقرر کیا جو انکے زعم
میں مقربین بارگاہ الٰہی کے مجسمے ہیں اور
ان سے احیاء اور اماتہ اور دیگر خوارق
عادت ظہور میں آتے ہیں مجسمہ فرقے وا
ہر ایک ایسی مخلوق اور موہوم چیز کی
پرستش کرتے ہیں جسمیں انہیں معبود حقیقی
کا حسن وجمال نظر آتا ہے، مجوسیوں
کا قول ہے کہ خیر کامل (اللہ تعالیٰ)
ہمیں کیا نسبت ہمارے لیے اتنا ہی
کافی ہے کہ ہم کسی ایسی مخلوق کا قرب
حاصل کریں جو خیر کا تمثل ہو، ہم جواب
کہہ دیتے ہیں کہ کیا ہر ایک مادی چیز
میں قدوسیت موجود نہیں جو کہ اسکی
شہ رگ سے بھی زائد قریب ہے اور
مشرک کہتے ہیں کہ مصاحبوں کا توسل
حاصل کیے بغیر کسی عظیم القدر بادشاہ کا
تقرب حاصل کرنا محال ہے اور خدا

وذاك أو ملائكة منزهة عن التجسيم
يجب علينا أن نعبد تمثالا
نجعله بإزاء واحد منهم نتخذ
التمثال لشعوره بعبادتنا إياه
لأنه حي ذو علم وسمع وقدرة
منيعة قلنا لهم أليس أن الله محيط
بكل فعلية من كل حيثية ألا
يعلم من خلق وهو اللطيف
الخبير أتدعون بعلا وتذرون
أحسن الخالقين ◆

بزرگ و برتر کے مصاحب یا زندہ ارواح
مقدسہ اور ملائکہ ہیں جو جسمیت سے منزہ ہیں
اسلئے ہم پر واجب اور ضروری ہے کہ
انکے تمثال بنا کر اپنے سامنے رکھا کریں
اور ان کی عبادت کریں کیونکہ ہمارے
معبود کو ہماری عبادت کا علم ہوتا ہے اسلئے کہ وہ
حی اور علیم ہے اور بڑی قدرت والا ہے سو ہم انکو
جواب کہتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ ہر ایک فعلیت پر
ہر ایک حیثیت سے محیط نہیں؟ الا یعلم من خلق و
ہو اللطیف الخبیر اور کیا تم بعل (بت) کو
اپنی مرادوں کیلئے پکارتے ہو اور جو بہترین خالق ہے اسے چھوڑتے ہو،

والمجسمة قالوا الله ذو
حسن وكل ذي حسن
مظهر الله قلنا إن التناهي
والتقييد قبح لا يمكن
أن يقاس به قبح
آخر فهؤلاء الثلث
جهنميون
فتدبر

اور مجسمہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صاحب
حسن و جمال ہے اسلئے جو چیز بھی حسن
و جمال کا مظہر ہو وہ اسی قابل ہے کہ
اسکی عبادت کیجائے ہم کہتے ہیں کیا یہ
تحدید اور تقیید قبیح اور بری نہیں سو
لہذا یہ ممکن نہیں کہ دوسری قبیح چیز کو
اس پر قیاس کیا جاسکے خوب اچھی طرح
سمجھ لو کہ یہ تینوں فریق جہنمی ہیں،

تحریم و تحلیل اسم پاک ہی کے حکم سے ہے

وَالْاَوْلِیَاءُ ذَهَبُوْا اِلٰی
اَلْاِقْتِرَابِ بِالْخَیْرِ التَّامِّ عَزَّ
مَجْدُهٗ بِالْاِنْسِلَاخِ عَنْ صُوْرَةِ
النَّشْاَةِ قَدْرَ مَا اَمْکَنَ فَفَنُوْا۔
وَاخْتَلَفَ رَاْیُ الْحُکَمَاءِ وَالْاَنْبِیَاءِ
وَاتَّحَدَتْ عِبَادَاتُهُمْ اَمَّا
الْاَنْبِیَاءُ فَتَجَلّٰی فِیْ صُدُوْرِهِمُ
الْاِسْمُ وَاقْتَرَبُوْا بِالْخَیْرِ التَّامِّ
اِقْتِرَابَ الْفَرَائِضِ مِنْ قِبَلِ
الضَّرُوْرَةِ الْاِسْتِعْدَادِیَّةِ
فَاَمَرَهُمُ الْاِسْمُ بِاَوَامِرَ وَ
نَهٰی عَنِ الْمَنَاهِیْ فَانْقَادُوْا
لِاَمْرِهٖ وَالْحُکَمَاءُ وَفِّقُوْا الْاِقْتِرَابَ
الْوُجُوْدِ وَمَا یُعْطِیْهِ اِقْتِرَابُ
الْوُجُوْدِ الْعِبَادَاتِ وَالشَّرَائِعِ
فَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّ هٰذَا الْاِقْتِرَابَ
یَتَشَعَّبُ مِنْهُ شُعَبٌ ثَلٰثٌ فَالْحِکْمَةُ

اور اولیاء اس طرف گئے ہیں
خدائے بزرگ و برتر سے قرب حاصل
کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ نشاہ ذاتی صورت
سے بقدر امکان منسلخ ہو کر فنا ہو جائیں
حکماء اور انبیاء کرام کا عبادات
اتفاق ہے مگر انکی آراء مختلف
انبیاء کرام کے سینوں میں اسم پاک
نے تجلی فرمائی اور ضرورت استعداد
کے راستہ سے انہوں نے خیر کامل سے
قرب فرائض کے ذریعہ قرب حاصل کیا
اس اسم پاک نے انہیں بعض کا حکم دیا اور
بعض باتوں سے منع کیا چنانچہ انہوں
نے ان امور میں اسکی اطاعت کی
اور حکماء کو قرب وجود کی توفیق ملی جس
کا نتیجہ عبادات اور شرائع ہوتے
ہیں کیونکہ تم پہلے جان چکے ہو کہ اس
قرب کے تین شعبے ہیں سو حکمت کا

لیفتہ ما العقل فحرم ما یضادّہ
ما السکر والعصمۃ خلیفتھا
عفۃ وھی عدم الانغماس فی
للذات الخسیسۃ فحرمت
لانہماک فی اللذات والوجاھۃ
لیفتھا الدین الحق من حیث
قرب من اللہ والجاہ من حیث
نہ متشکل فی ھذا العالم ؁
عنی بالدین الحق الانقیاد
آثار الاسماء علی طریقتھا
حرم القتل والقذف و
سرقۃ وحرمت من حیث
ین الرجل محکۃ بین الناس
وجبت الحکمۃ کافتہ
ن العقائد فی العصمۃ الصوم
لوجاھۃ الصلوۃ والزکوۃ
لذا اشترع الحکمۃ الشارع عنہ
الرب بحسب الکمال ؁

خلیفہ عقل ہے اسلئے جو چیز اسکے منفا
ہو مثلاً سکر تو وہ حرام ہے عصمت کا
خلیفہ عفت ہے جسکا مفہوم یہ ہے کہ
آدمی لذات خسیسہ میں انہماک پیدا نہ
کرے اور یہ انہماک حرام ہے وجاہت
کا خلیفہ دین حق ہے اس سے اللہ تعالیٰ
کا قرب حاصل ہوتا ہے اور وہ جاہ ہے
کہ جسکا تشکل اس عالم میں ہوتا ہے ،
دین حق سے میری مراد یہ ہے کہ انسان
اسماء حسنیٰ کا انکے آثار کے طریقہ پر مطیع
اور منقاد ہو جائے چنانچہ قتل قذف
محصنات اور سرقہ حرام کر دیے گئے
اور انکی تحریم کی وجہ یہ ہے کہ اس سے
لوگوں میں آدمی کی تضحیک ہوتی ہے
حکمت کے تقاضا سے کچھ عقائد
واجب ہوئے اور عصمت سے صوم
اور وجاہت کی بنا پر نماز اور زکوٰۃ
کو فرض قرار دیا گیا جو اس جہت کی
رع ہے جو کمال کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے منبع شریعت ہے ،

ثُمَّ لَمَّا نَشَأَتِ النَّشْأَةُ وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَأَعْنِي بِالْحُدُودِ أَمْرًا مَا هُوَ ذُرْوَةُ هٰذِهِ النَّشْأَةِ بِحَسْبِ الظُّهُورِ فَتَعَيَّنَ بِالتَّحْرِيمِ الزِّنَا وَاللِّوَاطَةُ وَلَمْ يَتَعَيَّنِ الْجِمَاعُ إِلَّا لِإِزَالَةِ التَّوَقَانِ وَتَحْصِيلِ الْأَوْلَادِ وَأَدَاءِ حَقِّ النِّسَاءِ وَحَرُمَ الْقَتْلُ ظُلْمًا وَاسْتُثْنِيَ الْقِصَاصُ وَالْجِهَادُ هٰكَذَا وَقَعَتِ التَّعَيُّنَاتُ فِي كُلِّ أَمْرٍ أَمْرٍ فَتَدَبَّرْ.

پھر جب ارتقاءات وجود میں آ
تو حدود شرعیہ بھی واقع ہوئیں حدود
مراد وہ بات ہے جو ظہور کے لحاظ
اس نشأۃ کے ذروۂ کمال پر ہو اس
نتیجہ یہ ہوا کہ زنا اور لواطت کا حر
ہونا ضروری قرار دیا گیا اور صنفی تعل
صرف اس حالت میں فرض کیا گیا
کہ شہوات نفسانی کا غلبہ ہو یا ا
بڑھانا مقصود ہو یا بیویوں کے حقو
ادا کرنا مقصود ہوں اور ظلماً قتل
حرام کیا گیا لیکن جہاد اور قصاص
اس کے عموم سے مستثنی کیا گیا۔ بہر حال ہر ایک
امر کے متعلق اسی طرح تعینات واقع ہوئے خوب اچھی طرح سمجھ لو۔

فَإِنْ قُلْتَ لِمَ حَرُمَ الْقَتْلُ وَأَنَّهُ انْقِيَادٌ لِحُكْمِ الْمُمِيتِ وَكَذٰلِكَ كُلٌّ مِنَ الْمَنْهِيَّاتِ مَظْهَرٌ لَا بُدَّ لِأَمْرٍ مِنَ الْأَسْمَاءِ فَلِمَ حُرِّمَتْ قُلْتُ الْمُمِيتُ عِنْدَنَا مُقْتَضِي الْأَسْبَابِ الْمُمِيتَةِ بِالْجُمْلَةِ

سو اگر کوئی کہے کہ قتل کو کیوں حرا
کیا گیا اسلئے کہ یہ تو الممیت
حکم کو بجا لانا ہے اسی طرح تمام منہیا
کسی نہ کسی اسم پاک کی مظہر ہیں
تو پھر انہیں کیوں حرام کیا گیا،
جواب دیتا ہوں کہ ممیت کا مقتضی

فانما الشر من بدعات عالم التخاليط وكذلك القابض.

ہمارے نزدیک یہ ہے کہ وہ موت کے اسباب میں بہم پہونچاتا ہے لیکن اس

پس شر کا دخل پانا عالم تخلیط کی بدعات سے ایسے ہی ہے جیسے اسم پاک القابض ہے

والكلمة الجامعة عندنا ان كل اسم تضمن ايجادا فهو اسم بالحقيقة وكل اسم تضمن افناء فهو اسم بالمجاز هذا في الاسماء القديمة اما الاسماء المتجددة فالنفي فيها بالحقيقة ايضا لكن الدين هو الانقياد لحكم القديمة.

اور ایک جامع اصول ہمارے نزدیک یہ ہے کہ ہر ایک اسم پاک کہ جسکے ضمن میں ایجاد کا کوئی پہلو پایا جائے حقیقۃً اسم ہے اور جسکے ضمن میں فنا کا پہلو ہو وہ مجازاً اسم ہے یہ بات اسمائے قدیمہ کے متعلق ہے اور اسماء متجددہ میں نفی بھی حقیقۃً ہوتی ہے لیکن دین یہ ہے کہ آدمی اسم قدیم کے حکم کا تابع ہو

نزول احکام میں عادت کا دخل

واعلم ان للعادة المستنزل دخلا تاما لان المستنبط في الاصول انما هو الامر الكلي ثم تنوعه وتصنفه في مواطن الوحي انما هو في النسمة وقد

یاد رکھو کہ جسکی عادت کسی حکم شرعی کے نزول کا باعث ہوتی ہے اس میں عادۃ کو بڑا دخل ہوتا ہے، کیونکہ اصول میں استنباط کا منبع کوئی امر کلی ہوتا ہے اور مواطن وحی میں جو تنوع پیدا ہوتا ہے وہ نسمہ میں ہوتا ہے جس پر

داخل العادات ودرجته	عادات اثر انداز ہوتی ہیں اور اسکا
اتم من ذلك وذلك لان الامر	درجہ اس سے بہت بلند ہے کیونکہ
والناهي انما هو الاسم المتجلي	آمر و ناہی در اصل وہ اسم ہوتا ہے جو کسی
في عين الموحى اليه انما المتجلي	شخص کی عین ثابتہ میں تجلی فرماتا ہے
على قدر استعداد ذات المتجلى	کہ جس پر وحی نازل کی جاتی ہے اور تجلی
له ولهذا كانت الانبياء بني	کی نوعیت اس شخص کی استعداد کے
علات لا بني اخياف وبعبارة	مطابق ہوتی ہے کہ جس پر تجلی کی گئی
اخرى الشرائع انما تنزل	اسی بنا پر انبیاء کرام کو بنو علات
بحسب الوجود الازلي وانه	کہا گیا ہے بنو اخیاف نہیں کہا بالفاظ
منح كل ذي استعداد ما	دیگر شرائع کا نزول وجود ازلی کے مطابق
استعد له فالنفس الرحماني	ہوتا ہے اور ہر ایک صاحب استعداد
التشريعي تتمثل بحسب	کو اسکی استعداد کے مطابق حصہ ملتا ہے
الموطن العلمي بصورة	چنانچہ نفس رحمانی تشریعی موطن علمی
تفيضها الذي يجعلها من	کے مطابق اس صورت میں متمثل ہوتا ہے
حيث التحصيل والتصنيف	کہ جسکا افاضہ عین ثابتہ سے ہوتا ہے
لا التجنيس والتنويع ثم يتصور	لیکن اسکی حیثیت تجنیس اور تنویع کی نہیں
بحسب الموطن الخارجي في	ہوتی بلکہ تعین جزئی اور تصنیف کی
تضاعيف امور يتضمنها الحس	ہوتی ہے پھر اسے موطن خارجی کے لحاظ
والعادة بصورها واذا رها	سے ایسے امور کے ضمن میں تمثل حاصل ہوتا

وهذا سر قول العامة الشرائع تتبدل بالازمنة والامكنة وبه ينكشف سر حديث الجمعة.

ہے جن کے صور اور آداب بلحاظ حس اور عرف کے پسندیدہ ہوں عوام کے اس قول کا راز اسی سے منکشف ہو جاتا ہے وہ جو کہا کرتے ہیں کہ زمان اور مکان کے لحاظ سے شریعتیں بدل دی جاتی ہیں اور جمعہ کی حدیث کا راز بھی اسی میں مضمر ہے۔

ثم ان سيد المرسلين لما كان اتم حقيقة واكمل امية واعم اسما وكان قومه اميين وضع له ما لم يتضح لنبي قط فسن السنن وادب الآداب ووقت الاوقات بعد تحويلات وتغيرات وتلاحق افكار تشهد بها كتب السير.

پھر جبکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اتم حقیقت اکمل امیت اور اسم کے لحاظ سے بھی اعم تھے اور آپ کی قوم بھی امی تھی تو آپ کے سامنے وہ وہ باتیں واضح ہوئیں جو اور کسی نبی پر واضح نہیں کی گئیں تھیں اسلئے آپ نے تغیرات اور تحویلات اور تلاحق افکار کے بعد جنکی تفصیل کتب سیرت میں ہے سنتیں قائم کیں آداب بتائے اور اوقات کی تعین فرمائی،

نسخ احکام

والنسخ على ضروب منها ما يكون بحسب ترقي النبي عن درجة

نسخ احکام کی کئی شکلیں ہیں ایک تو یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقام سے ترقی حاصل ہو کر جس مقام پر

كَانَ عَلَيْهَا كَمَا فِي الْجِهَادِ	وہ پہلے تھے جیسا کہ جہاد وغیرہ اور اسکے
وَقَدْ عَرَفْتَ سِرَّهُ فِي الْخِزَانَةِ	اسرار چھٹے خزانہ میں ہم بیان کر چکے ہیں
السَّادِسَةِ وَمِنْهَا مَا يَكُونُ	اور بعض اوقات تقاضائے عین میں
بِحَسَبِ التَّنَبُّهِ بِحَقِيقَةِ الْأَمْرِ	مستغرق رہنے کے بعد حقیقت پر تنبہ
بَعْدَ الْاِسْتِغْرَاقِ فِي مُقْتَضَى	حاصل ہوتا ہے اور اسکی مثال حضرت
الْعَيْنِ وَمِثَالُهُ قِصَّةُ الْخَلِيلِ	ابراہیم خلیل اللہ کا واقعہ ہے کیونکہ
فَإِنَّهُ لَمَّا كَانَ أَقْرَبَ إِلَى	جب آپ حضرت فنی اسنا قدس کے
حَضْرَةِ الذَّاتِ تَمَثَّلَ لَهُ التَّجَلِّي	بہت قریب تھے تو ذبح کلی کا مفہوم
الْكُلِّيُّ عِنْدَهُ فِي صُورَةِ ذَبْحِ	آپ کی قوت مدرکہ میں بیٹے کی ذبح
ابْنِهِ الْأَتَمِّ شَأْنًا أَعْنِي	کی شکل میں متمثل ہوا انکا بیٹا اسکا مظہر
أَنَّ الْاِسْمَ الْمُتَجَلِّيَ فِي	اتم تھا اور اسکی شان بہت بلند تھی یعنی
عَيْنِهِ أَمَرَ بِهِ لِمُنَاسَبَةٍ	وہ اسم پاک جو اسکی عین ثابتہ میں متجلی
بَيْنَ الْأَقْرَبِيَّةِ وَالْإِجْمَالِ	ہوا اس سے یہ حکم صادر ہوا اور آپکو
ثُمَّ أَفَاقَ عَنْ مُقْتَضَى	اسلئے اس چیز کا حکم دیا گیا کیونکہ اقربیت
الْعَيْنِ وَاكْتَفَى بِإِجْمَالِ	اور اجمال میں مناسبت ہے پھر آپ
إِرَاقَةِ الْبَهَائِمِ وَمِنْهَا	کو عین ثابتہ کے تقاضے میں استغراق
مَا يَكُونُ بِحَسَبِ	سے افاضہ حاصل ہوا اور آپ نے بالاجمال
التَّلَبُّسِ بِمَلَابِسِ	بہائم کی ازہاق روح پر اکتفا کیا اور
الْعَادَاتِ وَالْاِنْسِلَاخِ	بعض اوقات اس لحاظ سے وقوع میں

مِنْهَا كَمَا فِي تَحْوِيلَاتِ الزَّكٰوةِ	آتی ہے کہ لباس عادات میں ملبوس
فَإِنَّهٗ كَانَ أَوَّلًا الْعَتِيرَةَ ثُمَّ	ہونے اور تجلیات کے آثار پھینکنے کی وجہ
ارْتَفَعَ قَيْدُ الْوَقْتِ ثُمَّ بَقِيَ	سے حالات اور نوعیت میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے
الذَّبْحُ ثُمَّ عُيِّنَ النِّصَابُ ۔	جیسا کہ تحویلات زکوٰۃ ابتدائً یہ چیز عتیرہ کی شکل میں

تھی اس کے بعد وقت کی قید اٹھا دی گئی محض ذبح ہی رہ گیا اور پھر نصاب کا تعین کیا گیا۔

وَقَدْ ذَكَرَ أَبُو دَاوُدَ عَنِ ابْنِ	ابو داؤد نے صوم وصلوٰۃ کے جو تغیرات
أَبِي لَيْلٰى تَغْيِيرَاتِ الصَّوْمِ	ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل کیے ہیں تو ان کا
وَالصَّلٰوةِ فَتَذَكَّرْ إِلٰى غَيْرِ	تذکرہ کرو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان کا
ذٰلِكَ وَقَوْلُهٗ سُبْحَانَهٗ مَا	استحضار کر لو کہ جس آیت کو ہم منسوخ
نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا	کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے
نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا	بہتر یا اسی کی مانند کوئی اور آیت
مَعْنَاهُ عِنْدَنَا بِخَيْرٍ مِنْهَا	لے آتے ہیں اسی کے معنی ہمارے نزدیک
فِي الْعَادَاتِ وَمِثْلِهَا	یہ ہیں کہ باعتبار عادات کے بہتر اور اسکے
فِي مُقْتَضٰى عِنَايَةِ النَّبِيِّ	مثل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عین
وَتَرَقِّيهِ ۔	ثابتہ اور اسکی ترقی کے لحاظ سے،

اعمال کا انسلاخ

ثُمَّ إِنَّ مِنَ الْأَعْمَالِ مَا	پھر یاد رکھو کہ بعض اعمال خیر
هُوَ مُنْسَلِخٌ الصُّوْرَةِ فِي	کیجانب ہیں اور بعض شر کیجانب ہیں

جَانِبِ الْخَيْرِ اَوْ مُنْسَلِخُ الصُّورَةِ فِي جَانِبِ الشَّرِّ وَاَعْنِيْ بِهِ اَنَّهُ وَاضِحُ الشَّرِّيَّةِ لَا اَنَّهُ مُنْسَلِخٌ اِلٰى اَصْلِهِ وَبِعِبَارَةٍ اُخْرٰى هُوَ شَرٌّ فِي جَمِيْعِ الْمَوَاطِنِ فَالْاَوَّلُ هُوَ الْوَاجِبُ وَالثَّانِيْ هُوَ الْحَرَامُ، وَمِنْهُ مَا هُوَ مُتَضَمِّنٌ لِلشَّرِّ كَالنَّظَرِ اِلٰى اَجْنَبِيَّةٍ فَاِنَّهُ مُتَضَمِّنٌ لِلزِّنَا مِنْ حَيْثُ اَنَّهُ بَاعِثٌ عَلَيْهِ اَوْ طَرِيْقٌ لِلْخَيْرِ كَقَوْلِنَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّهُ مُؤَكِّدٌ لِلتَّعْظِيْمِ فَالْاَوَّلُ مَكْرُوْهٌ وَالثَّانِيْ مَنْدُوْبٌ وَكُلُّ مَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ مُبَاحٌ لَا خَيْرَ فِيْهِ وَلَا شَرَّ وَكُلُّ مَنْدُوْبٍ لَابِسُهُ الْخَيْرُ الَّذِيْ طَلَعَ مِنْ فُؤَادِهِ الْاِسْمُ الْمُطْلَقُ الْاَعْظَمُ يَحِقُّ لِلنَّاسِ اَنْ تَلْبَسَ بِهِ وَذٰلِكَ	منسلخ الصورۃ ہوتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ اعمال کا شر ہونا بالکل واضح ہو جاتا ہے بہ معنی نہیں کہ وہ اپنی اصل کے اعتبار سے شر ہیں اور بالفاظ دیگر تمام مقامات میں وہ شر ہی شر ہیں شکل اول کو واجب اور ثانی کو حرام کہتے ہیں، اور بعض اعمال ایسے ہیں کہ جنکے ضمن میں شر پایا جاتا ہے جیساکہ نامحرم عورت پر نظر ڈالنا اسلئے کہ یہ زنا کو متضمن ہے، کیونکہ بسا اوقات یہ نظر اس پر آمادہ کرتی ہے یا نیکی میں تاکید پیدا ہوتی ہے جیساکہ نماز میں سبحانک اللھم کا پڑھنا تعظیم میں اضافہ کرتا ہے پہلی صورت مکروہ اور دوسری مستحب ہے انکے علاوہ جو اعمال ہیں انہیں مباح کہا جاتا ہے کہ جن میں خیر اور شر کا کوئی حساب نہیں ہر ایک مندوب کہ جسے کوئی شخص عمل میں لائے جو منبع خیرات ہے اور جسکے قلب سے اسم اعظم مطلق کا

لِاَنَّ التَّلَبُّسَ بِالْجُزْئِيِّ | ظہور ہوا ہے تو لوگوں کو اس پر عمل کرنا
يَسْتَلْزِمُ التَّلَبُّسَ بِالْكُلِّيِّ | چاہیئے، کیونکہ کسی جزئی سے تعلق پیدا
فَتَحَقَّقَ الْكُلِّيُّ فِي عَالَمٍ يُدْرِكُهُ | کرنا کلی کے ساتھ تعلق پیدا کرنیکا موجب
الْوَهْمُ تَحَقُّقًا مَا فَتَدَبَّرْ۔ | ہوتا ہے اس سے کلی کو ایک ایسے عالم میں

تحقق حاصل ہوتا ہے کہ جس کے تحقق کو وہم ادراک کر لیتا ہے۔

کلمۂ شہادت

كَلِمَةُ الشَّهَادَةِ اَصْلُ | کلمہ شہادت دین حق کی بنیاد ہے
الدِّيْنِ وَسِنْخُهَا الْهُوِيَّةُ الصِّرْفَةُ | اور اسکی اصل ہویت محض ہے نشاۃ
وَصُوْرَتُهَا فِي النَّشْاَةِ الْقَدِيْمَةِ | قدیمہ میں اس کی صورت تمام جہات اور
تَجَمُّعٌ لِجَمِيْعِ الْاِعْتِبَارَاتِ | اعتبارات کی جامع تھی اسی وجہ سے
وَالْوُجُوْهِ وَلِهٰذَا كَانَتْ اَصْلَ | وہ دین کی بنیاد قرار دیا گیا، صفات
الدِّيْنِ وَفِي نَشْاَةِ صِفَاتِ | نفس کے ارتقاء کے دوران حکماء
النَّفْسِ اِخْلَاصٌ فِي مَعْرِفَةِ | اور صحابہ کے اصول معرفت کے مطابق
الْحُكَمَاءِ وَالصَّحَابَةِ وَتَوْحِيْدٌ | وہ اخلاص ہے اور اولیاء کے نزدیک
تَامٌّ فِي نَشْاَةِ كَمَالِ الْاَوْلِيَاءِ وَفِي | وہ توحید کامل ہے اس کلمہ کو زبان پر
اللِّسَانِ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ وَمَا فِي مَعْنَاهَا | لانا تمام عبادات کو قوت سے فعل
وَفِي الْاَفْعَالِ الْعِبَادَاتُ بِاَسْرِهَا | میں لانے کا باعث ہے،
وَاعْلَمْ اَنَّ طَلَبَ الْحَوَائِجِ | یاد رکھو کہ یہ جان کر اموات سے

مِنَ الْمَوْتٰى عَالِمًا بِسَبَبٍ لَا بِجَاهِهَا كُفْرٌ يَجِبُ الْاِحْتِرَازُ عَنْهُ تُحَرِّمُهُ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ وَالنَّاسُ الْيَوْمَ فِيْهَا مُنْهَمِكُوْنَ۔

استمداد کرنا ان سے مراد یں مانگنا کہ یہ چیز کامیابی کا سبب ہوگی کفر ہے جس سے احتراز کرنا لازم ہے ان امور کفریہ کلمہ حرام کر دیتا ہے لیکن عام طور پر لوگ آج اس مرض مبتلا ہیں،

نماز کی حقیقت

اَلصَّلٰوةُ سَنْخُهَا الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ مِنْ حَيْثُ التَّفْصِيْلِ ثُمَّ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وِزَانُهَا وِزَانُ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ لِهٰذَا كَانَتْ لَهَا جِهَاتٌ شَتّٰى فُرُوْعٌ تَمَثَّلُهَا فِي الْحِسِّ فَالسُّجُوْدُ وَالرُّكُوْعُ وَالْقِيَامُ مِنْ تَمَثُّلَاتِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ مِنْ حَيْثُ التَّفْصِيْلِ وَهِيَ الْاُصُوْلُ ثُمَّ اُلْحِقَ بِهَا التِّلَاوَةُ لِمَا سَتَعْرِفُ وَالطَّهَارَةُ

نماز کی اصل تفصیل کی حیثیت سے اولاً الحی القیوم اور پھر العلی العظیم ہے جیسا کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور بھی ان اسماء حسنیٰ کے تجلی فرمانے کا نتیجہ ہے یہی وجہ ہے کہ اسکی کئی ایک فروعی شکلیں ہیں جنکا حس میں تمثل ہوتا ہے چنانچہ تفصیل کے لحاظ سے قیام رکوع اور سجود الحی القیوم کے تمثلات ہیں اصول تو یہی ہیں لیکن تلاوت قرآن کریم کو بھی ان کے ساتھ ملحق کر دیا ہے جیسا کہ تم عنقریب معلوم کر لو گے طہارت کو صفات تنزیہہ کیلئے نماز

لِلْمُضَافَاتِ الشَّتْرِيْهِيَّةِ وَهٰكَذَا أُبْدِيَتْ لَهَا جِهَاتٌ فَتَمَّتْ أَرْكَانُهَا۔ وَصُوْرَتُهَا فِيْ صَرَاحَةِ النَّفْسِ الْأُلْفَةُ وَتَصَوَّرَتْ فِي الْمُدْرِكَةِ وَالْوَاهِمَةِ مَحَبَّةً وَفِي الْخَيَالِ تَعْظِيْمًا وَفِي اللِّسَانِ حَمْدًا وَتَسْبِيْحًا وَتَكْبِيْرًا وَفِي الْقَالِبِ أَفْعَالًا وَأَرْكَانًا مَخْصُوْصَةً وَأَعْنِيْ بِالْأُلْفَةِ رَبْطًا نَازِلًا مِنْ أُصُوْلِ الْوُجُوْدِ كَمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ۔

کے ساتھ شامل کیا گیا اسی طرح اسکی اور متعدد جہتیں نمایاں کی گئیں جن سے اس کے ارکان کی تکمیل ہوئی ، نماز کی صورت محض نفس میں الفت ہے اور قوت مدرکا اور واہمہ میں اسکا تصور محبت ہے متخیلہ میں تعظیم اور زبان میں حمد تسبیح اور تکبیر ہے اور جسم میں مخصوص افعال وارکان ہیں، الفت سے میری مراد وہ ربط ہے جو اصول وجود سے نازل ہوتا ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روحوں کی ایک فوج ہے کہ جسکا ایک مقام پر اجتماع ہوا ہے جن کو آپس میں تعارف حاصل ہوا ان میں الفت پیدا ہوگئی اور جو ایک دوسرے سے بیگانہ رہیں ان میں نفرت ہوگئی ،

روزہ کی حقیقت

اَلصَّوْمُ مِنْ تَمَاثِيْلِ

روزہ سلبیات کا تمثل ہے مثلاً

السلبيات كالسبوح والصمد
وغيرهما وذاته وزان ادريس
وكان منه نشأ وصورته
في صرافة النفس التعري
عن الشواغل الحسية وفي
المدركة والواهمة والخيال
التعري عن ملابسة ما
تحتهما وفي اللسان تسبيح و
تقديس وفي البدن كف
عن اللذات الثلث وقدمه
راسخ في المواطن كلها الا
في اليمن (البدن) اذ هو جوع
ما نجبر بصدقة الفطر وسن
الاطعام وكان رسول الله صلى
الله عليه وسلم اجود ما يكون
في رمضان وفي القرات
المجيد وعلى الذين
يطيقونه فدية طعام
مسكين معناه على الذين

اسم پاک صمد اور سبوح وغیرہ جیسا کہ
حضرت ادریس کا منشاء ارتقاء اور ظہور
یہی اسم پاک ہیں، روزہ کی صورت محض
نفس میں شواغل حسیہ سے تجرد حاصل
کرنا ہے مدارکہ واہمہ اور متخیلہ میں ان کا
تصوران اشیاء سے قطع تعلق کرنا ہے
انکے ماتحت زبان میں تسبیح و تقدیس
اور جسم میں اکل و شرب اور ازواجی تعلقات
سے اجتناب کرنا ہے اور ہر ایک موطن
میں صوم کو قدم راسخ حاصل ہے لیکن
بدن میں نہیں کیونکہ بھوک اس کا رکن
اعظم ہے اسلئے اسکا تدارک صدقۃ الفطر
سے کیا گیا ہے اور مسکینوں کو کھانا
کھلانا مسنون ہوا رمضان المبارک
میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت
زائد فیاضی فرمایا کرتے تھے اور قرآن
کریم میں ہے وعلی الذین یطیقونہ
فدیۃ طعام مسکین مطلب یہ ہے
کہ جن میں کھانا کھلانے کی قوت اور

يُطِيقُونَ الطَّعَامَ فِدْيَةٌ طَعَامٌ — استطاعت ہو وہ خوب کھانا کھلائیں اور
وَذُكِرَ فِيهَا صَدَقَةُ الْفِطْرِ ◆ — صدقہ فطر بھی اسی میں شامل ہے۔

زکوٰۃ کی حقیقت

اَلزَّكٰوةُ مِنْ تَمَثُّلَاتِ — زکوٰۃ اضافیات کا تمثل ہے
الْاِضَافِيَّاتِ وَزَانُهَا وَزْنُ — جیسا کہ حضرت آدم کا منشا ظہور بھی
اٰدَمَ وَصُوْرَتُهَا فِيْ جِرَاقَةِ — اضافیات تھا زکوٰۃ کی صورت نفس
النَّفْسِ اِفَاضَةُ الْكَمَالَاتِ — میں کمالات علمیہ اور عملیہ کا افاضہ کرنا
الْعِلْمِيَّةِ وَالْعَمَلِيَّةِ وَفِي الْوَاهِمَةِ — ہے واہمہ میں وہ سخاوت کا تمثل ہے
تَمَثُّلُ سَخَاوَةٍ وَزَكٰوتٍ دَافِعَةٌ — کہ جس سے بخل کو دفع کرنا ہے اور خارج
لِلْبُخْلِ وَفِي الْخَارِجِ اسْتَوْطَنَ — میں وہ اصلی اموال سے وابستہ ہے جو چار قسم کا ہے
اُمَّهَاتُ الْاَمْوَالِ وَهِيَ صُنُوفٌ — جانور نقد زراعت اور تجارت۔
اَرْبَعَةٌ اَلْبَهَائِمُ وَالنَّقْدُ وَالزَّرْعُ وَالتِّجَارَاتُ ◆

وَاعْلَمْ اَنَّ كُلَّ عَالَمٍ نَازِلٌ — یاد رکھو ہر ایک عالم سفل کی تولید عالم
مُتَوَلِّدٌ مِنَ الْعَالَمِ الصَّاعِدِ — علی سے ہوئی ہے چنانچہ نفس رحمانی
فَالنَّفْسُ الرَّحْمَانِيُّ مَحْفُوظٌ وَمِنْ — محفوظ رہتا ہے اور نشأۃ کے بعض احکام
اَحْكَامِ النَّشْاَةِ مَا هُوَ مُسْتَرَدٌّ — مردود بھی ہوتے ہیں، بہرحال حکما کا
وَصَوْمُ الْحُكَمَاءِ يَسْتَتْبِعُ — روزہ تجرد نفس کا باعث اور
تَجَرُّدَ النَّفْسِ وَزَكٰوتُهُمْ — ان کی زکوٰۃ افاضہ بالفعل کا نتیجہ

تَسْتَتْبِعُ رِيَاضَةً بِالْفِعْلِ ٭ | ہوتی ہے ۔

حج اور اس کی حقیقت !

اَلْحَجُّ مِنْ تَمَثُّلِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ مِنْ حَيْثُ الْاِجْمَالِ وَالْوَاجِبُ فِي النَّشْأَةِ الْقَدِيْمَةِ صُوْرَةٌ عَامَّةٌ لَا يَتَعَيَّنُ بِالْبَيْتِ وَلَا بِغَيْرِهِ وَاِنَّمَا تَعَيَّنَ بِالْاِسْمِ الْحَادِثِ الطَّالِعِ مِنْ صَدْرِ اِبْرَاهِيْمَ فَلَا جَرَمَ اَنَّ وِزَانَهُ وِزَانُ اِبْرَاهِيْمَ وَصُوْرَتُهُ فِي النَّفْسِ الْهَيَمَانُ وَهُوَ صُوْرَةٌ مِنْ صُوَرِ الْاُلْفَةِ يَخْتَصُّ بِالْقُرْبِ وَالْمُشَاهَدَةِ وَفِي الْمَدَارِكِ وَغَيْرِهَا حُضُوْرٌ وَتَنَزُّلٌ فِي الْخَارِجِ طَوْفٌ حَوْلَ الْبَيْتِ وَهُوَ الْاَصْلُ وَعُظِّمَ بِالْاِحْرَامِ وَاُيِّدَ بِالْوُقُوْفِ بِعَرَفَاتٍ وَاُيِّدَتْ

حج اجمالی حیثیت سے الحی القیوم کا تمثل ہے نشاۃ قدیمہ میں اسکے وجوب کی صورت عام تھی کعبہ وغیرہ کی کوئی تخصیص نہیں تھی یہ تعیین اس اسم حادث کا ثمرہ ہے جسکا ظہور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے سینہ مبارک سے ہوا اسلئے اسکی اصل وہی اسماء ہیں جو حضرت ابراہیم کے ظہور کی اصل ہیں اسکی صورت نفس میں سرگشتگی اور بے خودی ہے جو الفت کی ایک صورت ہے اور قرب و مشاہدہ کے ساتھ مخصوص ہے مدرکہ وغیرہ میں اس کا تصور حضور اور تنزل ہے خارج میں اسکی صورت بیت اللہ شریف کا طواف ہے اور یہی حج کا اصل رکن ہے احرام سے اسکی تعظیم اور وقوف عرفات سے اسکی تائید ہوتی ہے اس کی جہات کو موید کیا گیا

جماعته فتمت اركانه

تب اسکے ارکان پایۂ تکمیل کو پہنچے،

تلاوت اور اذکار

التلاوة والاذكار اما
التلاوة فاصلها الكلام
بحسب النشأة والنشأة
خمس نشآت وقد
ذكرنا وبحسب الدلالة
تجمع علوما شتى فوجب
في الصلوة وسن في غيرها
والتسبيح والتكبير وغيرهما
تمثلات لما يدل عليها
قوله الله تعالى والباقيات
الصالحات خير عند ربك الآية
وفسرها رسول الله صلى الله عليه و
سلم بقوله سبحان الله والحمد
لله الخ وقد عرفت سر بقائها
في الصحف وفي حديث
جويرية وصفية ان رسول الله

"تلاوت کی اصل کلام اللہ باعتبار
اپنی نشأۃ کے ہے اور ہم بیان کر چکے ہیں
کہ نشأۃ کی تعداد پانچ ہے، دلالت
کے لحاظ سے وہ مختلف علوم کا جامع
ہے اسلئے نماز میں اس کی تلاوت
فرض اور دیگر مواقع پر مسنون قرار دی
گئی ہے،
اور تسبیح وتکبیر اللہ تعالیٰ کے اس
فرمان کے تمثلات ہیں، والباقیات
الصالحات خیر عند ربک
الآیۃ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسکی تفسیر سبحان اللہ والحمد
للہ سے فرمائی ہے اور صحف اعمال
میں انکے باقی رہنے کا راز تم معلوم کر
چکے ہو حضرت جویریہ رضؓ اور حضرت صفیہ رضؓ
کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ وَهِيَ تُسَبِّحُ فَقَالَ أَمَا إِنِّي سَبَّحْتُ بَعْدَكِ أَكْثَرَ مِمَّا سَبَّحْتِ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْأَ مَا عَلِمَ اللّٰهُ سِرُّهُ أَنَّ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ تَسْتَقِرُّ فِي الصُّحُفِ فَيَكُونُ حُجَّتُهَا إِلَى مَا تَدُلُّ عَلَيْهَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ فَلَوْ أُبِينَتْ لَعَمَّتِ الْآفَاقَ ۔

علیہ وسلم نماز صبح کے بعد جبکہ سورج طلوع ہو چکا تھا اور حضرت صفیہ رض ابھی تک ذکر و تسبیح میں مصروف تھیں آپ انکے پاس تشریف لائے اور فرمایا جو تسبیحیں میں نے پڑھی ہیں انکا ثواب تمہاری ان تسبیحات سے زائد ہے جنمیں تم اتنی دیر سے مصروف ہیں اور وہ کلمات سبحن اللّٰہ ملا ما علم اللّٰہ ہیں اس کا راز یہ ہے کہ ان کلمات اور تسبیحات کو صحف اعمال میں ثبت کر دیا جاتا ہے تو ان کا رخ ان کلمات کے مدلولات کی طرف ہوتا ہے، اور یہ ایسی باقیات صالحات ہوتی ہیں کہ اگر ان کی حقیقت ظاہر کی جائے تو آفاق سماویہ کو گھیر لیں ۔

صلہ رحم کی حقیقت

صِلَةُ الرَّحِمِ وَغَيْرِهَا

أَصْلُهَا الرَّحْمٰنُ كَمَا دَلَّ عَلَيْهِ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

صلہ رحم کی اصل رحمان کا اسم پاک ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اس چیز پر دال ہے کہ رحم رحمان

وسلم الرحم مشتقون الرحمٰن	سے نکلی ہوئی ایک شاخ ہے الخ ازل
الحدیث وکان الرحمٰن عین القادر	میں رحمان اور قادر ایک تھے جب
فی الازل فلما نزل فی نشاۃ الشرع	اس کا ظہور نشاۃ شرعیہ میں ہوا تو اپنے
طباقا لنشاۃ او صافہم استوطن	ارتقاء وصفی کے مطابق صلہ رحم میں
الانعطاف للترحیم فتدبر۔	رغبت کرنے کی صورت متمثل ہوئی۔
والعتق اصلہ الرب	عتق (آزادی) کی اصل کمال کے
بحسب الکمال وکانہ	مطابق رب تعالیٰ کا اسم مقدس ہے
زکوۃ ما۔	اور یہ بھی ایک قسم کی زکوٰۃ ہے
والجہاد شرہ و العداوۃ	جہاد کی حقیقت عداوت قدسیہ
القدسیۃ فی صورۃ القتل	کا قتل و اسر کی شکل میں تشکل ہوا ہے
والاسر کما ذکرنا والایمان و	قسم اور منتوں کی یہ حقیقت ہے کہ بندوں کے
النذور تحقیق لبعض افعال	بعض افعال کو اسم پاک کیساتھ وابستہ کیا
العباد بلا کستراسیم من اسماء	جائے جسکا ثمرہ انکا تحقق ہوتا ہے اسکا
اللہ تعالیٰ ونزل فی نشاۃ	نزول فقط نشاۃ شرعیہ میں ہوا کیونکہ
الشرع لاغیر کما اعد لکم	اس سے اللہ تعالیٰ کے اسماء مقدسہ کی
مصلحۃ التعظیم۔	تعظیم اور ان کا احترام مقصود ہے۔

کفارات اور حدود

الحدود والکفارات	کفارات کی دو قسمیں ہیں ایک

اَلتَّکْفِیْرُ عَلٰی ضَرْبَیْنِ اَحَدُهُمَا	یہ کہ حسنات کی تکمیل کے ذریعہ خصوصاً جبکہ
اِنْسِدَادُ سُبُوْغِ السَّیِّئَاتِ	عالم حس میں ان کو تمثل حاصل ہو برائیوں
بِسُبُوْغِ الْحَسَنَاتِ وَلَا سِیَّمَا	کا ازالہ کیا جائے دوسری قسم یہ ہے کہ
تَمَثُّلُهَا فِیْ عَالَمِ الْحِسِّ وَثَانِیْهِمَا	اپنی کسی برائی کو نیکیوں میں مضمحل اور محو
اِضْمِحْلَالُ مُکْتَسَبِ فِیْهَا	کردیا جائے اسی سے تم کو استغفار کا راز
دَبِهٖ یُعْرَفُ سِرُّ الْاِسْتِغْفَارِ وَ	معلوم ہوگا جو ارتکاب خطا کی حالت
وَجَبَ لِقَوْمٍ لَا یَبْسُوا الْخَطَایَا	میں واجب ہے حد ایک سبوغی ایجابی
وَالْحَدُّ شَیْئٌ سُبُوْغِیٌّ اِیْجَابِیٌّ وَ	چیز ہے حدود کا تعلق فقط اسی نشأۃ
قَدْ عَرَفْتَ اَنَّهٗ یَکُوْنُ فِی الدُّنْیَا	دنیویہ سے ہے اور انکا تمثل شرع میں
تَمَثُّلٌ فِی الشَّرْعِ اِرَادِیًّا دَنَزَلَ	ارادی ہے اور یہ ایسے امور کیلئے نازل
لِاُمُوْرٍ ظَاهِرَةِ الشَّرِّ وَاجِبَةِ	کی گئی جن کی برائی ظاہر اور ایسے افعال کیلئے
الزَّجْرِ عَنْهُ ؕ	جن کے متعلق لوگوں کو زجر کرنا لازم ہے

ذبح کی اصلیت

اَلذَّبْحُ اَصْلُ الْحَمْدِ	ذبح کا راز سمجھنے سے پہلے حمد
اَنْ تُلْحِقَ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ	کی حقیقت سمجھو وہ یہ کہ ضرورت امکانی
بِاِرَادَتِكَ مَا لَحِقَهٗ بِالضَّرُوْرَةِ	کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی جو برتری نفس
الْاِمْکَانِیِّ فَتُثْبِتَ فِیْ	الامر میں ہے تم اپنے ارادہ سے اس کا
صَحِیْفَتِكَ فَیَکُوْنُ نَافِعًا	اعتراف کرو یہ اعتراف تمہارے صحیفہ

لك في معادك وذلك إمّا قولًا وقد علمت السر فيه إذ القول نشأة من نشآت نفس الأمر ظهر فيه الأمور قاطبة وإمّا تعظيمًا فيكون قلبك وقالبك كلاهما لله وإمّا فعلًا وهو الذبح فيه تجعل الروح لما قد ذبحت له بإرادتك وتجعله مصفاة من الجسد ويختص بالحقيقة الإبراهيمية ولذلك اتخذ إبراهيم فيه أسوة فتعيّن يوم النحر لهذه العبادة كما صدر منه يومئذ۔

اعمال میں ثبت ہوگا اور معاد میں تمہارا معاون ہوگا یہ اعتراف یا تو قول کی شکل میں ہوگا اس کا راز تم جان چکے ہو کہ قول ارتقاءات نفس الامری کا ایک شعبہ ہے اور جملہ امور کا اسکے ذریعہ ادراک ہوسکتا ہے یا یہ اظہار اسطریقہ پر ہوسکتا ہے کہ تم اپنے قلب اور قالب کو خاص اللہ تعالے کی تعظیم کیلئے مخصوص کردو، یا یہ اظہار کسی فعل کے ذریعہ ہوگا ذبح اللہ اسی میں داخل ہے جسکی حقیقت یہ ہے کہ تم اپنے ارادہ سے مذبوح کی روح کو اس ذات اقدس کی بارگاہ میں پیش کرتے ہو جس کا قرب حاصل کرنے کے لئے تم نے یہ ذبح کیا ہے اور اس روح کو تم نفس عنصری سے صاف کرتے ہو یہ عمل حقیقت ابراہیمیہ کے ساتھ مخصوص ہے اسی لئے آپ اس کے امام قرار پائے اور کیونکہ ابراہیم علیہ السلام سے یہ عمل یوم نحر میں صادر ہوا تھا اسلئے ہمارے لئے بھی اس دن کو متعین کردیا گیا،

وهناك سر عميق وهو أن الذبح إزهاق الروح

اس مقام پر ایک اور عمیق راز ہے، وہ یہ کہ ذبح ازہاق روح کو کہتے ہیں

فَیَنْدَرِجُ فِیْهِ صُوْرَةُ — اور اس میں روح کی صورت شامل ہے
الرُّوْحِ وَالرُّوْحُ عَالَمٌ مَا — اور تم جانتے ہو کہ روح ایک مستقل عالم
فَقَدْ حَمِدْتَ بِالْعَالَمِ کُلِّهٖ — ہے لہذا اسکے معنی یہ ہیں کہ تم نے تمام
وَالْاُمُوْرُ الْمُجَرَّدَةُ نَشَاَتْ — عالم کے ذریعہ حمد کا حق ادا کیا اور امور
مِنَ الْهِتِطَالِبَةً لِعِبَادَةِ — مجردہ کی تخلیق اس طرز پر ہوئی ہے کہ
الْخَلَائِقِ فَکُلُّ رُوْحٍ یَقْتَضِیْ — ان میں الہیت کا اثر آگیا ہے اور مخلوق
اَنْ یَکُوْنَ الذَّبْحُ لَهٗ وَالْعِبَادَةُ — سے اپنی عبادت کے طالب رہتے ہیں
لَهٗ وَاِیَّاكَ اَنْ یَغُرَّكَ غُرُوْحٌ مَا — چنانچہ ہر ایک روح چاہتی ہے کہ اس
بِذٰلِكَ فَتَکْفُرَ بِالَّذِیْ — کے لئے ذبح کیا جائے اسلئے تمہیں
خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ ۔ — چاہیئے کہ اس دھوکہ سے بچو، ورنہ تم

اس خدائے پاک کے منکر ہو جاؤ گے کہ جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعضاء کو صحیح بنایا،

کبائر

اَلْکَبَائِرُ وَمِنْهَا الشِّرْكُ — اس کے اقسام میں سے شرک
بِالْعِبَادَاتِ کَالصَّلٰوةِ وَ — بالعبادات ہے جیساکہ نماز زکوٰۃ
الزَّکٰوةِ وَالصِّیَامِ وَالْحَجِّ — روزہ حج اور ذبح اور ذکر اور عتق
وَالذَّبْحِ وَالذِّکْرِ وَالْعِتْقِ — وغیرہ ایسا کرنا بہر تقاضائے وجاہت
وَغَیْرِهَا تَحْرِمُهُ الْوَجَاهَةُ — حرام قرار پایا ہے جسکے معنی اللہ تعالیٰ کے

أي الانقياد لحكم الرب
واصل الدين يقتضي
أن لا يشكر إلا الله ولا يخدم
ولا يعظم ولكن ابقى لهم
شيء من ذلك تفضلا فالقتل
محرمه الانقياد لحكم الرب
بحسب الوجود واصل الدين
محرم كل قتل ويحسن كل
ايجاد ونزل في ملابس الوحي
فاستثنى القصاص والجهاد

حکم کا منقاد اور مطیع ہونا ہے دین کی
بنیاد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے
علاوہ اور کسی کو شکر کا مستحق نہ سمجھے اور
اسی لئے کسی حرمت اور تعظیم میں مصروف
نہ ہو، لیکن اللہ تعالیٰ نے ازراہ تفضل
اسکا کچھ حصہ اپنے بندوں کیلئے مقرر کر
دیا ہے قتل وجود کے مطابق رب تعالیٰ
کا مطیع ہونا قتل کی حرمت کا مقتضی
ہے دین کی بنیاد اسی پر ہے، کہ ہر
ایک قسم کا قتل حرام اور ہر ایک
ایجاد مستحسن ہو جب وحی کے ذریعہ اس کا ظہور ہوا تو قصاص
اور جہاد کو مستثنیٰ کر دیا،

والسرقة تحرمه الانقياد
لحكم الرب بحسب الغناء
فنزل في مال كذا و
كذا والزنا تحرمه العصمة
واستثنى من مقتضى
الكلي في ملابس الوحي
النكاح إلى أربع

اور اسی طرح چوری غنا کے مطابق اللہ
تعالیٰ کی اطاعت اور اسکی فرمانبرداری
اس کی حرمت کی مقتضی ہے چنانچہ
اسی کے مطابق احکام نازل ہوئے زنا
عصمت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ حرام
ہو جب یہ اقتضاء نزول وحی کی صورت
میں متشکل ہوا، تو چار بیویوں نکاح کی

وَالْقَذْفُ وَالْغِيْبَةُ وَغَيْرُهُمَا	اجازت دیدی گئی، قذف محصنات اور
كُلُّهَا يُحَرِّمُهَا الرَّبُّ بِحَسْبِ	غیبت وغیرہ ان سب کو اللہ تعالے
الْمَجَاهِ وَاَكْلُ الْخَبَائِثِ	نے جاہ کے مطابق حرام کر دیا ہے،
يُحَرِّمُهَا الْوَجَاهَةُ وَ	اکل خبائث ایک ایسا فعل ہے کہ
نَزَلَ فِي عَادَاتِ الْعَرَبِ	جسے وجاہت حرام قرار دیتی ہے اسکے
فَالطَّيِّبُ مَا يَعُدُّوْنَهُ طَيِّبًا	مطابق جو وحی نازل ہوئی وہ عادات
وَالْخَبِيْثُ مَا يَعُدُّوْنَهُ خَبِيْثًا	عرب کے مطابق نازل ہوئی طیب اور
وَالسُّكْرُ تُحَرِّمُهُ الْحِكْمَةُ وَ	خبیث کا وہی مفہوم معتبر ہے جسے اہل عرب طیب اور خبیث
اسْتَثْنَى النَّبِيْذَ وَغَيْرَهُ الرِّبٰو	سمجھتے ہوں سکر کی حرمت کا موجب حکمت ہے جس سے نبیذ
فِي الْبَيْعِ يُحَرِّمُهُ الرَّبُّ بِحَسْبِ	وغیرہ مستثنیٰ ہیں، خرید و فروخت میں
الْغِنَاءِ وَلَمْ يَظْهَرْ حُكْمُهُ اِلَّا فِي الْمَطَاعِمِ	اللہ تعالے نے ربوا کو غناء کے مطابق
اَوْ لِنَقْلِ اَوْ لِنَسِيْئَةٍ وَتَدَبَّرْ	حرام قرار دیا ہے اور اس کے احکام

خوراک کی اشیا رنقد اور ادھار کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں

الظِّهَارُ زُوْرٌ يَرِدُ عَلَيْهِ	ظہار معنیٰ مجازی کو محفوظ رکھتے
اَنَّهُ يَصِحُّ بِالْمَعْنَى الْمَجَازِيِّ	ہوئے صحیح سمجھا جاتا ہے (ورنہ ایک
قُلْنَا لَمَّا ضَعُفَتِ الْعَلَاقَةُ	جھوٹی بات ہے) لیکن چونکہ علاقہ
مَا عُدَّ مُسْتَقِيْمًا فِيْ	مجاز کا بہت کمزور تھا اسلئے وحی نے
مَوَاطِنِ الْوَحْيِ وَبِالْجُمْلَةِ	اس کو نظر انداز کر دیا بہرحال جو کچھ
فَهٰذَا اِجْمَالُ نَشْاَةِ الشَّرْعِ	ہم نے اسکے متعلق بیان کیا ہے، وہ

وَقَدْ تَرَكْنَا الدَّعْوَةَ اخْتِصَارًا وَسَنَذْكُرُهَا مُسْتَوْعَبَةً فِي خِزَانَةِ الْمَعَادِ ۔	نشأۃ شرعیہ کا اجمال ہے دعوت کو ہم نے مختصراً چھوڑ دیا اور جزا و سزا الخ کو ہم معاد والے خزانہ میں کریں گے۔
وَالْكَلِمَةُ الْجَامِعَةُ عِنْدَ حِزْبِ الْحِكْمَةِ أَنَّ النَّفَسَ الرَّحْمَانِيَّ التَّشْرِيعِيَّ وَالْجِهَةَ الصَّادِرَةَ مِنَ الرَّبِّ بِحَسْبِ الْكَمَالِ تَخُصُّهُمَا وَتُنَقِّحُهُمَا الْمَصْلِحَةُ وَالْعَادَةُ فِي مَوَاطِنِ الْوَحْيِ فَتَدَبَّرْ فَقَدْ أَعْطَيْنَاكَ أُمَّهَاتِ الْمَسَائِلِ وَهٰذَا كُلُّهُ مُفَوَّضٌ إِلَى الْحَكِيمِ أَمَّا الْأَنْبِيَاءُ فَيَضْمَحِلُّونَ فِي انْقِيَادِ الْاسْمِ الْآمِرِ وَالنَّاهِي لَا يَجِدُونَ فُرْصَةً لِتَفْتِيشِ هٰذِهِ الْأَحْكَامِ وَالْحُكَمَاءُ مُنْقَادُونَ لَهُمْ مِنْ حَيْثُ الْوَحْيِ وَالْاسْمِ الْمُتَجَلِّي فِيهِمْ فَتَدَبَّرْ ۔	اہل حکمت کے نزدیک کلمہ سچا یہ ہے کہ احکام شرعیہ کی تخصیص اور انکا تعین نفس رحمانی تشریعی اور اس جہت کا نتیجہ ہے جو اللہ تعالےٰ سے کمال کے مطابق صادر ہوتی ہے پھر وحی کے مقام میں مصالح عباد اور انکی عادات کے مطابق ان احکام کی تنقیح ہوتی ہے خلاصہ یہ کہ ہم نے تم کو مسائل کے اصول بتلا دئے ہیں ان سب باتوں میں حکیم ربانی کیطرف رجوع کیا جاتا ہے لیکن انبیاء کرام اس اسم پاک کی اطاعت و انقیاد میں جو آمر و ناہی ہے اسقدر مصروف رہتے ہیں کہ ان احکام کے متعلق بحث و تفحص کرنیکی فرصت نہیں ہوتی حکماء ربانیین وحی کی حیثیت سے اس اسم مقدس کے مطابق جو ان میں تجلی فرما ہے اس کے مطیع رہتے ہیں، بخوبی سمجھ لو۔

اَلْخِزَانَةُ التَّاسِعَةُ نواں خزانہ

احکام عالم معاد

وَلَهَا اَرْبَعُ مَنَازِلَ
اَلْاَوَّلُ عَالَمُ الْبَرْزَخِ وَسَمَّاهُ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالْقَبْرِ وَتَحْقِيْقُ الْقَوْلِ فِيْهِ
عِنْدِيْ اَنَّ النَّفْسَ النَّاطِقَةَ
اِنَّمَا جُبِلَتْ مُرَبِّيَةً لِلْبَدَنِ
وَاِنَّهَا عَيْنُ هٰذِهِ التَّرْبِيَةِ
فَلَيْسَ يُمْكِنُ اَنَّ النَّفْسَ لَا
تُرَبِّيْ بَدَنًا مَا بَدْءًا اَوْ بَقَاءً
فَلَا جَرَمَ اَنَّهَا تَعَلَّقَتْ
بِالرُّوْحِ الطَّبِيْعِيِّ الْخَارِجِ مِنَ
الْبَدَنِ وَشَانُ تَعَلُّقِهَا حِفْظُ
مَوَادِّهَا وَقَضَاءُ جِبِلَّتِهَا
وَكَسْبُ الْاِدْرَاكَاتِ الْخَيَالِيَّةِ

معاد کی چار منزلیں ہیں، پہلی منزل عالم برزخ کی ہے کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر سے تعبیر فرمایا ہے میرے نزدیک اس کی تحقیق یہ ہے کہ نفس ناطقہ کی تخلیق اس طرز پہ ہوئی ہے کہ وہ جسم کی تربیت کرے اور وہ عین تربیت ہے اسلئے کسی ایسے نفس ناطقہ کا وجود ممکن نہیں، جو ابتداء یا بقاء کی حالت میں کسی نہ کسی بدن کی تربیت میں مشغول نہ ہو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے روح طبعی سے تعلق پیدا کیا جو خارج از بدن ہے، اس تعلق کی حالت میں اس کا کام یہ ہے کہ وہ اس موخر الذکر کے مواد کو محفوظ رکھے

وَالْوَهْمِيَّةِ الَّتِي اقْتَضَاهَا۔ اور اس کے اقتضائے مصرف کو پورا کرے اور جن ادراکات خیالیہ اور واہمہ سے وہ مرکب ہے انہیں حاصل کرے،

مرنے کے بعد لوگوں کے مختلف طبقات

وَالنَّاسُ بَعْدَ الْمَوْتِ عَلَى طَبَقَاتٍ فَمِنْهُمُ اللَّاحِقُونَ بِالْمَلَائِكَةِ الْعُلْوِيَّةِ الْكُلِّيَّةِ وَهُمُ الْكُمَّلُ مِنَ الْمُكَمَّلِينَ شَأْنُهُمْ كُلِّيٌّ وَفَيْضُهُمْ كُلِّيٌّ وَمِنْهُمُ اللَّاحِقُونَ بِالْمَلَائِكَةِ الْعُلْوِيَّةِ الْجُزْئِيَّةِ وَأَكْثَرُهُمُ الشُّهَدَاءُ السَّابِقُونَ فِي مَرْضَاتِهِمْ كَحَمْزَةَ وَشَأْنُهُمْ كُلِّيٌّ فِي جُزْئِيٍّ وَمِنْهُمُ اللَّاحِقُونَ بِالْمَلَائِكَةِ السُّفْلِيَّةِ عَلَى طَبَقَاتِهِمْ وَهُمُ الشُّهَدَاءُ الْأَبْرَارُ وَمَنْ ضَاهَاهُمْ مِنْ أَهْلِ الْفَنَاءِ الْأَوَّلِ حَالًا وَشَأْنُهُمْ جُزْئِيٌّ كَنَصْرِ الْمَظْلُومِ وَإِلْهَامِ أُمُورٍ جُزْئِيَّةٍ

مرنے کے بعد لوگوں کے طبقات مختلف ہو جاتے ہیں بعض ان میں سے ملائکہ علویہ کلیہ کے زمرہ میں شامل ہو جاتے ہیں یہ وہ کامل افراد ہوتے ہیں کہ جنکی شان اور فیض کلی ہوتا ہے بعض ملائکہ علویہ جزئیہ سے جا ملتے ہیں اور اکثر شہداء سابقین جیسا کہ حضرت حمزہ وغیرہ اسی قسم سے ہیں ان کی شان جزئی میں کلی ہے بعض کا لحوق ملائکہ سفلیہ کے ساتھ اپنے مراتب کے اعتبار سے ہوتا ہے اور یہ شہداء ابرار ہیں اور جو فناء اول کے مقام میں باعتبار حال کے انکے مشابہ ہیں، ان کی شان جزئی ہوتی ہے مثلاً مظلوم کی مدد کرنا ایسے امور جزئیہ کی تبلیغ کرنا کہ جن سے

يَنْتَفِعُ بِهَا النَّاسُ وَرَفْعُ	لوگوں کو نفع ہو اور جزئی فتنوں کا رفع
الْفِتَنِ الْجُزْئِيَّةِ وَالْاِمْدَادُ	کرنا اور فتح میں معاون ہونا اور بعض
فِي الْفَتْحِ وَمِنْهُمُ اللَّاحِقُوْنَ	وہ ہیں کہ جو کامل طور پر جنوں کے ساتھ
بِالْجِنِّ لُحُوْقًا تَامًّا وَهُمُ	لاحق ہوتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ
الَّذِيْنَ مَارَسُوْا سُحُوْنَ	جنہوں نے ارتکاب رذائل میں عمر بن
الرَّذَائِلِ تَلَخَّصَ مِنْ مَجْمُوْعِهَا	ختم کر دی ہیں کہ جن کے مجموعہ سے ایک
هَيْئَةٌ وَاحِدَةٌ فَنَتَتْ فِيْهَا	ہیئت وحدانی حاصل ہوئی اور ان کا
النَّفْسُ وَلِهٰذِهِ الطَّبَقَةِ	نفس اس میں فنا ہو کر رہ گیا بعض ان
جُزْئِيَّاتٌ بِحَسَبِ تَغَيُّرِ	میں لوگوں کو تکلیف پہنچانے میں مشغول
بَعْضِ الرَّذَائِلِ وَمِنْهُمُ	ہیں اور بعض دوسرے امور میں لگے ہوئے
الْمُؤْذُوْنَ وَمِنْهُمْ غَيْرُ ذٰلِكَ	ہیں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے جو زمرہ
وَمِنْهُمُ اللَّاحِقُوْنَ بِالْجِنِّ	جن میں شامل ہیں لیکن انکا یہ لحوق
لُحُوْقًا نَاقِصًا وَهُمُ الَّذِيْنَ	کامل نہیں ہوتا یہ وہ لوگ ہیں جو زندگی
مَارَسُوْا مَلَكَةً وَاحِدَةً	بھر ایک ہی رذیلہ میں مصروف رہے
رَذِيْلَةً فَنَتَتْ فِيْهَا	اور اسی کو ملکہ راسخہ بنا لیا، جسکی بنا پر
النَّفْسُ بِخُصُوْصِهَا وَلَهُمْ	ان کا نفس اسکی خصوصیات میں ختم ہو
جُزْئِيَّاتٌ بِحَسَبِ	گیا رذائل کی جزئیات کی بنا پر ان
جُزْئِيَّاتِ مَلَكَاتِ	کی نوعیات مختلف ہیں بعض ان میں
الرَّذَائِلِ وَمِنْهُمُ الْفَالِتُوْنَ	سے وہ ہیں کہ جنہیں کسی ایسی ہیئت

فِي هَيْئَةٍ وَاحِدَةٍ خُلِقَتْ مِنَ الْحَسَنَاتِ ٭	میں فنا حاصل ہے جو کہ حسنات سے پیدا کی گئی ہے،
وَمِنْهُمُ الْفَانُوْنَ فِي هَيْئَةٍ حَسَنَةٍ وَاحِدَةٍ عَلَى قِيَاسِ مَا قُلْتُ فِي السَّيِّئَاتِ وَمِنْهُمْ هَوًى أُطْلِقَ لَاحَدَّ وَلَا قَرَّ وَلَا تَأْثِيرَ وَهُمْ أَكْثَرُ النَّاسِ	بعض ان میں سے وہ ہیں کہ جن کو کسی ایک نیکی میں فناء ہونا نصیب ہوا اور بعض وہ ہیں کہ جنکی خواہشات مطلق ہیں کہ ان میں کوئی حد اور کسی قسم کا قرار اور تاثیر نہیں اکثر لوگ اسی قسم کے ہوتے ہیں، اور کسی
وَالْفَنَاءُ فِي الْمَلَكَةِ الْفَاضِلَةِ وَالدَّنِيَّةِ أَمْرٌ جَلِيلٌ فِي الذَّوْقِ وَكَشْفِ الْحِجَابِ عَنْهُ أَنَّهُ كَمَا يُمْكِنُ أَنْ يَفْنَى فِي اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَسْمَائِهِ فَكَذٰلِكَ يُمْكِنُ أَنْ يَفْنَى فِي رُوْحٍ مَا وَقَدْ كَانَ	ملکہ فاضلہ یا ملکہ سیئہ میں فنا ہوجانا ذوق اور وجدان کے مطابق بڑی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ جیسا کہ کسی انسان کو اللہ تعالٰی کی ذات اقدس اور اسکے اسماء حسنٰی میں فنا حاصل ہوسکتی ہے، اسی طرح کسی روح میں بھی اسکا فنا ہونا
الْاِشْرَاقِيُّوْنَ مِنَ الْيُوْنَانِيِّيْنَ يَتَعَاطَوْنَهُ فَيَفْنُوْنَ فِي أَرْوَاحِ الْأَفْلَاكِ وَالْكَوَاكِبِ وَهُوَ بَاطِلٌ عِنْدَ حِزْبِ الْحَقِّ أَوْ مَلَكَةٌ مَا فَاضِلَةٌ أَوْ رَذِيْلَةٌ أَوْ مُبَاحَةٌ	ممکن ہے، اور یونان کے اشراقیین اپنے آپ کو افلاک اور کواکب کی ارواح عالیہ میں فناء کردیا کرتے تھے، اگرچہ اہل حق کے نزدیک یہ چیز باطل ہے یا کسی ملکہ فاضلہ یا رذیلہ یا مباحہ

اَلَیْسَ اَنَّ هٰذِهِ الْاُمُوْرَ	ہیں فنا کر دیا کرتا ہے آخر یہ چیزیں
مَوْجُوْدَةٌ فِیْ نَشْاَةٍ مَادِّیَّةٍ لَهَا	بھی تو کسی نشأۃ میں موجود ہیں اور انکی
خُصُوْصِیَّاتٌ بِمَا هِیَ هِیَ	بھی خصوصیات ہیں کہ جن سے اس کی
اَلَیْسَ اَنَّ لِکُلِّ مَوْجُوْدٍ طَرِیْقًا	ماہیت متعین ہوتی ہے اور اسی طرح
اِلَی الْمَوْجُوْدِ الْاٰخَرِ وَمُنَاسَبَتُهٗ	ایک موجود کو دوسرے موجود کی طرف
مَعَهٗ اِمَّا لِاِتِّحَادِ النَّشْاَةِ اَوْ	راستہ اور مناسبت ہوتی ہے یا تو اتحاد
لِلتَّجَانُسِ الذَّاتِیِّ فَاِذَا	نشأت کی بنا پر ہو یا تجانس و بنیادی
تَمَثَّلَتْ مَلَکَةٌ عِنْدَهٗ	کی وجہ سے اب جو ملکہ کسی نظر میں اچھا
بِزِیْنَتِهَا وَوَقَعَتْ فِیْ قَلْبِهٖ	ہوتا ہے تو وہ اس کے دل میں گھس
مَوْقِعًا اَتْبَعَتْهَا النَّفْسُ حَتّٰی	جاتا ہے اور اس کے رگ و پے
جَامَعَتْهَا فِیْ مَوَاطِنِهَا	میں سرایت کر جاتا ہے اور نفس اسی
وَانْصَبَغَتْ بِهَا۔	کا تابع ہو جاتا ہے،

انسان کے اقسام

وَالنَّاسُ صِنْفَانِ	لوگوں کی دو قسمیں ہیں، ایک
صِنْفٌ مُنْصَبِغُوا لْمِزَاجِ	جماعت تو وہ ہے کہ جن کے مزاج میں
وَهُمْ اِنْ تَوَجَّهُوْا لِلْقَاءِ	یہ رنگ قبول کرنے کی صلاحیت ہے
لِرَبِّ تَعَالٰی جَدُّهٗ	یہ لوگ اگر اللہ تعالیٰ کی جانب
فَنُوْا فِیْ لَحْظَةٍ	متوجہ ہوں تو انہیں بہت جلد فنا

وَلَمْ يَتَحَقَّقْ لَهُمُ الْفَنَاءُ الشِّفَاهِيُّ الَّذِي يَحْتَاجُ إِلَى كَرِّ التَّجَلِّي كَرَّةً بَعْدَ أُولَى وَمَرِّ التَّجَلِّي مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى فِي هٰذَا الصِّنْفِ فِي خَطَرٍ عَظِيمٍ إِنْ لَمْ يَفْنَوْا فِي اللهِ فَيُوشِكُ أَنْ يَفْنَوْا فِي مَلَكَةٍ فَاضِلَةٍ أَوْ غَيْرِهَا وَصِنْفٌ غَيْرُ مُنْصَبِغِ الْمِزَاجِ وَهُمُ الَّذِينَ إِنْ تَوَجَّهُوا إِلَى الْغَيْبِ تَحَقَّقَ لَهُمُ الْفَنَاءُ الشِّفَاهِيُّ وَهٰذَا الصِّنْفُ مِنْهُ وَهُمْ مِنَ الْمَخَاوِفِ فِي الْمَهَالِكِ فَتَدَبَّرْ

حاصل ہو سکتی ہے ان لوگوں کو فناء شفاہی حاصل نہیں ہوتی کہ جسکے لئے اس چیز کی حاجت ہے کہ یکے بعد دیگرے وہ تجلی سے مشرف ہوں اور مرۃ بعد اُخریٰ انہیں جذب حاصل ہو اس قسم کے لوگ ہمیشہ خطرہ میں رہتے ہیں، اگر انکو فنا فی اللہ کا مقام حاصل نہ ہو تو ممکن ہے کہ وہ کسی ملکہ فاضلہ یا رذیلہ میں فنا ہو جائیں اور ایک قسم وہ ہے کہ جن میں اس رنگ کے قبول کرنیکی صلاحیت نہیں یہ لوگ اگر ذات اقدس کی طرف توجہ کریں تو ان کو فنا شفاہی حاصل ہوتی ہے ان لوگوں کو کسی قسم کا خوف اور خطرہ نہیں۔

ثُمَّ إِنَّ مِزَاجَ الْأَبْدَانِ قَدْ يَتَرَتَّبُ هَيْئَةً خَلِيطَةً بَيْنَ النَّفْسِ وَبَيْنَ الْحَوَاسِّ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى وَلٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ فَلَا قُوَّةَ لِصَاحِبِ هٰذَا الْخَلْطِ قَرِيبَةً إِلَى التَّخَلُّصِ وَالتَّجَرُّدِ

پھر یہ بات بھی یاد رکھو کہ کبھی کبھی مزاج بدن کو ایک ایسی ہیئت حاصل ہوتی ہے جس میں نفس اور حواس کے اثرات مخلوط ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ لیکن وہ زمین کی طرف جھکا اس اختلاط والے کو تخلص اور تجرد کا قرب بھی حاصل نہیں

وَقَدْ يَكُونُ ذٰلِكَ مُتَوَارِثًا لِمَا اَنَّ نَفْسَ الْمَوْلُوْدِ مُتَوَلِّدٌ مِنْ نَفْسِ الْوَالِدَيْنِ كَمَا ذَكَرْنَا۔

ہوتا بعض اوقات بہ حالت موروثی ہوتی ہے کیونکہ ہم بیان کر چکے کہ اولاد کا نفس اسکے والدین کے نفس سے متولد ہوتا ہے،

وَاَصْحَابُ هٰذَا الْمِزَاجِ صِنْفَانِ صِنْفٌ لَا يَحْمِلُ الْخَبِيْثَ وَالطَّيِّبَ لِقُوَّةِ الْخَلْطِ وَصِنْفٌ يَتَحَمَّلُهُمَا وَالَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْخُبْثَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ مَرَدَةِ الْجِنِّ وَقَدْ يَتَّفِقُ تَوَافُقُ الْمُقَابَلَةِ عَلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ لِمَا ذَكَرْنَا وَمِنْ نَتَائِجِ الْعِرْفَانِ حِيْلَةٌ بِهَا يَصِيْرُ صَاحِبُ هٰذَا الْمِزَاجِ الْخَبِيْثِ فَانِيًا فِي الْمَلَكَاتِ الْحَسَنَةِ وَفِيْ هٰذَا الْمَنْزِلِ عُلُوْمٌ وَمَعَارِفُ وَتَاثِيْرَاتٌ عَجِيْبَةٌ لَيْسَتْ فِيْ غَيْرِهٖ وَذٰلِكَ لِاَنَّهٗ خَلَعَ الشَّوَاغِلَ الْحَسِيَّةَ مَعَ الدُّنْيَا وَتَرَكَ الْمَدَارِكَ۔

اور اس مزاج کے لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو قوت خلط کی بنا پر طیب اور خبیث کے متحمل نہیں ہوتے اور دوسری قسم کے لوگ اسکے متحمل ہوتے ہیں جو لوگ اس میں خباثت کے حامل ہیں وہ سرکش جنوں کے زمرہ میں داخل ہیں ان دونوں کا قبلہ توجہ ایک ہوتا ہے اور عرفان کے نتائج میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی ایسی تدبیر کیجائے کہ خبیث ملکات حسنہ میں فنا ہو جائے اور اس مقام پر عجیب و غریب علوم و معارف اور تاثیرات کا ظہور ہوتا ہے جو اور کسی مقام پر نہیں ہوتا، کیونکہ اس صورت میں شواغل حسیہ کے ساتھ اور اکات دنیاوی زائل ہو جاتے ہیں،

والقول الجلي في ذلك ان الناس في هذا العالم لهم قوى ثلث الخيال والوهم و الادراك والتعليم والتعلم منهم انما يكون بها ولذلك ولهذا ايقاظهم فنائهم هنالك في ملكاتهم لاههنا

اور ظاہری چیز یہ ہے کہ اس عالم میں انسان کی تین قوتیں ہیں، خیال وہم اور ادراک تو تعلیم و تعلم ان ہی سے ہوتا ہے اور اسی وجہ سے ان کی فناء اس مقام کے علاوہ انکے ملکات میں ہوتی ہے،

واعلم ان الناس في نشأة القبر مسئولون عن اخلاقهم وملكاتهم وفي نشأة الحساب مسئولون عن اعمالهم وعقائدهم

اور یہ بھی یاد رکھو کہ عالم برزخ میں انسانوں سے ان کے اخلاق اور ملکات کے متعلق سوال کیا جاتا ہے اور عالم حساب میں ان کے اعمال اور عقائد سے باز پرس ہوتی ہے،

میت کو چار طریقوں سے نفع پہنچایا جا سکتا ہے

ولكن في تحققه ذوقنا انه لا يجوز ان يعمل للميت الا على اربعة وجوه اما ان يبر اقاربه واحبائه فكانه يبر به

ہمارے ذوق کے مطابق تحقیقی بات یہ ہے کہ میت کو چار طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کیساتھ نفع پہنچایا جا سکتا ہے، میت کے اقارب اور احباب کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے یہ خود اس میت کے ساتھ احسان

وَاَمَّا اَنْ يَزُوْرَهُ وَيَقْرَأَ
عِنْدَهُ الْقُرْاٰنَ فَيَأْنَسُ
بِهٖ وَاَمَّا اَنْ يَنُوْبَ عَنْهُ
فَيَتَصَدَّقُ عَنْهُ اَوْ يُعْتِقُ
عَنْهُ اَوْ يَحُجُّ عَنْهُ كَمَا فِي
الْحَوَالَةِ عَنِ الْمَيِّتِ وَغَيْرِهَا
وَاَمَّا اَنْ يَسْتَغْفِرَ اللّٰهَ تَعَالٰى
لَهٗ فَيَقْبَلُ بِفَضْلِهٖ وَيَرْفَعُ
دَرَجَاتِهٖ وَيَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهٖ
وَاَمَّا مَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ
الْاِسْتِمْدَادِ وَالْفَاتِحَةِ وَغَيْرِهِمَا
فَلَيْسَ بِشَيْءٍ ۔
وَاِذَا قَرَعَ سَمْعَكَ مَا صَحَّ
مِنْ مَّنْبَعِ النُّبُوَّةِ عَلٰى خَيْرِهَا
الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ مِمَّا
يَدُلُّ عَلٰى تَجَرُّدِ الْاَرْوَاحِ وَ
الطَّيَرَانِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ
فَاجْعَلْهُ مِنْ مُؤَيِّدَاتِ
مَا اَخَضْنَا اِلَيْكَ اَنَّ

کرنا ہوگا مثلاً میت کی زیارت کو جائیں
اور اس کے پاس قرآن مجید کی تلاوت
کریں اس سے اس کو انس حاصل ہوتا
ہے یا (۲) اس کی طرف سے نائب ہوکر
صدقہ کریں یا غلام آزاد کریں یا حج کریں
جیسا کہ میت کی طرف سے حوالہ کیا جاتا
ہے مثلاً (۳) یا اللہ تعالیٰ سے اس کے
لئے استغفار کریں اس کو اللہ تعالیٰ
اپنے فضل سے قبول فرماکر اس کے
درجات بلند فرمائے گا اور اس کی
سئیات معاف کرے گا لیکن استمداد اور مروج
فاتحہ وغیرہ کی کوئی اصلیت نہیں ۔
اور جس وقت تمہارے کانوں نے یہ بات
سمجھ لی جو کہ ہم نے چشمہ نبوت علی صاحبہا
الف الف صلوٰۃ والف الف تسلیم سے
نقل کی ہے تو پھر سمجھو کہ یہ چیز جو تجرد
ارواح اور روحوں کے ملائکہ کے ساتھ
پرواز کرنے پر دلالت کرتی ہے تو اسے
ہمارے فائدات کا موید سمجھو کیونکہ

لَهُمْ اَمْكِنَةٌ شَتّٰى فَوْقَ السَّمَاءِ وَ عِنْدَ الْقَبْرِ وَفِىْ كُرَةِ الْهَوَاءِ ، وَالْاَصْلُ فِىْ تَخْصِيْصِ الْاَمْكِنَةِ بَعْضُهَا دُوْنَ بَعْضٍ لُحُوْقُهُمْ بِالطَّائِفَةِ الْمَخْصُوْصَةِ وَلَهُمْ اَنْوَاعٌ مِنَ الْعَذَابِ كَالْعِلْمِىِّ وَالْمَحْسُوْسِ الْحِسِّىِّ وَ الْاَصْلُ فِىْ تَخْصِيْصِهَا مَلَكَاتٌ اتَّصَفَ بِهَا لِاسْتِعْدَادِ الْبَدَنِ وَمِثْلُ ذٰلِكَ اَنْوَاعُ الثَّوَابِ وَقَدْ يَبْقَى الْبَدَنُ مَحْفُوْظًا لِقُوَّةِ النَّفْسِ وَلِاِيْوَائِهَا اِلَى الْقَبْرِ وَهُمْ اَكْثَرُ لِلشُّهَدَاءِ وَحَمَلَةِ الْقُرْاٰنِ وَلِلْعَذَابِ الْمَحْسُوْسِ سَبَبٌ كَذٰلِكَ ۔	روحوں کی قرارگاہیں مختلف ہیں آسمان کے اوپر قبر کے پاس اور کرہ ہوائیہ ہیں، تخصیص مکان کی بناء اس پر ہے، کہ بعض روحیں بعض خاص جماعتوں میں جاکر شامل ہو جاتی ہیں اور انکے عذاب کی بھی قسمیں مختلف ہیں، علمی اور محسوس حسی، کسی خاص قسم کے عذاب میں مبتلا ہونگی وجہ وہ ملکات ہوتے ہیں کہ جن سے آدمی اپنی اپنی استعداد کے مطابق موصوف ہوتا ہے اور ثواب کے اقسام بھی اسی طرح ہیں بعض اوقات میت کا جسم محفوظ رہتا ہے جس کی وجہ نفس کا قوی ہونا اور قبر کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے اکثر شہداء اور حافظ قرآن اسی قسم میں داخل ہیں عذاب محسوس کے بھی کچھ اسی قسم کے اسباب ہوتے ہیں،
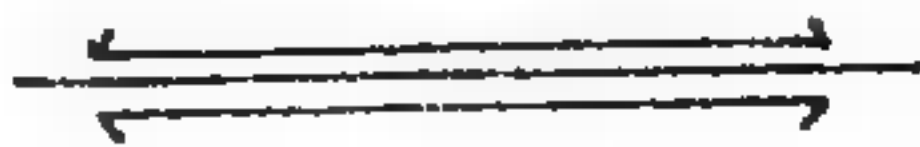
المنزل الثانی منزل القیامة الکبری والبعث

دوسری منزل قیامت کبریٰ اور بعث بعد الموت

مسیح دجال اور مہدی علیہ السلام

اعلم ان الیهود لما طغوا وبغوا وقتلوا النبیین وهتکوا بعیسی بن مریم صلوات الله علیهما وعلیهم ملئت صحیفتهم جورا وجفاء وبلغت خطیئاتهم عنان السماء.

والشرور التی کانت من قبل فی عاد وثمود وغیرهم ایضا بلغت عنان السماء وکان لها آثار بخصوصها فلما کانت شرور الیهود اتحدت معها ثم توحدت الشرور کلها واحدا وتحققت فی نشاة اتم وعالم اکمل

جب یہود کی سرکشی اور ان کا تمرد وعصیان اپنی حد سے تجاوز کر گیا حتیٰ کہ انبیاء کرام کو قتل کیا اور حضرت مسیح کی توہین کی تو ان کے صحف اعمال ان مظالم اور بداعمالیوں سے لبریز ہو گئے اور انکے گناہوں کے اثرات آسمان تک پہنچ گئے۔

اس سے پہلے عاد اور ثمود اور دیگر اقوام طاغیہ کے گناہ آسمان تک فضا پر کمہ چکے تھے اور انکے آثار خصوصی نمایاں ہو چکے تھے اب یہود کی برائیاں ان کے ساتھ مل کر تمام شروروں کی ایک وحدت ہو گئی اور ایک ایسے عالم میں ان کا تحقق ہوا جو اس عالم سے کامل تر ہے

فَكَانَتْ رَجُلًا سَوِيًّا هُوَ	یہ برائیاں ایک زندہ مجسمہ کی شکل میں
الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ مُنْسَلِخًا	نمایاں ہوئیں جسکا نام اصطلاح شرع
فِي جَانِبِ الشُّرُورِ كُلِّ	میں مسیح دجال ہے دجال کو شرور کی
مُنْسَلِخٍ لِمَا أَرَادَ تَعَالَى	جانب سے انسلاخ حاصل ہے اور انسلاخ
مِنْهُ تَعَالَى فَلَمْ يَزَلِ الْحَوَادِثُ	خواہ کسی جانب ہو وہ از لقاء کا موجب
الشَّرِّيَّةُ يَقَعُ وَكَمَالُهُ يَتَزَايَدُ	ہوتا ہے چنانچہ برائیاں ظہور کرتی رہیں
حِينًا فَحِينًا حَتَّى بُعِثَ	اور دجال اپنی کاملیت اور تمام کو
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ	پہنچ گیا یہاں تک کہ رسول کریم صلی
وَسَلَّمَ وَطَلَعَ الْاِسْمُ	اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اسم مطلق
الْمُطْلَقُ مِنْ فُؤَادِهِ فَاضْطَرَّ	آپکے قلب مبارک سے روشن ہوا، تو
الدَّجَّالُ وَاعْتَزَلَ جَانِبًا	دجال مجبوراً روپوش ہوگیا لیکن جب
فَلَمَّا بَعُدَ الْعَهْدُ عَنْهُ صَلَّى	عہد نبوت پر ایک زمانہ گزر گیا اور
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَثُرَتِ	شرور کی کثرت ہوئی اور برائی کے
الشُّرُورُ وَكَثُرَتِ الْوَقَائِعُ	واقعات بکثرت ظاہر ہونے لگے تو
صَارَ كَمَالُهُ يَتَزَايَدُ وَقْتًا	دجال کی شرارتوں میں پھر ترقی شروع
بَعْدَ وَقْتٍ وَكُلُّ شَرٍّ	ہوئی اور جو برائی دنیا میں ہوتی تھی وہ
يَلْحَقُ بِهِ لُحُوقَ الْجُزْئِيِّ	اسکے ساتھ جا ملتی جسطرح کہ جزئی اپنی
بِالْكُلِّيِّ حَتَّى إِذَا مُلِئَتِ	کلی سے لاحق ہو جاتی ہے اور جب
الْاَرْضُ جَوْرًا	اس طرح تمام زمین ظلم اور بداعتدالیوں

وظلما وضلت اکثر
الامة فاخذ بحقوقها
الاسم الجامع المحمدی
فتجلی برجل اسمه
کاسمه بعینه وخلقه
کخلقه وهذا یکون به
فاقام به الامة
العوجاء وملاء الارض
عدلا فالقبض الدجال
حینئذ ولم یملک
نفسه فخرج یدعی
الالوهیة ویفسد فی
الارض بغیر الحق
ویضل الناس حتی
یبلغ ذلک عنان السماء
فزاحمه الاسم العیسوی
لانه ماحق لشرور
الیهود التی منها نشأت
بنیته وتأید ذلک

سے لبریز ہو جائے گی اور امت مرحومہ
کے اکثر لوگ گمراہی میں مبتلا ہو نگے
تو اسم جامع محمدی اس حالت میں ان کی
دستگیری فرمائیگا اور وہ اسم پاک ایک
ایسے شخص پر تجلی فرمائیگا جن کا نام
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی
کے موافق ہونگے علاوہ ان کا حلیہ اور
اخلاق بھی آپ کے موافق ہوں گے
انکے ذریعہ اللہ تعالے اس امت کو جو
مبتلائے ضلالت ہو گی راہ راست پر
لائیگا اور وہ زمین کو عدل و انصاف
کے ساتھ بھر دیں گے اس وقت دجال
سے نہیں رہا جائیگا اور وہ الوہیت کا
دعوی شروع کر دیگا اور ہر طرف سے
لوگوں کو گمراہ کرنے میں ہمہ تن مصروف
ہوگا جب اسکی یہ کوشش انتہا تک
پہنچ جائیگی تو اسم پاک عیسوی اس کے
مٹانے پر متوجہ ہوگا اس تخصیص کی وجہ
یہ ہے کہ عیسے علیہ السلام یہود کی شرارتوں

بِكَمَالِ الْاِسْمِ الْجَامِعِ
الْمُحَمَّدِيِّ فَنَزَلَ وَقَتَلَ
الدَّجَّالَ وَمَلَكَ الْاَرْضَ وَ
اَدّٰى حَقَّ الْاِسْمِ الْجَامِعِ ثُمَّ
سَطَعَ رُوْحُ الدَّجَّالِ وَسَطٰى
شُرُوْرًا مُتَوَحِّدَةً بَشَرًا وَاحِدًا
فَاَهْلَكَ النَّاسَ بِيَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ
ثُمَّ ارْتَفَعَتْ هِمَّةُ عِيْسٰى وَلَمَّا
قُبِضَ عِيْسٰى وَانْهَمَكَ النَّاسُ فِي
الشُّرُوْرِ وَصَارَ الدَّجَّالُ رُوْحًا
سَارِيًا تَمَّ الْفَسَادُ عُمُوْمًا لَا
يُسْتَطَاعُ تَحْرِيْرُهٗ وَلَا تَقْرِيْرُهٗ فَجَاءَتِ
الْقِيَامَةُ مُحْتَاجَةً لِنِظَامِ الْعَالَمِ وَ
سُفُوْبَاةً لِتَرْتِيْبِهٖ فَانْقَضٰى عَلٰى
ذٰلِكَ بُرْهَةٌ مِّنَ الزَّمَانِ ۔

کیلئے بمنزلہ محاق کے تھے اور اسم جامع
محمدی سے اسے مزید تقویت حاصل ہو گی
اور حضرت عیسٰی علیہ السلام نازل ہو کر
دجال کو قتل کر ینگے اور زمین پر حکومت
کریں گے اسم جامع کا حق ادا کر ینگے تھوڑے
زمانہ کے بعد دجال کی روح جو مجموعہ
شرور کی وحدت تھی یاجوج ماجوج کی
شکل میں ظاہر ہو گی چنانچہ لوگوں کو یہ
ہلاک کریں گے اور ان کے اثرات پھر حضرت عیسٰی
علیہ السلام کی توجہ سے ختم ہو جائینگے جب عیسٰی علیہ
السلام رحلت فرمائیں گے لوگ پھر برائیوں میں مبتلا
ہو جائیں گے دجال کی روح مطرح ان میں سرایت
کر جائے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شر اتنا پھیلے گا جس کے
بیان کی تقریر و تحریر قوت نہیں رکھتی اسی حالت
میں قیامت کا ظہور ہوگا جس سے تمام نظام عالم درہم
برہم ہو جائے گا اور کوئی چیز بھی موجودہ نظم کے مطابق نہیں رہے گی۔

ثُمَّ اَنْشَاَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ
نَشْاَةً اُخْرٰى تَتَعَلَّقُ
النُّفُوْسُ بِالْاَشْيَاءِ

اسی طرح زمانہ گزر جائیگا اور پھر اللہ
تعالیٰ ایک اور نشاۃ کا آغاز فرمائیگا
اور پھر ارواح کو پیش آمدہ معدات کے

المعادات تقع ويعيشوا و حينئذٍ يكونون دنياويين كما كانوا ثم بعد برهة يفاض عليهم السبوغ فيستشاوون نشأة أخرى وقد ورد في بعض الأحاديث انه يمطر هنالك مطر فينبتون فان صح فهو بيان للمعد وورد في بعضها انهم يتحيرون حيرة شديدة ثم يدعون الى الموقف وهذا شرح للنشأة الاخرى كما ذكرنا۔

مطابق اجسام کیساتھ تعلق حاصل ہوگا اور سب کو مبعوث کیا جائیگا اور اس وقت سب اسی حالت پر ہو جائینگے جیسا کہ دنیا میں پھر کچھ زمانہ کے بعد ان پر سبوغ کا افاضہ کیا جائیگا اور وہ ایک اور نشأۃ اختیار کریں گے، اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ اس وقت ان پر بارش برسائی جائے گی سو اگر یہ حدیث صحیح ہے تو پھر یہ معد کا بیان ہے اور بعض احادیث میں ہے کہ ان پر سخت حیرت طاری ہوگی پھر ان کو موقف کیجانب بلا جائیگا غرضکہ یہ نشأۃ اخری کی تشریح ہے،

والناس عند قرب القيامة على ضروب شتى منهم كامل تام الكمال و منهم ناقص تام النقصان وذلك لان الشر الكامل هنالك للدجال والخير

قیامت کے قریب لوگوں کی مختلف قسمیں ہونگی بعض ان میں سے کامل ہونگے کہ جنکا کمال تام ہوگا اور بعض ناقص کہ جنکا نقصان بھی کامل ہوگا اور یہ اس وجہ سے کہ شر اس وقت دجال کی وجہ سے کامل ہے اور امام مہدی

المهدي وعيسى عليهما السلام
ولذلك عمل هؤلاء وهؤلاء كل
فيما هو بلقاء وجه والتوحيد
حينئذ منكشف على طوائف
الناس اما الخيار فلانسلاخهم
واما الشرار فلانقيادهم
للدجال بحسب الاستعداد
والدولة بحسب الظاهر
ينقسم على شعوب الناس
لكل في زمان وكان للحجاز
ثم للعراق ثم لاهل الفارس
ثم لاهل الهند ورجع اليوم
الى الافاغنة ولكن الدولة
الباطنية على هذا الترتيب
ولكن الافاغنة واهل الفارس
لا يوجد فيهم الانسلاخ
قط فلما لا تهم مزاجية

اور عیسیٰ علیہ السلام کی بنا پر خیر کاثل ہے
اسلئے ہر ایک کو اسی کے مطابق پیرو
ل جائیں گے اور توحید تو اس وقت
تمام لوگوں پر منکشف ہو جائے گی،
نیکوں پر تو انسلاخ ہونے کی وجہ سے
اور بروں پر اسلئے کہ وہ حسب استعداد
دجال کے مطیع ہوں گے
اور دولت ظاہر کے لحاظ سے مختلف
اعصار میں مختلف لوگوں پر منقسم ہو
گی، اولاً حجاز پھر اعراق اور پھر فارس
اور اسکے بعد ہندوستان والے اور
آج کل افغان اس پر فائز ہیں اور
اسی طرح دولت باطنیہ اسی ترتیب کے
مطابق ہوگی لیکن افاغنہ (افغان)
اور اہل فارس میں قطعی طور پر انسلاخ
نہیں ہوگا، کیونکہ ان کے کمالات
مزاجی ہیں،
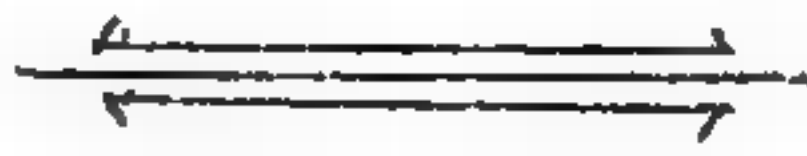
اَلْمَنْزِلُ الثَّالِثُ مَنْزِلُ يَوْمِ الدِّيْنِ

تیسری منزل یوم جزا وسزا

وَفِيْهِ مِنَ الْعَجَائِبِ مَا
لَيْسَ فِيْ غَيْرِهِ وَتَحْقِيْقُ الْقَوْلِ
فِيْهِ اَنَّهُ مَنْزِلٌ جِسْمَانِيٌّ
يُفَارِقُ جِسْمَانِيَّتُهُ جِسْمَانِيَّةَ
الدُّنْيَا مِنْ وَجْهَيْنِ قَدْ
ذَكَرْنَاهُمَا مِنْ قَبْلُ لِمَا عَلِمْنَا لَكَ
عِلْمَ الصُّحُفِ فَاعْلَمْ اِذًا اَنَّهَا
تُسْتَحْضَرُ تِلْكَ الصُّحُفُ فِي
الْعَرَصَاتِ ثُمَّ تَفَاضَ عَلَيْهَا
الشُّيُوْعُ الْجَلَالِيُّ وَالْجَمَالِيُّ فَيَتَمَثَّلُ
تِلْكَ الصُّوَرُ اَجْسَادًا وَتَعْفُوا
الْاَفْعَالُ الْمُبَاحَةُ الَّتِيْ لَا تُوْرِثُ
مَلَكَةً خَبِيْثَةً وَلَا صَدَرَتْ مِنْ
خُبْثِ قُوًى فِي الْبَاطِنِ لَا مَلَكَةً

اور اس میں وہ عجائبات ہیں جو
اور مقامات میں نہیں، اور تحقیقی قول
یہ ہے کہ یہ ایک منزل جسمانی ہے جس کی
جسمانیت دنیا کی جسمانیت سے دو طریقوں سے جدا ہے
اور ہم ان کا تذکرہ پہلے کر چکے، کیونکہ
تمہیں علم صحف کا علم ہو گیا ہے تو اس
وقت یہ سمجھو کہ میدان قیامت میں
صحف کو حاضر کیا جائیگا اور جلالی
وجمالی دونوں طریقوں سے اس پر
افاضہ ہوگا، تو وہ صورتیں اجساد میں
متمثل ہوں گی اور وہ افعال مباحہ کہ
جن سے کوئی خبیث ملکہ پیدا نہیں ہوتا
اور نہ ہی قوائے باطنی سے کوئی خبیث
صادر ہوتا ہے اور نہ ملکہ طیبہ ہوتا ہے

طَيِّبَةٌ وَلَا صَدَرَتْ مِنْ
طَيِّبٍ قُوًى فِي الْبَاطِنِ وَإِنَّمَا
تَضْمَحِلُّ لِعَدَمِ وُصُوْلِ
الشُّيُوْغِيْنِ إِلَيْهِمَا۔

اور نہ قوائے باطن سے کوئی ملکہ طیبہ
صدور کرتا ہے ان سب کو لغو کر دیا جائے
گا اور یہ سب مضمحل ہوں گے کیونکہ سیورغ
کی ان تک رسائی نہ ہوگی،

صفت علم تمیزی

ثُمَّ إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى صِفَةً
هِيَ الْعِلْمُ التَّمْيِيْزِيُّ أَيْ
صِفَةٌ هِيَ مَلَكَةُ التَّفْرِيْقِ بَيْنَ
الْمُتَلَبِّسِيْنَ الْمُشْتَبِهِيْنَ وَ
الْآيَاتُ الَّتِيْ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّ
وَاقِعَةَ الْأُحُدِ مَثَلًا كَانَتْ
لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ
لِيَعْلَمَ الْكَاذِبِيْنَ إِنَّمَا الْمَرَامُ
مِنْهَا فِيْ مَا نَرٰى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ
أَنَّ هٰذِهِ الصِّفَةَ التَّمْيِيْزِيَّةَ
هُوَ سَبَبٌ وَمَبْدَأٌ
لِهٰذِهِ الْوَاقِعَةِ كَمَا أَنَّهَا
مِنْ ظِلَالِ سَائِرِ الصِّفَاتِ

پھر اللہ تعالے کی صفات میں سے
ایک صفت علم تمیزی ہے جس کا مفہوم
وہ ملکہ ہے جس کے ذریعہ دو مشتبہ اور
ملتبس چیزوں میں فرق کیا جا سکے اور وہ
آیات جو کہ اس بات پر دلالت کرتی
ہیں کہ واقعہ احد مثلاً اس لئے ہوا تھا
تاکہ اللہ تعالے صادقین اور کاذبین
کو جان لے اسی صفت پر دال ہیں
مقصود اس سے یہ ہے جیسا ہم سمجھتے
ہیں واللہ اعلم کہ یہی صفت تمیزی اس
واقعہ کے ظہور میں آنے کا مبدأ اور سبب
تھی، جیسا کہ دیگر صفات کا بھی اسی
واقعہ میں ظہور ہوا اس صفت کے

اَيْضًا وَمِنَ الْعُكُوْسِ لِهٰذِهِ
الصِّفَةِ جَوْهَرٌ عَلٰى شَاكِلَةِ
الْمِيْزَانِ بِهَا يَتَمَيَّزُ بَيْنَ
الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لِلْحِسَابِ
اَيْضًا مِنْ مَظَاهِرِهَا انْفِيَاضٌ
حِيْنَ اِقَامَةِ الْمِيْزَانِ اِفَاضَةٌ
اِجْمَالِيَّةٌ كُلِّيَّةٌ عَلٰى هَيَاكِلِ
الْمَوْجُوْدَاتِ فَيَعْرِفُوْنَ اَعْمَالَهُمْ
وَلِنَكَادِ بَعْضِهَا وَاِثَابَةُ بَعْضِهَا
مَرَّةً وَاحِدَةً فِيْ لَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ
هُوَ اَقْرَبُ وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ
تَعَالٰى وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ
وَمِنَ الْعَجَائِبِ فِيْ تِلْكَ الدَّارِ
الْجَلِيْلَةِ الشَّانِ اَنَّ الرَّجُلَ
الْوَاحِدَ اِذَا كَانَ ذَا مَظَالِمَ
كَثِيْرَةٍ يَكُوْنُ بِعَدَدِ تِلْكَ
الْمَظَالِمِ مُتَجَسِّدًا عِنْدَ
هٰذَا وَعِنْدَ ذٰلِكَ وَهُوَ فِيْ
نَفْسِهٖ مُتَاَلِّمٌ بِجَمِيْعِ الْاٰلَامِ وَ

عکوس اور مظاہر میں سے ایک جوہری چیز
ہے جس کو میزان سے مشابہت ہے
اور جو حسنات وسیئات میں فرق کرنے کا
ذریعہ ہے حسنات بھی اسی صفت کا
مظاہرہ ہے جس وقت میزان قائم ہوگی
تو تمام موجودات پر اس صفت تمیزی
کا اجمالی مظاہرہ ہوگا تو وہ اپنے اپنے
اعمال کا اعتراف کرینگے اور بعض کو
سزا اور بعض کو جزا ایک ہی لمحہ میں
دیدی جائیگی فی لمح البصر او هو
اقرب اور یہی اللہ تعالےٰ کے اس فرمان
واللہ سریع الحساب کا مطلب ہے،
اور اس دار جلیلہ کے عجائبات میں
سے یہ بھی ہے کہ جس شخص نے بہت
لوگوں کے حقوق غصب کئے ہوں گے
اور ان پر ظلم کیا ہوگا تو وہ بیک وقت
ان سب کی جوابدہی کیلئے متعدد مقامات
پر مجرم کی حیثیت سے کھڑا ہوگا، اور
اس کا نفس تمام ان مصائب سے مغموم ہوگا

عِنْدَ ذٰلِكَ يَتْبَعُ كُلُّ
رَجُلٍ اِلٰهَهٗ وَهَوَاهُ ۔
اَمَّا الْفَسَقَةُ الْغَفَلَةُ مِنَ
الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنَّهُمْ يَتَّبِعُوْنَ
صُوْرَةً حِسِّيَّةً اَوْ وَهْمِيَّةً اَوْ
عَقْلِيَّةً كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ
تَعَالٰى عَلَيْهَا وَيَدْخُلُوْنَ النَّارَ
وَبَعْدَ ذٰلِكَ يَضْمَحِلُّ
الصُّوْرَةُ اِلٰى مَا لَا صُوْرَةَ لَهٗ
وَذٰلِكَ لِتَدَارُكِ الشَّهَادَةِ
الَّتِيْ كَانُوْا يَتَلَفَّظُوْنَهَا
وَاَمَّا الْعَاقِبُوْنَ مِنَ الْكَبَرَةِ
الَّذِيْنَ اِدْرَاكُهُمُ الْحِسِّيُّ
تُمَثِّلُ مَا لِلْهُوِيَّةِ الْمُطْلَقَةِ
وَنَحْنُ نُسَمِّيْ ذٰلِكَ نُوْرَ
الْغَيْبِ فَاِنَّهُمْ يَصْعَدُوْنَ
فِيْ مَعَارِجِ اِدْرَاكَاتِهِمْ
بِمَعْنٰى اَنَّ اِدْرَاكَهُمُ
الْغَيْرَ الْمُبِيْنَ

اور یہ وہ مقام ہے کہ جس وقت ہر ایک
شخص اپنے معبود اور ہوائے نفس کے تابع ہوگا
اور مسلمانوں میں جو فاسق اور غافل
حضرات ہیں وہ اس صورت وہمیہ یا حسیہ
یا عقلیہ کی پیروی کریں گے جس کا انہوں نے
معبود ہونے کا تصور باندھ رکھا تھا اور یہ
سب دوزخ میں داخل کئے جائیں گے
یہاں تک کہ یہ صورت اس چیز کی طرف
مضمحل ہو جائیگی جو کہ صورت سے منزہ
ہے اور یہ اس کلمہ شہادت کا تدارک
ہے کہ جسکو وہ اپنی زبان سے ادا کیا
کرتے تھے لیکن عاصی لوگ کہ جن کے
اعمال نیک ہیں اور جو ابرار کہلاتے
ہیں ان کا ادراک حسی ہویت مطلقہ
کو کسی نہ کسی طرح متمثل کر دیتا ہے جس
کو ہم نور غیب کے ساتھ موسوم کرتے
ہیں اس لئے کہ وہ اپنے ادراکات کے
معارج میں صعود کرتے ہیں بایں طور
کہ انکا وہ ادراک جو کہ غیر واضح تھا تو

يَصِيرُ كَالْحَبْلِ السُّبُوحِ	ذات پر سبوح کے فائز کی وجہ سے
الْمُفَاضِ عَلَيْهِ بَيِّنًا	واضح اور روشن ہو جائیگا تو سو قت
فَيَعْرِفُونَ اللهَ تَعَالَى	وہ اللہ تعالیٰ کو کمال معرفت کیساتھ
حَقَّ الْمَعْرِفَةِ ۔	پہچان لیں گے،
وَكَذٰلِكَ الْعَابِدُونَ يَصْعَدُونَ	اور اسی طرح وہ عابد حضرات جو کہ معارج
فِي مَعَارِجِ الْعِبَادَاتِ إِلَى	عبادات کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے
حَقَائِقِهَا وَهٰذَا عِلْمٌ عَمِيقٌ ۔	کوشاں رہے ہوں گے (وہ بھی شاہ راہ

توحید پر گامزن ہوں گے) یہ ایک عمیق علم ہے،

مقام شفاعت

اَلشَّفَاعَةُ سُبُوحٌ جَمَالِيٌّ	شفاعت ایک سبوح جمالی ہے
يَتَنَزَّلُهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ	جسکے نزول کا موجب رسول اکرم صلی
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَبْدَإِ تَعَيُّنِهِ	اللہ علیہ وسلم کا مبدء تعین یعنی الحی
الَّذِي هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ شَانُهُ	القیوم ہے اس کی شان یہ ہے کہ جو
اِضْمِحْلَالُ السَّيِّئَاتِ	برائیاں صحف اعمال میں ثبت ہو
الْمُسْتَقِرَّةِ فِي الصُّحُفِ ۔	جاتی ہیں وہ محو ہو جاتی ہیں،
وَلِكُلِّ نَبِيٍّ شَفَاعَةٌ عَلَى شَاكِلَةِ	اور ہر ایک نبی کے لئے اسکے سبوع
سُبُوحِهِ وَقُرْبِهِ إِلَى الْخَيْرِ	اور قرب الی اللہ کے مطابق شفاعت
التَّامِّ وَالْحَقِّ وَأَمْثَلُ النَّاسِ	کا مقام ہے شفاعت سے وہی لوگ

بالشفاعة اقربهم الى الانبياء ولمثل ذلك شرعت الصلوة والتسليمات عليهم وشفاعته صلى الله عليه وسلم ام الشفاعات ومن المتحقق لدى وانه وان كان هذا العالم ايضا من بركات سبوغه صلى الله عليه وسلم لكن في ذلك العالم سيظهر هذه الكرامة له صلى الله عليه وسلم ظهورا ليس هذا الظهور عشر عشيره كما قال صلى الله عليه وسلم ادم ومن دونه تحت لوائي ولا فخر.

زیادہ بہرہ ور ہو سکتے ہیں کہ جن کو انبیاء کرام سے زیادہ قرب حاصل ہے اور درود وسلام کے شروع ہونے کا یہی راز ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ام الشفاعات ہے، اور میرے نزدیک یہ بات متحقق ہے کہ اگرچہ اس عالم مادی میں بھی آپ کے سبوغ کی برکتیں کچھ کم ظہور میں نہیں آئیں لیکن عالم آخرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کرامت ایسی ظاہر ہوگئی کہ دنیاوی کرامتیں اسکا عشر عشیر بھی نہ ہوں گی اسی واسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدم علیہ السلام وغیرہ سب میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں،

حوض کوثر اور پل صراط

والحوض هدايته صلى الله عليه وسلم تجسدت

حوض کوثر دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کا تمثل ہے، چونکہ

هُنَالِكَ مَا لِمُشَابَهَةٍ قَوِيَّةٍ
بَيْنَ الْعِلْمِ وَالْمَاءِ وَأَرٰى اَنَّ
لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا غَيْرَ اَنَّ حَوْضَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اُمُّ الْحِيَاضِ ۔

وَالصِّرَاطُ هُوَ الصِّرَاطُ
الْمُسْتَقِيْمُ تَجَسَّدَتْ هُنَالِكَ
اَحَدُّ مِنَ السَّيْفِ وَاَدَقُّ
مِنَ الشَّعْرِ اَلَيْسَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَسَّرَ قَوْلَهٗ تَعَالٰى اِنَّ هٰذَا
صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ
وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ الْاٰيَةَ
بِخَطٍّ مُسْتَقِيْمٍ حَوْلَهٗ
خُطُوْطٌ ۔

بلحاظ افاضہ کے پانی اور علم میں بہت
قوی مشابہت ہے اسلئے وہ اس شکل
میں متمثل ہو گئی، میرے نزدیک ہر ایک
نبی کے لئے حوض ہوگا مگر حوض رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم اُمّ الحیاض ہوگا

اور پلصراط وہی صراط مستقیم ہے
جو کہ اس وقت تلوار سے تیز اور بال
سے باریک شکل میں متمثل ہوگا، کیا
رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالے
کے اس فرمان کی وان هذا صراطی
مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل
کی تفسیر ایک سیدھا خط کھینچکر اور
اسکے چاروں طرف چھوٹی لکیریں بنا کر
نہیں بیان فرمائی (سو یہی خط مستقیم
صراط مستقیم ہے)
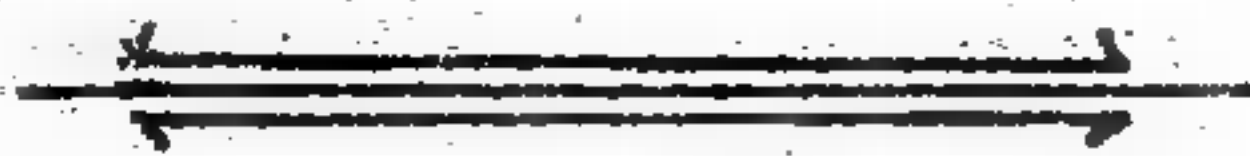
المنزل الرابع إمّا الجنّة وإمّا النّار

چوتھی منزل جنت اور دوزخ

والقول الفصل عندي	میرے نزدیک اصل بات یہ ہے
أنّ العين الثابتة جامعة	کہ عین ثابتہ ان تمام وجوہ کی جامع ہے
لجميع الوجوه المنطوية تحت	جو اجمال کے ضمن میں پائی جاتی ہیں تو
الإجمال فيفاض هناك عليها	ہو سکتا ان پر سبوغ کا افاضہ ہو گا تو یہ
سبوغ تتمثّل به تلك الوجوه	تمام وجوہ متمثل اور متجسم ہو جائینگی مگر ایسی
وتتجسّم إلّا أنّ جسمانية هذا	جسمانیت اس مقام پر ان دو مذکورہ
الموطن يفارق الجسمانية الدنياوية	طریقوں پر جسمانیت دنیادی سے
بالوجهين المذكورين من قبل.	جدا ہو گی ،
وهذا السبوغ إمّا جمالي	اور یہ سبوغ یا تو جمالی ہو گا اور یہی
وهي الجنّة وإمّا جلالي وهي	جنت ہے اور یا جلالی اور اسی کا نام
النار والمرجّح لأحد السبوغين	دوزخ ہے اور راجح ان دونوں سبوغوں
على الآخر هو الشهادتان والإنكار	میں سے دوسرے پر یا تو شہادتین کا
والاستكبار عنهما	اقرار یا انکار اور ان سے استکبار ہو گا
ولرسولنا صلّى الله عليه وسلّم	اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

شَانٌ عَظِيمٌ فِي ذٰلِكَ ثُمَّ اِنَّ
فِي الْجَنَّةِ تَتَمَثَّلُ الْجَمَالِيَاتُ مِنَ
الْمَنْكَحِ الشَّهِيِّ وَالْمَطْعَمِ الْهَنِيِّ وَ
وَالْمَلْبَسِ السَّنِيِّ وَالْمَسْكَنِ الْوَضِيِّ
وَذٰلِكَ لِاَنَّ صُوَرَ الْاَعْمَالِ الْمُوْدَعَةِ
فِي الصُّحُفِ تَلْغُوا الْاَعْمَالُ الْمُبَاحَةُ
مِنْهَا فِي الْمَنْزِلِ الثَّالِثِ اِلَّا
الرَّوَاسِخُ وَيَسْبُغُ بِالسُّبُوْغِيْنِ وَ
وَتَتَجَسَّدُ الْحَسَنَاتُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا
وَكَانُوْا مِنَ الْمُتَّقِيْنَ وَتَضْمَحِلُّ
السَّيِّئَاتُ وَتَنْدَرِجُ تَحْتَ الْاَعْمَالِ
هُنَالِكَ فَتِلْكَ الْمُتَجَسِّدَاتُ
مُرَجَّحَاتٌ لِلْخَارِجِ مِنْ عَيْنِهِ الثَّابِتَةِ
لِوُجُوْهٍ وَمُنَاسَبَاتٍ دَقِيْقَةٍ ۔

کی اس مقام پر شان عظیم ہے نیز پھر جنت
میں جمالیات کا تمثل لذائذ اکل و شرب
اور حور و قصور وغیرہ کی صورت میں ہوگا
کیونکہ جو اعمال صحائف میں ثبت کئے
گئے تھے تیسری منزل میں صحف مذکورہ
سے مباح اعمال کو محو کر دیا جائیگا مگر
انکو باقی رکھا جائیگا جو کہ راسخ ہونگے
پھر انکو سبوغ حاصل ہوگا اور جو لوگ
نیکو کار اور متقی ہونگے ان کی برائیاں
اعمال کے ماتحت آکر ختم ہو جائیں گی
بر خلاف اسکے کہ ان کی نیکیاں متجسد
ہوں گی یہ تجسد ان کے اعیان ثابتہ
کی وجوہ مختلفہ اور دیگر دقیق مناسبات
کے مطابق ہوگا ۔

شہادتین کا فائدہ

وَلْنُفَصِّلْ هٰذَا الْقَوْلَ
بَعْضَ التَّفْصِيْلِ فَنَقُوْلُ
كَلِمَةُ الشَّهَادَتَيْنِ اِنَّمَا تُفِيْدُ تَمَامَ

اس بحث کی ہم کسی قدر تفصیل سے کرنا
چاہتے ہیں، سو ہم بیان کرتے ہیں کہ
کلمہ شہادتین اس مقام پر اتمام سبوغ

السبوغ هنالك ولا صورة لها
على حدتها وذلك لان صورتها
المسبغة تظهر لها شعبتان
الاولى منهما تنتهي الى التجلي
الذاتي والعرفان الاتم وهما
المستنزلان للسبوغ الكامل
في موطن المعية حيث لا
اسباب ولا وسائط والثانية
منهما تنتهي الى حقيقة الرسل
صلوات الله عليهم وبها
يصير مغموراً في هدايتهم
التي مثلها كمثل غمامة محيطة
ما اقترب منها احد من نفسه
الا اقتربت اليه وذلك
هو المستنزل للسبوغ
في موطن الاسباب
والوسائط ۔
واني حدقت في صورة الكلمة
الطيبة اعني لا اله الا الله

کا فائدہ دیتا ہے اور اس کی کوئی علیحدہ
صورت نہیں ہوتی اور یہ اس وجہ سے
کہ اس کی وہ صورت کہ جس پر سبوغ
کیا گیا ہے اسکے دو شعبے ہیں، پہلا شعبہ
تو تجلی ذاتی اور عرفان اتم پر جا کر منتہی
ہوتا ہے اور یہ دونوں مؤخر الذکر چیزیں
موطن معیت میں جہاں اسباب و وسائط
کا کچھ بھی دخل نہیں سبوغ کامل کے
نزول کا باعث ہوتی ہیں اور دوسرا
شعبہ ان میں رسل صلوات اللہ وسلامہ علیہم
کی حقیقت تک پہنچا دیتا ہے اور اسکا
نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ انکی ہدایت میں
پوشیدہ ہو جاتا ہے جیسا کہ بادل گھرا ہوا
ہو اور آدمی اسکے قریب جائے تو بادل
اس سے قریب نظر آتا ہے یہ شعبہ عالم
وسائط اور اسباب میں نزول سبوغ
کا باعث ہے،
میں نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی اس
صورت کو دیکھا جو نامۂ اعمال میں ثبت

فَحَسَبُ الْمُنْطَبِعَةِ فِی الصُّحُفِ	ہوتی ہے تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ اس کی
فَرَأَیْتُ لَہٗ مَاھِیَّۃً وُحْدَانِیَّۃً	ایک ہیئت وحدانی ہے اور وہ اس
وَصَرَافَۃً اُخْرٰی لَا تُشَابِہُ	قدر خالص ہے کہ ان دونوں شعبوں میں
الشُّعْبَۃَ الْاُوْلٰی مِنَ الْھَائِیْنِ۔	سے کسی بھی شعبہ کے مشابہ نہیں،
وَصُوْرَۃُ الصَّلٰوتِ وَالتَّسْلِیْمَاتِ	اور جس وقت میں نے صلوۃ و سلام کی
حَدَّقْتُ فِیْھَا فَرَأَیْتُ اَنَّھَا	صورت کو غور سے دیکھا تو مجھے معلوم
مِنْ مُتَمِّمَاتِ الشُّعْبَۃِ الثَّانِیَۃِ	ہوا کہ اس سے دوسرے شعبہ کی تکمیل
لَیْسَ اِلَّا ذٰلِكَ وَھٰذَا الْفَرْقُ	ہوتی ہے اسکے علاوہ اور کچھ نہیں
لَا اَجِدُ عَلَیْہِ دَلِیْلًا اِلَّا	اور اس فرق کی میرے پاس
النَّقْلَ مِنْ تِلْكَ الصُّحُفِ	کوئی دلیل موجود نہیں بجز اس کے کہ
الْمُنْتَشِرَۃِ عِنْدَنَا نَرٰی فِیْھَا	صحف اعمال کو ہمارے سامنے پھیلا دیا
مَا نَشَاءُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ	گیا ہے اور ان میں جو کچھ ہم چاہتے ہیں
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔	دیکھ لیتے ہیں والحمد للہ رب العالمین،

نماز بصورت حور و قصور

اَلصَّلٰوۃُ تَعِیْنُ حُوْرًا	نماز آخرت میں حور و قصور کی
جَمِیْلَۃً وَقُصُوْرًا شَاھِقَۃً وَ	صورت میں متمثل ہوتی ہے کیونکہ جس
ذٰلِكَ لِاَنَّ الصَّلٰوۃَ لَمَّا حَدَّقْتُ	وقت میں نے اسکی اس صورت میں
فِیْ صُوْرَتِھَا الْمُنْطَبِعَۃِ فِی الصُّحُفِ	غور کیا جو کہ صحف میں منطبع ہے تو اس

وَجَدْتُ لَهَا شُعْبَتَيْنِ الأُولٰى هَيْئَةٌ انْسَانِيَّةٌ انْتُزِعَتْ مِنَ الْخُشُوْعِ الْمُنْبَعِثِ مِنْ شَرَاشِرِ الْبَدَنِ وَمِنْهَا الْحُوْرُ وَالْغِلْمَانُ الثَّانِيَةُ مِنْهَا هَيْئَةٌ جَمْعِيَّةٌ اِحَاطِيَّةٌ انْتَزَعَتْ مِنَ الْقِيَامِ وَالْقُعُوْدِ وَالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَمِنْهَا الْقُصُوْرُ الشَّاهِقَةُ وَلٰكِنْ اَتٰى الْوَائِقَةُ اَيْضًا لِلصَّلٰوةِ هَيْئَةٌ تَعْظِيْمِيَّةٌ تَنْتَهِيْ اِلَى التَّجَلِّي الذَّاتِيِّ وَهَيْئَةٌ اِعْرَاضِيَّةٌ عَنِ الْاَغْيَارِ مِنْهَا التَّكْفِيْرُ لِلسَّيِّئَاتِ وَاَرٰى اَنَّهُ اِنَّمَا شُرِعَتِ الْاَذْكَارُ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ وَغَيْرِهِمَا فِي الصَّلٰوةِ وَدُبُرِهَا لِاِتْمَامِ الْقُصُوْرِ وَالْحَدَائِقِ بِالْاَشْجَارِ وَالثِّمَارِ وَمَا ضَاهَاهَا وَاِنَّمَا شُرِعَ الْخُشُوْعُ وَالسُّكُوْنُ فِي الصَّلٰوةِ لِجَمَالِ الْحُوْرِ وَالْغِلْمَانِ ■

کے دو شعبے پائے، ایک تو ہیئت انسانیہ جو کہ خشوع سے انتزاع کی ہوئی ہے جو کہ انسان کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہے اور حور و غلمان اسی سے ہیں اور دوسری وہ ہیئت جمعیہ احاطیہ ہے جو کہ قیام قعود رکوع اور سجود سے تیار ہوئی ہے اور اسی سے جنت کے عالیشان محلات اور دلکش باغات ہیں اور نماز کی ایک ہیئت تعظیمیہ بھی ہے جو تجلی ذاتی پر منتہی ہو جاتی ہے اور اسی طرح ایک وہ ہیئت بھی ہے جو اعراض عن الاغیار سے پیدا ہوتی ہے جس سے گناہوں کی تکفیر ہوتی ہے اور میری رائے میں اذکار یعنی تسبیح و تہلیل وغیرہ کی داخل نماز اور خارج نماز مشروعیت یہ اتمام قصور اور حدائق اشجار و اثمار وغیرہ کی تکمیل کیلئے ہے اور ایسے ہی نماز میں خشوع اور سکون حور و غلمان کے جمال کے لئے مشروع کیا گیا ہے۔

وَمِنْ اَذْوَاقِیْ اَنَّ الصَّلٰوۃَ	اور میرا ذوق یہ کہتا ہے کہ بعض اوقات
کُلَّهَا قَدْ لَا تَقْتَضِیْ اِلَّا حُوْرِیَّۃً	نماز میں سبوغ کامل نہیں ہوتا تو سب
وَاحِدَۃً لِاَنَّهٗ لَا یَحْتَاجُ السُّبُوْغُ وَ	نماز میں ایک ہی حور کی صورت متمثل
قَدْ تَقْتَضِیْ کُلُّ صَلٰوۃٍ حُوْرِیَّۃً	ہوتی ہے ورنہ تو ہر ایک نماز بلکہ ہر
بَلْ کُلُّ رَکْعَۃٍ حُوْرِیَّۃً تَحْتَهَا	ایک رکعت کیلئے علیحدہ حور ہوتی ہے
سَبْعُوْنَ حُوْرِیَّۃً اُخْرٰی	جسکی خدمت کیلئے اور ستر حورین
لِاَتَمِّیَّۃِ السُّبُوْغِ وَذٰلِکَ لِاَنَّهٗ	کمربستہ رہتی ہیں بوجہ کمال سبوغیت کے
کَمَا اَنَّ الْعَیْنَ الثَّابِتَۃَ تَقْتَضِیْ	کیونکہ جسطرح عین ثابتہ سبوغ کیوجہ
لِاَجْلِ السُّبُوْغِ ظُهُوْرَ الْوُجُوْہِ	سے ان وجوہ مختلفہ کے ظہور کی مقتضی ہے
الْمُنْطَوِیَۃِ فِیْهَا کَذٰلِکَ قَدْ	جو اس کے ضمن میں موجود ہیں ، اسی
تَقْتَضِیْ کُلُّ وَجْہٍ مِّنْ تِلْکَ	طرح بعض اوقات ایک ہی وجہ میں
الْوُجُوْہِ ظُهُوْرَ وَجْہٍ مُنْطَوِیَۃٍ	دوسری کئی وجوہ مستور ہوتی ہیں ، جنکا
فِیْ ذٰلِکَ الْوَجْہِ هٰذِہِ الْقَاعِدَۃُ	ظہور سبوغ پر موقوف ہوتا ہے یہ ایک
الْکُلِّیَّۃُ نَافِذَۃٌ فِی الْقُصُوْرِ وَ	قاعدہ کلیہ ہے جو کہ قصور و غلمان اور
الْغِلْمَانِ وَکَذٰلِکَ فِیْ سَائِرِ الْاَعْمَالِ	اسی طرح تمام اعمال حسنہ اور سیئہ
الْحَسَنَاتِ وَالسَّیِّئَاتِ ۔	میں نافذ ہے ،

روزہ کے تمثلات

اَلصَّوْمُ لِصُوْرَتِہِ الْمُنْطَبِعَۃِ	روزہ اس کی وہ صورت جو صحف

فِی الصُّحُفِ هَیْئَتَانِ الْاُوْلیٰ
هَیْئَۃٌ اِمْسَاکِیَّۃٌ عَدَمِیَّۃٌ تَنَزُّهِیَّۃٌ
تَنْتَهِیْ اِلَی التَّجَلِّی الذَّاتِیِّ وَمِنْهَا
قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رِوَایَۃً
عَنِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ اَلصَّوْمُ
لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ وَمِنْهَا قَوْلُہٗ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّوْمُ
جُنَّۃٌ یَعْنِیْ تَنَزُّهٌ عَنْ مُحْتَشَاءِ
النَّارِ وَالثَّانِیَۃُ هَیْئَۃٌ طَلَبِیَّۃٌ
طَبْعِیَّۃٌ لِلْحُظُوْظِ وَاللَّذَّاتِ
وَمِنْهَا بَابُ الرَّیَّانِ وَقَوْلُہٗ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ وَهُوَ
صَائِمٌ یُؤْکَلُ عِنْدَہٗ اِنَّ
اَعْظُمَہٗ تُسَبِّحُ لِلّٰہِ تَعَالیٰ وَ
وَمِنْهَا الْاَکْلُ بِالْاَطْعِمَۃِ
اللَّذِیْذَۃِ وَالشُّرْبُ لِلْخَمْرِ
وَغَیْرِهَا وَالتَّمَتُّعُ مِنَ الْحُوْرِ
بِالْجِمَاعِ وَبِالسَّمَاعِ وَاِلیٰ
غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ اللَّذَّاتِ

اعمال میں منطبع ہے اسکی دو صورتیں ہیں
پہلی ہیئت امساکیہ عدمیہ تنزہیہ ہے جو
کہ تجلی ذاتی پر منتہی ہوتی ہے اور اسی لئے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے
کہ اللہ تبارک تعالےٰ فرماتا ہے کہ
روزہ خالص میرے لئے ہے اور میں
ہی اس کی جزا دوں گا اور رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ روزہ
ڈھال ہے یعنی وہ انسان کو دوزخ کی
سختیوں سے محفوظ رکھتا ہے اور دوسری
محظوظات و لذات کیلئے ہیئت طلبیہ
طبعیہ ہے اور اسی سے باب الریان ہے
اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بلال رض
سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہاری ہڈیاں
خدائے بزرگ کی تسبیح میں مشغول ہیں یہ
اسوقت فرمایا جبکہ بلال رض روزہ دار تھے
اور انکے سامنے کھانا کھایا جا رہا تھا
اسی طرح آخرت میں اطعمہ لذیذہ سے
چاشنی اندوز ہونا اور شراب وغیرہ کا

وَقَدْ اَشَارَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِلٰى هَاتَيْنِ الشُّعْبَتَيْنِ فِيْ قَوْلِهٖ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ ۔

پینا اور عورتوں کی مصاحبت اور ایسے ہی رنگ سے محظوظ ہونا وغیرہ اسی ہیئت سے متعلق ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان میں کہ روزہ دار کیلئے دو فرحتیں ہیں مقام میں ان ہی دو شعبوں کی طرف اشارہ کیا ہے ۔

زکوٰۃ اور صدقات

اَلزَّكٰوةُ وَالصَّدَقَةُ لَهَا ثَلٰثُ شُعَبٍ اَلْاُوْلٰى هَيْئَةٌ وُجْدَانِيَّةٌ تَنْدَرِجُ فِيْهَا صُوْرَةُ الْمُتَصَدِّقِ بِهٖ اِنْدِرَاجًا مُقَدَّسًا وَمِنْهَا يَحْضُرُ الْمُتَصَدَّقُ بِهٖ بِعَيْنِهٖ فِي الْجَنَّةِ اَلثَّانِيَةُ هَيْئَةٌ وُجْدَانِيَّةٌ تَنْدَرِجُ فِيْهَا صُوْرَةُ سُبُوْغِ الْفَقِيْرِ الْمُحْتَاجِ الْمُتَصَدَّقِ عَلَيْهِ وَمِنْهَا يُسْتَفَادُ السُّبُوْغُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ هُنَالِكَ كَمَا مَرَّ فِي الشَّهَادَتَيْنِ وَمِنْهُ تَعْرِفُ كُنْهَ قَوْلِهٖ صَلَّى

زکوٰۃ اور صدقات کے تین شعبے ہیں پہلا ان میں سے ہیئت وجدانیہ ہے کہ جس میں زکوٰۃ دہندہ اور صدقہ کنندہ کی صورت علی وجہ التقدس شامل ہوتی ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ جو چیز راہ خدا میں صرف کی گئی اسے بعینہ جنت میں حاضر کر دیا جائے گا دوسری وہ ہیئت وجدانیہ ہے کہ جسکے ضمن میں اس غریب محتاج کی صورت علی وجہ الکمال شامل ہوتی ہے کہ جس کو خیرات دی گئی ہے اور اسی مقام پر ہر ایک چیز میں سبوغ کا افادہ ہوتا ہے جیسا کہ شہادتین میں گزر چکا اور اسی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبِرُّ يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ الثَّالِثَةُ هَيْئَةٌ قَهْرِيَّةٌ عَلَى النَّفْسِ وَمِنْهَا يُسْتَفَادُ اِضْمِحْلَالُ الْخَبَائِثِ هُنَالِكَ ۔

کے فرمان کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے کہ نیکی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور تیسری ہیئت قہریہ علی النفس ہے کہ جس سے تمام خباثت کے مٹ جانے کا فائدہ حاصل ہوتا ہے،

اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ لَهَا شُعْبَتَانِ هَيْئَةٌ طَلَبِيَّةٌ شَوْقِيَّةٌ قُدْسِيَّةٌ وَمِنْهَا التَّجَلِّي الذَّاتِيُّ وَهَيْئَةٌ عِنَائِيَّةٌ تَعَبِيَّةٌ وَكَفِيَّةٌ وَمِنْهَا تَرْقِيلُ مَانِ مَا قَبْلَهُمَا ۔

حج اور عمرہ کے بھی دو شعبہ ہیں ایک تو ہیئت طلبیہ شوقیہ قدسیہ ہے اور اسی سے تجلی ذاتی ہے اور دوسری ہیئت عنائیہ تعبیہ اور کفیہ ہے کہ جس سے تمام سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں

اَلْجِهَادُ لَهُ هَيْئَاتٌ ثَلٰثٌ هَيْئَةٌ عِنَائِيَّةٌ تَعَبِيَّةٌ وَمِنْهَا يَضْمَحِلُّ الذُّنُوْبُ وَهَيْئَةٌ اِعْلَائِيَّةٌ لِكَلِمَةِ اللهِ تَعَالٰى وَمِنْهَا الْغُرَفُ الْعَالِيَةُ جَزَاءً وِفَاقًا وَهَيْئَةٌ هَنَائِيَّةٌ وَمِنْهَا الْاَنْهَارُ الْجَارِيَةُ تَحْتَ الْغُرَفِ ۔

جہاد کی تین ہیئتیں ہیں، ایک ہیئت عنائیہ تعبیہ کہ جس سے گناہ زائل ہو جاتے ہیں اور دوسری کلمۃ اللہ کیلئے ہیئت اعلائیہ اور اسی سے عالیشان محلات ہیں باعتبار جزاء وفاق کے اور تیسری ہیئت ہنائیہ ہے کہ جس کے صلہ میں بالاخانوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گے،

اَلْعِتْقُ لَهُ هَيْئَةٌ وَاحِدَةٌ

عتق کی صرف ایک ہیئت ہی

تَنْزِ بِهَيْئَةٍ عَلَى شَاكِلَةِ الْاِنْسَانِ مِنْهَا يُعْتِقُ كُلُّ جُزْءٍ مِنَ الْمُعْتِقِ بِكُلِّ جُزْءٍ مِنَ الْمُعْتَقِ ۔

ہے جو انسان کے مشابہ ہوتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آزاد کردہ کے ہر ایک عضو کے بدلے میں آزاد کنندہ کے اعضاء کو دوزخ سے نجات دیگا،

اذکار کے تمثلات

اَلْاَذْكَارُ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالْحَوْقَلَةِ كُلٌّ مِنْهَا لَهُ هَيْئَةٌ وُحْدَانِيَّةٌ بَسِيْطَةٌ شَعْبِيَّةٌ عُلْوِيَّةٌ مِنْهَا الْاَشْجَارُ الْحَسَنَةُ اِلَّا اَنَّ هٰهُنَا لَهُ تَفْصِيْلًا وَهُوَ اَنَّ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالْحَوْقَلَةِ اَشْجَارٌ حَسَنَةُ الْقَامَةِ لَا ثَمَرَ لَهَا كَالسَّرْوِ وَالصَّنَوْبَرِ وَمِنَ التَّحْمِيْدِ وَالتَّكْبِيْرِ اَشْجَارٌ لَهَا ثِمَارٌ وَقَوْلُهُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ جَامِعُ الْفَضِيْلَتَيْنِ ۔

تسبیح و تکبیر اور تہلیل وحوقلہ ان تمام اذکار کی ہیئۃ وحدانیہ بسیطہ شعبیہ علویہ ہے اور انکا تمثل اشجار حسنہ کی شکل میں ہوتا ہے، اگر اس مقام پر کچھ تفصیل ہے وہ یہ کہ تسبیح وتکبیر اور تہلیل وحوقلہ کا تمثل غیر پھلدار مستقیم القامۃ درختوں کی شکل میں ہوتا ہے، جیسا کہ سرو اور صنوبر کے درخت اور تحمید و تکبیر کا پھلدار درختوں کی شکل میں ہوتا ہے اور سبحان اللہ وبحمدہ دونوں فضیلتوں کا جامع ہے،

اَلتِّلَاوَةُ لَهَا هَيْئَتَانِ هَيْئَةٌ عُلْوِيَّةٌ مِنْهَا رَفْعُ الدَّرَجَاتِ بِاِزَاءِ اَصْلِهِ الَّذِيْ

تلاوت کی بھی دو شکلیں ہیں، ایک ہیبت علویہ ہے جو اپنے اصل کلام مقدس کی بنا پر رفع درجات کا

هُوَ الْكَلَامُ الْمُقَدَّسُ وَهَيْئَةٌ	باعث ہے اور دوسری ہیئت عرفانیہ
عِرْفَانِيَّةٌ لَطِيفَةٌ وَمِنْهَا الرَّيَاحِينُ	لطیفیہ ہے اور اسی سے ریاحین ہیں اور
وَالْأَوْرَادُ بِإِزَاءِ آيَاتِ الْمُشْتَمِلَةِ عَلَى	اوراد ان آیات کے مقابلہ میں ہیں جو
لَطَائِفِ الْعُلُومِ وَبِالْجُمْلَةِ فَهٰذَا	کہ لطائف علم پر مشتمل ہیں الغرض جو صحف
مَا تَلَوْنَا مِنْ مَتْنِ الصُّحُفِ الْمُنْتَشِرَةِ	اعمال ہمارے سامنے پھیلائے گئے انہیں
لَدَيْنَا فِي بَادِي النَّظَرِ۔	دیکھکر بادی النظر میں ہمیں جو کچھ معلوم ہوا ہم نے بتادیا

احوال جزا و سزا

وَلِلْعَادَاتِ الرَّاسِخِ	اور وہ عادات جو طبیعت میں
الَّتِي لَا تَضْمَحِلُّ فِي الْحِسَابِ	راسخ ہو چکی ہیں اور جن کو حساب کے
أَيْضًا تَأْثِيرٌ فِي تَرْجِيحِ بَعْضِ	وقت نامہ اعمال سے محو نہ کیا جائیگا تو
الْوُجُوهِ كَحَدِيثِ الزَّرْعِ وَ	یہ بعض اوقات بعض وجوہ کی بنا پر
النَّخِيلِ وَالْإِبِلِ وَالْوَلَدِ وَ	ترجیح کا باعث ہوگی، جیسا کہ کھیتی اور
الْإِرَادَةِ الرَّجُلِ أَيْضًا	کھجور کے درخت والی حدیث اور گھوڑا
تَأْثِيرٌ فِي ذٰلِكَ وَقَدْ	اور اونٹ اور لڑکے والی حدیث انسان
أَسْمَعْنَاكَ سِرَّ كَوْنِ الْوَلَدِ	کا اپنا ارادہ بھی اکثر موثر ہوتا ہے چنانچہ
مِنَ الْوَالِدِ فِي شَرْحِ	ہم نے تمہیں الولد سر لابیہ
إِخْرَاجِ النَّسَمَةِ فِي	کا راز بتلا دیا ہے اور اپنے بعض مکاتیب
بَعْضِ الْمَكَاتِيبِ	کے ذریعہ انسان کے اخراج کی شرح

مِنْ اِنَّ الْوَلَدَ اَیْضًا مِنْ وُجُوْہِ ھٰذَا التَّعَیُّنِ الْمُنْطَوِیَۃِ فِیْھَا۔	بتلاتی ہے کہ اولاد بھی ان ہی وجوہ میں سے ہے جو اس کی عین ثابتہ کے ضمن میں مندرج ہوتی ہیں۔
وَاِذَا قَرَعَ سَمْعَکَ مَا تَلَوْنَا مِنْ مُقْتَضِیَاتِ الْجَنَّۃِ وَمُرَجِّحَاتِ الْمَخَارِجِ مِنَ الْعَیْنِ الثَّابِتَۃِ فَاجْعَلْہُ اُسْوَۃً لِتَحْقِیْقِ اَحْوَالِ النَّارِ وَمُرَجِّحَاتِ الْمَخَارِجِ النَّارِیَّۃِ کَالَّذِیْ یَدِیْنُ الْاِشْرَافَ عَلٰی اُمُوْرٍ عِظَامٍ مَعْنَوِیَّۃٍ عَظَمَتُھَا کَتَکْذِیْبِ الْقُرْاٰنِ وَاِیْذَاءِ الرَّسُوْلِ وَاِغْوَاءِ النَّاسِ یُعَذَّبُ بِصُعُوْدِ الصُّعُوْدِ وَالَّذِیْ شَانُہُ الْبُخْلُ وَمَنْعُ الزَّکٰوۃِ حَیْثُ صَدَرَتْ مِنْہُ صُوْرَۃٌ وَحْدَانِیَّۃٌ تَنْدَرِجُ فِیْہِ صُوْرَۃُ الْمَبْخُوْلِ بِہٖ اِنْتَزَاجًا مُقَدَّسًا	اور جب ہم نے جنت کے مقتضیات اور عین ثابتہ کی وہ وجوہ بتا دیں، جو ترجیح نوعیت جزاء کا موجب ہوتی ہیں تو اب دوزخ کی مقتضیات اور کسی عقوبت خاص کی وجوہ ترجیح کو بھی اسی پر قیاس کر و چنانچہ جیسے جرائم کا تعلق ان امور سے ہے کہ جنہیں معنوی طور پر بڑی عظمت حاصل ہے مثلاً تکذیب قرآن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہچانا اور لوگوں کو گمراہ کرنا ایسے شخص کو صعود کے پہاڑ پر (دوزخ میں) چڑھنے اترنے میں مبتلا کیا جائیگا اور جسکی عادت بخل اور زکوٰۃ نہ دینے کی ہے کیونکہ اس کے عمل کی صورت وحدانیہ میں اس چیز کی صورت شامل ہے جس کے دینے میں اس نے بخل کیا تھا اس لئے آخرت میں وہی

يُعَذَّبُ بِأَعْيَانِ تِلْكَ الصُّوَرِ	اشیاء متمثل ہو کر اسکے عذاب کا باعث
كَذَا فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ	ہونگی مثلاً اونٹ، بیل، گائے، بھیڑ
وَالتَّطَوُّقِ بِالشُّجَاعِ الْأَقْرَعِ	اور بکری اسکو اپنے پیروں سے روندیں گی
إِذْ صُورَةُ الْمَالِ فِي ذَلِكَ	اور مال و دولت ایک گنجے اژدہے
الْعَالَمِ مُشَابِهَةٌ بِصُورَةِ	کی شکل میں متمثل ہو کر اسے بار بار کہے
الْحَيَّةِ وَالْكَيِّ بِالذَّهَبِ	گا اور اسکے گلے کا طوق بنا رہے گا کیونکہ
وَالْفِضَّةِ وَالْفَرْقُ	آخرت میں مال و دولت سانپ کی
بَيْنَهُمَا أَنَّ التَّطَوُّقَ	شکل میں متمثل ہوتے ہیں جن سے مانعین
لِمَنْ غَلَبَ عَلَيْهِ	زکوٰۃ کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور
مَحَبَّةُ الْمَالِ الْكُلِّيِّ	پیٹ کو داغا جاتا ہے عذاب کی نوعیت
الْمُجَرَّدُ وَالْكَيُّ لِمَنْ عَلِقَ	کا اختلاف اسی پر مبنی ہے اگر کسی کو کلی طور پر مال سے
وَتَعَوَّبَ فِي حِفْظِ	محبت ہے تو اس کا مال اژدہے کی صورت اختیار
جُزْئِيَّاتِ الْمَالِ ۔	کر کے گلے کا ہار بنتا ہے اور داغنے کا عذاب اس

کیلئے ہے جو مال کی جزئیات کی حفاظت میں غلطاں پیچاں رہتا ہے۔

وَالَّذِي أَهْلَكَ نَفْسَهُ	اور جس شخص نے کسی پتھر وغیرہ
بِالْحَجَرِ مَثَلًا يُهْلِكُ نَفْسَهُ	سے خودکشی کر لی تو وہ دوزخ میں ہمیشہ
فِي النَّارِ أَبَدًا بِالْحَجَرِ وَالَّذِي	یہی کرتا رہے گا اور جو شخص سود
كَانَ يَأْخُذُ الرِّبَوا يُلْقَى فِي نَهَرِ	کھاتا تھا وہ خون کی نہر میں ڈالا جائے
الدَّمِ إِذِ الْمَالُ الْمَغْصُوبُ	گا اس لئے کہ مال مغصوب اگر مالک کے

هنالك لو كان في يد الممالك
لكان دمه وغذائه وبغضبه
غشيه غم كغم الذي يسلب
منه دمه والذي يغصب
الارض يطوق بها لانحفاظ
صورة الارض مندرجة
تحت صورة الغضب و
قس عليه الصور الاخرى
مما شهد به الآيات
البينات والاحاديث
الشريفة .

پاس ہو تو اس سے اسکی غذا اور خون
تیار ہوتا ہے اور اسکے غضب کی وجہ سے
اسکو ایسا غم لاحق ہوا کہ جس نے اس کا
خون وغیرہ چوس لیا
اور جو شخص کہ زمین کو غصب کریگا تو اسی
زمین کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے
گا کیونکہ اسکے غاصبانہ عمل میں زمین کی
صورت محفوظ ہے اور اسی کے اوپر
ان صورتوں کو بھی قیاس کرو
کہ جن پر آیات بینات اور احادیث
شریفہ دال ہیں ،

والذي يقتضيه ذوقنا
ان المعرفة التي في تلك الدار
اتم واكمل لا يتصور لاحد
نبيا كان او وليا في غيرها
وان العارف اسبغ من
العامي هنالك حورا وقصورا
وانهم جميعا متنعمون بالتجلي
الذاتي، الا ان العامة توجه

ہمارا ذوق اس بات کا تقاضا
کرتا ہے کہ انسان کو آخرت میں جو معرفت
حاصل ہوگی وہ کامل اور تام ہوگی کہ جس
کا کوئی تصور نہیں کرسکتا خواہ نبی ہو یا
ولی ۔ عارف کو وہاں بہ نسبت عامی
کے زیادہ حور و قصور ملیں گے اور سب
تجلی ذاتی سے بہرہ یاب ہونگے ، مگر
عوام کو اس راز کی توجہ وقتاً فوقتاً

سُرُوْرُهُمُ الْيَسِيْرُ حِيْنًا بَعْدَ
حِيْنٍ وَالْخَاصَّةُ أَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ
وَالْأَخَصُّوْنَ تَجَلِّيَتُهُمْ دَائِمِيٌّ لَا
يَشْغَلُهُمْ شَانٌ عَنْ شَانٍ وَأَنَّهُ
لَيْسَ مِنَ الْمَرْضِيِّيْنَ أَحَدٌ اِلَّا فِي الْجَنَّةِ
وَالْحُوْرِ وَالْقُصُوْرِ وَالْحُظُوْظِ ۔

حاصل ہوگی اور خواص کو اس سے بہت
زائد اور اخص حضرات کیلئے تجلی دائمی ہو
گی، کوئی دوسری حالت اس میں خلل انداز
نہ ہوگی اور ہدایت یافتہ حضرات میں
سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا کہ جو جنت میں
حور و قصور اور دیگر نعمات سے محظوظ نہ ہو،

علمِ حضوری اور علمِ حصولی

وَتَحْقِيْقُ الْقَوْلِ فِيْهِ
يَقْتَضِيْ تَمْهِيْدَ مُقَدَّمَاتٍ جَلِيْلَةٍ
الْأَوَّلُ اَنَّ الْعِلْمَ الْحُضُوْرِيَّ
هُوَ الْمُوْصِلُ اِلَى الْوَاجِبِ جَلَّ
مَجْدُهُ وَصِفَاتِهٖ وَاَمَّا الْحُصُوْلِيُّ
فَلَا سَبِيْلَ لَهٗ اِلٰى تِلْكَ الْبُقْعَةِ
الْمَنِيْعَةِ اِلَّا بِالْاِسْتِدْلَالِ لِمَا
اَنَّ الْحُصُوْلِيَّ تَلْعَبُ وَيُبْرِزُهٗ
بِالصُّوْرَةِ الْمُغَايِرَةِ لِذِي الصُّوْرَةِ
بِاسْمِ عَيْنِهِمَا فَلَا جَرَمَ اَنَّهٗ
جَهْلٌ مُزَخْرَفٌ بِصُوْرَةِ الْعِلْمِ

اس کے متعلق تحقیقی قول و جلیل
القدر مقدمات پر مبنی ہے ۱۔ ذاتِ
اقدس اور اس کی صفات تک پہنچانے
کا ذریعہ علم حضوری ہے علم حصولی کو اس
مقام شریف تک رسائی نہیں، علم
حصولی میں استدلال استعمال کیا جاتا
ہے اور اس سے جو یقین دل میں پیدا
ہوتا ہے اس کی صورت صاحبِ صورت
سے مغایر ہوتی ہے اسکا عین نہیں ہوتی
اس لئے علم حصولی ایک جہل ہے، کہ
جس پر ملمع سازی کی گئی ہے اور اس

ولیس یریب احد فی ان
الصورة المنطبعة محاکیة بالذهن
متلونة بلون الامکان فلا
جرم انها حکایة للواقع علی
ما لیس هو علیه وکذا سبیل
المعنی ذا التلوینات فی
الحضوری قط الا ما یکون
فی قرب الفرائض وذلک
ایضاً فی المعنی علم
حضوری من قبل العین
ولکن حصولی فی ظاهر الامر
ووجه ایصاله الیه عز مجده
ان العلم الحضوری انما
هو طفاحة من عین تقرر
الرجل حین امتلأ کنفا بالزبد
وهل هذا التقرر له من قبل
نفسه کلا بل باطن فی نفسه
متحقق متقرر موجود بافاضة
من الواجب آنا فآنا بل بحیث

ہیں تو کوئی بھی شک نہیں کر سکتا کہ جو
صورت ذہن میں جاگزین ہوتی ہے
اس پر امکان کا رنگ ہوتا ہے اگرچہ
یہ صورت امر واقع کی محاکی ہوتی ہے
لیکن اس کی یہ حکایت ناقص ہوتی ہے
مگر علم حضوری میں امکان تلوینات
دخل انداز نہیں ہو سکتا البتہ قرب
فرائض میں یہ نقص واقع نہیں ہوتا لیکن
اگرچہ وہ بھی بظاہر علم حصولی ہوتا ہے
تاہم عین ثابتہ کے لحاظ سے وہ علم
حضوری ہوتا ہے ذات اقدس جل مجدہ
تک وصول کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو
جس وقت تحقق حاصل ہوتا ہے تو اسکی
عین ثابتہ سے علم حضوری اسطرح جوش
مارتا ہے جسطرح کوئی چشمہ پانی سے
لبریز ہو جاتا ہے اور اس پر جھاگ
آجاتے ہیں اس تقرر کا خود بخود ظہور
میں آنا ناممکن ہے بلکہ وہ تو اسکے
نفس کی باطنی کیفیت ہے جو کہ واجب

الا ان و لا حین فلا محالة ان لہ تعالیٰ کے افاضہ جود کا نتیجہ ہے جسکا
ظہور ثیقا الی الفیاض الحق۔ گھڑی گھڑی ظہور ہوتا ہے اور وہ تو زمان و مکان سے
بالاتر ہے اسی واسطہ کی بنا پر انسان کو فیاض مطلق یعنی حق تک پہنچنے کا راستہ مل جاتا ہے

مثلہ کمثل جسم مخروطی اس کی مثال ایک جسم مخروطی کی ہے
شفاف طبع علی مرکزہ جسکے مرکز پر گہرے سرخ رنگ کا نگینہ
فص احمر فی غایة الحمرة جڑ دیا گیا ہو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ قاعدہ
فلیس ہذا اللون القاعدة مخروطہ کا نگینہ وہی رنگ ہوگا جو اسکے
الا لون المرکز بعینہ ذرتیہ مرکز کا ہے اسلئے اگر تم نور مقدس کو
فاذا لو امعنت فی النور الاقصی غور کے ساتھ دیکھنے لگو، تو یقیناً تمہاری
نظرک الی القیوم الحق وصفاتہ نظر قیوم برحق اور اسکی صفات عالیہ
المقدسة فمن عرف نفسہ تک پہنچ جائیگی لہذا جس نے اپنے
بالعلم الحضوری فقد علم آپ کو علم حضوری سے جان لیا اسکو اللہ
ربہ فی ذلک العلم علی بون تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگئی مگر عارف
بائن بین العارف و الجاہل اور جاہل میں بہت بڑا فرق ہے تمہیں
لیس من جہتی فی ذلک معلوم ہوگا کہ جسم مخروطی کو دیکھنا دو
الحسی المخروطی علی ضربین طریقہ پر ہے ایک وہ شخص ہے کہ جس
ضرب اہمہ الجسم المخروطی و کا اصل مقصد جسم مخروطی کو دیکھنا ہے
لیس ابصارہ للمرکز الا مرکز کا دیکھنا بالتبع اور بالعرض ہو
بالعرض والایصال الاستتباعی جاتا ہے اور برخلاف اسکے کہ ایک

وَضَرْبٌ ثَانٍ اَهَمَّهُ الْمَرْكَزُ وَلَيْسَ اِبْصَارُهُ الْجِسْمَ اِلَّا بِالْعَرَضِ وَالْاٰلَةِ.

دوسرا شخص وہ ہے کہ جسکے نزدیک اہم چیز مرکز کو دیکھنا ہے اور جسم مخروطی کا دیکھنا اسکے لئے بالتبع ہے،

وَمِنْ هٰذَا التَّحْقِيْقِ الشَّرِيْفِ يَنْقَدِحُ كُنْهُ قَوْلِنَا فِيْ بَعْضِ الْمَكَاتِيْبِ التَّوْحِيْدِ الْاِلٰهِيِّ وَغَيْرِهٖ فَالَّذِيْ رُمْتُ بِهٖ هُنَالِكَ حُضُوْرُهُ تَعَالٰى عَلٰى وَحْدَتِهٖ مَا بِحَيْثُ يَعُوْدُ الْعِلْمُ الْحُضُوْرِيُّ اِلَيْهِ اَوْ اِلٰى صِفَةٍ مِّنْ صِفَاتِهٖ وَمِنْهُ يَنْقَدِحُ مَعْنٰى قَوْلِ السَّلَفِ (خدا را بخدائی می توانی شناخت) اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ مُسْتَعْجِبَاتِ هٰذِهِ الطَّائِفَةِ الْعَلِيَّةِ.

اور اس قابل قدر تحقیق سے ہماری ان تحریرات کا مفہوم واضح ہوجاتا ہے جو توحید الٰہی وغیرہ کے موضوع پر لکھی ہیں، وہاں پر بھی ہمارا مقصود کسی وحدت کی بنا پر اللہ تعالیٰ کا علم حضوری حاصل ہونا ہے جو اس کی ذات اقدس یا کسی صفت عالیہ تک پہنچائے سلف کے اس قول کے معنی بھی اس تحقیق سے واضح ہوجاتے ہیں کہ خدا را بخدائی می توانی شناخت اس طائفہ علیہ کے بعض دیگر اقوال کا بھی حل اسی سے ہوسکتا ہے،

وَالْعِلْمُ الْحُضُوْرِيُّ بِالْمَعْنَى الثَّانِيْ هُوَ الَّذِيْ عُيِّنَتْ بِارْتِفَاعِ الْغَفْلَةِ.

اور علم حضوری دوسرے معنی کے لحاظ سے وہ ہے جو کہ غفلت کے مرتفع ہونے کیساتھ متعین ہو۔

اَلثَّانِيَةُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى عَالِمٌ

دوسرا حصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بذات

بالعلم الحضوري بنفسه بذاته
في ذلك على العلم بجميع صفاته
وجميع مخلوقاته لا من حيث
الاتحاد فقط بل من حيث الغيرية
أيضا وذلك بما سلف منا
تحقيقه أن صفات الواجب
عز وجل بمنزلة لوازم الماهية
ومخلوقاته بمنزلة لوازم الوجود
فما تلك إلا وجه من وجوه
تقرره القدس وشأن من
شئون ذاته الأعلى أما
شهد العرفان على محاذاة
البرهان أن العلم بالصفات
العينية ولوازم الماهية
داخل في علمه الحضوري
بنفسه ومن تشبه بالواجب
في هذا العلم كان على قرب
ما متقدس من الابتهاج التام.

خود علم حضوری کا عالم ہے، اور اسمیں
تمام صفات اور مخلوقات کا علم بھی
داخل ہے نہ صرف اس حیثیت سے
کہ اس میں اتحاد ہے بلکہ غیریت کے اعتبار
سے بھی کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اللہ
تعالٰی کی صفات عالیہ بمنزلہ لوازم ماہیت
کے ہیں اور اسکی مخلوق کی حیثیت لوازم
وجود کی طرح ہے یہ اس کی مقدس وجوہ
میں سے ایک وجہ اور اس کی ذات
اقدس کی شئون میں ایک شان ہے کیا
عرفان اور برہان دونوں اس بات کا
اثبات نہیں کرتے کہ صفات عینیہ اور
لوازم ماہیت کا علم نفس کے علم حضوری
میں داخل ہے جس کسی نے اس علم حضوری
میں واجب تعالٰی کیساتھ مشابہت پائی
اس کو کامل خوشی اور سرور حاصل
ہوگا جس کی نوعیت مقدس ہوگی۔

آخرت میں معرفت تفصیلی ہوگی

وَبَعْدَ تَمْهِيْدِ الْمُقَدِّمَتَيْنِ نَقُوْلُ صَاحِبُ الْجَنَّةِ يَعْلَمُ كُلَّ مَا هُوَ فِي جَنَّتِهٖ مِنَ الْحُوْرِ وَالْقُصُوْرِ وَغَيْرِهِمَا بِعِلْمٍ تَفْصِيْلِيٍّ دَاخِلٍ فِيْ عِلْمِهٖ بِنَفْسِهٖ وَكُلُّ شَيْءٍ يُوْصِلُ اِلٰى اَصْلِهِ الَّذِيْ هُوَ تِمْثَالٌ لَهٗ مِنْ صِفَاتِ اللّٰهِ الْمُقَدَّسَةِ كَذَا تَمَكَّنَتْ لَهٗ عِرْفَانًا بِاللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ ضِمْنِ عِلْمِهٖ بِنَفْسِهٖ وَعِرْفَانًا بِكُلِّ صِفَةٍ مُتَّصِفًا فِيْ ضِمْنِ الْاَشْيَاءِ الْمَوْجُوْدَةِ هُنَاكَ كُلُّ ذٰلِكَ تَفْصِيْلِيٌّ اِلَّا يَشْغَلُهٗ شَانٌ عَنْ شَانٍ كَالْوَاجِبِ جَلَّ مَجْدُهٗ وَهٰذَا ذٰلِكَ الْاٰمِنُ بَرَكَاتِ الشُّيُوْخِ الْاَتَمِّ الْاَكْمَلِ

ان دونوں مقدمات کے تمہیدی طور پر بیان کرنیکے بعد اب ہم تمہیں اصل مقصد سے آگاہ کرتے ہیں کہ ہر ایک شخص جو جنت میں داخل ہوگا تو اسے حور و غلمان اور قصور اشجار و ثمار کا تفصیلی علم حاصل ہوگا جو اس کے نفس کے علم حضوری میں داخل ہے اسی طرح ہر ایک وہ چیز جو اپنی اس اصل تک آدمی کو پہنچا دے جو اللہ تعالےٰ کی صفات مقدسہ میں سے کسی صفت کا تمثل ہے تو علم بالنفس کے ضمن میں اسکو یقیناً اللہ تعالےٰ کی معرفت حاصل ہوگی یہ معرفت تفصیلی ہوگی کوئی حالت کسی دوسری کو مشغول نہ کریگی اور اسکی مثال واجب تعالےٰ جل مجدہ کے علم کے طریقہ پر ہوگی یہ سب کچھ شیوخ اکمل اور اتم کی برکات کا نتیجہ ہے۔

وَلَا مُحَالَۃَ اَنَّ لَـہٗ	اور ہر ایک چیز جو جنت میں موجود
رُبُوبِیَّۃً بِاِزَاءِ کُلِّ مَوْجُوْدٍ	ہوگی اسکے اعتبار سے اسے ربوبیت
فِیْ جَنَّتِہٖ اَلَیْسَ ھُوَ اَصْلُ	حاصل ہوگی کیونکہ ذات اقدس ہی اسکے
تَقَرُّرِہٖ وَ ابْتِہَاجَا بِکُلِّ	تقرر اور تحقق کی اصل ہے اور اسکے مظاہر
مَظْہَرٍ مِّنْ مَظَاہِرِہٖ فَہٰذِہٖ	میں سے ہر ایک مظہر کو دیکھ کر اسے
نِعْمَۃٌ لَا یَنْتَجِہُمَا نَبِیٌّ وَّلَا	خوشی اور فرحت حاصل ہوتی ہے یہ وہ
وَلِیٌّ فِیْ غَیْرِ تِلْکَ الدَّارِ	نعمت ہے جو کسی نبی اور ولی کو بھی اس
الْجَلِیْلَۃِ وَقَدْ عَلِمْتَ	جلیل القدر گھر کے علاوہ اور کہیں نہیں
اَنَّہُمْ فِی التَّخَلُّصِ اِلٰی	دیجاتی یہ تو تم کو معلوم ہو چکا ہے، کہ
التَّجَلِّی الذَّاتِیْ عَلٰی ثَلٰثِ	تجلی ذاتی تک پہنچنے کے لحاظ سے
طَبَقَاتٍ وَمِنَ الْمُشْکِلَاتِ	لوگوں کے تین طبقے ہیں اور میرے نزدیک
عِنْدِیْ اَنَّ الْکُمَّلَ مِنَ	جن کامل حضرات، کو فناء اور بقاء کا
الْفَانِیْنَ الْبَاقِیْنَ یَکُوْنُ	مقام حاصل ہے وہ صفات سے اس
اِلْتِذَاذُہُمْ بِالصِّفَاتِ	طریقہ پر لذت یاب ہونگے جس طرح کہ
عَلٰی ضَرْبٍ اٰخَرَ وَذٰلِکَ	اللہ تعالٰی کو اپنی صفات مقدسہ سے
کَابْتِہَاجِ اللہِ تَعَالٰی	ابتہاج حاصل ہوتا ہے سو ان لوگوں کیلئے
بِصِفَاتِہٖ فَلَا یَشْغَلُہُمْ	کوئی شغل دوسرے شغل سے مانع
شَاْنٌ عَنْ شَاْنٍ ۔	نہیں ہوتا،

حقیقت رؤیت

اَلرُّؤْيَةُ عِلْمٌ حُضُوْرِيٌّ	رویت کی حقیقت علم حضوری اور
وَانْكِشَافٌ تَامٌّ بِاللّٰهِ تَعَالٰى	انکشاف کامل ہے کبھی یہ انکشاف ذات
تَارَةً وَبِصِفَاتِهِ الْمُقَدَّسَةِ اَيْضًا	اقدس کا اور کبھی صفات عالیہ کا ہوتا ہے
اُخْرٰى وَذٰلِكَ بِاَنْ يَضْمَحِلَّ	اسکی اصلیت یہ ہے کہ آدمی کا اپنا تقرر
تَقَرُّرُهٗ وَلَا يَبْقٰى اِلَّا الْمُفْرَدُ	اور تحقق محو ہو کر ایک ہی واحد صمد کی
الصَّمَدُ وَهٰذَا التَّوْحِيْدُ عَلٰى	ذات اقدس باقی رہ جاتی ہے ، اس
ضَرْبٍ مَّا مِنَ التَّامِ لَا يُتَصَوَّرُ تَحَقُّقُهٗ	ناقص عالم میں توحید کی کسی بھی قسم کا
فِي الدَّارِ الدُّنْيَا الْمُخْدِجَةِ	کمال کبھی نہیں ہو سکتا ،
وَلِلّٰهِ دَرُّ اَهْلِ السُّنَّةِ	اہل سنت کی خوبی اور بھلائی ہے کہ
حَيْثُ وَفَّقُوْا لِمَا هُوَ الْحَقُّ الْمُطَابِقُ	انہوں نے وہی بات کہی جو حق اور مطابق
لِلْوَاقِعِ فِيْمَا حَكَمُوْا بِاَنَّ لِجَارِحَةِ	واقعہ تھی کہ آنکھ کو اس انکشاف کامل میں
الْعَيْنِ مَدْخَلًا هُنَالِكَ فِي الْاِنْكِشَافِ	کسی نہ کسی قسم کا دخل ہے ، اور یہ
التَّامِّ وَمَا ذٰلِكَ اِلَّا مِنْ بَرَكَاتِ	برکات انکو انبیاء الکرام کی قوت
جَزْمِ الْهِمَّةِ عَلٰى تَقْلِيْدِ	کے ساتھ تقلید کرنے کی وجہ سے حاصل
الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ؕ	ہوئی ہیں ،
وَتَحْقِيْقُهٗ عَلٰى مَا تَفَرَّدْتُ	اور میرے ذوق کے مطابق اس
بِهٖ ذَوْقًا اَنَّ فِيْ بَعْضِ اَوْقَاتِ	کی تحقیق یہ ہے کہ بعض اوقات تجلی

التجلی الذاتی یکون العلم
بوساطۃ ھذہ الجارحۃ لما
ان من المتحقق عندنا ان
لیس للجوارح ولا للاعراض
صور علمیۃ التی نسمیھا
بالاعیان انما ھی وجوہ
الاعیان واعتباراتہ فالعین
تمثال للانکشاف التام
الذی ھو وجہ منطبع فی
العین الثابتۃ وکذلک الید
تمثال للقوۃ العملیۃ التی ھی
ظل الجزئی من جزئیات الصنع
والخلق وایضا من المتحقق
عندنا ان ھناک خلطا و
اتحادا بین الحقیقۃ والتمثال
لیس ھھنا کما ذکرنا فلسنا
ننکص علی اعقابنا ان سمعنا
قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انی اشم رائحۃ الایمان

ذاتی میں جو علم اور انکشاف ہوتا ہے اس
کا ذریعہ یہی ظاہری آنکھ ہوتی ہے کیونکہ
ہمارے نزدیک یہ بات پایہ ثبوت
کو پہنچ چکی ہے کہ اعضاء وجوارح اور
اعراض کیلئے ایسی صور علمیہ نہیں ہوتیں کہ
جن کو ہم اعیان سے موسوم کر سکیں وہ
اعیان کی وجوہ اور حیثیات ہوتی ہیں
چنانچہ ظاہری آنکھ اس انکشاف کامل کا
تمثل ہے جسکی حیثیت عین ثابتہ میں مندرج
ہے جس طرح آدمی کا ہاتھ اس قوت
علمیہ کا تمثل ہے جو صنع اور خلق کی
جزئیات میں سے ہے یہ بات بھی ہمارے
نزدیک پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے
کہ وہاں حقیقت اور تمثل میں اتحاد پایا
جاتا ہے جو یہاں نہیں جیسا کہ ہم پہلے
بیان کر چکے ہیں اسی واسطے ہم رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن
کر کہ میں یمن کی طرف سے ایمان کی
خوشبو محسوس کرتا ہوں" آپکے قول

مِنْ قَبْلِ الْيَمَنِ وَمَا ذٰلِكَ
التَّكَلُّمُ اِلَّا مِنْ شَأْنِ السُّفَهَاءِ
كَالْفَلَاسِفَةِ وَالْمُعْتَزِلَةِ وَ
اَشْبَاهِهِمْ فَاعْلَمْ بَعْدَ الْحَقِّ
وَالدُّنْيَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَبَّهُ
بِعَيْنِهِ فِي الْمِعْرَاجِ وَاَنَّ مُوْسٰى
عَلَيْهِ السَّلَامُ سَمِعَ كَلَامَهُ الْمُطْلَقَ
بِاُذُنَيْهِ وَلَا تَتَعَجَّبْ وَاٰمِنْ
وَاَسْلِمْ فَاِنَّ الْاِنْكَارَ فِيْ اَمْثَالِ
هٰذَا الطَّيْشُ وَعَجْزٌ اَللّٰهُمَّ
لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ
اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ اَللّٰهُمَّ
اِنِّيْ اَسْأَلُكَ اِتْمَامَ النِّعْمَةِ
وَتَعْلِيْمَ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ
اَنْتَ وَلِيِّيْ فِي الدُّنْيَا وَ
الْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ اِلَيْكَ
مُسْلِمًا مُنْقَادًا بِالْفَنَاءِ
التَّامِّ وَاَلْحِقْنِيْ

کی حقانیت میں شک نہیں کرتے شک
کرنا تو بیوقوفوں کی خصوصیت ہے جیسا
کہ فلاسفہ اور معتزلہ وغیرہ بہت کچھ
ردوقدح کے بعد ہمیں یہ یقین حاصل ہوا
کہ شب معراج میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے اللہ تعالےٰ کو اپنی آنکھوں سے
دیکھا اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے
کانوں سے اسکا کلام سنا ان باتوں پر
ذرا بھی تعجب نہ کرو بلکہ ان کو تسلیم
کرکے ان پر ایمان لاؤ، ان باتوں کا
انکار جہالت اور عاجزی پر دال ہے،
سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا
انک انت العلیم الحکیم، خدایا میں
تجھ سے درخواست کرتا ہوں، کہ مجھ پر
اپنی نعمت کو کامل کر اور تاویل حادیث
سے مجھے بہرہ ور بنا اور دنیا و آخرت
میں تو ہی میرا ولی اور کارساز ہے مجھے
اس حالت میں موت دے کہ میں
فنائے تام کی وجہ سے دل وجان

بِعِبَادِكَ الصَّالِحِينَ الْبَاقِينَ اِنَّكَ قَاضِى الْحَاجَاتِ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ ٭	سے تیرا مطیع اور فرمانبردار ہوں اور مجھ کو زمرہ صالحین میں شامل فرما، بیشک تو ہی قاضی الحاجات اور درجات کا بلند کرنیوالا ہے،
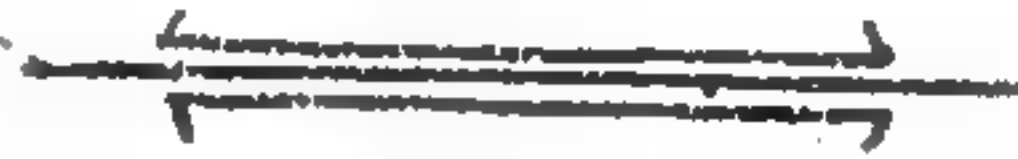
اَلْخِزَانَۃُ الْعَاشِرَۃُ دسواں خزانہ

فِیْ فَوَائِدَ شَتّٰی — فوائد متفرقہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً وَاحِدَۃٌ مِّنْھَا فِی الْجَنَّۃِ وَالْبَاقُوْنَ فِی النَّارِ وَعِنْدَنَا السُّنِّیُّ مَنْ وَافَقَ السُّنَّۃَ عِلْمًا وَّعَمَلًا وَلَہُ الدُّخُوْلُ الْاَوَّلِیُّ فِی الْجَنَّۃِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری اُمت میں تہتر فرقے پیدا ہونگے اور ایک ان میں سے جنت میں جائیگا اور باقی دوزخ میں اور ہمارے نزدیک سُنّی کا یہ مطلب ہے کہ اسکا علم اور عمل سنت کے مطابق ہو، یہی فرقہ سب سے پہلے جنت میں جائے گا،

ابوالحسن اشعری اور ان کا مسلک!

وَاَمَّا مَا اَبْتَدَعَہُ الْمُتَکَلِّمُوْنَ فَلَیْسَ بِشَیْءٍ وَّلَا یَجِبُ اِتِّبَاعُہٗ وَکَذٰلِکَ الشَّرَائِعُ الْقِیَاسِیَّۃُ لَا تَلْجَمُ لَھَا عِنْدَنَا وَلِمَذْھَبِ

اور جو باتیں متکلمین نے بدعت کے طور پر ایجاد کی ہیں وہ سراسر باطل ہیں اور اس قابل نہیں کہ ان کا اتباع کیا جائے اور اسی طرح جن احکام شرعیہ کی بنا قیاس پر ہے ان سے بھی ہم مطمئن

لِلشَّيْخِ اَبِي الْحَسَنِ عِنْدَنَا وَقْعٌ وَمَذْهَبُهٗ مِنْ تَمَاثِيلِ مَذْهَبِ الصَّحَابَةِ وَهُوَ مِنْ تَحْتِ الْاِرَادَةِ الْمُتَجَدِّدَةِ وَهِيَ مِلَاكُ عِرْفَانِهٖ وَلِهٰذَا نَظَرُهٗ اَنْ يَلْغِيَ كُلَّ تَفْصِيْلٍ فَاضِلٍ۔

نہیں، امام ابوالحسن اشعری کے مذہب کو ہم قدر و منزلت کیساتھ دیکھتے ہیں اور ہمارے نزدیک انکا مذہب صحابہ کرام کے مذہب کے مطابق ہے اور وہ ارادہ متجددہ کے ماتحت ہے اور اسکے علم و معرفت کا دار و مدار اسی پر ہے یہ اصول اس کے پیش نظر رہتا ہے کہ ہر ایک غیر ضروری امر کو ضروری کر دیا جائے،

وَاِذَا دَخَلْتَ فِيْ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ تَعَيَّنَ هٰذَا الْمَذْهَبُ بِالتَّحْقِيْقِ فَحَيْثُ يَقُوْلُ الْوُجُوْدُ عَيْنُ الْمَاهِيَّةِ اِنَّمَا يُرِيْدُ اَنَّ مَنَاطَ الْفَرْقِ بَيْنَ حَالَتَيِ الْعَدَمِ الْبَسِيْطِ وَالْوُجُوْدِ اِنَّمَا هُوَ الشَّيْءُ نَفْسُهٗ۔

اور اگر تم کو صحابہ کرام کے مذہب پر عبور حاصل ہو تو تم اس نظریہ پر پہنچو گے کہ امام موصوف کا مسلک حقیقۃً اسی کے مطابق ہے جیسا کہ ان کا قول کہ وجود عین ماہیت ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ عدم بسیط اور وجود کے درمیان جو فرق پیدا ہوتا ہے اس کا دار و مدار کسی چیز کی ذات پر ہے،

وَحَيْثُ يَقُوْلُ الْاِسْمُ عَيْنُ الْمُسَمّٰى اِنَّمَا يُرِيْدُ اَنَّهٗ صَادِقٌ عَلَيْهِ وَ

اور جیسا کہ ان کا قول کہ اسم عین مسمیٰ ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اسم اپنے مسمیٰ پر پورے طور پر صادق آتا ہے اور اسکا عنوان

عُنْوَانٌ لَّهٗ۔

ہوتا ہے،

وَحَيْثُ يَقُوْلُ اَلْاَنْبِيَاءُ اَفْضَلُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ اِنَّمَا يُرِيْدُ بِحَسَبِ هٰذَا الْاِسْمِ الْحَادِثِ وَالْحُكْمُ اَيْضًا يُفَضِّلُهُمْ فَضْلًا بِهٰذَا الْاِسْمِ كَمَا عَرَفْتَ لَاسِيَّمَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اوران کا قول ہے کہ انبیاء کرام کو ملائکہ پر فضیلت حاصل ہے اس سے مراد وہ فضیلت ہے کہ جس کا تعلق اسم حادث سے ہو ایک حکم ربانی بھی اس اسم پاک کے لحاظ سے انبیاء کرام اور خصوصاً ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ملائکہ سے افضل سمجھتا ہے،

وَالْحَدِيْثُ الَّذِيْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ يَخْتَصُّ الْاَنْبِيَاءَ الَّذِيْنَ لِاِسْمِهِمْ زِيَادَةُ سُبُوْغٍ وَظُهُوْرٍ۔

اور ابن ماجہ کی حدیث میں جن انبیاء کرام کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے ان کے اسم میں زائد سبوغ اور ظہور پایا جاتا ہے،

وَحَيْثُ يَقُوْلُ الْحَسَنُ وَالْقُبْحُ شَرْعِيَّانِ يُرِيْدُ بِحَسَبِ هٰذَا التَّحَقُّقِ الْحَادِثِ وَالْقَوْلُ الْفَصْلُ عِنْدَنَا اَنَّ الشَّيْءَ حَسَنٌ اَوْ قَبِيْحٌ بِحَسَبِ الْاَزَلِ وَمِنَ الْعَقْلِ مَا يُبَيِّنُ وَيُظْهِرُ هٰذَا الْحُكْمَ ثُمَّ لَمَّا

اور امام موصوف فرماتے ہیں کہ اعمال کا حسن اور قبح شرعی ہے مطلب یہ کہ باعتبار تحقق حادث کے اور قول فیصل ہمارے نزدیک یہ ہے کہ دراصل کسی فعل کا حسن اور قبح ازلی ہے اور عقل اس حکم کا بیان اور اظہار کرتی ہے پھر جب شریعت کا نزول ہوا تو ایک اور حسن

نشأت الشرعية متحقق له
حسن او قبح آخران والشيخ
انما يبصرهما بين والمعتزلة
قصروا فانهم يأبون تقليد
الاصحاب يحكمون على حسبه
وحيث يقول بعصمة الانبياء
فانه موافق لمذهب الحكيم
الا ان العصمة عندهم لها
طبقات كما علمت ولا يمتنع
بالعصمة الا الكبائر من
الذنوب عندنا ويقلق
نفسه عند الصغائر.
وحيث يقول بخلق
الافعال والاستطاعة مع
الفعل فهو محق فيه
الذي منا مهدنا بيانه
ان قاطبة الممكنات
مستندة الى الله سبحانه
استناد الضوء الى الشمس

اور قبح کی حالت پیدا ہو گئی تو شیخ ان
دونوں حالتوں کو دیکھتے ہیں، مگر معتزلہ
نے ان چیزوں کو عقل ہی پر ختم کر دیا
کیونکہ وہ صحابہ کرام کی تقلید نہیں کرتے
اور اپنی ہی عقل کو کافی سمجھتے ہیں۔
اور عصمت انبیاء کا قول اختیار کرنا یہ
بھی حکیم کے مذہب کے مطابق ہے مگر عصمت
کے انکے نزدیک جیسا کہ بیان کیا گیا،
مختلف طبقات ہیں اور ہماری رائے
میں عصمت فقط کبائر ذنوب سے مانع
ہے، ہاں صغائر کے وقت بھی طبیعت
کو قلق ہوتا ہے۔
خلق افعال اور استطاعت مع
الفعل کے مسئلہ میں بھی امام موصوف
حق بجانب ہیں کیونکہ ہم اس بات کو
واضح طور پر بیان کر چکے ہیں، کہ تمام
ممکنات کا معرض ظہور میں آنا، اللہ
تعالے کیساتھ وہی نسبت رکھتا ہے
جو کہ سورج کی روشنی کو عین آفتاب کی

أَوْ أَتَمُّ وَأَسْبَغُ مِنْهُ	ساتھ نسبت ہے بلکہ اس سے بھی زائد اور
فَاعْلَمْ أَنَّ الْأَفْعَالَ كَذٰلِكَ	کامل، سو افعال بھی اسی طرح ہیں، مگر
غَيْرَ أَنَّ الشَّيْخَ لِأُمِّيَّتِهِ	شیخ موصوف نے اپنی امیت کی وجہ سے
اِكْتَفٰى بِالْأَفْعَالِ ۔	صرف افعال ہی پر اکتفا کیا ہے،
وَحَيْثُ يَقُوْلُ الْكَلَامُ	اور جس وقت شیخ موصوف کلام
النَّفْسِيُّ فَإِنَّمَا يُرِيْدُ بِهٖ	نفسی کے متعلق بیان کرتے ہیں تو اسکا
مَا أَسْلَفْنَاهُ فِيْ مَبْحَثِ الْكَلَامِ	مفہوم ہم کلام کی بحث میں بیان کرچکے
وَلَا عِبْرَةَ بِتَفَاسِيْرِ أَصْحَابِهٖ	ہیں اور ان کے کلام کی جو تفاصیل کی
كَلَامَهٗ وَحَيْثُ يَقُوْلُ إِنَّ	گئی ہیں وہ قابل اعتبار نہیں اور جس
مِنْ أَسْمَائِهٖ تَعَالَى الْمُسَعِّرُ	وقت امام کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے
وَمَا يُشَابِهُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَ	اسماء میں سے المسعر (نرخ متعین کرنیوالا)
أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى وَسُبْحَانَهٗ	بھی ہے تو تم جان چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ
كَذٰلِكَ بِحَسَبِ اِنْتِهَاءِ	کی یہ صفت متعین کرنا بھی صحیح ہے کیونکہ
الْوَسَائِطِ وَلٰكِنَّ الشَّيْخَ	وسائط کو جب آخر تک پہنچا یا جائے
لِسُبُوْغِ أُمِّيَّتِهٖ يَقُوْلُ	تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی پر منتہی ہوتے
إِنَّهَا صِفَاتٌ وَأَسْمَاءٌ	ہیں لیکن شیخ اپنی امیت کے کمال کی وجہ سے
حَقِيْقِيَّةٌ فَلَا بَأْسَ	انہیں صفات اور اسماء حقیقیہ سمجھتے ہیں
بِذٰلِكَ ۔	خیر اس میں کوئی مضائقہ نہیں،
وَحَيْثُ يَقُوْلُ فِيْ	اور شیخ موصوف آخرت میں عذاب

المَعَادِ بَعْدَ الْقَبْرِ وَالْحِسَابِ	قبر حساب میزان رویت اور شفاعت کے
وَالْمِيْزَانِ وَالرُّؤْيَةِ وَالشَّفَاعَةِ	قائل ہیں تو یہ بھی حق ہے جیسا کہ گزر چکا
فَهُوَ مُحِقٌّ وَقَدْ عَلِمْتَ اَسْرَارَهَا	اور وہ تجرد نفس کے بھی قائل ہیں تو وہ
فِيْمَا ذَكَرْنَا مِنْ قَبْلُ وَحَيْثُ	بھی درست ہے جیسا کہ بیان گزر چکا ہے،

يَقُوْلُ بِتَجَرُّدِ النَّفْسِ فَاِنَّمَا هُوَ حَقٌّ كَمَا مَرَّ ۔

وَحَيْثُ يَقُوْلُ بِحُدُوْثِ	اور اسی طرح ان کا قول ہے کہ
الْعَالَمِ زَمَانًا وَبِاشْتِرَاطِ	عالم حادث زمانی ہے اور حاجات
الْحُدُوْثِ لِلْحَاجَاتِ فَكُلُّ	کیلئے حدوث شرط ہے یہ سب باتیں
ذٰلِكَ لِاُمِّيَّتِهٖ وَلِاَنَّهُ قَالَ بِتَحَتُّتِ	انکی امیت کا نتیجہ ہیں اور کیونکہ وہ
الْاِرَادَةِ الْمُتَجَدِّدَةِ وَبِفَنَاءِ	ارادہ متجددہ میں محو ہو چکے تھے اور اسی
الْاِرَادَةِ يَقُوْلُ الْاِرَادَةُ قَدِيْمَةٌ	ارادہ کی بنا پر وہ کہتے ہیں کہ ارادہ قدیم
وَتَعَلُّقَاتُهٗ حَادِثَةٌ ۔	ہے اور اسکے تعلقات حادث ہیں،
وَحَيْثُ يَقُوْلُ الْاَصْبَعُ	اور اصبع اور یمین اور وجہ کو صفات
وَالْيَمِيْنُ وَالْوَجْهُ صِفَاتٌ	الٰہی تسلیم کرنا بھی انکی امیت کی دلیل
فَذٰلِكَ لِاُمِّيَّتِهٖ وَحَيْثُ يَقُوْلُ	ہے اور ان کا یہ بھی قول ہے، کہ نبی میں
لَا يُشْتَرَطُ لِنَبِيٍّ كَسْبٌ وَلَا	کسب اور استعداد شرط نہیں اس سے
اِسْتِعْدَادٌ فَاِنَّمَا يُرِيْدُ اَنَّ	انکی مراد یہ ہے کہ نبی تکلف کوئی بھی نبوت
لَيْسَ لَهٗ تَجَشُّمُ كَسْبٍ وَاُمِّيَّتُهٗ	کا اکتساب نہیں کر سکتا اور انکی امیت
يَقْتَضِيْ اَنْ لَا يَكْتَسِبَ	ہی کا تقاضا ہے کہ استعداد انکے سامنے

الاستعداد کما علمت۔	نمایاں نہیں ہوئی
واختلافهم فی الایمان و الاسلام والتصدیق نزاع لفظی لا یرجع الی معنوی ومع هذا فالحق ما علیه الاشعریة لانه هو اصطلاح الصدر الاول ونحن نذکر لك۔	اور ایمان واسلام اور تصدیق کے مفہوم میں جو اختلاف ہے وہ اختلاف لفظی ہے اختلاف معنوی نہیں، بایں ہمہ اشعریہ کے طریق تعبیر کو ہم حق سمجھتے ہیں، کیونکہ صدر اول کی یہی اصطلاح ہے اور ہم تمہارے سامنے ان چیزوں کو بیان کر دیں گے،
والخلافة ثلثون سنة وافضل الامة ابو بکر ثم عمر ثم علی الترتیب ومرتکب الکبیرة لیس بخارج عن الایمان الاقراری فهذه قریب من اربع وعشرین مسئلة بینا حقیقة اهل السنة فیها وهی معظم ما انفردوا به عن غیرهم۔	اور خلافت راشدہ تیس سال رہی ہے اور ابوبکر صدیق رض تمام امت میں افضل ہیں اسکے بعد علی حسب الترتیب ثابت ہے اور مرتکب کبیرہ ایمان اقراری سے خارج نہیں ہوتا یہ ان ہی چوبیس مسائل میں سے ہے کہ جن میں اہل سنت کی تحقیق ہم نے بیان کر دی ہے، اور یہ وہ معرکۃ الآرا مسائل ہیں کہ جنہیں یہ حضرات اپنے علاوہ اور جماعتوں سے علیحدہ رہے
وبالجملة لو اعتبرت الحالة التی تحقق بالصحابة فلا	خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر تم اس طریقہ کا اعتبار کرلو جو کہ صحابہ کرام کا ہے، تو

تحقق الا في مذهب الاشاعرة
وهذه الحالة هي التي تجب
على المقلدين فكل فرقة
مقلدة وابت ذلك فهي
خاطئة واما اعمالهم فان
يفتشوا الاحاديث ويعملوا
على حسبها مع فقه ودراية
معان والعليم لا يقبل من
الاقيسة الا القياس الجلي
او الخفي ذا مصلحة عامة واما
المتعمقون في الرأي فليسوا
من اهل السنة في شيء واما
هذه المذاهب الاربعة فاقربها
الى السنة مذهب الشافعي المنقح
المصفى وكان نظره يصل الى
حقيقة العلل والاسباب.

اشاعرہ ہی کا مسلک تحقیق پر نظر آئے گا،
اسی حالت کی تقلید تمام مقلدین پر
واجب ہے اور جس نے اس سے روگردانی
کی وہ خطا کار ہے اور اعمال کے متعلق
ہمارا نظریہ یہ ہے کہ احادیث کی چھان
بین کی جائے اور فقہ اور درایت کے مطابق
ان پر عمل کیا جائے حکیم ربانی کے نزدیک
قیاسات میں سے صرف وہی مقبول ہے
جو قیاس جلی ہو، یا وہ قیاس خفی کہ جس
کی مصلحت عامہ ہو، جو لوگ صرف اتباع
رائے میں تعمق کرتے ہیں وہ اہل سنت
نہیں، مذاہب اربعہ میں اقرب الی السنۃ
امام شافعی کا مذہب ہے، بشرطیکہ اس
کی تنقیح اور تمحیص کی جائے امام موصوف
کی نظر علل اور اسباب کی جانب بہت
جلد پہنچی ہے،

روایت حدیث میں اختلاف صحابہؓ

اعلم ان اختلاف

صحابہ کرام سے جو اختلاف احادیث

الصَّحَابَةِ فِي حِكَايَتِهِمْ
لَهُ صُنُوفٌ الْاَوَّلُ اخْتِلَافُ
الرِّوَايَةِ بِالْمَعْنٰى وَهُوَ الْاَكْثَرُ
وَالثَّانِي اخْتِلَافُ الْحَذْفِ
وَهُوَ اَنْ يَحْذِفَ اَحَدُهُمْ
كَلَامًا وَيُورِدَهُ الْآخَرُ
الثَّالِثُ اخْتِلَافُ الْوَهْمِ
مِثْلَ مَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ حِيْنَ
رَكِبَ وَاَهَلَّ حِيْنَ
اَشْرَفَ عَلٰى تَلٍّ فَمِنْهُمْ
مَنْ وَهِمَ اَنَّهُ اَهَلَّ
حِيْنَ قَامَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ
وَمِنْهُمْ مَنْ وَهِمَ اَنَّهُ
اَهَلَّ حِيْنَ اَشْرَفَ وَاِنَّمَا
كَانَ فَرْضُ الْحَجِّ حِيْنَ صَلّٰى
رَكْعَتَيْنِ فِي مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ
الرَّابِعُ اخْتِلَافُ النِّسْيَانِ مِثْلُ

کی روایت میں واقع ہوا ہے اس کی
چند وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ وہ اکثر
روایت بالمعنی کرتے تھے دوسرے یہ
کہ ایک راوی کسی روایت میں کسی فقرے کو
حذف کردیتا اور دوسرا اسے بیان کردیتا
تیسرے یہ کہ ایک راوی کو کچھ وہم سا ہوجاتا
کہ جسکی بنا پر اسکی تعبیر اور حضرات سے
مختلف ہوجاتی، مثلاً ابن عباس رض بیان
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب اونٹنی پر سوار ہوئے تو آپ نے
لبیک کہکر اپنی آواز بلند کی اور جب
بلندی پر چڑھے تب بھی تلبیہ با آواز
بلند پڑھا چنانچہ اب بعض راویوں کو یہ
وہم ہوا کہ آپ نے اونٹنی پر سوار ہوکر
احرام باندھا اور بعض نے یہ خیال کیا
کہ ٹیلے پر چڑھ کر احرام باندھا اور تلبیہ
کہا درانحالیکہ آپ اس وقت احرام باندھ
چکے تھے کہ جب آپ نے مسجد ذوالحلیفہ میں
دو رکعت نقل پڑھی تھی اور بعض اوقات

لِمَكَانِ حَرْفٍ حَرْفًا آخَرَ كَمَا قَالَ فِي قِصَّةِ الْكُسُوفِ أَحَدُهُمْ رَجُلٌ وَآخَرُهُمْ امْرَأَةٌ ۔

نسیان کی وجہ سے اختلاف ہو جاتا ہے اور ایک لفظ دوسرے لفظ سے بدل جاتا ہے جیسا کہ کسوف کی روایت میں ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا۔ اور دوسرے عورت کا تذکرہ کرتے ہیں۔

وَاخْتِلَافُهُمْ فِي شَأْنِ النُّزُولِ أَكْثَرُ سَبَبِهِ أَنَّهُمْ لَمَّا أَرَادُوا أَنْ يُفَسِّرُوا الْآيَةَ فَرَضُوا لَهَا قِصَّةً تَكُونُ مِصْدَاقَهَا أَوْ قَصُّوا قِصَّةً كَانَتْ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جُزْئِيَّاتِ هٰذِهِ الْآيَةِ فَيَزْعَمُ الزَّاعِمُ أَنَّهَا نَزَلَتْ حِيْنَئِذٍ ۔

اور آیات کے شان نزول میں اکثر اختلاف اس وجہ سے پیدا ہوا کہ صحابۂ کرام جس وقت کسی آیت کی تفسیر کرنے لگے تو اس کا مصداق واضح کرنے کیلئے کوئی واقعہ بیان کرتے یا کوئی ایسا واقعہ سناتے جو عہد نبوت میں واقع ہوا ہوتا اور اس آیت کے جزئیات میں سے ہوتا یہ سن کر راوی گمان کرتا کہ یہ آیت اسی واقعہ کے ماتحت نازل ہوئی تھی

وَاخْتِلَافُهُمْ فِي وَقْتِ النُّزُولِ سَبَبُهُ أَنَّهُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْآيَةَ عِنْدَ وَاقِعَةٍ اسْتِشْهَادًا وَاسْتِنْبَاطًا فَيَظُنُّ الظَّانُّ أَنَّهَا نَزَلَتْ حِيْنَئِذٍ ۔

اور وقت نزول میں اختلاف پیدا ہونیکا یہ سبب ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی واقعہ کے پیش آنے پر کلام اللہ کی کسی آیت یا آیات سے استشہاد فرماتے یا اس واقعہ کا حکم اس آیت سے استنباط فرماتے تو راوی کو

یہ غلط فہمی ہوتی کہ یہ آیت اسی وقت نازل ہوئی ہے ،

وَاَمَّا اِخْتِلَافُهُمْ فِيْ مَنْ اَهْرِهِمْ فَسَبَبُهٗ اَنَّهُمْ مُخْتَلِفُوْنَ فِي السُّنَنِ فَيَأْخُذُ اَحَدُهُمْ سُنَّةً وَالْاٰخَرُ اُخْرٰى وَاَمَّا اَنَّ صَحَابِيًّا يَرٰى عَمَلًا اَوْ يَسْمَعُ قَوْلًا مِنْ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَحْمِلُهٗ عَلٰى عِلَّةٍ وَوَجْهٍ وَصَحَابِيًّا اٰخَرَ يَرٰى اَوْ يَسْمَعُ بِعَيْنِهَا وَيَحْمِلُهٗ عَلٰى عِلَّةٍ وَوَجْهٍ اُخْرٰى ۔	احکام شرعیہ کے متعلق جو اختلاف صحابۂ کرام میں پیدا ہوا اسکا باعث یہ ہے کہ آپ کی سنتیں مختلف ہیں، کسی نے ایک پر عمل کیا اور کسی نے دوسری پر اور یہ کہ کسی صحابی نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی عمل کرتے ہوئے دیکھا یا آپ کی کوئی حدیث سنی، تو اسے کسی علت اور جہت پر محمول کرلیا اور دوسرے صحابی نے بعینہٖ آپ کو وہی عمل کرتے ہوئے دیکھا اور وہی بات آپ سے سنی مگر اس کو اور جہت اور علت پر محمول کرلیا ،
وَاَمَّا الْمَصَالِحُ فَيَخْتَلِفُ بِالْاَزْمِنَةِ وَالْاَمْكِنَةِ اَوِ الْاٰرَاءِ وَيَخْتَلِفُ بِحَسْبِهَا الْجَوَابُ وَيَطْمِسُ فِيْ نَظَرِ الرُّوَاةِ ۔	اور مصالح میں وقت زمانہ اور رائے کے اختلاف کی بنا پر اختلاف ہوجاتا ہے اور جواب بھی اس اعتبار سے بدلتا رہتا ہے اور راوی اس بات کو نظر انداز کردیا کرتے ہیں (معلوم ہوا کہ ابتداء

زمانہ میں مثلاً رفع یدین کا حکم تھا پھر بعد میں منسوخ ہوگیا، عابد الرحمن صدیقی)

وَاَمَّا دَرَجَتُهُمْ فِيْ كَمَالِهِمْ	اور صحابہ کرام کا درجہ کمال بھی مختلف ہے
فَمِنْهُمُ الْمُتَوَحِّدُ الْمُعْتَدِلُ مِنْهُمُ	کوئی متوحد معتدل ہے کوئی خلیفہ ہونیکی
الْخَلِيْفَةُ وَمِنْهُمُ الْفَقِيْهُ وَ	استعداد رکھتا ہے کوئی فقیہ اور کوئی اس سے
مِنْهُمُ الْاَفْقَهُ وَذَكَرْنَا	بھی فقیہ تر ہے ہم نے پہلے بھی انکے بعض
بَعْضَ اَقْسَامِهِمْ وَاخْتِلَافُ	اقسام بیان کر دئے ہیں صحابہ کرام کا
الصَّحَابَةِ كَانَ سَبَبًا لِاخْتِلَافِ	اختلاف بعد والوں کیلئے اختلاف کا
مَنْ بَعْدَهُمْ فَتَدَبَّرْ.	باعث ہوا بخوبی سمجھ لو۔

ایمان کی حقیقت

وَمِمَّا يَجِبُ التَّنْبِيْهُ	اس بات کو بخوبی سمجھ لو کہ ایمان
عَلَيْهِ اَنَّ اَصْلَ الْاِيْمَانِ هُوَ	کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی کا ظاہر و باطن
الْاِنْقِيَادُ لِلّٰهِ تَعَالٰى قَلْبًا وَقَالِبًا	اللہ تعالی کا مطیع اور فرمانبردار ہو جائے
وَلِهٰذَا يَقْتَضِيْ لِذَاتِهِ نَوْعًا	اسلئے کسی نہ کسی شکل میں حکمت عصمت
مِنَ الْحِكْمَةِ وَالْعِصْمَةِ وَ	اور وجاہت اسکا اقتضاء ذاتی ہے
الْوَجَاهَةِ وَاِنْ كَانَتْ فِيْ	اگرچہ یہ عالم مادی ان صفات کے کما حقہٗ
حَاجِزٍ مِنَ النَّشْاَةِ الدُّنْيَاوِيَّةِ	ظہور میں آنے سے مانع ہے اسی طرح
وَاَصْلُ الْكُفْرِ عَدَمُ الْاِنْقِيَادِ	کفر کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی ظاہر و باطن
لِلّٰهِ تَعَالٰى لَا قَلْبًا وَلَا قَالِبًا	میں اللہ تعالے سے روگرداں ہو جائے اس
وَيَقْتَضِيْ لِذَاتِهِ اَضْدَادًا	لئے اس کا ذاتی اقتضاء یہ ہے کہ وہ ان

أُولٰئِكَ الصِّفَاتِ	اوصاف کے اضداد سے موصوف ہو،
وَلَمَّا دَفَعَتِ الْحُصُوْدُ وَ	جب شارع نے احکام کی تعین کر دی
الشَّرَائِعِ تَعَيَّنَ رَسْمُ الْاِيْمَانِ	تو ایمان کا لفظ شہادتین کیلئے مخصوص
لِلشَّهَادَتَيْنِ وَاسْمُ الْكُفْرِ	ہو گیا اور کفر کا یہ مفہوم بن گیا کہ جو
لِلنُّكُوْلِ عَنْهُمَا فَالْاِيْمَانُ بِحَسْبِ	شہادتین کا منکر ہو اس اصطلاح کو پیش
هٰذَا الْاِصْطِلَاحِ قَوْلٌ فَقَطْ	نظر رکھکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایمان فقط
وَالْكُفْرُ هُوَ النُّكُوْلُ عَنْهُ	اقرار باللسان ہے اور کفر کے معنیٰ یہ ہیں
وَعَلَيْهِمَا يَتَفَرَّعُ حُكْمُ	کہ زبان سے شہادتین کا انکار کرے اور
الشَّرْعِ مِنَ الْاَمْنِ وَالْجِهَادِ	اسی پر امن اور جہاد وغیرہ کے شرعی
وَغَيْرِهِمَا ۔	احکام متفرع ہوتے ہیں۔
وَلِلشَّرْعِ اِصْطِلَاحٌ اٰخَرُ وَ	اور شریعت کی ایک اور اصطلاح بھی ہے
الْاِيْمَانُ بِحَسْبِهٖ مُخْتَصٌّ بِالَّذِيْ	اور وہ یہ ہے کہ مؤمن کا لفظ اسی لئے
تَحَقَّقَ فِيْهِ نَوْعٌ مِنْ هٰذِهِ	مخصوص ہے کہ جس میں یہ صفات مذکورہ
الصِّفَاتِ فَبَقِيَ قِسْمٌ	کسی نہ کسی شکل میں موجود ہوں، چنانچہ
اٰخَرُ يُسَمّٰى بِالْمُنَافِقِ وَ	اسکے علاوہ دوسری قسم کو منافق اور
مَرِيْضِ الْقَلْبِ ۔	مریض القلب کیساتھ موسوم کیا گیا ہے

منافق کی حقیقت!

فَتَعَرَّفْ مِنْ هٰذِهٖ	اس سے تمہیں معلوم ہو گیا ہوگا

لتسهيل أن المنافق في
عرف الشرع يطلق على معنيين
الأول هو المصدق بقلبه
ولسانه بالله ورسوله وقد
أحاطت به خطيئاته من
قبل اللسان والفرج والقلب
وغيرها من أمراض قلوبهم
الشرك بالله في طلب الحوائج
والعبادات والذبح و
النذر والأيمان ما لم
يكن تكون لا بخلق الله تعالى
واليوم الآخر ورسوله
والانقياد له.
وهذا الصنف أصعبها
وهم يدخلون الجنة
بعد التعذيب إن شاء
الله تعالى ولا يخلدون
في النار لأنهم يؤمنون
بالله ورسوله وإن أخطئوا

کہ شرع کی اصطلاح میں منافق کے دو معنی
ہیں ایک وہ جو دل اور زبان سے اللہ
تعالیٰ اور اسکے رسول کی تصدیق کرے
لیکن اس کی زبان شرمگاہ اور قلب
وغیرہ کے گناہوں نے اسے گھیر رکھا ہو
اور امراض قلوب میں سے شرک باللہ
ہے یعنی غیر اللہ سے مرادیں مانگی جائیں
انکی پرستش کیجائے ان کیلئے جانوروں
کو ذبح کیا جائے منتیں مانیں اور انکے
نام کی قسمیں کھائی جائیں مگر شرط یہ ہے
کہ انسان اللہ تعالیٰ کو خالق مانے اور
آخرت اور اسکے رسول پر ایمان رکھے
اور اسکی اطاعت پر آمادہ ہو،
مگر یہ سخت ترین نفاق ہے اس قسم
کے منافقین عذاب پا لینے کے بعد
جنت میں داخل کئے جائیں گے۔
انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور دوزخ میں ہمیشہ
نہیں رہیں گے اگرچہ وہ خطا کار ہیں مگر
پھر بھی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کو

مَا لَمْ يُبْعَثْ إِلَيْهِمْ رَسُولٌ	تا وقتیکہ اور کوئی دوسرا رسول نہ آجائے
آخَرُ فَإِذَا بُعِثَ وَانْكَشَفَ	پناہ سمجھتے ہیں مگر جسوقت آپ مبعوث ہوگے
الْغِطَاءُ وَتَحَقَّقَ التَّكْذِيبُ	اور پردہ اٹھ گیا اور جھوٹ ثابت ہو
وَقَامَتِ الْحُجَّةُ فَهُمْ	گیا اور حجت قائم ہو گئی تو پھر یہ لوگ
خَالِدُونَ فِي النَّارِ ۔	ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے،
فَمِنْ هٰذَا الصِّنْفِ كَانَ	چنانچہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ
الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى قَبْلَ	وسلم کی بعثت سے پہلے یہود اور نصاری
رَسُولِنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	اسی قسم میں داخل تھے چنانچہ جب آپ
فَلَمَّا بُعِثَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ	مبعوث ہوئے اور ان پر حق ثابت ہو
وَإِلَيْهِ الْإِشَارَةُ فِي قَوْلِهِ	گیا اور اسی چیز کی جانب اللہ تعالی نے
تَعَالٰى وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ	اپنے اس فرمان میں اشارہ کیا ہے کہ ہم
حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا وَمِنْ	کسی قوم کو اسوقت تک عذاب نہیں دیتے
أَمْرَاضِ الْقَلْبِ الْحَسَدُ وَ	کہ جسوقت تک انکے پاس کوئی رسول نہ
الْحِقْدُ وَاتِّبَاعُ الشَّهَوَاتِ	بھیجیں اور حسد و حقد اور اتباع شہوات
وَأَمْثَالُهَا وَإِلَيْهَا أَشَارَ	وغیرہ امراض قلب میں سے ہیں اور انہیں
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	کی طرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
وَسَلَّمَ فِي أَحَادِيثِ عَلَامَاتِ	ان احادیث میں اشارہ فرمایا ہے کہ
النِّفَاقِ ۔	جن میں علامات نفاق کا تذکرہ کیا ہے،
وَأَمَّا أَمْرَاضُ الْجَوَارِحِ فَأَكْثَرُ	اور اعضاء کے امراض شمار سے باہر

يمكن ان يخص وبالجملة
فكل من احاطت به خطيئته
اي فنون فيه ما توهم قتله فهو
المنافق بالمعنى الاول واياه
كانت الصحابة يخافون
الثاني المكذب قلبا و
المصدق لسانا وهو في
الدرك الاسفل من النار
وفيهم نزل استغفرت
لهم الاية وبالجملة
فالمنافق لفظ مشترك
ولاهمال هذا التحقيق
وقعوا في الخبط .
ولما لم يكن لانواع الكفر
احكام في الشرع بعد اتفاقها
في انها كلها في النار لم تختص
بحسب هذا الاصطلاح لمعنى
وفي الحديث ان بعض الكفار
يخفف عنهم [illegible]

ہیں، خلاصہ یہ کہ جس کو گناہ نے گھیر لیا
یا کسی قسم کی اسکو اس میں فنا حاصل ہو گئی
وہ پہلے معنی کے اعتبار سے منافق ہے
اور اسی چیز کا صحابہ کرام اپنے اوپر
خوف کیا کرتے تھے،
اور دوسرے قسم کا منافق وہ ہے، کہ
قلب سے جھٹلائے، اور زبان سے
تصدیق کرے تو اسکا انجام درک اسفل
من النار ہے اور انہیں منافقین کے
بارے میں یہ آیت نازل ہوئی استغفرت
لهم الاية، الغرض منافق کا لفظ ان
دونوں معنی میں مشترک ہے اسی تحقیق کے
نہ سمجھنے کی وجہ سے خبط میں پڑ جاتے ہیں
اور انواع کفر کے شریعت میں کوئی
احکام نہیں کیونکہ اس چیز پر اتفاق
ہے کہ سب کے سب دوزخی ہیں اس
اصطلاح کی بنا پر کسی معنی کی کوئی خصوصیت
نہیں، اور حدیث شریف میں ہے کہ
بعض کافروں سے عذاب میں تخفیف

عَنِ الْقِسْمِ الَّذِیْ هُوَ بِاِزَاءِ الْمُنَافِقِ	کی جائیگی تو وہ اسی قسم کے ہیں، جیسا کہ
فِی الْمُؤْمِنِیْنَ فَتَدَبَّرْ وَتَرْشُدْ	مسلمانوں میں منافق بخوبی سمجھ لو،

نسخ کی حقیقت!

وَاَیْضًا مِمَّا یَجِبُ التَّنْبِیْهُ	یہ بات بھی خصوصیت کیساتھ یاد
عَلَیْهِ اَنَّ النَّسْخَ کَانَ فِیْ	رکھنے کے قابل ہے کہ صدر اول میں نسخ
اِصْطِلَاحِ الصَّدْرِ الْاَوَّلِ بِاِزَاءِ	زائل کرنے کے معنی کیلئے استعمال کیا جاتا
مَعْنَی الْاِزَالَةِ فَقَطْ اَعَمُّ مِنْ	تھا عام ازیں زوال علماء کے زوال
اَنْ یَکُوْنَ زَوَالًا لِزَوَالِ	کیساتھ ہو جیسا کہ علم نجوم یا رمل یا کسی
الْعُلَمَاءِ کَنَسْخِ النُّجُوْمِ وَ	قیاس باطل کو رد کیا جائے ،جیسا کہ بحیرہ
الْمُقَطَّ اَوْ رَدِّهَا الْقِیَاسِ بَاطِلٌ	اور سائبہ کا نسخ عمل میں لایا گیا یا یہ کہ
کَنَسْخِ الْبَحَائِرِ وَالسَّوَائِبِ	جو حکم شرعی نافذ تھا اس کی مدت نفاذ
اَوْ بَیَانًا لِانْتِهَاءِ مُدَّةِ الْحُکْمِ	کے ختم ہونیکا اعلان کر دیا جائے اور اس
وَقَدْ ذَکَرْنَا السِّرَّ فِیْهِ اَوْ بَیَانًا	کا راز ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یا یہ بتایا
لِاَنَّ الْمَفْهُوْمَ الْمُوَافِقَ اَوِ الْمُخَالِفَ	جائے کہ کسی چیز کا مفہوم موافق یا مخالف
غَیْرُ مُرَادٍ وَغَیْرُ ذٰلِکَ وَلَمَّا لَمْ	مراد نہیں وغیر ذلک وجب اکثر
یُدْرِکْ هٰذَا التَّحْقِیْقَ جُلُّ	مفسرین اس تحقیق کو نہ سمجھ سکے تو خبط
الْمُفَسِّرِیْنَ اخْتَبَطُوْا فَتَدَبَّرْ	میں گرفتار ہو گئے،
وَاَیْضًا مِمَّا یَجِبُ التَّنْبِیْهُ	اور ان امور سے کہ جن پر تنبیہ واجب ہے

عَلَيهِ اَنَّ الاِرَادَةَ وَالمَشِيئَةَ فِي القُرآنِ حَيثُمَا ذُكِرَتْ فَالمُرَادُ عَنهُمَا الرِّضَاءُ وَكَذٰلِكَ الاَمرُ وَالاِذنُ فَتَدَبَّرْ ۔

وہ یہ کہ قرآن کریم میں جس مقام پر ارادہ اور مشیت کا ذکر کیا ہے تو اس سے مراد رضا ہے اور اسی معنی کیلئے اِذن اور امر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے ،

اِعلَمْ اَنَّ الكُفَّارَ الَّذِينَ خَاصَمَهُمُ اللهُ تَعَالٰى فِي كِتَابِهِ صِنفَانِ الاَوَّلُ المُشرِكُونَ وَكَانُوا يُشرِكُونَ الاَصنَامَ فِي العِبَادَةِ وَطَلَبِ الحَوَائِجِ وَالذَّبحِ وَالدُّعَاءِ اَىِ الذِّكرِ النُّذُورِ وَرُبَّمَا الاَيمَانَ وَاَصلُ ضَلَالِهِم هٰذَا اَنَّ اٰبَاءَهُم لَحِقُوا بِبَعضِ المُقَرَّبِينَ مِنَ النَّاسِ وَالمَلَائِكَةِ وَرَاَوا مِنهُمُ الكَرَامَاتِ وَعَلِمُوا اَنَّهُم اَحِبَّاءُ وَاجِبُ تَعظِيمِهِم

یاد رکھو کہ جن کافروں کیساتھ مجادلہ کیا گیا ہے وہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک ان میں سے مشرکین ہیں یہ لوگ اپنے اصنام کو اللہ تعالے کی عبادت میں شریک ٹھہراتے تھے ان سے مرادیں مانگتے اور انکے نام پر ذبح کرتے تھے ان کی یاد میں مشغول رہتے اور استعانت اور استغاثہ کے طور پر انکو پکارتے اور ان کیلئے منتیں مانتے تھے اور انکے نام کی قسمیں کھاتے تھے اور انکی گمراہی کی بنیاد یہ ہے کہ انکے باپ دادا کو بعض صالح لوگوں کی صحبت حاصل ہوئی اور بعض ملائکہ سے انہوں رشتہ عقیدت جوڑا اور انکی کرامات کا مشاہدہ کیا اور انکو واجب التعظیم سمجھا ، ان کی اس تعظیم کا باعث

وَاَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَا یُتَقَرَّبُ	یہ تھا کہ انکے دلوں میں یہ عقیدہ جم گیا تھا
مِنْهُ اِلَّا بِوَاسِطَتِهِمْ فَاِذَا	کہ انکو واسطہ قرار دیئے بغیر کسی کو اللہ
عَظَّمُوْهُمْ وَطَلَبُوْا مِنْهُمْ	تعالٰی کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا اسلئے
الْحَوَائِجَ وَشَاعَ ذٰلِكَ	وہ اسکے مستحق ہیں کہ انکی تعظیم کیجائے اور
حَتّٰى نَشَأَ هٰؤُلَاءِ	اپنی مرادیں اور حاجتیں ان سے طلب
الْمُشْرِكُوْنَ فَاَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ	کی جائیں یہ باتیں ان میں شائع ہو گئیں
مِنْ كُلِّ وَجْهٍ كَادَ قَلْبُهُمْ	چنانچہ انکی قلوب میں یہ عقیدہ اس قدر مستحکم
اَنْ يَحْكُمَ لَهُمْ بِالْاُلُوْهِيَّةِ	ہو گیا کہ وہ من کل الوجوہ پکے مشرک ہو
وَالْخَالِقِيَّةِ وَاَزْعَجَهُمْ اَمْرُ	گئے اور اپنے دلوں میں ان مقربین کو
مَا جَنَىٰ وَهُوَ اَنَّ الْمَلِكَ	تقریباً معبود اور خالق سمجھنے لگے انہوں
الْعَظِيْمَ لَا يُسْتَطَاعُ	نے عالم قدس کو اس عالم مادی محسوس کی طرح قیاس کیا انہوں
قُرْبُهٗ اِلَّا بِوَاسِطَةِ مُلُوْكِهِمْ	نے دیکھا کہ عظیم الشان شہنشاہ کا قرب
خُلَفَائِهٖ فِيْ اَطْرَافِ	حاصل کرنے کی سوائے اسکے اور کوئی صورت
الْمَمَالِكِ فَهُمْ مُلُوْكٌ	نہیں کہ پہلے اسکے مصاحبین اور مقربین
وَهُوَ مَلِكُ الْمُلُوْكِ وَكَانُوْا	خلفاء نواب کا قرب اور انکی خوشنودی
يُنْكِرُوْنَ بِعْثَةَ رَسُوْلِنَا	حاصل کی جائے، یہ لوگ ارسال رسل
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُقِرُّوْنَ	اور بعثت انبیاء کو تسلیم کرتے تھے اور ملت
بِبِعْثَةِ سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَيَدَّعُوْنَ	ابراہیمی کے اتباع کے مدعی تھے لیکن
اِتِّبَاعَهُمْ اِبْرَاهِيْمَ صَلَوَاتُ	ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

الله عليه وسلامه وأصل ذلك استبعادهم أن يكلم الله رجلا هو مثلنا ومن جنسنا يأكل ويشرب ولا نبيّ له مزية عليهم بزعمهم ومن عادة الجهلة أنه إذا لم يروا رجلا زعموه منزها ثم إذا رأوه يمارس العادات أنكروا عليه فلهذا السر كانوا يكفرون بسائر الأنبياء ويكفرون بمحمد صلى الله عليه وسلم۔

کا انکار کرتے تھے اسلئے کہ انکی عقل سے یہ چیز بالا تھی کہ اللہ تعالے ایسے انسان سے کلام فرمائے جو کہ ہمارے جیسا ہے اور ہمارے طریقہ سے کھاتا پیتا ہے اسلئے کہ انکا خیال تھا کہ انہیں ہم پر کسی قسم کی فوقیت حاصل نہیں جاہلوں کی عادت ہے کہ جس کسی کو انہوں نے دیکھا نہیں ہوتا تو وہ اس کو مقدس اور فوق البشر ہستی خیال کرتے ہیں برخلاف اس کے اگر کوئی صاحب کمال ان کے سامنے ہو اور وہ یہ دیکھ لیں کہ یہ بھی ہماری طرح زندگی بسر کرتا ہے اور اس کی عادات ہمارے مخالف نہیں تو اس وجہ سے اس کی فضیلت کا انکار کرتا کرتا ہے ان لوگوں کے دیگر انبیاء کرام کو تسلیم کرنے اور ہمارے رسول اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کرنے میں یہی راز تھا،

وكانوا ينكرون البعث والجزاء وأصل ذلك ألفتهم بالزمان لأنهم مدّ دار أمور هذا الانتظام بهذا الترتيب وخفي عليه السر الخفي في الوجود

اور یہ لوگ بعث بعد الموت اور جزا کا انکار کرتے تھے اور ان کے دلوں میں یہ عقیدہ پیدا ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ مدت ہائے دراز سے اس بات کے مالوف تھے کہ عالم کا نظام جوں کا توں ہے حقیقت تک رسائی سے انکی عقلیں قاصر

فزعموا هذا الانتظام مر دائما كذلك واستبعادهم ان تجمع الاجزاء المتفرقة بعد صيرورتها ارضا.

تحقیق انہوں نے اس یہ نتیجہ اخذ کیا کہ نظام دائمی ہے اور وہ اس چیز کو بعید از صواب سمجھتے تھے کہ جسم انسان کے خاک ہو جانیکے بعد اجزاء متفرقہ کون جمع کر سکتا ہے

وكانوا حرموا اشياء واحلوا اشياء لم يأمر الله بها واصل ذلك عمرو بن اللحي فانه هو الذي سيب السوائب وان الجهلة يوجبون على انفسهم بغير علم امرا ويتبعهم رجال آخرون اذا رأوا انهم سعدوا في حياتهم الدنيا فهذه خمسة مسائل خاصم الله تعالى في كتابه فيها المشركين.

اور ان چیزوں کو حرام اور حلال کر لیا تھا کہ جنکا اللہ تعالے نے حکم نہیں دیا تھا، اور اس کی بنیاد عمرو بن لحی نے ڈالی کہ جس نے سب سے پہلے سوائب کو رواج دیا اور جاہلوں کا دستور ہے کہ اللہ تعالے کے احکام کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بعض امور کو اپنے اوپر واجب کر لیتے ہیں اور دوسرے جب دیکھتے ہیں کہ ان کو عزت ہے تو وہ انکی اتباع شروع کر دیتے ہیں اور سعادت دنیا میں ملی ہے یہ وہ پانچ مسائل ہیں کہ جن کے بارے میں قرآن کریم نے مشرکین سے ردو قدح کی ہے،

والثاني اهل الكتاب وكانوا يثبتون لله

اور دوسرا گروہ کہ جنکے ساتھ قرآن کریم نے مجادلہ فرمایا ہے وہ اہل کتاب

سُبْحَانَهٗ وَلَدًا وَاَصْلُهٗ اَنَّ لِعِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ خُصُوْصِيَّةً لَيْسَتْ لِغَيْرِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَهٗ بِلَا سَبَبٍ ظَاهِرٍ بِحُبِّهٖ اِيَّاهُ وَكَذٰلِكَ لِعُزَيْرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ خُصُوْصِيَّةٌ فَسَمَّوْا هٰذِهِ الْخُصُوْصِيَّةَ بُنُوَّةً وَكَادَ اَخْلَافُهُمْ يَزْعُمُوْنَ الْبُنُوَّةَ الْحَقِيْقِيَّةَ وَالْاَوَّلُ زُوْرٌ لِاَنَّهٗ مَجَازٌ اَوْ نَقْلٌ بِلَا جَامِعٍ يُعْتَدُّ بِهٖ مَعَ مَا فِيْهِ مِنْ فَسَادِ الْمَصْلَحَةِ وَسُوْءِ الْاَدَبِ فَكَيْفَ الثَّانِيْ ۔

کا ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کیلئے اثبات ولد کرتے تھے اور اس غلط عقیدہ کی بنیاد یہ تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک خاص منزلت حاصل ہے اور وہ اس خصوصیت سے ممتاز تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بغیر باپ کے پیدا کیا جسکا کوئی ظاہری سبب نہیں تھا صرف اللہ تعالیٰ کے وہ محبوب بندے تھے اور عزیر علیہ السلام کو بھی اسی طرح بارگاہ الٰہی میں خصوصیت حاصل تھی ان خصوصیات کو اہل کتاب نے ابنیت سے تعبیر کیا ہے، جنکے اخلاف اسکو حقیقی ابنیت سمجھنے لگے، مگر یہ تعبیر سراسر جھوٹ ہے کیونکہ خصوصیت کو ابنیت سے تعبیر کرنا مجاز ہے اور اس مقام پر کوئی مرجح نہیں کہ جس سے دونوں کے مفہوم میں اشتراک پایا جائے علاوہ ازیں ابنیت کو ان معنوں میں استعمال کرنا مصلحت کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ سراسر گستاخی ہے تو پھر یہ تعبیر ثانی کیسے درست ہو سکتی ہے۔

وَكَانُوْا يُنْكِرُوْنَ بِعْثَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

اور اہل کتاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بھی منکر تھے،

وسلم وكان الباعث عليه
أشياء منها أنهم كانوا يزعمون
أن النبوة في آبائهم ومنها
البغي والحسد ومنها أن
العلامات المذكورة في التوراة
والانجيل كانت كلية لا
تحتمل انطباقها على الجزئيات
لاسيما وقد أولها قدماؤهم
لا على معنى المراد فكانوا
يحرفون الكتاب في ذلك على
وجهين إما كانوا يأولون
الكتاب على غير ما هو عليه
ثم يكتبون التاويل الفاسد
ويسمون الترجمة توراة
وانجيلا وإما كانوا يقيسون
قياسا فاسدا ويستنبطون
استنباطا فاسدا فيسمونها
حكم الله في التوراة فهذه
ثلاثة مسائل خاصم الله فيها

جس کے وجوہ مختلف تھے، وہ اپنی
زعم باطل میں یہ سمجھتے تھے کہ نبوت پر
فائز ہونا صرف بنی اسرائیل کی
خصوصیت ہے اور پھر خود غرضی اور حسد
تھا، اور تورات وانجیل کی پیشین گوئیاں
اس طور پر تھیں کہ انہیں مختلف معانی
پر محمول کیا جا سکتا تھا خصوصاً جبکہ ان
کے اسلاف اور قدماء نے انکو باطل معانی
پر محمول کیا، چنانچہ یہ اپنی کتابوں میں تحریف
کرتے تھے اور یہ دو طریقے تھے ایک یہ کہ
اسکی عبارتوں کی غلط توجیہات کرتے
تھے اور پھر ان ہی توجیہات کو اس مقام
پر لکھ دیتے اور اس ترجمہ کو اصل تورات
اور انجیل کے ساتھ موسوم کرتے یا قیاس
فاسد اور استنباط فاسد کرتے تھے، تو
اسے کہتے تھے کہ یہ اللہ تعالے نے تورات
میں حکم نازل کیا ہے چنانچہ یہ تین مسائل
ہیں کہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے
اہل کتاب سے بحث کی ہے کہ جن

أَهْلَ الْكِتَابِ هٰذَا أَحْسَنُ دَأْبِهِمْ وَمَحَلَّ النِّزَاعِ فِيهِمْ ۔

کی اصلیت اور غلط فہمی ہم نے بیان کر دی ہے،

تفسیر وحدیث کے اقسام!

وَاعْلَمَنَّ أَنَّ التَّفْسِيرَ تَفْسِيرَانِ تَفْسِيرٌ هُوَ حَظُّ أَهْلِ الظَّاهِرِ وَتَفْسِيرٌ هُوَ حَظُّ الْحُكَمَاءِ الرَّبَّانِيِّينَ أَمَّا الْأَوَّلُ فَهُوَ أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ قَدْ جَمَعَ الْعَرَبِيَّةَ وَسَمِعَ الْحَدِيثَ فَتَمَثَّلَتْ لَهُ مَلَكَةُ اسْتِنْبَاطِ الْمَرَامِ فَهُوَ بِذٰلِكَ يَتَصَرَّفُ فِي مَوَارِدِ الْكَلَامِ وَأَمَّا الثَّانِي فَهُوَ أَنْ يَكُونَ لِلرَّجُلِ لِامْتِثَالِهِ أَمْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِصْمَةٌ وَحِكْمَةٌ وَوَجَاهَةٌ مُحِيطًا بِحَقَائِقِ الْإِلٰهِيَّاتِ وَالْمَعَادِيَّاتِ وَغَيْرِهِمَا مُتَسَلِّطَ الْمَعَانِي مَنَاطِ الْآيَاتِ

یاد رکھو تفسیر کی دو قسمیں ہیں، ایک اہل ظاہر کی اور دوسری حکماء ربانیین کی تفسیر ہے تفسیر ظاہر کیلئے یہ ضروری ہے کہ آدمی کو عربیت میں کمال حاصل ہو اور اسی طرح حدیث میں کافی عبور حاصل ہو اس سے اس میں اسبات کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے، کہ وہ کلام کو سمجھ سکے اور قرآن کریم کی آیات سے صحیح طور پر استنباط کر سکے اور دوسری قسم کی تفسیر ان لوگوں کا کام ہے کہ جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے حکمت عصمت اور وجاہت کے اقتضاءات کو پورا کیا ہے الہیات اور معادیات وغیرہ پر ان کا علم کامل ہے، آیات کریمہ کے مناط پر انکی نظر

الکریمات فیدرک بحدۃ
بصیرتہ ان ای آیۃ تصل عن
ای حضرۃ فهذا هو الایمان
الکامل بالقرآن والیہ
ینتهی التصدیق ۔
وکذلک معرفۃ الحدیث
معرفتان اما معرفۃ اهل
الظاهر فبالرواۃ وغریب الحدیث
واما معرفۃ الحکماء فبالتطلع
الی حقیقۃ التشریع و
العلم ولیس العلم امرا
یمضی وینقضی ولکنہ عند
اللہ ازلی ابدی من فاز
بہ فهو الفوز الکبیر و
کذلک القیاس قیاسان
اما قیاس اهل الظاهر
فعرفان العلل وتطبیق
المقیس بالمقیس
علیہ واما قیاس

رہتی ہے اور وہ اپنی تیز فہمی سے ہر ایک
آیت کے متعلق یہ کہہ سکے کہ اسکا صدور
کون سی بارگاہ سے ہوا قرآن مجید پر
کامل ایمان رکھنے کی حقیقت یہی ہے
اور یہی تصدیق کا منتہائے کمال ہے،
علی ہذا حدیث کا جاننا بھی دو طرح
پر ہے ایک طریقہ اہل ظاہر کا جسکا
مدار راویوں کے ثقہ اور غیر ثقہ اور
غریب الحدیث وغیرہ جاننے پر ہے
اور حکماء ربانیین کا نظریہ تشریع اور
علم کی حقیقت جاننا ہوتا ہے اور
علم آنے جانے والی شے نہیں بلکہ وہ
اللہ تعالے کے ہاں ایک ازلی اور
ابدی چیز ہے جس نے اس کو پا لیا
اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی
اسی طرح قیاس کی بھی دو قسمیں ہیں
ایک قیاس اہل ظاہر کا ہے وہ تو
علتوں کا جاننا اور مقیس کو مقیس علیہ
کے مطابق کرنا ہے اور ایک قیاس

اَهْلِ الْحِكْمَةِ فَاَجَلُّ مِنْ	اہل حکمت کا ہے اور انکے افکار عالیہ کی
اَنْ يَتَصَوَّرَهُ الْاَذْهَانُ	حقیقت اس سے بالاتر ہے کہ معمولی
الْمَشْهُوْرَةُ وَعَلٰى اَنْ نَذْكُرَ	اذہان اسکا ادراک کرسکیں اور ممکن
هٰذِهِ الْعُلُوْمَ فِيْ رِسَالَةٍ	ہے کہ ہم ان علوم کو ایک مستقل تصنیف
مُنْفَرِدَةٍ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى	کی صورت میں شائع کریں، ان
بِيَدِهِ الْخَيْرُ ۔	شاء اللہ تعالے بیدہ الخیر،

حقائق حروف

وَمِنْ فُنُوْنِ الْحِكْمَةِ فَنُّ	اور انواع حکمت میں سے حقائق
الْحُرُوْفِ ا - غَيْبٌ مَحْضٌ	حروف کا جاننا بھی ضروری ہے چنانچہ
لَا بِشَرْطِ شَيْءٍ ب	الف کا مفہوم غیب محض ہے بلا شرط لا
لُزُوْمُ تَدَنُّسٍ ت	شیٔ ب کے معنیٰ لزوم تدنس کے ہیں،
تَتْمِيْمُهَا غَالِبًا وَمَعْنَاهَا	ت میں غالباً اس کی تکمیل ہے یعنی وہ
مِثْلُ مُتَدَنِّسٍ غَيْرِ مُتَعَيِّنِ	متدنس کہ جسکی حقیقت متعین نہیں ث
الْحَقِيْقَةِ ث بَدَلُ عَنِ التَّاءِ	غالباً تا کا بدل ہے اور اسکے بعینہ
غَالِبًا وَمَعْنَاهُ مِثْلُ التَّاءِ	وہی معنیٰ ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ
اِلَّا اَنَّهُ اَلْطَفُ مِنْهُ ج	اس کا مفہوم لطیف تر ہے، ج کا
مَعْنَاهُ تَخْلِيْطٌ غَيْرُ مُتَشَعْشِعِ	مفہوم وہ تخلیط ہے کہ جسکے مفہوم میں
الْمَاهِيَّةِ ح غَيْبٌ بِشَرْطِ	نورانیت نہیں، ح کے معنیٰ غیب بالشرط

شيء خ هو كالحاء وتزيد
فيه معنى اللزوم والتخليط
د لزوم لا انفكاك له ذ مثله
الا أن فيه لطفا وهو ما د
ظهور مترددا أعني يظهر
مرة ويبطن أخرى أو
يصدر عنه آثار ظاهر
وباطن ز هو الجيم إلا
أن فيه لطفا وإشعارا
بمعنى اللزوم س
سريان موهوم أو
موجود ش هو الانطباق
والشمول ص رفعة
عودية ض فساد
صورة إلى أوكس
مثله ط غيب بشرط
لا ظ هو الظهور غير
المتشعشع وفيه
لطف ع هو

شے کے ہیں خ اور ح کے ایک معنی ہیں مگر اس میں تعمیم
زیادہ ہے، د کا مفہوم وہ لزوم ہے، کہ جس میں انفکاک نہیں ہوتا
ذ بھی اسی معنی میں مستعمل ہے لیکن اسمیں ایک مفہوم جیسی لطافت
ہ کے معنی اس ظہور کے ہیں، کہ جس
میں تکرار اور تردد کا مفہوم شامل ہے
اس سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ کبھی اس
سے اسکا ظہور اور کبھی اخفا ہونا
ہے یا اس سے دو طرح کے اثرات
ظہور میں آتے ہیں، ظاہر اور باطن،
ز کے معنی جیم کی طرح ہیں مگر اسمیں
لطافت اور کسی قسم کا لزوم پایا جاتا ہے
س کا مفہوم سریان ہے خواہ موجود
ہو یا موہوم ش کے معنی انطباق
اور شمول کے ہیں، ص کا مفہوم رفعت
عودیہ ہے، ض کا مفہوم کسی صورت
کا ناقص سے ناقص ہونا، ط کے
معنی غیب بشرط لا شئے، ظ اس
ظہور کا نام ہے کہ جس میں لطافت
تو ہو مگر نورانیت نہ ہو، ع کا مفہوم

الحاءِ إلَّا أنَّ فيهِ شروقًا	حٓ کے طریقہ پر ہے مگر اس میں چمک
وَتشعشعًا غ هوالمنكدرُ	اور نورانیت ہے غٓ بمعنی انکدار
ف كفافًا بِمَا وَمعنَاهُ	ق کے معنی تٓ کے طریقہ پر ہیں مگر
كالتَاءِ ق تحجُّرٌ	اس میں لکنت ہے قٓ کے معنی سخت
غايَةَ التَحجُّرِ وَيُستعادُ	تحجر کے ہیں کہ جسکے معنی باعتبار کنایۃ
لِلقوَةِ ك آضعفُ	کے قوت کیلئے مستعمل ہوتے ہیں، ک
مِن ذلِكَ وَاخفُّ	کا مفہوم اس سے ضعیف اور کمزور ہے
ل هوالتعيّنُ بعدَ	لٓ ابہام کے بعد تعیین کرنا، مٓ بمعنی
الابهامِ م هوالتدنُّسُ	تدنس تام، ن بمعنی نور اور روشنی
التامُ ن هوالنورُ	و، کا استعمال کبھی میم کے طریقہ پر اور
وَالضوءُ و قد يكونُ	کبھی باء کے طریقہ پر ہوتا ہے لاؔ کے
كالميمِ وَقد يكونُ كالباءِ	معنی وہ غیب کہ جس کا وجود عالم
لا غيبُ عالمِ التخليطِ ى هوَ	تخلیط میں، یٓ کے معنی ظہور اور خفاء
التردُّدُ بينَ الظهورِ وَالخفاءِ	میں تردد کے ہیں
وَاعلمَ انَّ الهمزةَ وَ	یاد رکھو کہ ہمزہ اور ھ کے ایک
الهاءَ وَاحدةٌ إلَّا انَّ الهاءَ	معنی ہیں، لیکن ھ کے مفہوم میں تخلیط
اخلطُ وَالحاءُ وَالعينُ واحدٌ	زائد ہے اور ح و ع کا ایک معنی ہیں
إلَّا انَّ العينَ اشرقُ وَالخاءُ	لیکن ع میں اشراق اور نور زائد ہے
وَالغينُ وَاحدٌ إلَّا انَّ الخاءَ	خ اور غ کے ایک معنی ہیں لیکن خ کے

اَلْزَمُ وَالْغَيْنُ اَغْلَظُ	مفہوم میں لزوم اور غ کے مفہوم میں
وَالْقَافُ وَالْكَافُ	غلظت زائد ہے ق اور ک کے ایک
وَاحِدٌ اِلَّا اَنَّ الْكَافَ	ہی معنی ہیں مگر موخر الذکر خفیف تر ہے
اَخَفُّ وَاللَّامُ وَالرَّاءُ	ل اور راء کے مفہوم میں تردد ہے
وَاحِدٌ اِلَّا اَنَّ اللَّامَ	د اور ت کے ایک معنی پائے جاتے ہیں
اَنْزَلُ فَتَعَيَّنَ وَالرَّاءُ اَرْفَعُ	مگر د میں لزوم اور فصاحت ہے
مِنْ ذٰلِكَ فَتَرَدَّدَ وَالدَّالُ	اور ت میں ابہام کی زیادتی ہے ج
وَالتَّاءُ وَاحِدٌ اِلَّا اَنَّ	اور ز کے بھی ایک ہی معنی ہیں، مگر ز
الدَّالَ اَلْزَمُ وَاَفْصَحُ وَالتَّاءُ	میں زائد لطافت پائی جاتی ہے،

اَبْهَمُ وَالْجِيْمُ وَالزَّاءُ وَاحِدٌ اِلَّا اَنَّ الزَّاءَ اَلْطَفُ ۔

وَلْنُمَهِّدْ لِذٰلِكَ	اور اب اسی معنی کو پیش نظر رکھتے ہوئے
اَلْفَاظًا عَلٰى هٰذَا الْمَذَاقِ	بعض الفاظ مرکب کے ہم تم کو معانی
اَلْ غَيْبٌ تَعَيَّنَ وَمِنْهُ	بتلاتے ہیں، ال کے معنی ہیں وہ غیب
قَالَ بَعْضُ الصُّوْفِيَّةِ	ہے جو متعین ہو گیا اسی بنا پر بعض
اِنَّ الْاِسْمَ الْاَعْظَمَ اَلْ	صوفیہ ال کو اسم اعظم کہتے ہیں، بل
بَلْ اِتَّصَلَ بِمَا قَبْلَ	کے یہ معنی ہیں کہ اسی تعین کو اپنے ماقبل
هٰذَا الْمُتَعَيَّنِ هَلْ	سے اتصال حاصل ہو گیا، ھل وہ
مُنْكَرٌ يُطْلَبُ تَعَيُّنُهٗ	مجہول چیز ہے کہ جس کا تعین مطلوب
اَيْ غَيْبٌ مُتَرَدِّدٌ	ہے، آی کے معنی وہ غیب متردد کہ

يُعْلَمُ جِنْسُهُ وَيُجْهَلُ عَيْنُهُ
ذا مُبْهَمُ الذَّاتِ الَّذِي غَيْبٌ
مُتَعَيِّنٌ بِأَمْرٍ مُتَنَكِّرٍ سَاعَتَئِذٍ
يُفْصَحُ عَنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ وَ
سَرٰى وَسَارَ وَسَرَّ وَسَبَحَ
وَسَاحَ كُلُّهَا تُنْبِئُ عَنْ مَعْنَى
السَّرَيَانِ وَضَلَّ وَضَارَ وَ
ضَرَّ وَضَنَّ كُلُّهَا يُشْعِرُ بِالْفَسَادِ
وَقَدْ يُسْتَعَارُ الضَّادُ لِتَجَرُّدِ
الْكَيْفِيَّةِ الصُّوَرِيَّةِ فَيُقَالُ
أَبْيَضُ لِلَّازِمِ تَرَدُّدِ مُنْفَكًّا وَ
هُوَ مِنْ كَيْفِيَّاتِ الصُّوَرِيَّةِ وَ
أَخْضَرُ لِتَخْلِيطِهِ مِنْ كَيْفِيَّاتِ
الصُّوَرِيَّةِ وَطَوْدٌ وَطَوْرٌ وَطَفٰى
وَطَافَ وَطَارَ كُلُّهَا تَبَعُّدٌ أَوْ
تَقَدُّسٌ عَنْ حِسٍّ غَيْبٍ سَرٰى
بِالْمَعْنَى وَالْإِدْرَاكِ يُوحِي غَيْبٌ سَوِيٌّ
ظَهَرَ أَثَرُهُ مِنْهُ وَبَطَنَ أَثَرُهُ
الْجِدُّ وَالْوُدُّ وَالتَّرَدُّدُ وَالْمَدُّ

جس کی جنس معلوم اور عین مجہول ہے
ذا کا مفہوم وہ مبہم ذات ہے کہ جس میں
غیب متعین ہوا جسکی صورت بظاہر منکرہ
کی ہے مگر یہ ابہام زائل ہو جائے گا
سرے، سارا، سیر، سبح اور
ساح، ان سب میں سریان کے معنی
پائے جاتے ہیں، ضل، ضار، ضد
ان الفاظ میں جو ض پہ مشتمل ہیں، فساد
کے معنی پائے جاتے ہیں بعض اوقات
کیفیت صوریہ کے اظہار کیلئے ض کا
لفظ لایا جاتا ہے مثلاً ابیض کا مفہوم
وہ لازم کہ جسکے انفکاک میں تردد ہو
اور کیفیات صوریہ میں سے ہے اور
اخضر اس تخلیط کیلئے جو کیفیات صوریہ
میں سے ہے، طور، طود، طفی
طاف، طار سب میں بعد اور تقدس
کا مفہوم ہے نیز وہ غیبی احساس جس
کے سریان میں تعمق ہے، ادراک
کے معنی وحی غیبی کہ جسکے سریان کے

کُلُّهَا لِلُزُومٍ وَصَدَفٍ وَصَلَحٍ — بعض اثرات ظاہر ہوئے اور بعض پوشیدہ

وَصَارٍ وَصَبرٍ کُلُّ مَا لِلعَودِ اِمَّا — رہے جذ و ذ مذر د سب میں

نَقَطُ اَوْ مَعَ رِفْقَةٍ دَعِلْمٍ شَرْقِيٍّ — لزوم کے معنی پائے جاتے ہیں صدف صلح، صار صبر سب

تَعَيَّنَ بِاللُّزُومِ مُتَدَنِّسٍ وَمُحِي — میں عود کا مفہوم ہے یا بعض اور مفہومات بھی اس کے

وَمُحِّصٍ کُلُّ مَا لِمُتَدَنِّسٍ اِنْتَقَلَ — ساتھ شامل ہیں نیز وہ اشراقی علم جس میں اس لئے تعین

اِلَى الْغَيْبِ وَنُورٌ وَنَارٌ وَنَهَارٌ — پیدا ہوا ہو کہ اس میں اور متدنس میں لزوم ہے

نَهَرٌ کُلُّهَا لِلضَّوْءِ اَوْ لِذِی ضَوْءٍ — محی۔ اور محص میں متدنس کا مفہوم ہے

وَلَمْعٌ وَعَيْنٌ وَعَنَا کُلُّ مَا لِلشُّرُوقِ — جو غیب کی طرف منتقل ہوا۔ نور، نار، نہر نہار

وَقَرٌّ وَحَقٌّ لِلثُّبُوتِ ۔ — روشنی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ لمع، عین، عنا

بمعنی چمک اور نورانیت قر اور حق ثبوت کیلئے ہیں،

وَبِالْجُمْلَةِ فَعِلْمُ الْحُرُوفِ — خلاصہ یہ کہ حقائق حروف کا علم اس

لَيْسَ فِيمَا يُحَاطُ بِهِ فِي الْكَلَامِ — قدر مختصر نہیں کہ اس کو کلام استطرادی

الْاِسْتِطْرَادِيِّ وَاللّٰهُ تَعَالٰى — میں بیان کیا جا سکے واللہ الموفق میں تم

هُوَ الْمُوَفِّقُ وَاَنَا اَبُوحُ وَ — سے سچ کہتا ہوں کسی قسم کی کوئی زیادتی

لَا كِذْبَ — نہیں، شعر:

وَمِنْ اِحْسَانِ رَبِّي صِرْتُ — اور میں اپنے پروردگار کے احسانات سے

بَحْرًا ۔ وَكَانَ الْحَقُّ — بحر پر سور یا ہو گیا، اور حق کے جلوہ گر ہونے

وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ ۔ — سے حائل اور پردہ ختم ہو گیا اور میری

لِسَانِي صَارِمٌ لَا عَيْبَ — زبان سیف رواں ہے کہ جس میں کوئی

فِيهِ ، وَيَجْرِي لَا تُكَدِّرُهُ	نقص نہیں اور میرے علم کا دریا صاف ہے، کہ
الدِّلَاءُ ،	ڈول ڈالنے سے کچھ کدورت نہیں ہوتی
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الَّذِي اَنْعَمْتَ	اے اللہ العالمین مجھ پر یہ تو نے تمام
عَلَيَّ بِلَا اسْتِحْقَاقٍ مِنِّي	انعامات بغیر استحقاق کے کئے ہیں
فَلَكَ الْحَمْدُ ،	فلک الحمد ،

وَصِيَّةٌ

اُوْصِيكَ بِالْاِهْتِمَامِ فِي	میری وصیت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ
الْاِقْتِرَابِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَ	کا قرب حاصل کرنے اور اس کی اطاعت و
الْاِجْتِهَادِ فِي طَاعَتِهٖ فَاِنَّهَا	فرمانبرداری میں پوری کوشش کیجائے
جِمَاعُ الْخَيْرِ وَمِلَاكُ الْاَمْرِ	اسلئے کہ یہی چیز تمام خیر کو جامع اور
وَكُنْ حَنِيْفًا لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ	ملاک امر ہے اور حنیف بننے کی کوشش
شَيْئًا لَا جَلِيًّا وَّلَا خَفِيًّا	کرو اللہ تعالےٰ کیساتھ ہر قسم کے شرک
وَاِيَّاكَ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ	جلی اور خفی اور بدعات سے بھی اپنے
فَاِنَّهَا ضَلَالَةٌ وَاِيَّاكَ	کو محفوظ رکھو کیونکہ یہ سراسر گمراہی ہے
وَالْاِلْتِفَاتَ اِلٰى اَقْوَامٍ	اور جو لوگ اپنے کو فلاسفر کہتے ہیں
يُسَمُّوْنَ بِالْمُتَفَلْسِفَةِ	ان سے احتیاط کرو، اللہ تعالےٰ
وَاُولٰئِكَ قَدْ اَضَلَّهُمُ	نے جان بوجھ کر انہیں گمراہی میں
اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَحَبَسَهُمْ	ڈال رکھا ہے اور انکے ادراکات

فِي مُدُنِهِمْ كُتُبُهُمْ فَلَا
يَسْتَطِيعُونَ عَنْهَا مَحِيصًا
فَإِنْ شِئْتَ تَحْقِيقَ الْأَمْرِ
وَتَدْقِيقَ السِّرِّ فَلَيْسَ
عِلْمُهُمْ بِذٰلِكَ وَلٰكِنْ عِلْمٌ
يُؤْخَذُ مِنْ مَنْبَعِ الشَّرْعِ يُعَمَّرُ
بَعْدَ الطَّاعَاتِ وَالْاِقْتِرَابَاتِ
فَاتَّبِعُونِي أَهْدِكُمْ سَبِيلَ
الرَّشَادِ وَإِيَّاكَ تُنْكِرُ عَلَى
هٰذَا الَّذِي حَوَاهُ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ
فَتَخْسَرُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ خَائِبًا
عِلْمٌ حَقٌّ رَبَّانِيٌّ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ
مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ وَ
لِلّٰهِ دَرُّ مَنْ قَالَ بِالْفَارِسِيَّةِ
چوں بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است
سخن شناس نہ دلبرا خطا این جا است
وَلَوْلَا مُبَالَغَةُ بَعْضِ أَجِلَّةِ
الْخُلَّانِ وَأَعِزَّةِ الْإِخْوَانِ
لَقَدْ كِدْنَا أَنْ نَضِنَّ بِهٖ عَلَى

ہیں انکو قید کر رکھا ہے جس سے نکلنے
کا انہیں کوئی راستہ نظر نہیں آتا اگر تمہیں
تحقیق حق مطلوب ہے تو انکی لفاظیاں
کوئی مفید نہیں حقیقی وہ علم ہے کہ جسکا
ماخذ اور منبع وحی ہو اور طاعات بجا
لانے اور باری تعالے کا قرب حاصل
کرنے کے بعد اسکا ظہور ہو، فاتبعونی
اھدکم سبیل الرشاد اور جو کچھ
ہم نے اپنی تالیف خیر کثیر میں لکھا ہے
اسکو پڑھ انکار والا معاملہ نہ کرنا ورنہ
تو دنیا و آخرت میں ذلیل ہو گا۔ اسکا
مضمون علم حق ربانی ہے کہ جسکے آگے اور
پیچھے سے باطل اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتا
کسی نے فارسی میں خوب کہا ہے۔
جب تو اہل دل کی بات سنے تو اسکو غلط نہ کہہ
اے دلبر تو بات کا پہچاننے والا نہیں غلطی اسی جگہ ہے
اگر میرے بعض بزرگ دوست اور عزیز
بھائی اصرار نہ کرتے تو بہت ممکن تھا
کہ ہم ان دقیق عسیر الفہم مضامین کے

مستشهودة الاذهان ولكن	معرض تحریر لانے میں گریز کرتے لیکن جو کہ
الخير فيما صنع الله المنان	کچھ حنان ومنان کو منظور تھا وہی ہوا اور
والحمد لله اولا واخرا	اسی میں خیر وبھلائی ہے، والحمد للہ
ظاهرا وباطنا قلبا وقالبا	اولاً وآخراً وظاهراً وباطناً وقلباً
سرا وعلانية	وقالباً وسراً وعلانیۃً"
اليك يدي عنك	آخر میں الہ العالمین سے ہاتھ اٹھا کر دعا
لا ايادي تمنها ۔	مانگتا ہوں کہ حق پر قائم رکھ اور اپنے
اجرني فلا اجري	عذاب اور ظلم وجور اور ضلالت سے
بجوير فاخطلا ۔	محفوظ رکھ، آمین!

برحمتك يا ارحم الراحمين، سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين

فتاوی رشیدیہ کامل مبوب

قیمت مجلد ۸/۰

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی شخصیت علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج
نہیں اور آپ کے فتاوی رشیدیہ کو دیگر کتب فتاوی پر فوقیت کا علم بھی اہل علم
کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اگرچہ فتاوی رشیدیہ عرصہ ہوا طبع ہو کر شائع
ہو چکا تھا۔ مگر اس کی تبویب برائے نام تھی مزید یہ کہ اسے تین حصوں میں تقسیم
کر دیا گیا تھا۔ اور ہر حصے میں وہی ابواب قائم کئے گئے تھے جو دوسرے حصوں
میں بھی تھے۔ اس طرح ایک باب کے مسائل تین حصوں میں منتشر ہو گئے
تھے جس کی وجہ سے کسی مسئلہ کو بآسانی معلوم کرنا آسان نہ تھا۔ مگر اس
بے نظیر فتاوی کو ایک نئی شان و شوکت اور گوناگوں خصوصیات کے ساتھ از سر نو
ترتیب و تبویب دے کر شائع کیا گیا ہے

تبویب و ترتیب چونکہ فقہ کی کتب متداولہ میں عقائد وغیرہ سے بحث
نہیں ہوتی اور فتاوی رشیدیہ میں عقائد کا ایک معتد بہ حصہ موجود ہے نیز
عقلی لحاظ سے عقائد کو اعمال پر تقدم حاصل ہے اس لئے عقائد کو اس کے
متعلقہ ابواب کو مقدم اور بقیہ ابواب کو حضرات فقہاء کی ترتیب کے مطابق رکھا ہے
اس طرح ایک باب کے تمام مسائل یکجا جمع ہو گئے ہیں۔ اور ہر مسئلہ کا عنوان قائم کیا گیا ہے

محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب **قرآن محل** مقابل مولوی مسافر خانہ **کراچی**

مفتاح اللغات

عربی اردو ڈکشنری قیمت -/10 طول ½7 انچ عرض 5 انچ صفحات 952

تیس ہزار سے زائد قدیم وجدید لغات کا مستند ذخیرہ مع عربی
اردو ضرب الامثال و اہم اشیاء کی عکسی تصاویر

ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ آج تک اس طرز پر اس درجہ کی کوئی اردو عربی ڈکشنری شائع نہیں ہوئی ہے جس میں عربی الفاظ کے اتنے بڑے ذخیرے کو سلیس اردو ترجمہ کے شائع کیا گیا ہو اور ترتیب انگریزی ڈکشنری کی طرح ہو تاکہ جس لفظ کے معنی معلوم کرنے ہوں تو بغیر کسی دشواری اور تکلیف بلکہ بے حد آسانی سے نکالے جا سکتے ہوں۔ مفتاح اللغات اپنی ان پانچ خصوصیات کی وجہ سے بے مثل ہے۔

(۱) ترتیب بطرز انگریزی ڈکشنری رکھی گئی ہے
(۲) ابتداء میں عربی کے ضروری قواعد اور اصطلاحات کی تشریح نیز لغات عربی کی تاریخ درج ہے (۳) لغات کے بعد چار سو سے زائد عربی اردو ضرب الامثال و محاورات کا بے نظیر ذخیرہ ہے۔ کتابت وطباعت دیدہ زیب۔
(۵) کاغذ اعلیٰ گلیز۔ جلد پائیدار۔ مفتاح اللغات کی یہ پانچ بے نظیر خصوصیات ہیں جو یکجا کسی دوسری لغت میں نہیں مل سکتیں

محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

الخیرُ الکثیرُ

مترجم اُردو

مُصنّف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ

مترجم

مولانا عابد الرحمٰن صدیقی کاندہلوی

ناشر

قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی